خطۂ پنجاب میں سلسلہ نقشبندیہ مجدّدیہ کی اولین خانقاہِ معلّی
کے بزرگانِ دین کے حالات وخدمات کا ذکرِ جمیل

تذکرہ

مشائخِ آلو مہار شریف

از افادات

سراج العارفین شہبازِ طریقت شارحِ مکتوباتِ امامِ ربانی

ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی

آستانہ عالیہ آلومہار شریف سیالکوٹ (پاکستان)

marfat.com

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ عظام کا شجرۂ معنعنہ کے مطابق پہلا تحقیقی مجموعہ

تذکرہ

مشائخِ آلومہار شریف

از افادات

سراج العارفین شہباز طریقت شارح مکتوبات امام ربانی

ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

محمد بشارت علی مجددی ◎ محمد نوید اقبال مجددی

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز
121- بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
پاکستان +92-55-3841160:☎

marfat.com

مشائخ آلو مہار شریف

جملہ حقوق بحقِ ادارہ محفوظ

باراول .... مارچ 2009 .... تعداد 1,100

ہدیہ .... 800 ..[redacted] روپے

ناشر

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

Tanzeem-ul-Islam Publications

121-B Model Town Gujranwala, Pakistan

Ph # :+92-55-3841160, Fax #:+92-55-3731933

Website:www.tanzeemulislam.org

E-mail: info@tanzeemulislam.org

tanzeemulislam@yahoo.com

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

رَبَّنَا

تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

marfat.com

اَللّٰهُمَّ

اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِهَ اللّٰهُ

قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّخَاطِرًا وَّسَامِعًا وَّنَاظِرًا سُبْحٰنَهٗ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

marfat.com

الاِهْدَاء

ارمغان نیاز بحضور ناز

شہسوار عرصۂ تجرید شہباز اوج تفرید

خواجۂ خواجگان شمس الہند

سیّدنا حضرت

چنن شاہ نوری

دائم الحضوری

قدس سرہ العزیز

جنکے قدوم میمنت لزوم کی بدولت

○ خطۂ پنجاب (پاکستان) میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا اولین روحانی مرکز قائم ہوا

جنکے فیضان صحبت اور توجہات قدسیہ سے

○ چار سو افراد خلافت مطلقہ اور ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے

نیازکیش

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

زیب سجادہ درگاہ حضرت ابوالبیان عالیہ رحمۃ

گوجرانوالہ

marfat.com

فہرست

مضامین	صفحہ
پیش لفظ	17
باب اول	
تقدیم	22
بیعت کی شرعی حیثیت	30
اوصاف شیخ	36
آداب شیخ	38
سلاسل طریقت	43
سلسلہ نقشبندیہ	44
سلسلہ قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ	45
نسبت نقشبندیہ مجددیہ کی انفرادیت	48
بدعت فی الطریقت	48
اپنی طریقت کی حفاظت اہم ترین امر ہے	49
نسبت نقشبندیہ	51
اصطلاحاتِ نقشبندیہ	53
ہوش دردم	53
نظر بر قدم	54
سفر در وطن خلوت در انجمن	55
یاد کرد	56
یادداشت	57

مضامین	صفحہ
بازگشت ...... نگاہداشت	58
وقوف زمانی ...... وقوف قلبی	59
وقوف عددی	60
سلسلہ نقشبندیہ کا اجمالی تعارف	61
باب دوم	
حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ	64
ارواح انبیاء پر توجہ	66
شہکار ربوبیت	66
ولادت، رضاعت	67
شق صدر	68
بعثت مقدسہ	69
اسم ذات اور نزول کتاب	69
پیغام بعثت	71
دعوت اسلام کے تین ادوار	73
ہجرت حبشہ	74
ہجرت مدینہ	75
حضور کا طریق تزکیہ و تعلیم	77
وصال پر ملال	81
حیات النبی ﷺ	82

marfat.com

مضامین	صفحہ
اربعین نبوی علی صاحبہا الصلوات	82
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	89
نام و نسب قبول اسلام	89
تبلیغ اسلام	90
منفرد اعزاز جذبہ ایثار سے سرشار	=
رفاقت نبوی اور معیت الٰہی	91
ضعیفت کبریٰ	92
رضوان اکبر	93
نسبت صدیقی	95
متخلق باخلاق اللہ	97
بیعت صدیقی	98
خطبہ خلافت	99
اندرونی خلفشار کا انسداد	100
اسلامی فتوحات کا آغاز	102
مقام مشاہدہ	102
ملفوظات شریفہ	103
باقیات صالحات، وفات حسرت آیات	107
حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	109
تعارف، فضائل	109
باطنی انتساب	110
نکاح، ملفوظات شریفہ	112
وفات	113
حضرت امام قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ	115
تعارف و تربیت	115
نسبت باطنی ...... فقیہہ مدینہ	116
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	118
نام و نسب ...... نسبت علوی و صدیقی	118
ملفوظات	119
وصال	120
حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ	121
نام و نسب	121
کمالات	123
وصال	125
حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ	126
نام و نسب آمد کی بشارت	126
ولادت تصرفات و کمالات	127
ملفوظات وفات	129
باقیات صالحات	130
حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ	131
تعارف، جستجوئے حق	131
باطنی انتساب	132
شیخ بسطامی اور روایت حدیث	132
کمالات	133
ملفوظات	134

marfat.com

مضامین	صفحہ
وصال	138
خواجہ محمد بن اسماعیل مغربی قدس سرہٗ	139
تعارف باطنی انتساب	139
کرامات ملفوظات	140
وفات	141
خواجہ اعرابی بایزید عشقی قدس سرہٗ	142
باطنی انتساب	=
ابوالمظفر مولانا ترک طوسی قدس سرہٗ	143
باطنی انتساب	=
خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ	144
تعارف	144
باطنی انتساب عبادت و ریاضت	145
علو مرتبت شیخ خرقان بحیثیت محدث	146
شیخ خرقان اور سلطان محمود	147
خرقہ شیخ خرقان اور فتح سومنات	148
خواجہ خرقانی کا مصلّی	149
خواجہ خرقانی اور بوعلی سینا، حقیقت و مجاز	150
تصنیفات وفات ملفوظات	151
خواجہ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ	156
تعارف	156
شیخ یگانہ	156
ملفوظات تصنیف وفات	159

مضامین	صفحہ
خواجہ بوعلی فارمدی قدس سرہٗ	160
تعارف باطنی انتساب	160
تحصیل علم	160
روحانی تربیت	161
شرف دامادی مسند ارشاد	162
خلفاء وفات	162
خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ	163
نام و نسب تعلیم و باطنی نسبت	163
مجدد دوراں غوث اعظم کا استفاضہ	164
تصرفات و کمالات	165
تصانیف وفات خلفاء	166
خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ	167
نام و نسب	167
شیخ سبق باطنی انتساب	168
مستجاب الدعوات ملفوظات	169
وفات خلفاء	170
خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ	171
ولادت باطنی انتساب	171
وفات	171
خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ	172
تعارف باطنی انتساب، ذکر جہر	172
ذکر جہر کس کے لئے درست ہے	173

marfat.com

مضامین	صفحہ
علو مرتبت کرامت	174
وصال	175
خواجہ علی عزیزاں قدس سرہٗ	176
نام و لقب باطنی انتساب	176
شیخ سمنانی کے تین سوال	177
توجہ اتحادی	177
ملفوظات رسالہ عزیزان	178
وصال خلفاء	179
خواجہ بابا محمد سماسی قدس سرہٗ	180
نام باطنی انتساب	180
حضرت شاہ نقشبند کی تربیت	181
وصال خلفاء	183
خواجہ سید امیر کلال قدس سرہٗ	184
نام و نسب	184
باطنی انتساب شیخ کی بشارت	185
ملفوظات	186
وصال	187
خلفاء	188
باب سوم	
خواجہ شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ	189
نام و نسب آمد کی بشارت	189
باطنی انتساب ...... نقشبند کی وجہ تسمیہ	190
طریقت نقشبندیہ کی فضیلت	190
فرمودات قدسیہ	191
نیت کی درستگی	192
نماز میں حضور	193
ذکر خفی کی حقیقت	195
کمالات و تصرفات	195
تصور شاہ نقشبند	196
وصال پر ملال خلفاء	198
خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ	199
نام باطنی انتساب	199
بانی طریقہ علائیہ	200
فیض صحبت	200
فرمودات	201
وصال	202
خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ	203
ولادت باطنی انتساب	203
بیعت خواجہ احرار	204
تصانیف	205
ذوق شعری ملفوظات	206
خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ	207
نام و نسب	207

marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
علمائے مصر کا اعتراف علوم رتبت	208	ہندوستان میں آمد توجہ اتحادی	228
ترویج شریعت	209	وصال	228
شاہانہ انداز	210	**باب چہارم**	
تصرفات	211	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	229
ملفوظات	212	نام ونسب خطہ سرہند کا پس منظر	229
وصال	215	شواہد التجدید	231
خواجہ محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ	216	اولیاء سابقین کی نظر میں	235
نام ونسب باطنی انتساب	216	علوم شریعت میں مقام	236
غیرت خواجہ	217	علوم طریقت میں مقام	238
وصال	218	تجدیدی کارنامے	242
خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ	219	وصال	250
تعارف ونسب سبب شہرت	219	ملفوظات	250
سلب نسبت	220	خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ	261
وصال	221	تعارف	261
خواجہ محمد املنگی قدس سرہٗ	222	ایام طفولیت	262
نام ونسب باطنی انتساب	222	تحصیل علم سلوک کی تکمیل	263
اوصاف حمیدہ ملفوظات	223	مسند تدریس	264
وصال	224	ترویج شریعت واحیائے سنت	265
خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ	225	طریقہ مجددیہ کی اشاعت	269
نام ونسب	225	لنگر معصومیہ	270
تحصیل علوم اویسیت	226	تصرفات	271
باطنی انتساب	226	تصانیف عالیہ	273

marfat.com

مضامین	صفحہ
ملفوظات	274
خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہ	275
ولادت باسعادت	275
تعلیم قیومیت کی بشارت	276
مسند ارشاد بادشاہ وقت کی حاضری	277
زیارت حرمین	279
برزنجی کا انجام	280
معاصرین باقیات صالحات	282
وفات	282
خواجہ محمد زبیر سرہندی قدس سرہ	284
نام ونسب	284
تعلیم وتربیت	285
زیارت حرمین	286
خلعت قیومیت	286
نادر شاہ	287
معمولات مبارکہ علو مرتبت	289
وفات	290
خواجہ سید قطب الدین حیدر قدس سرہ	291
نام ونسب علمی مقام	291
باطنی انتساب زیارت حرمین	292
وفات	293

مضامین	صفحہ
خواجہ سید محمد جمال اللہ قدس سرہ	295
نام ونسب	295
تحصیل تعلیم، بیعت وریاضت	296
خرقہ خلافت...... وطن واپسی	297
معمولات...... مسند دعوت وارشاد	298
تعمیل ارشاد کی نادر مثال	299
تصرف روحانی	301
وفات	302
خواجہ سید محمد عیسیٰ قدس سرہ	303
نام ونسب...... تعلیم وتربیت	303
دیدار فرحت آثار	304
خاک شفاء	305
میرے خضر تو آپ ہیں	307
وفات...... باقیات صالحات	308
خواجہ فیض اللہ تیراہی قدس سرہ	310
تعارف تعلیم	310
فوج سے وابستگی باطنی انتساب	311
وطن واپسی	311
وفات	312
تصرفات	312
فیضان نظر	313
خلفاء	314

marfat.com

مضامین	صفحہ
خواجہ نور محمد قدس سرہ	315
چورہ شریف کا محل وقوع	315
بانی چورہ شریف ...... ولادت	316
بشارت ...... تعلیم	317
بیعت ...... تیرہویں صدی کے مجدد	318
ارشادات	319
وفات ...... معمولات	323
تصرفات و کرامات	324
باقیات صالحات	331
خلفاء	332
خواجہ محمد نامدار شاہ قدس سرہ	334
اسم گرامی ولقب، مقام و تاریخ ولادت	335
وجہ لقب ...... تعلیم	335
جذب الٰہی و بیعت	335
خدمت وریاضت	336
اجازت وخرقہ خلافت	337
تبلیغ وارشاد	337
پہلا تبلیغی دورہ پنجاب	339
شجرہ فارسی اتر ولی شریف سے چند	
اقتباسات	341
روحی محبت کا اظہار	342
مجدد ثانی ...... وصال	343
کرامات	345
احترام شیخ، باقیات صالحات	356
خلفاء	357
باب پنجم	
مشائخ آلومہار شریف	361
عشق و مستی کا حسین دلکش نگر آلومہار	362
آلومہار شریف کا محل وقوع	363
سید محمد جیون شاہ قدس سرہ	364
خواجہ سید چنن شاہ نوری قدس سرہ	365
ولادت	365
اٹھارویں اور انیسویں صدی کے حالات	365
آلومہار میں آمد ...... تعلیم و تربیت	366
تلاش مرشد	367
دربار چوراہی میں خدمت وخلافت	371
مسند ارشاد	372
فیض عام	373
حلیہ مبارک ...... لباس	374
خوراک ...... معمولات	375
کیفیت مراقبہ	376
نوری دائم الحضوری	376
روحانی تربیت کا طریقہ	378

marfat.com

مضامین	صفحہ
فریضہ حج کی ادائیگی اور دربار رسالت سے تحفہ	379
جنت کی بشارت	380
وصال	381
قطعہ تاریخ وصال	382
کمالات وکرامات	383
صاحبزادگان　خلفاء	397
خلفاء کا منظوم تذکرہ	399
شمس الہند کے نادر خطوط	402
خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہٗ	405
ولادت باسعادت	405
مادرزادولی　حضرت بادی پاک کا فرمان	406
حصول فیض	407
لقب حضرت ثانی کی وجہ تسمیہ	408
فیضان شمس الہند کے امین	409
شمس الہند کے وصال کے بعد مشکلات	410
تقریب سجادہ نشینی	411
پہلا تبلیغی و روحانی دورہ	412
تبلیغی وفود اور مساجد میں قیام	413
خلفاء کی ... اور ندامت	414
طوائف کا توبہ کرنا	415
چورہ شریف بھتیاں شریف کی حاضری	416

مضامین	صفحہ
گوجرانوالہ کا دورہ، شہر لاہور میں استقبال	417
رفعت شان اور انگریز کا اظہار تعجب	418
سرہند شریف کی حاضری......سفر دہلی	419
انگریز حکومت کو تشویش	421
مرکز فیض نقشبندیہ	422
اجتماع اولیاء	423
پیرلا ثانی اور محدث علی پوری	423
میاں شیر محمد شرقپوری پر توجہ	424
مقام توکل	425
فتنہ مرزائیت پر فتح یابی کے لئے محدث علی پوری کی حاضری	426
وصال	427
حلیہ مبارک......لباس......معمولات	429
اخلاق واطوار......سفر میں معمولات	430
ملفوظات قدسیہ	431
کرامات وتصرفات	448
باقیات صالحات	459
صاحبزادہ سید نور حسین شاہ قدس سرہٗ	460
کرامت بعد از وصال	460
قطعہ تاریخ وصال	462
صاحبزادہ سید فضل حسین شاہ قدس سرہٗ	463
صاحبزادہ سید منظور حسین شاہ قدس سرہٗ	463

marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
خلفائے عظام	464	دیگر خلفاء	515
خواجہ رکن الدین قدس سرہٗ	464	صاحبزادہ سید فیض الحسن قدس سرہٗ	525
رسالہ اثبات تصور شیخ (تصنیف لطیف)		خطیب الاسلام کی قلمی تصویر	526
حضرت کے نادر عکسی مکتوبات	473	ولادت	526
خواجہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہٗ	487	تعلیم وتربیت	529
ولادت ...... بچپن	489	ازدواجی زندگی کا آغاز	529
تعلیم وتربیت ...... خطبہ جمعہ	489	علامہ اقبال اور خطیب الاسلام	532
مجسٹریٹ درجہ اول	491	سجادہ نشینی	532
ازدواجی زندگی کا آغاز	491	قادیانیت پر پہلی ضرب	541
شجاعت وبہادری	492	مجلس احرار میں شمولیت	546
حضرت خطیب الاسلام کی ولادت	493	قادیان میں خطیب الاسلام کی للکار	547
سجادہ نشینی ...... زیارت نبوی	494	تحریک مسجد شہید گنج	550
پہلا تبلیغی وروحانی دورہ	496	قافلہ سالار تحریک حریت	553
فیضان داتا گنج بخش ...... ملی خدمات	498	خطیب الاسلام کی گرفتاری	554
مقام توکل	500	خطیب الاسلام کی جرأت رندانہ	555
تصرفات	503	پیر لاثانی کا فرمان	557
وصال	506	خطیب الاسلام اور تحریک پاکستان	560
حلیہ مبارک، معمولات	510	قیام پاکستان	562
اولاد امجاد، دو صاحبزادے	511	خطیب الاسلام اور جہاد کشمیر	563
خانقاہ معصوماں	512	ایک تلخ حقیقت	563
خلفاء عظام	514	خطیب الاسلام اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء	564
خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ	515	جسٹس منیر انکوائری رپورٹ	567

marfat.com

مضامین	صفحہ
تحریک سول نافرمانی کا پہلا ڈکٹیٹر	569
خطیب الاسلام کی گرفتاری اور مارشل لاء	572
ایام اسیری	573
جمعیت العلماء پاکستان میں شمولیت	574
جمعیت کی صدارت	576
صدارتی انتخاب اور عورت کی سربراہی کا مسئلہ	578
ایوب خاں کی حمایت حقوق اہل سنت کا تقاضا تھا	581
شیخ الاسلام کا اعتراف	583
خطیب الاسلام کے حامی علماء ومشائخ	584
خطیب الاسلام اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء	585
جمعیت کی صدارت سے سبکدوشی	587
سیاست میں دوبارہ فعال کردار	589
حضرت خطیب الاسلام کے دو خطوط	591
خطیب الاسلام اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء	595
سنی مورخین سے شکوہ	597
مشائخ کانفرنس سے خطاب	598
تجویز نہیں عمل	600
نعرہ حق	602
اسلام کا تصور قومیت	604
شہری دفاع کی تعلیم	606
تعلیمی اصلاحات	608
اساتذہ کا کردار ..... مزدور کا مسئلہ	609
تعزیرات سزائیں ..... دوا نہیں	611
مفت انصاف، اسلامی طرز انتخاب	612
شدید علالت اور غیر معمولی صبر وتحمل	613
وصال پر ملال	614
گوجرانوالہ کی تاریخ کا عظیم جنازہ	618
آخری دیدار	624
قطعہ تاریخ وصال	627
تعزیتی پیغامات	628
مناقب	629
شہریار اقلیم خطابت	637
گلستان خطابت کے چند پھول	645
فصاحت وبلاغت	652
منطقی طرز استدلال	654
منظر کشی کا کمال	658
حضرت خطیب الاسلام کا روحانی مقام	660
شیخ مجدد سے قلبی رابطہ	675
ولایت علیا	677
وحدت الوجود اور وحدت الشہود	681
صاحب حاضری وحضوری	682
ذات حضرت علی المرتضیٰ میں فنائیت	684

marfat.com

مضامین	صفحہ
قسیم فیوضات امام جعفر صادق	688
فیضان غوث الاعظم جنت کی سیر	689
چورہ شریف کا احترام	690
سات ولیوں کی گود میں	691
اندازِ تربیت	692
خطیب الاسلام کی شاعری	693
خطیب الاسلام کی نثر نگاری	697
خطیب الاسلام کی بذلہ سنجی	723
بحیثیت ہومیو پیتھک معالج	744
اولاد امجاد	756
صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ مدظلہ	760
خلفاء	760
صاحبزادہ سید خالد حسن شاہ قدس سرہٗ	763
ولادت، تعلیم	765
بیعت وتربیت	765
ازدواجی زندگی، عملی زندگی	766
نیابت، سجادہ نشینی	767
قوتِ بیان	768
توکل، اتباعِ سنت کا جذبہ	770
فرمودات	771
کرامات	772
معمولات	773

مضامین	صفحہ
وصال، اولاد امجاد، خلفاء	777
صاحبزادہ سید مرتضی امین شاہ مدظلہ	778
ولادت	779
پروردۂ آغوش ولایت	779
تعلیم	779
سجادہ نشینی	780
آغاز خطابت	781
میدان سیاست میں	782
ازدواجی زندگی	782
خلفاء	783
	783

marfat.com

پیش لفظ

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

برصغیر پاک و ہند میں اولیائے کرام ہی توحید کی سطوتوں اور اسلام کی عظمتوں کے نقیب و پاسدار ہیں اور انہی کی خدمات جلیلہ اور توجہات قدسیہ اس خطے میں اسلامی اقدار کی نگہدار ہیں۔ علماء نے مساجد میں صور اسرافیل پھونکا تو اولیاء نے دلوں کے بت کدوں میں اذانیں دیں۔ انہوں نے زبانوں اور چہروں کو پرنور بنایا تو انہوں نے دیدہ و دل کو گلگوں بنا دیا۔ اگر علماء نے علم و ادب سکھایا تو اولیاء نے یقین و عشق کا درس دیا۔ بلاشبہ علم، یقین اور ادب و عشق کا حسین امتزاج ہی تکمیل دین کی علامت ہے۔ بقول اقبال مرحوم

زیں سراپا سوختن اندر طلب
انتہائش عشق آغازش ادب

سلسلہ نقشبندیہ کے پہلے بزرگ جنہوں نے ہندوستان میں اس سلسلہ کی

marfat.com

تعلیمات اور فیوض و برکات کو عام کیا۔ وہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ العزیز ہیں اس سلسلہ کی عظمت اور وسعت کی واضح علامت آپ کے مرید صادق امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ جن سے یہ سلسلہ شہرہ آفاق ہوا اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں طریقت نقشبندیہ کی روشنی پھیل گئی۔ جس نے مردہ دلوں کو زندہ اور تاریک دلوں کو روشن کر دیا۔ اس سلسلہ کی روشنی پھیلی تو پنجاب میں ضلع سیالکوٹ کے ایک قصبہ آلومہار شریف میں بھی اس سلسلہ کا اولین روحانی مرکز قائم ہوا جس سے ایک دنیا فیض یاب ہونے لگی۔

اشرافِ آلومہار شریف میں پہلے بزرگ حضرت سید محمد جیون شاہ ہوئے ہیں جو حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے آپ کا خاندان خراسان میں حکومت کے اعلیٰ مناصب پر فائز تھا۔ منشائے ایزدی کے مطابق اس خاندان نے حکمرانی کو خیر باد کہہ کر فقر و درویشی کی زندگی اختیار کر لی۔ چنانچہ یہ خاندان خراسان سے ہجرت کر کے پہلے بھکر اور پھر آلومہار شریف میں قیام پذیر ہوا۔ اس خاندان کے پہلے بزرگ حضرت سید محمد جیون شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ وہ شیر پر سواری کیا کرتے تھے اور سانپ کا چابک ہاتھ میں رکھا کرتے تھے اور اپنے دور میں شاہ شیر سوار کے نام سے مشہور تھے۔

آلومہار شریف کا نام جس شخصیت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوا وہ شمس الہند حضرت خواجہ سید محمد چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہٗ ہیں آپ کا وجود اس علاقہ میں اٹھارہویں صدی کے آخر میں ظہور پذیر ہوا۔

ان کے بعد ان کے جانشین حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ، حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ اور خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے دور میں خدمت اسلام کی شمع روشن رکھی اور طریقت نقشبندیہ کو خوب رونق بخشی۔

marfat.com

مشائخ آلومہار شریف کا نام ہی ان مردانِ باخدا کے نعرہ ہائے مستانہ کی صدائے بازگشت ہے جنہوں نے برصغیر پاک وہند میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے دیر وحرم میں یکساں آذانِ حق بلند فرمائی اور چار دانگ عالم میں اسلام کا پرچم لہرایا اور آج
ان بوریا نشین فقیروں کے کردار میں گلیم بوذر و دلقِ اویس وفقرِ جنید کی بو باس رچی بسی ہے۔

شاہراۂ حیات پر ان کا ہر نقش قدم رہروان راہِ صفا کے لئے خضر راہ ہے۔

مادیت اور تشکیک واضطراب کے اس بھیانک دور میں ان کی سیرت کا مطالعہ حق کے متلاشیوں کے لئے بفضلہٖ تعالیٰ روشنی کا مینار ہے۔

اسی جذبہ کے تحت یہ فقیر اپنے قارئین کی خدمت میں ''تذکرہ مشائخ آلومہار شریف'' پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے تاکہ ہماری نسل نو مشائخ آلومہار شریف کے عظیم کارناموں سے مستفیض ہو سکے۔

مشائخ آلومہار شریف کے حالات و خدمات کا بنیادی ماخذ ''تذکرہ مشائخ امینیہ'' ہے۔ جو ہمارے دادا مرشد زبدۃ الفقراء حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ (خلیفہ خاص آلومہار شریف) نے ۱۹۶۰ء میں تحریر فرمایا اور حضرت خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کر کے منظوری حاصل کی۔
بحمدہٖ تعالیٰ یہ قلمی نسخہ ابوالبیان لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس میں بیان کردہ جملہ حالات وواقعات انہوں نے اپنے والد گرامی قطب الاولیاء حضرت خواجہ رکن الدین آلومہاروی قدس سرہٗ سے براہ راست سنے۔ یاد رہے کہ حضرت خواجہ صاحب، شمس الہند حضرت خواجہ سید چنن شاہ نوری دائم الحضوری کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور چار پشتوں تک اپنے پیر خانے کی خدمت پر مامور رہے۔

علاوہ ازیں تذکرہ مشائخ آلومہار شریف ہمارے مربی ومرشد شارح مکتوبات

marfat.com

امام ربانی سراج العارفین ابوالبیان علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ' کی مختلف تحریروں، تقریروں اور دروس تصوف کے اقتباسات کا مجموعہ ہے۔ اسی لئے آپ کے اسم گرامی سے ہی موسوم کیا گیا ہے۔ دوران ترتیب درج ذیل تذکار شریفہ پیش نظر رہے۔

۱ ...... جواہر علویہ تذکرہ خواجگان نقشبندیہ تالیف مولانا محمد روف احمد فاروقی مجددی خلیفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

۲ ...... مشائخ نقشبندیہ مجددیہ تالیف حضرت مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

۳ ...... تذکرہ مشائخ نقشبندیہ تالیف علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

۴ ...... جواہر نقشبندیہ تالیف مولانا محمد یوسف مجددی رحمۃ اللہ علیہ

۵ ...... انوار الکریم تالیف انیس احمد شیخ

۶ ...... حضرت مجدد الف ثانی تالیف مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۷ ...... تاریخ مشائخ نقشبند تالیف محمد صادق قصوری جماعتی

۸ ...... تاریخ مشائخ نقشبندیہ تالیف پروفیسر محمد عبدالرسول للہی

۹ ...... سلسلہ نقشبندیہ کی روشن کرنیں تالیف مولانا روح اللہ غفوری

۱۰ ...... تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ تالیف محمد یوسف کیفی

۱۱ ...... تذکرہ نقشبندیہ خیریہ تدوین صوفی محمد اسرائیل الخیری

۱۲ ...... سیرت طالب مع تذکرہ خواجگان نقشبند

ان تمام تذکار میں مشائخ نقشبندیہ کا ذکر بطریق اویسیت کیا گیا ہے بحمدہ تعالی تذکرہ مشائخ آلومہار شریف میں مشائخ نقشبندیہ کا معنعن و متصل ذکر خیر کیا گیا ہے۔ جن مشائخ کے اسماء طریق اویسیت میں مفقود تھے۔ انہیں تلاش بسیار کے بعد شامل اشاعت کیا گیا ہے اس لحاظ سے یہ تذکرہ بطریق معنعن و متصل پہلی علمی کاوش ہے۔

marfat.com

اظہار تشکر

اس کتاب کی تالیف وتسوید میں جن کرم فرماؤں نے اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔فقیر ان سب احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہے۔جگر گوشۂ خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ آلومہار شریف، پروردۂ آغوش ولایت حضرت صاحبزادہ پیر سید مرتضیٰ امین شاہ (زیب سجادہ آلومہار شریف) محترم پروفیسر محمد اقبال مجددی لاہور، محترم پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس لاہور، محترم پروفیسر مجیب احمد صدر شعبہ تاریخ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، محترم پروفیسر محمد اقبال جاوید گوجرانوالہ، محترم پروفیسر محمد اکرم رضا گوجرانوالہ، محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک گوجرانوالہ، محترم پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد اعجاز سیالکوٹ، قاضی محمد امین انجم (گکھڑ) جنہوں نے سادات آلومہار شریف کے مخطوطات ونوادرات مہیا کیے جو قاضی لائبریری گکھڑ میں محفوظ ہیں۔

اس کتاب کی ترتیب وتدوین اور طباعت واشاعت میں ابوالبیان ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور تنظیم الاسلام گرافکس کی محنت قابل ستائش ہے۔دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔ اللھم آمین بجاہ النبی الامین علیہ التحیۃ والتسلیم

قارئین سے التماس ہے کہ اس کتاب میں اگر کوئی علمی وتحقیقی نقص پائیں تو دامن عفو میں جگہ دیتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے۔

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

سجادہ نشین درگاہ حضرت ابوالبیان ...

marfat.com

باب اول

تقدیم

دین اسلام ایسا عالمگیر مذہب ہے جس سے مخالف قوتیں ہمیشہ خائف رہی ہیں۔ انہیں اسلام کے ظاہری نظام سے بھی زیادہ خطرہ اس کے باطنی نظام (خانقاہی نظام) سے رہا ہے۔ انہیں علماء کے مواعظ سے اتنا خدشہ نہیں رہا جتنا صوفیاء کی نگاہوں سے رہا ہے۔ جو اسلام کو روحانی توجہات کے ذریعے لوگوں کے قلب وجاں میں اتار کر ان کی فکری واعتقادی آب یاری کرتے رہے ہیں

یہ صوفیاء القائے فیض کے ذریعے لوگوں کے سینوں میں معرفت الٰہی اور عشق نبوی کی شمع روشن کرتے رہے۔ انہیں نفوس قدسیہ کی برکات سے اہل اسلام مرتبۂ احسان پر فائز المرام ہوتے رہے ہیں۔

غیر مسلم محققین کی تحقیق اور تجزیہ ہے کہ طاغوتی طاقتوں نے دین اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ہزار جتن کئے مگر جب بھی اسلام کی کشتی ڈگمگانے لگتی ہے تو اہل نظر خانقاہ نشیں صوفیاء اسے سہارا دے دیتے ہیں جیسا کہ وسطی ایشیاء میں ستر برس تک جابرانہ روسی تسلط رہا۔ اسلامی افکار اور مذہبی اقدار پر قاہرانہ پابندیاں رہیں مگر وہاں بھی صوفیاء کرام زیر زمین رہ کر سینہ بہ سینہ دین اسلام کا احیاء والقاء کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ جونہی روسی تسلط ختم ہوا۔ کئی اسلامی ریاستیں منصۂ شہود پر آ گئیں۔ اسی لئے

marfat.com

غیر مسلم مفکرین نے خانقاہی نظام (مرتبہء احسان وتصوف) کے خلاف گذشتہ دو صدیوں میں خوب زہر پھیلایا اور اپنے افکارِ مذمومہ کی نشر واشاعت کے لئے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیئے مسلمانوں کے اندر سے ایجنٹ خریدے جو مسلمانی کے روپ میں حقیقتِ اسلام (احسان وتصوف) کے خلاف زہر اگلتے رہے رہیں۔ مطالعہ و تحقیق کے بعد اس فکر کے حاملین تین طبقات سامنے آتے ہیں۔

۱..... غیر مقلد طبقہ ۲..... مودودی طبقہ ۳..... سیکولر طبقہ

غیر مقلد طبقہ

یہ طبقہ صرف ظاہر شریعت کا قائل ہے ان کے نزدیک مرتبہ احسان وتصوف کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لئے یہ اسلام کے روحانی نظام کے منکر ہیں یہ مسالک فقہاء (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) اور سلاسل صوفیاء (نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ) کو بدعت قرار دیتے ہیں۔

مودودی طبقہ

اس طبقہ نے بھی یورپی تعلیمات سے متاثر ہوکر مرتبہ احسان وتصوف کو نشہ وافیون کہہ کر اسے مسلمانوں کے لئے ضرر رساں قرار دیا ان کا موقف ہے کہ جس طرح افیون بالآخر بندے کی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے ایسے ہی احسان وتصوف مسلمانوں کی ہلاکت کا ذریعہ ہے۔ (العیاذ باللہ سبحانہ) جیسے ذیابیطس کے مریض کو میٹھی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے ایسے ہی مسلمانوں کو احسان وطریقت سے بچنا چاہئے۔

marfat.com

سیکولر طبقہ

یہ مادر پدر آزاد رسمی مسلمانوں کا گروہ ہے جن کے قلب ونظر میں روح اسلام پیوست نہیں ہوئی اسلامی تعلیمات وشعار اور دینی حدود وتعزیرات کا مذاق اڑانا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ اسلامی افکار ونظریات اور طریق صوفیاء کے فروغ واحیاء میں یہ لوگ حائل ہوتے ہیں، اکبرالہ آبادی نے انہی کے متعلق کہا تھا۔

نہ سیکھا دین رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں
کیا کہوں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے کیا نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

احسان

فاضل اجل علامہ شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ) رقم طراز ہیں۔

هُوَا لتَّحَقُّقُ بِالْعُبُودِيَّةِ عَلٰى مُشَاهَدَةِ حَضْرَةِ الرَّبُوْبِيَّةِ بِنُوْرِ الْبَصِيْرَةِ [1] یعنی سالک کا عبادت کی حالت میں نور بصیرت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا احسان کہلاتا ہے۔

''احسان یہ ہے کہ بندہ عبادات وطاعات کو اس طرح سنوار کر پیش کرے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے انوار وآثار کا مشاہدہ کر رہا ہو۔ عبادت میں سب سے اعلیٰ تصور یہ ہونا چاہئے کہ خدا میرے سامنے ہے اور میں اس کے سامنے ہوں اور کم از کم یہ تصور ہو کہ اللہ تعالیٰ میری طرف دیکھ رہا ہے۔ یہی مراقبہ احسان ہے اور یہی ہر عمل کی جان ہے اور احسان کی اس عملی صورت کا نام تصوف وطریقت ہے''۔ [2]

---

[1] کتاب التعریفات ص ۵ [2] البینات شرح مکتوبات جلد اول ص ۱۵۸

marfat.com

مرتبہ احسان شریعت اسلامیہ کے اجزاء ثلاثہ میں سے ایک اہم جزو ہے اس پر بطور استشہاد حدیث جبریل پیش خدمت ہے۔

حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام بصورت بشری بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے ایمان اور اسلام کی بابت استفسار کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا تیسرا سوال عرض کیا

مَا الْاِحْسَانُ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا

اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ [1]

تم اللہ کی عبادت یوں کرو جیسے اسے دیکھ رہے ہو اور اگر نہ دیکھ سکو تو سمجھو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اسی مرتبہ احسان کی شرح حافظ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ' (م ۸۵۲ھ) نے یوں بیان فرمائی۔

مرتبہ احسان کا پہلا مفہوم یہ ہے کہ بندہ مومن کے قلب پر معرفت الٰہیہ کا اس قدر غلبہ ہو کہ مشاہدہ حق میں یوں کھو جائے، گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ وہ مقام مشاہدہ پر فائز تو نہ ہو مگر اس کے ذہن میں ہمہ وقت یہ بات مستحضر رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ [2]

حضرت ملا علی قاری قدس سرہ' (م ۱۰۱۴ھ) نے مرتبہ احسان کی جو تشریح فرمائی ہے وہ تلخیصاً پیش خدمت ہے احسان کا پہلا مرتبہ عارف کے احوال اور اس کی قلبی واردات کی طرف اشارہ ہے۔

دوسرا مرتبہ عابد کے علم کی طرف اشارہ ہے گویا احسان کا مرتبہ اول مقام مشاہدہ ہے اور مرتبہ ثانی مقام مجاہدہ ہے۔ [3]

---

1 صحیح مسلم، قم الحدیث ۱ 2 فتح الباری شرح بخاری جلد اول 3 مرقات شرح مشکوۃ جلد اول

marfat.com

اہل اللہ فرماتے ہیں کہ فان لم تکن تراہ اس جملے کے دو جز ہیں فان لم تکن جدا ہے اور تراہ جدا۔ فان لم تکن شرط ہے اور تراہ اس کی جزا ہے فان لم تکن میں حصول مشاہدہ کا طریقہ بتایا گیا کہ اگر تو نہ رہے تراہ پھر اسے دیکھ لے گا یعنی جب تجھے مقام فنا حاصل ہو جائے گا تو تجھے مقام مشاہدہ نصیب ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں دین کو تین اجزاء سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایمان، اسلام اور احسان۔ ایمانیات علم کلام کی صورت میں، اسلام علم فقہ کی صورت میں اور مرتبہ احسان اخلاص وتصوف کی صورت میں مدون ہوئے۔

یہ تینوں اجزاء و شعبہ جات باہم ملنے سے دین اسلام کی تکمیل ہوتی ہے کسی ایک جز کو بھی ترک کر دیا جائے تو دین ادھورا رہتا ہے اسی مفہوم کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز (م ۱۰۳۴ھ) نے یوں بیان فرمایا

شریعت راسہ جزو است علم وعمل واخلاص تااین برسہ جزو متحق نشوند شریعت متحق نشود وچوں شریعت متحقق شد رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ حاصل گشت کہ فوق جمیع سعاداتِ دنیویہ واخرویہ است [1]

شریعت کے تین اجزاء ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص جب تک یہ تینوں اجزاء ثابت نہ ہوں اس وقت تک شریعت ثابت نہیں ہوتی اور جب شریعت ثابت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگئی جو کہ دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے اوپر ہے۔

مرتبہ احسان کا حصول تزکیہ نفس پر موقوف ہے تزکیہ نفس پر ہی فلاح دارین کا انحصار ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۔ تزکیہ نفس کے لئے کسی مزکی کی ضرورت ہے رب العالمین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض بعثت میں

---

[1] دفتر اول مکتوب: ۳۶

marfat.com

سے ایک فریضہ مزکی ہونا بھی بیان فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ [1]

یقیناً احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر، جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول ان میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت۔

اس آیہ کریمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرائض نبوت بیان فرمائے گئے ہیں

فریضہ اول

یتلوا علیھم ایاتہ ...... آیات قرآنیہ کی تلاوت

فریضہ دوم

ویزکیھم ...... تزکیہ نفوس

فریضہ سوم

ویعلمھم الکتاب ...... تعلیم کتاب

فریضہ چہارم

والحکمۃ تعلیم حکمت

اس آیہ کریمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ دوم مزکی ہونا بیان فرمایا گیا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دینے کا تذکرہ بعد میں فرما کر اس امر کو عیاں کیا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی توجہات قدسیہ فرما کر سینوں کو کفر وشرک اور گناہوں کی نجاستوں سے پاک وصاف کرتے ہیں تا کہ کتاب وحکمت کے علوم ومعارف اور اسرار وحقائق سینوں میں جاگزیں ہو سکیں کیونکہ تزکیہ وطہارت کے بغیر قلوب پر قرآنی اسرار

---

[1] آل عمران ۱۶۴

marfat.com

ومعارف اور فرقانی فیوض وبرکات کا ورود نہیں ہوتا۔

اسی مفہوم کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ' نے یوں بیان فرمایا کہ آیت قرآنی لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ جب تک تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ذریعے بندہ مرتبہ احسان پر فائز نہ ہو جائے وہ قرآنی اسرار وحقائق کو مس بھی نہیں کر سکتا۔

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

درج ذیل ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے

یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ یَحْسِبُوْنَ اَنَّہٗ لَھُمْ وَھُوَ عَلَیْھِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُھُمْ تَرَاقِیَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ فِیْ رَوَایَۃِ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ [1] یعنی وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھتے ہیں کہ وہ ان کے لئے سودمند ہے حالانکہ وہ ان کے لئے مضر ہے نماز ان کے گلے سے نیچے نہیں اترتی اور وہ لوگ دین اسلام سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

ایک روایت میں یوں ہے:

لَا یُجَاوِزُ اِیْمَانُھُمْ حَنَاجِرَھُمْ [2]

ترجمہ: ایمان ان کے اپنے حلق سے نہیں اترے گا۔

ایک روایت میں یوں ہے: یَشْرَبُوْنَ الْقُرْاٰنَ کَشُرْبِھِمُ اللَّبَنَ [3]

وہ قرآن مجید کو یوں (غٹ غٹ) پڑھیں گے جیسے وہ دودھ پی رہے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ نبوت سے اولاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

---

[1] مسلم باب التحریض علی قتل الخوارج ص: ۳۴۸ جلد ۲ [2] صحیح بخاری الرقم ۶۰۳۱

[3] مجمع الزوائد ص ۲۲۹ جلد ۶

marfat.com

قلوب وارواح کی طہارت فرمائی۔ ثانیاً کتاب وحکمت سکھائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روحانی تصرفات اور باطنی توجہات سے قلوب کے آئینوں کو جلا بخش کر انہیں مقام احسان ومشاہدہ پر فائز فرمادیتے۔ جیسے احادیث مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سیدنا عمر، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابومحذورہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پکڑ کر، سینے پر ہاتھ رکھ کر، سر سے ناف تک ہاتھ پھیر کر اور نظر خاص فرما کر توجہ کے ذریعے ان کے نفوس کا تزکیہ کردیتے اور ان کے احوال وکیفیات بدل کر انہیں مقام احسان تک پہنچادینا تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

بعدازاں جن صحابہ کرام کا طبعی رجحان قرآن کریم کی تفسیر کی طرف ہوگیا وہ مفسر قرآن کہلائے، جن کا رجحان حدیث کی طرف ہوگیا وہ محدث کہلائے، جن کا رجحان جہاد کی طرف ہوا وہ مجاہد کہلائے، جن کا رجحان اشاعت اسلام کی طرف ہوا وہ مبلغ کہلائے، جن کا رجحان دین فہمی کی طرف ہوا وہ فقہاء کہلائے اور جن کا رجحان تزکیہ نفوس اور تصفیہ بطون کی طرف ہوگیا وہ صوفیاء کہلائے۔

یونہی اتباع نبوی میں علمائے راسخین اور صوفیائے کاملین کی توجہات وتصرفات سے بے شمار انسانوں کے دلوں اور دماغوں میں انقلاب پیدا ہونا، توبہ کی توفیق ملنا اور فیض ولایت حاصل ہونا بھی تسلسل کے ساتھ ثابت ہے جس سے کسی بھی اہل عقل وفہم کو انکار نہیں ہوسکتا ہے۔

اس مرتبہ احسان کے حصول کے لئے سلاسل طریقت وجود میں آئے۔ تزکیہ نفس، تصفیہ باطن اور حصول مرتبہ احسان کے لئے باقاعدہ بیعت وارادت کا سلسلہ شروع ہوا۔ [1]

---

[1] یہ مضمون ابوالبیان علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ کے خطابات بعنوان شریعت وطریقت (۲۲ نومبر ۱۹۹۲ء) اور عصر حاضر میں تعلیمات تصوف کی ضرورت (۲۲ نومبر ۱۹۹۸ء) سے ماخوذ ہے۔

marfat.com

بیعت کی شرعی حیثیت

لفظ بیعت قرآنی اصطلاح ہے۔ احادیث مبارکہ اور کتب تفاسیر وتصوف میں بھی کثرت کے ساتھ یہ لفظ استعمال ہوا ہے' جس سے بیعت کی شرعی حیثیت وافادیت واضح ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

پہلی آیت ...... اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ...... الخ [1]

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) بیشک جولوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اس آیت میں حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے کا ذکر ہے جس کو "بیعت رضوان" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آیت کریمہ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ...... [2] انہی حضرات کی شان میں اتری تھی۔

یہ آیت مبارکہ بیعت کے امر شرعی ہونے پر دلیل ہے۔

دوسری آیت:

[1] الفتح:١٠ [2] الفتح:١٨

marfat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف کوئی وسیلہ تلاش کرو۔

اس آیت میں وسیلہ سے ذات مرشد مراد ہے جیسا کہ القول الجمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے وضاحت فرمائی ہے۔ اسی طرح حضرت علامہ اسماعیل حقی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا:

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاٰيَةَ الْكَرِيْمَةَ صَرَّحَتْ بِالْاَمْرِ بِابْتِغَاءِ الْوَسِيْلَةِ وَلَابُدَّ مِنْهَا اَلْبَتَّةَ فَاِنَّ الْوُصُوْلَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى لَايَحْصُلُ اِلَّا بِالْوَسِيْلَةِ وَهِيَ عُلَمَاءُ الْحَقِيْقَةِ وَمَشَائِخُ الطَّرِيْقَةِ [2]

ترجمہ: جان لے کہ اس آیت کریمہ نے اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرنے کی صراحت فرمائی ہے اور یہ امر بے حد ضروری ہے، کیونکہ وسیلہ کے بغیر اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ناممکن ہے اور وسیلہ سے مراد علماء حقیقت اور مشائخ طریقت (پیران عظام) ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرب خداوندی کیلئے مرشد کا وسیلہ اور بیعت کا ذریعہ و معاملہ بہت ضروری ہے۔

تیسری آیت:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ [3]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔

صاحب تفسیر روح البیان اس آیت کے ضمن میں رقمطراز ہیں:

الصَّادِقُوْنَ هُمُ الْمُرْشِدُوْنَ یعنی اس آیت میں صادقین کے ساتھ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک وصول کے لئے کوئی مرشد اور راہنما اختیار کرو۔

چوتھی آیت:

---

[1] المائدہ ۳۵ [2] روح البیان [3] التوبہ ۱۱۹

marfat.com

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ...... الخ ۱؎

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیک وسلم) جب آپ کے پاس مومنہ عورتیں ان شرطوں پر بیعت کے لئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی نہ زنا کریں گی ۔۔۔ وغیرہا۔

آیت مذکورہ سے مومنہ عورتوں کا بیعت میں داخل ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

احادیث مبارکہ

پہلی حدیث: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ تَبَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ ۲؎

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جبکہ آپ کے گرد صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی) کہ اے میرے صحابہ میری بیعت کرو اس امر پر کہ تم خدا کے ساتھ شرک نہ کرو گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے۔

اس حدیث میں جہاد بالنفس کے لئے بیعت لینے کا ذکر ہے جو آج تک مشائخ کرام و پیران عظام کے سلاسل میں جاری ہے

دوسری حدیث: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أُبْسُطْ يَمِيْنَكَ لِأُبَايِعَكَ

۱؎ الممتحنۃ ۱۲ ۲؎ بخاری ۲ ۱۰۷۱

marfat.com

فَبَسَطَ يَمِيْنَهٗ فَقَبَضْتُ يَدَيْهِ ...... الخ ۱

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ اپنا دایاں ہاتھ مبارک کھولیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں ...... پس آپ نے اپنا داہنا ہاتھ مبارک کھول دیا تو میں نے آپ کا ہاتھ مبارک (بیعت کے لئے) پکڑ لیا ...... اور اس شرط پر بیعت کی کہ میرے لئے بخشش طلب کی جائے، آپ نے فرمایا تو نہیں جانتا کہ اسلام، ہجرت اور حج پہلے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

یہ حدیث اعمال صالحہ پر بیعت کے مسنون ہونے کی وضاحت کر رہی ہے۔

تیسری حدیث: غزوۂ خندق کے موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے لئے دعا فرمائی تو صحابہ نے عرض کی:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم ۲

ترجمہ: یعنی ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام سے مختلف قسم کی بیعتیں لیتے تھے۔

تَارَةً عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ تَارَةً عَلٰى اِقَامَةِ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ وَتَارَةً عَلَى الثَّبَاتِ وَالْقَرَارِ فِىْ مَعْرَكَةِ الْكُفَّارِ وَتَارَةً عَلَى التَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ وَالْاِجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ وَالْحِرْصِ عَلَى الطَّاعَاتِ ...... الخ ۳

ترجمہ: کبھی ہجرت اور جہاد پر، کبھی ارکان اسلام (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کی ادائیگی پر، کبھی معرکہ کفار میں ثبات و قرار پر اور کبھی سنت نبوی پر عمل کرنے، بدعت سے بچنے اور عبادات میں حریص ہونے پر بیعت لیا کرتے تھے۔

۱۔ مسلم ۲۔ بخاری ۲/۵۵۷ ۳۔ القول الجمیل

marfat.com

تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ کی مثالیں خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہیں جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے۔

حقیقتِ بیعت

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ [1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہیں مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے۔

لفظ بیعت، بیع سے مشتق ہے۔ ایک چیز دے کر اس کے بدلے دوسری چیز لی جائے تو اس لین دین کو بیع کے نام سے پکارتے ہیں۔ بندہ جب کسی پیر کامل، متبع سنت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے احکام وفرامین کے تابع کر دینے کا عہد کر کے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت حاصل کر لیتا ہے، تو یہی بیعت کی حقیقت ہے۔ جس طرح بیع وشراء (خرید وفروخت) کی تکمیل کے لئے صرف نیت کافی نہیں بلکہ عمل کے ذریعے اس کا اظہار بھی ضروری ہے اسی طرح بیعت صرف زبانی اقرار یا قلبی نیت تک ہی محدود نہیں بلکہ عزم بالجزم کے ساتھ شریعت وطریقت کے آداب وشرائط کے اہتمام وعملی مظاہرے کو بیعت کہا جاتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْد

الحمد للہ! قرآن وحدیث سے بیعت کا ثبوت اس کی شرعی حیثیت وضرورت واضح ہوئی۔

---

[1] التوبہ:111

marfat.com

خلاصۃ المرام

- بیعت کا سنت نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوات) ہونا ثابت ہوا
- بیعت کرنے والوں کو مومنین کے لفظ سے یاد فرمایا گیا۔
- بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی اور فتح ونصرت کی بشارت سنائی گئی۔
- بیعت بخشش اور دعا کا ذریعہ ثابت ہوئی۔
- بیعت عقبہ اولیٰ وعقبہ ثانیہ تبلیغ اسلام کا ذریعہ اور شرک وگناہ سے بچنے کا وسیلہ ثابت ہوئی۔
- عورتوں کی بیعت (بشرط پردہ وتوبہ) کا مسئلہ بھی حل ہوا۔

تمام سلاسل طریقت (خصوصاً نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ وغیرہا) کے بزرگان عظام نے بہ طریق بیعت ہی مخلوق خدا کو فیضیاب فرمایا اور اسی طرح چراغ سے چراغ جلتا آیا، اور طریقت وتصوف کی انہی سرگرمیوں کی بدولت دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کے انوار جگمگانے لگے اور آج بھی اسلام کے برگ وبار کی نشو ونما اور روحانی اقدار کی بقاء وارتقاء کے لئے اولیاء کرام کی نگاہ فیض بار کی اشد ضرورت ہے۔ پیری، مریدی وبیعت، دکانداری یا ریاکاری کا نام نہیں بلکہ عہد خداوندی کی عملی فرمانبرداری کی شہادت وپاسداری کا نام ہے۔

marfat.com

اوصافِ شیخ

شیخ کامل وہ ہوتا ہے جو

۱...... عالم ربانی ہو اور اہل سنت کے معتقدات پر یقین رکھتا ہو۔

۲...... متبع سنت اور پابندِ شریعت ہو۔

۳...... صاحبِ اجازت و خلافت ہو۔

۴...... اس کا شجرۂ طریقت مستند و متصل ہو۔

۵...... مرتبہء احسان پر فائز ہو اور صاحبِ مشاہدہ ہو۔

۶...... اپنے سلسلہ طریقت کا سلوک طے کر چکا ہو۔

۷...... خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

علم بہ تفصیل احوال و مقامات و معرفت بہ حقیقت مشاہدات و تجلیات و حصولِ کشوف والہامات و ظہور تعبیرات واقعات از لوازمِ این مقامِ عالی است وَبِدُوْنِهَا خَرْطُ الْقَتَادِ [1]

یعنی احوال و مقامات کا تفصیلی علم اور معرفت، مشاہدات و تجلیات کی حقیقت جاننا

marfat.com

اور کشف والہامات کا حصول اور واقعات کی تعبیرات کا ظہور اس بلند مقام کے لوازمات سے ہے۔

شیخ ناقص

وہ ہوتا ہے جس نے سلوک طے نہ کیا ہو، سنت وشریعت کا پابند نہ ہو اور مذکورہ آداب وشرائط پر پورا نہ اترے ایسے شیخ ناقص کی مثال نیم حکیم جیسی ہے۔ اس کی صحبت زہرِ قاتل ہے۔ اس سے طریقہ اخذ کرنا اپنی استعداد وصلاحیت کو ضائع کرنا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہ ہر دست نباید داد دست

شیخ ناقص دراصل وصول الی اللہ کی راہ میں رکاوٹ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طلب اور درد وشوق میں فتور کا سبب بنتا ہے ایسے شیخ ناقص کی صحبت اور بیعت سے دور رہنا چاہیے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے۔

چونکہ شیخ کامل، مریدوں کے درمیان نبوت کی وراثت کے طور پر نبی کا قائم مقام ہوتا ہے لہذا شیخ کے آداب بھی آداب نبوت کی نہج پر استوار کرنے چاہئیں۔ مشائخ نے اپنی کتابوں میں یہ روایت نقل فرمائی ہے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ شیخ اپنے مریدوں کے درمیان اسی طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت کے درمیان۔ لیکن یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ آداب شیخ کامل کے ہیں شیخ ناقص اور گندم نما جوفروش، خلاف شرع پیروں اور ملنگوں کیلئے یہ آداب ہرگز نہیں۔ [2]

---

[1] دفتر اول مکتوب ۲۲۴ [2] البینات شرح مکتوبات جلد دوم ص: ۳۴۲، ۳۴۳

marfat.com

آداب شیخ

اہل طریقت کے نزدیک آداب شیخ کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ اور اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عملی نمونہ بن کر دکھا دیا۔

نیز آیت مبارک فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ میں حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حصول علم وفیض کے لئے تسلیم واطاعت پر اور اعتراض نہ کرنے پر پابند رہنے کی تاکید فرمائی۔ مولانا روم فرماتے ہیں

چوں گرفتی پیر را تسلیم شو
ہم چو موسی زیر حکم خضر رو

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السجانی نے مکتوبات شریفہ اور رسائل مبارکہ میں جو آداب شیخ بیان فرمائے ہیں وہ ملخصاً ہدیہ قارئین ہیں

⊙ طالب کو اپنا آپ کلی طور پر شیخ کے حوالے کر دینا چاہئے اور اس کی پیروی اس طرح کرے جیسے مردہ بدست زندہ۔

marfat.com

- مرید کو چاہئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے شیخ کی طرف متوجہ کرے
- شیخ کی موجودگی میں اس کے سوا کسی اور طرف توجہ نہ کرے۔
- شیخ کے حضور نماز فرض اور سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔
- شیخ کی خدمت میں اس کے اذن کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو۔
- طالب، شیخ کے کپڑے پر اپنا سایہ نہ پڑنے دے اور نہ ہی اس کے سایہ پر اپنا سایہ پڑنے دے۔
- شیخ کی جائے نماز (مصلیٰ) پر قدم نہ رکھے اور اس کے وضو خانہ میں وضو نہ کرے۔
- شیخ کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے۔
- شیخ کی اجازت کے بغیر اس کی موجودگی میں نہ کسی سے کلام کرے اور نہ ہی کھائے پیئے۔
- شیخ کے آستانے کی طرف پاؤں دراز نہ کرے اور اس کی طرف تھوک بھی نہ پھینکے
- مرید کے قلب میں شیخ کے متعلق جو شبہ پیدا ہو شیخ سے اس کا حل دریافت کرے اگر حل سمجھ میں نہ آئے پھر بھی اپنا قصور ہی سمجھے۔
- شیخ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔
- مرید کو جہاں سے فیض ملے اسے اپنے شیخ ہی کا فیضان سمجھے اور یقین جانے کہ یہ شیخ کا لطیفہ ہے جو دوسرے شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔
- جو کچھ شیخ سے صادر ہوا سے درست اور بہتر جانے اگرچہ بظاہر درست نظر نہ آئے کیونکہ شیخ جو کچھ کرتا ہے وہ الہام ربانی اور اذن الٰہی سے کرتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔
- مرید شیخ کی حرکات و سکنات پر اعتراض نہ کرے اگرچہ وہ اعتراض رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

marfat.com

تمام مخلوق میں بد بخت شخص وہ ہے جو مشائخ عظام کا عیب بین ہو۔

⊙ شیخ سے کرامات کا مطالبہ نہ کرے اگرچہ یہ طلب دل میں وسوسے اور خطرے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔

⊙ اپنے کلی وجزوی جملہ امور میں شیخ کی اقتدا کرے خواہ وہ کھانے پینے، پہننے، سونے اور اطاعت کے معمولی کام ہی کیوں نہ ہوں۔

⊙ مرید، نماز بھی شیخ کی طرح ادا کرے اور فقہ کے مسائل بھی اسی کے طریق عمل سے سیکھے۔

⊙ طالب اپنے کشوف وواقعات پر اعتماد نہ کرے بلکہ جو کچھ منکشف ہو یا واقعہ وغیرہا میں مشاہدہ کرے اسے من وعن شیخ کی خدمت میں عرض کردے۔

⊙ شیخ کی اجازت کے بغیر اس کی مجلس سے جدا نہ ہو کیونکہ اپنے لئے شیخ کے غیر کو اختیار کرنا عقیدت کے منافی ہے۔

⊙ مرید کو ظاہر وباطن میں جو فیوض وفتوحات حاصل ہوں ان کو شیخ کی وساطت سے تصور کرے۔

⊙ اگر کوئی سالک بعض آداب کی رعایت میں اپنے آپ کو کوتاہ جانے اور انہیں مناسب طور پر ادا نہ کر سکے اور کوشش بسیار کے باوجود عہدہ برآ نہ ہو سکے تو اس کے لئے معافی ہے لیکن اپنی اس کوتاہی کا اعتراف لازم ہے اور اگر آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف بھی نہ کرے تو ایسا مرید بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔ (العیاذ باللہ سبحانہ)

ہر کرا روئے بہ بہبود نہ بود
دیدن روئے نبی سود نہ بود

⊙ سالک کے اعتقادات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں سستی

marfat.com

کا واقع ہونا اور احوال ومواجید کا مفقود ہو جانا شیخ کی ناراضگی اور غضب کے نتائج وثمرات میں سے ہے اگر آزار شیخ کے باوجود احوال ومواجید میں کچھ اثر باقی رہے تو اسے استدراج سمجھنا چاہئے کیونکہ شیخ کے ناراض ہو جانے کا نتیجہ عاقبت کی خرابی اور نقصان ہے۔ مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق
گردد اندر وادئ حسرت غریق

ہرچہ آمد بر تو از ظلمات و غم
آں ز بے باکی و گستاخیست ہم

⊙ سالک کو چاہئے کہ اول اپنے عقائد کو علمائے اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے عقائد کے موافق درست کرے پھر فقہ کے ضروری احکام کا علم حاصل کرے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھے۔ بشرطیکہ اس ذکر کو کسی شیخ کامل ومکمل سے اخذ کیا ہو کیونکہ ناقص سے کامل استفادہ نہیں ہو سکتا اور اپنے اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح معمور رکھے کہ فرضوں اور موکدہ سنتوں سے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ ہوتی کہ (ذکر میں پختگی آنے تک) قرآن مجید کی تلاوت اور عبادات نافلہ کو بھی موقوف رکھے اور وضو سے اور بے وضو بھی ذکر کرتا رہے۔ کھڑے، بیٹھے، اور لیٹے ہوئے اس کام میں مشغول رہے۔ نیز چلتے پھرتے کھانے پینے اور سونے کے وقت بھی ذکر سے خالی نہ رہے۔

marfat.com

ذکر گو ذکر تا ترا جان ست
پاکی دل ز ذکر رحمان ست

ترجمہ: ذکر کرتا رہ کہ جب تک جان ہے......دل کی پاکی ذکر رحمن ہی سے ہے۔

حقوق شیخ

شیخ کے حقوق تمام اہل حقوق کے حقوق سے بالاتر ہیں بلکہ پیر کے حقوق کو دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ حضرت حق سبحانہ کے انعامات اور اس کے رسول علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کے احسانات کے بعد پیر کے حقوق کا درجہ ہے بلکہ سب کے پیر حقیقی تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اگرچہ ظاہری پیدائش والدین سے ہوتی ہے مگر معنوی پیدائش پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ولادت صوری کی حیات تو چند روزہ ہے مگر ولادتِ معنوی کے لئے حیاتِ ابدی ہے۔ پیر ہی تو ہے جو اپنے قلب وروح سے معنوی گندگیوں کی صفائی کرتا ہے اور اس کے اندرونی حصوں کو پاک وصاف کرتا ہے۔ ان توجہات میں جو کہ بعض مریدوں کی نسبت واقع ہوتی ہیں محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی باطنی آلائشوں کی تطہیر (پاک کرنے) میں ایک گونہ تلوث (آلودگی) خود صاحب توجہ تک سرایت کر جاتا ہے اور اسے ایک عرصے تک مکدر (گدلا) رکھتا ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے لوگ خدائے عز وجل تک پہنچتے ہیں جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے بلند تر ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے نفس امارہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے خبیث واقع ہوا ہے، تزکیہ حاصل کر لیتا اور پاک وصاف ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان کے مقام تک پہنچتا ہے اور جبلی کفر سے اسلام حقیقی تک رسائی پاتا ہے۔

marfat.com

سلاسل طریقت

اختلاف ایک فطری حقیقت ہے لیکن اس میں توازن واعتدال ایک حسین وجمیل امتزاج کا رُوپ دھار لیتا ہے۔جس طرح علماء کے مختلف مکاتیب ہیں، فقہاء کے الگ الگ شعبے ہیں، حکماء کے ہاں معالجات کے متعدد طریقے ہیں اسی طرح باطنی اخلاق و اعمال کی درستگی کے لئے صوفیاء کے اندر بھی طریقت کے کئی سلاسل ہیں اور یہ سب جادۂ حق واعتدال پر مستقیم ہیں لیکن ان کا اختلاف رضائے الٰہی کیلئے اخلاص پر مبنی ہے کیونکہ یہ حضرات آلائش نفسانیہ سے پاک ہوتے ہیں۔تمام سلاسل تصوف اس اُمر پر متفق ہیں کہ ان کے سیر و سلوک کا اصل مقصود و مطلوب رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ کا حصول ہے البتہ رضائے حق کے حصول کے طریقے مختلف اور متعدد ہیں جیسا کہ فرمایا گیا

طُرُقُ الْوُصُوْلِ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے طریقے مخلوق کی سانسوں کی تعداد کے مطابق ہیں۔

اسی طرح تمام صوفیاء اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ وصول الی اللہ کی سعادت کا حاصل ہونا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر موقوف ہے جیسا کہ فَاتَّبِعُوْنِی

marfat.com

یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [1] اس امر پر دلیل تام ہے۔ چونکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فردیت کامل واکمل ہے اور آپ کی ذاتِ اقدس تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی صفات وکمالات کا مجموعہ ہے اور آپ ہی تمام انوار وتجلیات کا مورد اور مصدر ہیں لہٰذا اولیاء کرام جب آپ کی اتباع میں وصول کے مرتبوں کی جانب گامزن ہوتے ہیں تو آپ کی فردیت کاملہ کی کوئی جہت اور حقیقت محمدیہ کی کوئی تجلی ان کے قلوب پر منعکس ہوتی ہے تو اس جہت یا تجلی سے اُس ولی کو ایک خاص باطنی تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس کو اصطلاحِ طریقت میں نسبت کہا جاتا ہے۔ یہ خاص نسبت اس ولی سے منسوب ہونے والوں میں اتباع سنت وشریعت کی برکت سے ظہور پذیر ہوتی رہتی ہے اور صوفیاء کے سلاسل میں نسبتوں کی یہی صورت اختلاف صوفیاء کی بنیاد ہے۔ اُصولی طور پر تمام صوفیاء متحد الاصل ہیں البتہ مقصود کے حصول کے طرق ومعالجات میں کسی قدر فرق ہے۔ سلاسل کی نسبتوں کے متعلق حضرت سید نور الحسن عرف نور میاں رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت احمد میاں کے خلیفہ تھے) نے نہایت اہم اُمور بیان فرمائے۔ [2] جو ملخصاً ہدیہ قارئین ہیں۔

نسبتِ سلاسل

سلسلہ نقشبندیہ

بزرگانِ نقشبندیہ میں نسبت صدیقی کا ظہور ہے یہ طریقہ اقرب الطرق اور سہل الوصول ہے کہ معاملات صدیقی شاہد اسی معنیٰ کے ہیں اور نسبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ابراہیمی تھی اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمنیت کبریٰ حاصل تھی کہ مَاصَبَّ اللّٰهُ فِيْ صَدْرِيْ شَيْئًا اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُهٗ فِيْ صَدْرِ اَبِيْ بَكْرٍ [3]

---

[1] آل عمران:۳۱ [2] مجموعہ رسائل ص ۱۳ مطبوعہ کانپور ۱۹۱۳ء [3] الاسرار المرفوعہ ص:۳۴۲

marfat.com

لہٰذا فیض اس نسبت کا اِلقاء سینہ بہ سینہ ہے جو حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے شائع ہوا اور نسبتِ معیت روشن ہوئی ۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے پیرو مرشد حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تک ذِکر خفی کو ذکر جہری کے ساتھ جمع کرنے کا رواج تھا لیکن جب حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے بطریق اویسیت مستفیض ہوئے تو آپ نے دوبارہ اس سلسلے میں ذکر خفی کو جاری کیا۔

سلسلہ قادریہ

بزرگانِ قادریہ میں نسبت فاروقی کا ظہور ہے اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت موسوی تھی اسی بناء پر جلالت الٰہیہ اور تصرفاتِ عظیمہ اس سلسلے کی مناسبت ہے جو حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے ظہور پذیر ہوئی۔

سلسلہ سہروردیہ

بزرگان سہروردیہ میں نسبت عثمانی کا ظہور ہے اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نسبت نوحی تھی ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول کم ہوا اور اُمت نے ایذا پہنچائی حضرت عثمان بھی شہید ہوئے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے کا رواج بھی کم ہے البتہ اس طریقے میں عبادات اور تعمیر اوقات کی طرف بڑا التفات ہے۔

سلسلہ چشتیہ

بزرگان چشتیہ میں خاص طور پر نسبت علوی کا ظہور ہے اور وہ فیض عینیت کہ علیٌّ منّی و انا منہٗ[1] سے عبارت ہے اس طریقے میں بہت ہے اور فنائی الشیخ کا

---

1 ترمذی ص ۲۱۳ ج ۲

marfat.com

یہی منشاء ہے اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی نسبت عیسوی تھی تو اس میں وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِی[1] کی مناسبت ہے کہ چشتیہ کا درد بے سماع آرام پذیر نہیں ہوتا۔

۞ ...... تصریحاتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ طریقت کے چاروں بڑے سلسلے خلفائے اربعہ کی نسبتوں کے مظاہر ہیں اور سالکین کا سلوک انہی چار طریقوں پر واقع ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے رسالہ مکاشفات عینیہ میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ یہ اَمر بھی ملحوظ رہے کہ قرب الٰہی کے لئے دو راستے ہیں پہلا راستہ قرب نبوت کا دوسرا راستہ قرب ولایت کا ہے۔

۞ ...... قربِ نبوت کا فیض حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے۔

۞ ...... قربِ ولایت کا فیض حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہٗ کے وسیلے سے ملتا ہے۔

۞ ...... باقی دونوں خلفاء (حضرت فاروق و عثمان رضی اللہ عنہما) بھی قرب نبوت کے سلوک سے وابستہ ہیں چنانچہ حضرت صدیق اکبر کا سلوک سیر انفسی سے تعلق رکھتا ہے اور حضرت علی المرتضٰی کا سلوک سیر آفاقی سے تعلق رکھتا ہے۔ گو دونوں سلوک مشکوۃِ انوارِ نبوت سے مقتبس ہیں لیکن دونوں حضرات کے ساتھ علیحدہ علیحدہ طور پر مخصوص ہو گئے ہیں۔

۞ ...... دوسرے سلاسل (قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ وغیرہا) اکثر طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق قرب ولایت کے ذریعے مقصود تک پہنچتے ہیں جبکہ سلسلہ نقشبندیہ دونوں طریقوں (قرب نبوت اور قرب ولایت) سے موصل ہے لیکن قرب نبوت کی

---

1 سورۃ ص آیت: ۷۲

marfat.com

نسبت اس میں غالب ہے۔تمام سلسلوں کے اکابر مشائخ ابتدائی دور میں اسی نسبت کا سلوک طے کر کے مقصود تک پہنچتے رہے گو بعد میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مسلک کا شیوع ہوا تو اکثر مشائخ نے اسی مسلک کو اختیار کرلیا اس کی دو وجہیں تھیں۔

پہلی وجہ یہ کہ حضرت صدیق اکبر کے مسلک میں پوشیدگی وخفا کی وجہ سے مبتدی کو اس پر چلانا دشوار تھا جیسا کہ عارفِ جامی نے فرمایا

نقشبنداں عجب قافلہ سالار انند
کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

اسی طرح حضرت فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے مسلک میں پوشیدگی تھی ان پر چلنا بھی آسان نہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مسلک ظہور رکھتا تھا لہذا آسان ہونے کی وجہ سے یہی مسلک ظاہر زیادہ شائع ہوا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ارشاد تینوں خلفاء کرام سے پیچھے ہے لہذا سلاسل کا انتساب قرب زمانہ کی بناء پر انہی کے ساتھ ہوا۔

✿ اس سے یہ مفہوم ہرگز اخذ نہ کیا جائے کہ تسلیک وتکمیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص ومنحصر ہے اور خلفائے ثلاثہ غیر مکمل تھے۔ (نعوذ باللہ منہا) یہ بہت بڑی جسارت ہے۔جن لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی انہوں نے صرف حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مسلک پر سلوک طے کیا اور خلفائے ثلاثہ کی راہوں سے بے خبر رہے اور اسی بے خبری میں دوسری راہوں کی نفی کر دی۔ رسالہ مکاشفات غیبیہ میں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اور حضرت شیخ ابو سعید خراز قدس سرہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک سے سلوک طے کرکے ترقی کرتے ہوئے غیب ذات تک پہنچے ہیں۔

marfat.com

نسبت نقشبندیہ مجددیہ کی اِنفرادیت

انہی اختصاصات سلاسل کی بنیاد پر صوفیاء میں مخصوص مکاتیب فکر قائم ہوئے۔ وہ اپنی نسبتوں اور طبائع کے میلان سے مجبور ہو کر ایک جانب عملاً مائل ہوتے ہیں اور دوسری جانب سے طبعاً گریز کرتے ہیں۔ یہ مقتضائے نسبت ہی ہے جو حضرات نقشبندیہ کو تواجد، ذکر بالجہر اور رقص و سماع سے دُور رکھتا ہے کیونکہ ان کی نسبت صدیقی ہے، ان کا طریق فیض القائے سینہ بہ سینہ ہے۔ چونکہ ان کی سیر انفسی ہے لہذا اس نسبت میں سکوت واخفاء اور دوامِ حضور کا غلبہ ہے یہی وجہ ہے کہ یہ سلسلہ نعرہ ہائے اشتیاق اور رقص و سماع کی طرف التفات نہیں رکھتا اور اس سلسلے میں شرع کے جواہر نفیسہ دے کر وجد و حال کے اخروٹ و منقیٰ نہیں خریدتے اور نص (کتاب و سنت) کو چھوڑ کر فص (فصوص الحکم) کی طرف نہیں جھکتے اور فتوحاتِ مدینہ (وحی) کے مقابلے میں فتوحات مکیہ (کشف) کی طرف التفات نہیں کرتے۔ امام طریقت عارفِ برحق حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السبحانی اسی نسبت کی تجدید و احیاء پر مامور ہوئے ہیں۔

بدعت فی الطریقت

حضرت امام ربانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

وجماعہ از متاخرین خلفائے ایشان ترک اوضاع این بزرگواران گرفتہ بعضے اُمور درین طریق احداث نمودہ اند وسماع و رقص و جہر اختیار کردہ منشاء آن عدم وصول است بہ حقیقت نیات اکابر این خانوادۂ بزرگ خیال کردہ اند کہ بہ این محدثات و مبدعات تکمیل و تتمیم این طریقہ می

marfat.com

نمایند ندانستہ اند کہ در تخریب واضاعت آن می کوشند

ترجمہ: اور سلسلہ نقشبندیہ کے خلفائے متاخرین کی ایک جماعت نے ان بزرگوں کے اوضاع واطوار کو ترک کر کے بعض ایسے نئے امور مثلاً سماع ورقص اور ذکر جہر اختیار کر لئے ہیں اس کی وجہ عدمِ وصول ہے۔ یہ لوگ اس بزرگ خاندان کے اکابرین کی نیتوں کی حقیقت تک نہیں پہنچے اور خیال کر بیٹھے ہیں کہ ان محدثات (نئی باتوں) اور مبدعات (بدعتوں) سے اس طریقہ کی تکمیل وتتمیم کر رہے ہیں حالانکہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس طرح سے وہ طریقہ کو خراب اور ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اپنی طریقت کی حفاظت اہم ترین اَمر ہے

آج کل اکثر نقشبندی اور مجددی حضرات حضرت امام ربانی قدس سرہ کے مسلک کے برعکس تواجد، ذکر جہر اور رقص وسماع کی رسموں پر عمل پیرا ہیں اور اس نسبت جامعہ کے باطنی فیوض وبرکات سے خالی ہیں اور دوسرے سلاسل کی طرح اس سلسلہ کے لوگوں میں بھی تعلیم وتربیت کا تفاوت اور عملی طریقت کا فقدان نظر آ رہا ہے۔ افسوس کہ اس خالص نسبت کے حامل افراد بہت کم ہیں اور یہ نسبت کبریت احمر (سرخ گندھک) سے بھی زیادہ نایاب ہے۔

اس کی چند وجوہات ہیں

❀ پہلی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس نسبت کی اصل حقیقت سے بے خبری کی بنا پر محض اپنی دکانوں کو چمکانے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔

❀ دوسری وجہ یہ ہے کہ مجددی تعلیمات کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے جس ذہانت، استعداد اور اخلاص کی ضرورت تھی اس کے فقدان سے اس نسبت کے صحیح خدوخال اپنے

marfat.com

مریدوں پر واضح اور وارد نہ کر سکے اور خود بھی اس نسبت کی علمی اور عملی تشکیل سے محروم رہ گئے۔

۞ تیسری وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنی نسبت کے ساتھ ساتھ دوسری نسبتوں سے بھی اختلاط و انتساب رکھتے ہیں لامحالہ اپنے مزاج کی مجبوری اور اپنی طبع کے میلان کے سبب جس نسبت کا غلبہ پاتے ہیں اسی پر فریفتہ ہوکر وہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں (وللناس فیما یعشقون مذاهب) حالانکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السبحانی نے اپنی نسبت میں دوسری نسبت کو خلط ملط کرنے پر سختی سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے ارقام فرمایا:

احداثے کہ در طریقت پیدا کنند نزد فقیر کم از بدعتے نیست ...... چون امر محدث در طریقت پیدا شد راہ فیوض و برکات آن طریق مسدود گشت پس محافظت طریقت از اہم مہام آمد [1]

ترجمہ: وہ نئی بات جو طریقت میں پیدا کرتے ہیں فقیر کے نزدیک بدعت سے کم نہیں ...... جب کوئی نیا طریقہ سابقہ طریقت میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے فیوض و برکات کا راستہ بند ہو جاتا ہے اس لئے اپنی طریقت کی حفاظت اہم ترین امر ہے۔[2]

---

[1] دفتر اول مکتوب ۲۶۷ [2] البینات شرح مکتوبات جلد اول ص ۲۵۲ تا ۲۶۳۔ ۲۰۰۲ء

marfat.com

نسبتِ نقشبندیہ

نسبت علاقہ بین الطرفین کا نام ہے نسبت سے مراد وہ ملکہ راسخہ محمودہ ہے جو سالک اکتساب سے حاصل کرتا ہے اور وہ ملکہ اس کی روح کو جمیع جہات سے احاطہ کر لیتا ہے اور اس کی صفت لازمی بن جاتا ہے اور اس کا مرنا جینا اسی پر واقع ہوتا ہے۔[1]

⊙ سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت خاصہ کا نام ”تجلی ذاتی دائمی ہے“ اور یہ نسبت تمام نسبتوں سے بلند ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

كما وقع في عباراتهم انّ نسبتنا فوق جميع النسب [2]

یعنی جیسا کہ اس سلسلے کے اکابر کی تحریروں میں ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بلند و بالا ہے۔

چونکہ اس نسبت کا اقتباس حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت سے ہوا ہے۔ بنا بریں جس طرح آپ تمام امت سے افضل ہیں۔ اسی طرح آپ کی نسبت بھی تمام نسبتوں سے افضل ہے۔

اس نسبت میں لا تحزن ان اللہ معنا کا فیضان شامل ہونے کی وجہ سے

---

۱ [illegible] ۲ [illegible] دفتر اول مکتوب ۲۱

marfat.com

اس کے مزاج و مذاق میں حضور و سرور، سکون و اطمینان اور معیت و محبت ذاتیہ کا غلبہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَیَتَجَلّٰی لِلنَّاسِ عَامَّۃً وَلِاَبِیْ بَکْرٍ خَاصَّۃً[2] یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام تجلی فرماتا ہے اور ابوبکر پر خاص تجلی فرماتا ہے۔ شاید اس خاص تجلی سے مراد "تجلی ذاتی دائمی" ہے۔ واللہ اعلم

سلسلہ نقشبندیہ میں دو راستوں سے فیض آتا ہے ایک راستہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور دوسرا راستہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ باقی تمام سلاسل طریقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعے واصل ہوتے ہیں اور حضرات نقشبندیہ دونوں راستوں سے واصل بالذات ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر کا مقام حضور و آگاہی سب سے اعلیٰ و بالا ہے اسی لئے اس سلسلہ کو "سلسلۃ الذہب" کہا گیا ہے۔[3]

---

[1] التوبہ ۴۰ [2] دوسری حدیث یوں ہے یا ابابکر! اعطاک اللّٰہ الرضوان الاکبر قال وما رضوانہ؟ قال ان اللّٰہ یتجلی للخلق عامۃ ویتجلی لک خاصۃ (کنز العمال ۱۱/۵۵۸) [3] البینات شرح مکتوبات جلد اول ص: ۳۹۱، ۳۹۰

marfat.com

اِصطلاحاتِ نقشبندیہ

حضرات مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارھم نے اپنے طریقہ عالیہ کی بنا گیارہ اصولوں پر استوار فرمائی ہے جو ان کے اشغال و اعمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ان میں سے آٹھ خواجہ، جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز کی مقرر فرمودہ ہیں جبکہ آخری تین امام الطریقہ حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند اویسی بخاری قدس سرہٗ العزیز کی تجویز کردہ ہیں، انہیں کلمات قدسیہ اور اصطلاحاتِ نقشبندیہ کہا جاتا ہے جو درج ذیل ہیں

۱	ہوش دردم	۲	نظر برقدم	۳	سفر در وطن
۴	خلوت درانجمن	۵	یادکرد	۶	بازگشت
۷	نگہداشت	۸	یادداشت	۹	وقوف قلبی
۱۰	وقوف عددی	۱۱	وقوف زمانی		

ہوش دردم

سالک ہر دم پر ہوشیار رہے اور ہر سانس کی اس قدر محافظت کرے کہ اس کا

marfat.com

کوئی سانس غفلت اور معصیت میں نہ گزرے تاکہ ذاکر اندرونی تفرقہ سے محفوظ رہے۔

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو یعنی سالک کو اپنے سانس کے دخول وخروج اور خروج و دخول کی محافظت کرنا چاہیے تاکہ اس کا کوئی دم یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو بلکہ ہر سانس حضور و آگاہی میں گزرے، اصل میں یہی پاسِ انفاس ہے۔ جانشین امام ربانی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ انفسی تفرقہ کیلئے ہوش دردم مفید ہے جبکہ آفاقی تفرقہ کے لئے نظر برقدم سالکین کیلئے سودمند ہے۔

نظر برقدم

سالک چلتے وقت نظر اپنے پاؤں کی پشت پر رکھے ادھر اُدھر نہ دیکھے تاکہ فسادِ نظر اور بیرونی تفرقہ سے محفوظ رہے کیونکہ ابتداء میں قلب، نظر کے تابع ہے اور نظر کی پراگندگی قلب پر اثر انداز ہوتی ہے

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام
دل ترا می طلبد دیدہ ترا می جوید
دارم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال
در دل ز تو آرزو در دیدہ خیال

رشحات میں ہے شاید نظر برقدم سے سرعت سیر کی طرف اشارہ ہے یعنی مسافت ہستی کے قطع کرنے اور عقبات خود پرستی کے طے کرنے میں سالک کا باطنی قدم اس کی باطنی نظر سے پیچھے نہ رہے بلکہ منتہائے نظر پر پڑے۔ چنانچہ مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہٗ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ الصمد کی شانِ اقدس میں فرماتے ہیں

marfat.com

بسکہ ز خود کردہ بسرعت سفر
باز نماندہ قدمش از نظر

سفر در وطن

سالک کا صفات بشریہ ذمیمہ سے صفات ملکیہ حمیدہ کی طرف انتقال کرنا سفر در وطن کہلاتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں سلوک کو سیر انفسی سے شروع کرتے ہیں اور اسی کے ضمن میں سیر آفاقی کو قطع کر لیتے ہیں۔ سیر آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیر انفسی اپنے اندر آ کر اپنے قلب کے گرد گھومنا ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ شہود انفسی میں بھی سالک کو گرفتار نہیں ہونا چاہیے اور اسے مطلوب کے ظلال میں سے ایک ظل تصور کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کو آفاق و انفس سے ماوراء تلاش کرنا چاہیے۔

ہم چو نابینا مبر ہر سوئے دست
با تو در زیر گلیم است ہر چہ ہست

خلوت در انجمن

سالک انجمن وجلوت میں خلق کے ساتھ ہو اور باطن وخلوت میں حق کے ساتھ ہو۔ آیہ کریمہ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ"[1] میں خلوت در انجمن وہی بیان فرمایا گیا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ اسے دل بیار دست بکار کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔

از بروں درمیاں بازارم
وز دروں خلوتیست با یارم

---

[1] النور: ۳۷

marfat.com

حضرت خواجہ اولیائے کبیر قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ سالک بازار میں جائے تو ذکرِ الٰہی میں استغراق کی وجہ سے کوئی آواز نہ سنے یعنی ہمہ وقت خلوت و جلوت میں سالک کا قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے۔

بندگاں باید کہ در وقت سخن
قلب با حق قالب در انجمن

ابتداء میں یہ معاملہ بہ تکلف ہوتا ہے اور انتہاء میں بے تکلف۔ قطب الارشاد حضرت خواجہ احرار قدس سرہ الغفار کا قول گرامی ہے کہ ذکر میں جہد و اہتمام بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ چھ روز میں یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ حضرات نقشبندیہ چلوں کی بجائے خلوت در انجمن پر قناعت کرتے ہیں اور یوں گویا ہوتے ہیں

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

یادکرد

سالک ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے خواہ ذکر زبانی ہو یا قلبی۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ قلب ہمیشہ حق تعالیٰ کے ساتھ حاضر رہے کیونکہ یاد (ذکر) رفع غفلت کا نام ہے۔

قدوۃ الابرار حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں

باش دائم اے پسر در یادِ حق
گر خبر داری ز عدل و داد حق

یاد رہے کہ جب تک سالک تکلف و تصنع کے ساتھ اذکار کی تکرار میں رہے اور اسے حقیقت میں حضوری کا ملکہ حاصل نہ ہو وہ مقام یادکرد میں ہی رہتا ہے یہاں تک

marfat.com

کہ حضوری کے مرتبہ کو پہنچ جائے۔

دائم ہمہ جا با ہمہ کس، در ہمہ کار
میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

یادداشت

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ذات بے چون و بے چگون حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف بغیر ملاحظہ الفاظ وخیال کے متوجہ رہے اور اس کے دل پر استیلائے شہود حق بتوسط حب ذاتی ہو جائے اور وہ ہر حال میں بسبیل ذوق ذات کے ساتھ محو ومتوجہ رہے۔ یہ مقام مرتبہ حقیقت سے متعلق ہے جو منتہیوں کے لئے ہے اور فنائے تام و بقائے کامل کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

یاد داشت حاصل شود بعد از فنا
بلکہ حاصل مے شود بعد از بقا

بعض مشائخ کے نزدیک یادداشت حِفْظُ الْقَلْبِ عَلٰی شُهُوْدِ تَجَلِّی الذَّاتِ سے عبارت ہے اور بعض نے فرمایا: حُضُوْرُ الْقَلْبِ مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَی الدَّوَامِ فِی کُلِّ حَالٍ سے کنایہ ہے۔ حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ کے نزدیک یادداشت سے مراد ذکر نہیں بلکہ دوام حضور وآگاہی علی سبیل الذوق ہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ذاکر کو چاہئے کہ جس دم کے ساتھ ذکر نفی اثبات کرتے وقت اپنے دل کو حق کے ساتھ حاضر رکھنے کی عملی مشق کرتا رہے تا کہ مراقبہ اور رابطہ کی کیفیت پختہ ہو جائے کیونکہ یہ راز خواص ہی کی سمجھ میں آسکتا ہے۔

یادداشت اور یادکرد میں فرق

یادکرد اور یادداشت میں فرق یہ ہے کہ یادکرد میں کبھی غیبت اور کبھی حضور

marfat.com

ہوتا ہے بلکہ غیبت زیادہ اور حضور کم ہوتا ہے اور یادداشت میں حضور ذات دائمی ہوتا ہے، اسی کو تجلی ذاتی دائمی کہتے ہیں جبکہ یادکرد تجلی ذاتی برقی سے عبارت ہے۔ درحقیقت تجلی برقی، تجلی ذاتی نہیں کیونکہ تجلی ذاتی جب ظہور کرتی ہے، پھر کبھی غائب نہیں ہوتی اور تجلی برقی کبھی ظاہر ہوتی ہے کبھی غائب ہو جاتی ہے۔ اکابر مشائخ نقشبندیہ علیہم الرحمۃ کی خاص نسبت، تجلی ذاتی دائمی ہے لیکن دوسرے مشائخ نے تجلی ذاتی برقی کو نہایت النہایت قرار دیا ہے اسی بناء پر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے نسبت نقشبندیہ کو تمام نسبتوں سے بالاتر قرار دیا ہے۔

بازگشت

یعنی جب ذاکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو ہر بار ذکر مجرد یا ذکر نفی اثبات کے بعد بکمال تضرع زبان دل سے دعا کرے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاكَ مَطْلُوْبِیْ (اے اللہ تو ہی میرا مقصود ہے اور مجھے تیری رضا مطلوب ہے)

یاد رہے کہ مشائخ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم اجمعین ذکر نفی اثبات کے تلفظ کے ضمن میں لَا مَقْصُوْدَ ملاحظہ کرتے ہیں کیونکہ جو معبود ہوتا ہے وہ مقصود ہوتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ [1] سے ظاہر ہے۔

نگاہداشت

اس سے مراد قلب کو خطرات و حدیث نفس (وسواس و خیالات فاسدہ) سے نگاہ رکھنا ہے یعنی کلمہ طیبہ کے تکرار کے وقت ماسوی اللہ کا قلب میں گذر نہ ہو۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کلمہ طیبہ حبس دم کے ساتھ بہت مفید ہے۔

---

[1] الجاثیہ ۲۳

marfat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ خطرہ کو دل میں ایک ساعت کے لئے بھی نہ رکھنا چاہئے

کوش تا در دل نیاید فکرِ غیر
نے رود فکر دل طالب بغیر ا؎

وقوف زمانی

اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ سالک واقفِ نفس رہے اور پاس انفاس کو ملحوظ رکھے یعنی ہر وقت خیال رکھے کہ سانس حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں۔ دوم یہ کہ سالک ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے اگر وقت طاعت واعمال صالحہ میں گذرا ہے تو خدا تعالیٰ کا شکر بجالائے اور اگر ناشائستہ کاموں (معصیت) میں وقت گنوایا ہے تو اپنی حالت کے موافق استغفار کرے یونہی حالت بسط میں شکر اور حالت قبض میں استغفار کرے۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اسے محاسبہ بھی کہا جاتا ہے آیہ کریمہ وَ اَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ اور ارشاد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا میں اسی محاسبہ کی طرف اشارہ ہے ورنہ بقول رومی رحمۃ اللہ علیہ

روز محشر ہر نہاں پیدا شود
خود بخود ہم مجرم رسوا شود

وقوف قلبی

یہ بیداری اور حضور قلب سے عبارت ہے یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ سے اس طرح واقف رہے کہ قلب کو حق تعالیٰ سے غفلت نہ ہو۔ پس سالک کے لئے ضروری ہے کہ

ا؎ ابیات شرح مثنوی جلد اول دفتر ا

marfat.com

بوقت ذکر اپنے دل پر واقف اور حاضر (ذہنی وقلبی طور پر) رہے اور دل کو نہ چھوڑے تا کہ وہ ذکر یا اس کے مفہوم سے غافل نہ ہو۔

حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ سانس روکنے اور گنتی کی رعایت کرنے کو لازم نہیں فرماتے لیکن وقوف قلبی کو ضروری قرار دیتے ہیں کہ ذکر اور رابطہ (شغل برزخ) میں اس کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ذکر سے وقوف قلبی حاصل کرنا اور غفلت کو دور کرنا ہے۔ یعنی خشوع وخضوع اور محبت وتعظیم کے ساتھ ہمیشہ کا حضور حاصل ہو جائے۔

عَلٰی بَیْضِ قَلْبِكَ كُنْ كَاَنَّكَ طَائِرٌ

فَمِنْ ذَالِكَ الْاَحْوَالِ فِیْكَ تَوَلُّدُ

جس سالک میں ذکر قلبی اثر نہ کرے تو اسے ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا حکم دینا چاہئے اور اس پر توجہ ڈالنی چاہئے تا کہ ذکر اس پر اثر انداز ہونے لگے۔

وقوف عددی

یہ ہے کہ نفی واثبات کی گنتی سے واقف رہے، یہاں تک کہ ہر سانس میں طاق بار کہے نہ کہ جفت۔ کہا گیا ہے کہ یہ ذکر جب ایک سانس میں اکیس تک شرائط معتبرہ کے ساتھ پہنچ جاتا ہے اور پھر بھی اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا یعنی نیستی اور فنا وغیرہ کو نہ دیکھا تو یہ صورت حال اس عمل کے لاحاصل ہونے کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ (ایسی حالت میں) چاہئے کہ سلوک وذکر کو بڑے اخلاص وتقویٰ کے ساتھ طریقہ نو سے ذریعے حاصل کرے تو شاید فائدہ حاصل ہو جائے۔

marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ کا اجمالی تعارف

یہ امر طے شدہ ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات میں نبوت اور ولایت کا فیضان جاری وساری ہے فیضان نبوت کے قسیم خلیفہ رسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ فیضان ولایت امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعے تقسیم ہو رہا ہے جن حضرات کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ کے ذریعے فیض مل رہا ہے ان حضرات کے سلسلہ کو سلسلہ صدیقیہ کہا جاتا ہے اور جو حضرات، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعے فیضیاب ہوتے ہیں ان کے سلسلہ کو سلسلہ حیدریہ کہا جاتا ہے چونکہ طریقت کے معروف سلاسل اربعہ (نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ) کو فیضان نبوت بھی پہنچ رہا ہے اور فیضان ولایت بھی مل رہا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ سلسلہ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں فیضان ولایت کا غلبہ ہے جبکہ سلسلہ نقشبندیہ میں فیضان نبوت کا غلبہ ہے چونکہ سلسلہ صدیقیہ کے مرشد اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اس لئے یہ سلسلہ پہلے پہل سلسلہ صدیقیہ کے نام سے مشہور ہوا بعد ازاں مشائخ طریقت کی نسبتوں سے مختلف زمانوں میں مختلف ناموں اور القابات سے منسوب ہوتا رہا۔

marfat.com

صدیقیہ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ تک اس سلسلہ کو صدیقیہ کہا جاتا رہا۔

طیفوریہ

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ تک اسے طیفوریہ کہا جاتا رہا۔

خواجگانیہ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے لے کر امام الطریقہ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین اویسی بخاری المعروف شاہ نقشبند قدس سرہٗ تک اسے خواجگانیہ کہا جاتا رہا۔

نقشبندیہ

الطریقہ، غوث الخلیقہ حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ نے سلسلہ خواجگانیہ کی اس قدر ترویج واشاعت کی کہ چہار دانگ عالم میں یہ سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔

نقشبندیہ علائیہ

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کے بعد آپ کے جانشین مکرم حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ سے نقشبندیہ علائیہ مشہور ہوا۔

marfat.com

نقشبندیہ احراریہ

قطب الارشاد حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ' سے یہ سلسلہ ''نقشبندیہ احراریہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔

نقشبندیہ مجددیہ

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز نے شریعت وطریقت کی تجدید وترویج کچھ اس انداز سے فرمائی کہ عالم اسلام میں اس سلسلہ کو خوب شہرت اور پذیرائی نصیب ہوئی جس کی بنا پر اسے نقشبندیہ مجددیہ کہا جانے لگا۔

نقشبندیہ مجددیہ نوریہ

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے بعد یہ سلسلہ متعدد مشائخ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے مختلف ناموں سے پکارا جانے لگا چنانچہ قطب اوحد حضرت باواجی خواجہ نور محمد تیراہی ثم چوراہی قدس سرہ' (تاجدار چورہ شریف ضلع اٹک) سے یہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ کے نام سے مشہور ہوا۔

نقشبندیہ مجددیہ امینیہ

قطب العالمین حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ' (وارث مسند آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ) سے نقشبندیہ مجددیہ امینیہ کے نام سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔
والحمد اللہ علی ذالک [1]

---

[1] سعادت العباد شرح مبداء ومعاد از ابوالبیان علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی ص: ۵ تا ۷

marfat.com

باب دوم

نورِ ذات لم یزل

جلوہ صبح ازل، شاہد ماطغیٰ، رازدارِ مااوحیٰ

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

نورِ ازل نے جب عدم کے گیسو وا کیے تو شب دیجور سے صبح نور عیاں ہوئی، جیسا کہ ''کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا'' کے عنوان سے یہی حقیقت مستورہ آشکار ہوئی۔

با محمد بود عشق پاک جفت
بہر عشق او خدا لولاک گفت

اسی نورِ ازل کی پہلی تجلی کو حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات سے موسوم کیا جاتا ہے جو ظہورِ اول اور حقیقت الحقائق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے حقائق، کیا انبیائے کرامؑ کے حقائق اور کیا ملائکہ عظام علیہم الصلوات کے حقائق سب اسی کے ظلال کی مانند ہیں اور وہ تمام حقائق معدومات و موجودات کی اصل اور مخلوقات کا مقصود ہے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ''اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ'' [1] میں اسی امر کا بیان ہے اور وہی حقیقت سبب تکوین کائنات اور باعث تخلیق ممکنات قرار پائی دانائے شیراز

---

1. مدارج النبوت، جلد دوم

marfat.com

64-A

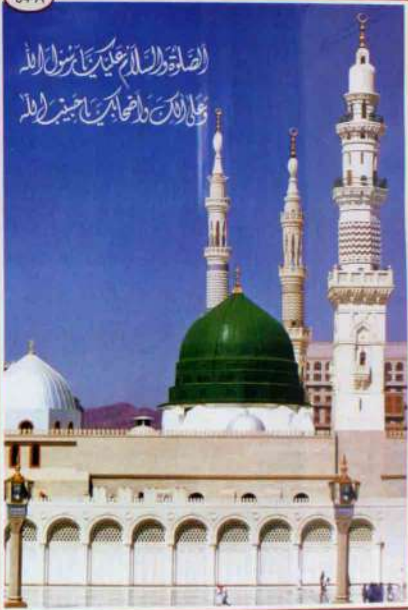

روضۂ اطہر

حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

64-B

marfat.com

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا۔

تو اصلِ وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست
ترا عز لولاک تمکین بس است
ثنائے تو طٰہٰ و یٰسین بس است

شاعر اسلام حفیظ جالندھری نے اس مفہوم کو یوں منظوم کیا۔

یہی جلوہ ہے تخلیقِ جہاں کی علت غائی
اسی کی روشنی ہے دیدۂ ہستی کی بینائی

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کا یہی راز ہے کہ مخلوقات اسی شہنشاہِ لولاک کے قدوم پاک کی خیرات ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اسی امر کی غماز ہے کہ حسن کائنات اسی کائنات کے جمال کی زکوۃ ہے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ شمس وقمر کی تابشوں کا ہر چمکارہ اور عرش وکرسی کی نازشوں کا ہر نظارہ اسی شاہد رعنا کے حسن تبسم کی سوغات ہے۔ قدوۃ الاخیار حضرت خواجہ فرید الدین عطار کہتے ہیں۔

حق چو دید آن نور مطلق در حضور
آفرید از بحر او صد بحرِ نور
ہر دو عالم بستہ بر فتراک او
عرش کرسی کردہ قبلہ خاک او

عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش قدس سرہٗ نے بزبان پنجابی اس مفہوم کو یوں بیان کیا

سارے نور اوتے دے نوروں اس دا نور حضوروں
اس نوں تاج عرش دا ملیا موسیٰ نوں کوہ طوروں

marfat.com

اَرواحِ اَنبیاء پر توجہ

بمجوائے ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوات کُنْتُ نَبِيًّا وَّادَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّيْنِ [1] خاکدانِ عالم میں تشریف آوری سے قبل نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شرف نبوت سے مشرف و متحقق ہوکر ازل کی تاریک راتوں میں آفتاب کی مانند مظہر انوار صفات اور مرکز اظہار تجلیات تھا

کرسی عرش نہ لوح قلم سی نہ سورج چن ستارے

تاہویں نور محمد والا دیندا سی چمکارے

حضرت امام قسطلانی ارقام پذیر ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تخلیق فرمایا تو بعد میں کسی وقت اسے حکم دیا کہ انوار انبیاء پر توجہ فرمائیں۔

اَمَرَہٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى اَنْوَارِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پس نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات قدسیہ ان پر چھاگئیں۔تو وہ بارگاہِ قدس جل سلطانہٗ میں عرض گزار ہوئیں۔يَارَبَّنَا مَنْ غَشِيَنَا نُوْرُهٗ اے ہمارے پروردگار کس کے نور توجہ نے ہمیں ڈھانپ لیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

هٰذَا نُوْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنْ اٰمَنْتُمْ بِهٖ جَعَلْتُكُمْ اَنْبِيَاءَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِهٖ وَبِنُبُوَّتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَشْهَدُ عَلَيْكُمْ قَالُوْا نَعَمْ فَذَالِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ .... وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ [2]

یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تب تمہیں مناصب نبوت سے سرفراز فرماؤں گا انہوں نے عرض کیا! ہم اس پر اور اس کی نبوت پر ایمان لائے پھر

---

1. ترمذی، مشکوۃ 2. مواہب اللدنیہ ص ۸ ج ۱

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں خود، تمہارے نبوت محمدی علیٰ صاحبھا الصلوات پر ایمان لانے پر گواہ ہوتا ہوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ اسی طرف فرمان باری تعالیٰ مشیر ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ ...... وَاَنَا مَعَکُمْ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ

حضرت خواجہ امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی یوں منظر کشی کی ہے

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت مقدسہ عام الفیل میں بارہ ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کی صبح صادق کے وقت مکہ مکرمہ میں ہوئی آپ دعائے خلیل اور نوید مسیحا بن کر بہ ہزار جاہ وجلال اور حسن وجمال ظہور فرمائے عالم ناسوت ہوئے۔ گویا

مرادیں بھر کے دامن میں مناجات زبور آئی
امیدوں کی سحر پڑھتی ہوئی آیات نور آئی
ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا [1]

رضاعت

آپ کی ولادت باسعادت کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ مخدومہ کائنات حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دودھ پلایا اس کے بعد ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی

---

[1] الدیوان حصہ اول ص ۱۵۰

marfat.com

حضرت ثویبہ نے نوروز تک آپ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی بعد ازاں حضرت خولہ بنت منذر اور حضرت ام ایمن برکہ (آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں) بھی اس شرف سے مشرف ہوئیں جن کی بابت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنْتَ اُمِّی بَعْدَ اُمِّی [1] میری والدہ آمنہ کے بعد تم میری ماں ہو۔ لیکن رضاعت کا سب سے زیادہ موقعہ حضرت حلیمہ سعدیہ کو نصیب ہوا علاوہ ازیں اور خواتین بھی تھیں جو اس سعادت سے بہرہ یاب ہوئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنَا اِبْنُ الْعَوَاتِكُ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ [2] میں قبیلہ بنو سلیم کی عواتک کا بیٹا ہوں۔ عواتک، عاتکہ کی جمع ہے عاتکہ اس طیب اور طاہر عورت کو کہا جاتا ہے جس کے جسم سے خوشبوؤں کے حلے پھوٹتے ہیں۔ [3]

جن خوش نصیب دائیوں کو آپ کی رضاعت کی سعادت ملی وہ سب موحدہ اور مسلمان تھیں۔ علامہ برہان الدین حلبی قدس سرہٗ رقمطراز ہیں

لَمْ تُرْضِعْهُ صلى الله عليه وسلم مُرْضِعَةٌ اِلَّا اَسْلَمَتْ [4]

آیہ کریمہ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ کے مطابق مشرک نجس ہوتے ہیں اس لئے نبی کسی مشرکہ دائی کا دودھ نوش نہیں فرماتا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید ہے: وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ [5] ہم نے دودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ ان پر حرام کر دیا حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ارقام پذیر ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ دائیاں فرعون کو خدا سمجھ کر سجدہ کرنے والی مشرکہ تھیں اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کا دودھ نہیں پیا بلکہ اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ ہی نوش فرمایا۔

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ا ص: ۱۰۵ [2] ایضاً جلد ا ص: ۸۸ [3] طبقات ابن سعد

[4] سیرت حلبیہ جلد ا ص: ۸۵ [5] القصص: ۱۲

marfat.com

حجر اسود کا بوسہ

جب حضرت حلیمہ سعدیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لے کر صحن کعبہ میں آئیں اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود کے قریب کرنا چاہا تو حضرت حلیمہ نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ خَرَجَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنْ مَکَانِہٖ حَتّٰی اِلْتَصَقَ [1] حجر اسود دیوار کعبہ سے نکل کر حضور کو بوسہ دینے لگا۔

شق صدر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں قریہ بنی سعد میں تشریف فرما تھے تو آپ کا سینہ مبارک بغیر کسی آلہ کے شق کیا گیا لیکن کسی قسم کا کوئی خون نہ بہا اور قلب اطہر کو اسی طشت میں دھویا گیا جس میں انبیاء کرام علیہم الصلوات کے قلوب مطہرہ دھوئے گئے تھے۔ قلب اطہر کو دیکھ کر سیدنا جبریل علیہ السلام فرمانے لگے قَلْبٌ سَدِیْدٌ فِیْهِ عَیْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ [2] قلب مبارک ہر قسم کے عیب و کجی سے پاک ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔

قلب اطہر کی آنکھیں اور کان عالم محسوسات سے وراء حقائق کا مشاہدہ کرنے اور سننے کے تھے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انی اری ما لا ترون و اسمع ما لا تسمعون میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

---

[1] [illegible] ص ۵۲۹ [2] [illegible] ص ۱۰۱

marfat.com

بعثت مقدسہ

آپ کی بعثت (بہ اختلاف روایات) لیلۃ القدر میں یا ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن ہوئی۔ جب کہ آپ کی ظاہری عمر شریف کے چالیس برس مکمل ہو چکے تھے۔ آپ غار حرا کی خلوتوں میں مصروف ذکر و عبادت تھے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام پہلی وحی لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اسی اولین شبنم وحی سے آپ کے دور بعثت کا آغاز ہوتا ہے۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ...... الخ

''اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کو) پیدا کیا''۔

یہی سورۃ اقراء پہلی وحی ہے۔ اسی سورت کی پہلی پانچ آیتوں سے نزول قرآن کا آغاز ہوا۔

اسم ذات اور نزول کتاب

حضرات معظم غور فرمائیں! فرمایا جارہا ہے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ پڑھیے اپنے رب کے اسم کے ساتھ! صوفیائے کرام نے اس سے مطلب یہ لیا ہے کہ اسم ذات کا ذکر کرتے ہوئے پڑھیے ..... اور ذکر اسم ذات ہی سلاسل طریقت میں سلوک کا پہلا سبق ہے۔ کیونکہ

اسم ذات ہی اسم اعظم ہے ..... اسم ذات ہی وجہ تکوین عالم ہے

اسم ذات ہی مفتاح نجات ہے ..... اسم ذات ہی مصدر برکات ہے

ذکر اسم ذات سے ہی دل کے روشندان عالم قدس کی طرف کھلتے ہیں اور ذکر اسم ذات کی برکت سے ہی عالم غیب کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ ذکر اسم ذات بھی دل سے ہوتا ہے اور قرآن بھی آپ کے دل پر اترا فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ اسی

marfat.com

لئے فرمایا گیا کہ محبوب! پہلے ذکر اسم ذات کرو پھر تلاوت قرآن پاک کرو ثابت ہوا کہ جب تک ذکر اسم ذات دل پر جاری نہ ہو دل پر نزول قرآن نہیں ہوتا

جب تک تیرے دل پر نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے رازی نہ صاحب کشاف

پہلی وحی کے بعد

پہلی وحی کے بعد تین سال تک کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر غمگین رہا کرتے تھے۔ فترۃ الوحی کا یہ زمانہ ذات رسالت پر انتہائی قلق واضطراب کا دور تھا کلام الٰہی کی چاشنی سے دوبارہ لذت آشنا ہونے کے لئے دل بے چین آنکھیں منتظر کان بے تاب اور روح مشتاق رہتی تھی۔

علماء فرماتے ہیں غالباً اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں نزول وحی کا انتظار شدت اختیار کر جائے اور شوق زیادہ ہو جائے۔ چنانچہ قبض کی اس طویل اور صبر آزما کیفیت کے بعد ایک دن اچانک در رحمت وا ہوا اور پردہ اٹھا آسمان کی طرف سے یکایک غیبی آواز آنے لگی۔ کیا دیکھا؟ کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا۔ زمین وآسمان کے درمیان ایک عالی شان زریں کرسی پر بیٹھا کلمات وحی سنا رہا تھا۔

یاایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطھر و الرجز فاھجر

پیغام بعثت

سبحان اللہ! کیا قدسی خطاب ہے۔ یاایھا المدثر اے چادر اوڑھنے والے محبوب! اٹھئے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیجئے، دیکھئے دنیا غفلت کی نیند سوئی

المدثر

marfat.com

پڑی ہے۔اسے جگائیے' اسے ڈرسنائیے' معاشرے کے حالات ابتر ہیں' دنیا کے معاملات بدتر ہیں' لوگ مجبور ہیں' خدا سے دور ہیں' کعبے میں بتوں کا ہجوم ہے' کفر و شرک کی دھوم ہے' ذرا کمر ہمت باندھ کر توحید و رسالت کا نعرہ لگائیے' تکبیر و تہلیل کا نغمہ سنائیے، طہارت کا سبق سکھائیے، اذان و نماز کا آغاز فرمائیے، انسانوں اور جنوں کو نغمہ ام الکتاب سنائیے، اپنے ماحول کو بتوں کی آلائش سے بچائیے، اپنے اخلاق واطوار اور لباس و کردار کو ایسا بے مثال اور بے داغ بنا کر پیش فرمائیے تا کہ آپ ہر کسی کو بے مثل اور بے عیب نظر آئیں۔

اے اکیلے خدا کے اکیلے نمائندے! اے بے مثل خدا کے بے مثل محبوب، اے رؤف ورحیم' اے یکتا دریتیم! ہم تمہارے ساتھ ہیں، اٹھو میدان میں آجاؤ اور پوری دنیا پہ چھا جاؤ' استقامت کا کوہ گراں بن کر' اخوت کی زباں بن کر' محبت کا بیاں بن کر اور قدرت کا ترجمان بن کر پوری دنیائے کفر و شرک کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ خواہ

- زمین وآسمان ادھر سے اُدھر ہو جائیں
- کون ومکاں زیر وزبر ہو جائیں
- چاند اور سورج اپنے مدار سے ہٹ جائیں
- دن اور رات اپنے کاروبار سے کٹ جائیں
- طوفانی حوادثات آجائیں
- خونی انقلابات آجائیں
- ظلم وتشدد کی آندھیاں چلیں
- جفا وجور کے اژدہا پلیں
- مشرک تمہارے ہاتھ پر شمس وقمر رکھ دیں
- کافر تمہارے پاؤں تلے مال وزر رکھ دیں

marfat.com

- ......مگر تمہارے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہ آنے پائے۔
- ......تمہاری جرات و استقامت میں لچک نہ آنے پائے۔ ۱

دعوتِ اسلام کے تین ادوار

دور اول

تین برس تک حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی پوشیدہ طور پر نہایت راز داری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے اس دوران عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارث رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ ۲

دور ثانی

تین برس کی اس خفیہ دعوت اسلام میں مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہوگئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ "شعراء" کی آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل فرما کر اپنے محبوب کو عزیز واقرباء کو تبلیغ کرنے کا حکم فرمایا

دور ثالث

اعلان نبوت کے چوتھے سال سورۂ حجر کی آیت "فاصدع بما تؤمر" نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ اے محبوب! اب آپ علی الاعلان تبلیغ فرمائیے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ علانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا مذمت

---

۱ [illegible] جلد اول ص ۱۵۳، ۱۵۴ ۲ زرقانی علی المواہب جلد اول

marfat.com

فرمانے لگے تمام قریش، بلکہ پورا عرب آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ایذا رسانیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔

ہجرت حبشہ

کفار مکہ نے جب ظلم و ستم سے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو آپ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دے دیا۔

شعب ابی طالب

اعلان نبوت کے ساتویں سال اہل مکہ نے مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مسلمان تین سال تک شعب ابی طالب میں پناہ گزیں رہے۔

عام الحزن

اعلان نبوت کا دسواں سال عام الحزن کہلاتا ہے۔ کیونکہ اسی برس آپ کو پے در پے روح فرسا صدمات کا سامنا کرنا پڑا جن میں آپ کے غم خوار چچا حضرت ابو طالب اور مونس و ہمدم زوجہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا اس دار فانی سے کوچ کر جانا ہے۔

سفر طائف

اہل مکہ کا فساد اور سرکشی سے تنگ آ کر آپ نے سفر طائف کا ارادہ فرمایا جہاں آپ کے ساتھ طائف کے اوباشوں نے آپ پر سنگ باری کر کے لہو لہان کر دیا۔ فرشتوں کی آمد اور اہل طائف پر عذاب کی اجازت مانگنے پر آپ نے ان کے لئے

marfat.com

صرف دعائے ہدایت فرمائی۔

بیعت عقبہ

اعلان نبوت کے بارہویں سال حج کے موقعہ پر اہل یثرب کے بارہ افراد نے وادی منیٰ میں چھپ کر آپ کی دعوت اسلام پر لبیک کہی اس کے ایک سال بعد ۷۲ افراد نے اسلام قبول کرلیا اور آپ کو یثرب آنے کی دعوت دی۔

ہجرت مدینہ

قریش نے جب دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار مکہ سے باہر یثرب میں بھی ہو گئے ہیں تو انہیں خدشہ ہوا کہ کہیں آپ وہاں جا کر اپنے مددگاروں کے ہمراہ مکہ پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔ اس لئے انہوں نے دارالندوہ میں جمع ہو کر شیخ نجدی کے مشورہ سے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ حضور کو بذریعہ وحی خبر ہو گئی۔ کفار نے حسب قرارداد رات ہوتے ہی حضور کے کاشانہ نبوت کو گھیر لیا۔ آپ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر لٹایا اور ایک مشت خاک پر سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات پڑھ کر کفار پر پھینک دی۔ کفار کو کچھ نظر نہ آیا اور آپ وہاں سے بخیریت نکل کر حضرت صدیق اکبر کو ہمراہ لے کر یثرب کی طرف روانہ ہو گئے اور تین رات غار ثور میں قیام پذیر رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے روز پہنچے۔ آپ کی آمد ہوئی تو مدینہ کے لوگوں نے جلوس بنا کر، زرق برق لباس پہن کر، ہتھیار سجا کر، آپ کا استقبال کیا، خوشی و مسرت کا اظہار کرنے لگے ان کا ہر جوان و بچہ اور شیخ و مرد باواز بلند پکارنے لگا

جاء نبی اللہ جاء نبی اللہ [1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب الرقم ۱۰۹۸

marfat.com

ایک صحابی حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنے سر کا عمامہ اتار کر نیزے کی نوک پر باندھ کر جھنڈا لہرا دیا قبیلہ بنونجار کی معصوم ننھی بچیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی میں دف بجا کر یوں گویا تھیں

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی نَجَارِ ...... یَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

بقول مورخ اسلام حفیظ جالندھری

کہیں معصوم ننھی بچیاں تھیں دف بجاتی تھیں
رسول پاک کی جانب اشارے کر کے گاتی تھیں
ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ نعرے لگا رہے تھے یامحمد یارسول اللہ [1]

آپ نے قباء میں مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ مدینہ میں آپ کی تشریف آوری سے مسلمانوں کو جو خوشی ہوئی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ آپ نے حضرت ابوایوب انصاری کے مکان پر قیام فرمایا اس سال مسجد نبوی، ازواج مطہرات کے لئے حجرے اور مہاجرین کے لئے مکانات بن کر تیار ہو گئے۔ آذان شروع ہو گئی حضور نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات کرائی۔

ہجرت کے دوسرے سال قبلہ نماز بجائے بیت المقدس کے کعبہ شریف ہو گیا

- رمضان شریف کے روزے فرض ہو گئے
- غزوات وسرایا کا آغاز ہوا۔
- غزوات تعداد میں ۲۷ ہیں اور سرایا ۴۷۔

بڑے بڑے غزوات جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے سات ہیں۔ بدر، احد، خندق،

---

[1] صحیح مسلم از رقم ۷۳۸۲

marfat.com

خیبر، فتح مکہ، حنین، تبوک۔ جن غزوات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال فرمایا یہ ہیں۔ بدر، احد، خندق، مصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف، غزوات میں سب سے آخری غزوہ تبوک ماہ رجب ۹ ھ میں ہوا۔

ہجرت کے ساتویں سال کے آغاز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر ممالک کے حکمرانوں (قیصر و کسریٰ ونجاشی وغیرہم) کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے اور ۹ ھ میں غزوہ تبوک سے واپسی پر مسجد ضرار جو منافقین نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے بنائی تھی آپ کے حکم سے جلادی گئی۔ اسی سال وفود عرب دربار رسالت میں اس کثرت سے حاضر ہوئے کہ اسے سال وفود کہا جاتا ہے۔ یہ وفود بالعموم نعمت ایمان سے مالا مال ہو کر واپس گئے۔ ۱۰ ھ میں بھی وفود عرب خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہے۔ اہل یمن وملوک حمیر ایمان لائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج ادا فرمایا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

حضور اکرم کا طریق تزکیہ وتعلیم

طلوع اسلام سے قبل اگر اس عہد کی متمدن اقوام کے مذہبی واخلاقی اور معاشی و سیاسی احوال کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ اگر آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مطلع حجاز پر طلوع ہو کر عرب کے غیر متمدن اور متعصب باشندوں کی ظاہری و باطنی طہارت اور ان کی اخلاقی وسیاسی تہذیب وتربیت نہ کرتا تو نہ معلوم اہل عرب کے بالخصوص اور اقوام عالم کے بالعموم کیا حالات ہوتے

گر نہ خورشید سے جمال یار گشتے راہ نموں
از شب تاریک غفلت کس نبردے راہ نموں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پیشانی سے ناف تک ہاتھ مبارک پھیر کر، کبھی سینے پر

marfat.com

ہاتھ مار کر، کبھی دعا کر کے، کبھی اپنے ساتھ چمٹا کر، کبھی نظرِ خاص فرما کر صحابہ کرام کا تزکیہ وتصفیہ اور تعلیم و تربیت فرمایا کرتے تھے چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت ابو محذورہ کا تزکیہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ کے چہرے سے لے کر ناف تک ہاتھ پھیر کر اور ان کے حق میں دُعا کر کے تزکیہ فرما دیا اور انہیں ایمان سے نواز کر اپنی محبت کا جام پلا دیا۔

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى نَاصِيَةِ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ ثُمَّ اَمَرَّهَا عَلٰى وَجْهِهٖ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ ثُمَّ عَلٰى كَبِدِهٖ ثُمَّ بَلَغَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم سُرَّةَ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ [1]

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس ابو محذورہ کے ماتھے پر رکھا پھر اس ہاتھ کو ان کے چہرے پر پھیرتے ہوئے سینے پر لے گئے پھر ان کے جگر پر لے گئے پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک ان کی ناف تک پہنچا پھر آپ نے دُعا فرمائی اللہ تجھے برکت دے اور تجھ پر برکت فرمائے۔

حضرت ابو سفیان کے وسواس کا ازالہ

فتح مکہ کے ایام میں ابو سفیان نے ایک روز دیکھا کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ پر تشریف لے جا رہے ہیں اور اہل مکہ کا ایک جم غفیر حضور کے پیچھے پیچھے سر اطاعت خم کئے جا رہا ہے یہ منظر دیکھ کر ابو سفیان اپنے دل ہی دل میں یہ کہنے لگا کہ کاش میں اپنے لوگوں کا لشکر اکٹھا کروں اور ان سے پھر جنگ وقتال کا آغاز کر دوں۔

---

[1] ابن ماجہ ص ۵۲

marfat.com

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی اثناء میں ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سینہ پر اپنے دست مبارک سے ضرب لگائی اور فرمایا اِذًا یُخزِیُكَ اللّٰه اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں ذلیل ورسول کرے گا ابوسفیان یہ ارشاد سن کر ششدر رہ گیا اور عرض کرنے لگا

اَتُوبُ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَاستَغفِرُ اللّٰهَ مِمَّا تَفَوَّهتُ بِه مَاَایقَنتُ اَنَّكَ نَبِیٌّ حَتَّی السَّاعَةِ اِنِّی کُنتُ لَاُحَدِّثُ نَفسِی بِذَالِكَ

یارسول اللہ! میں توبہ کرتا ہوں اور وہ بکواس جو میں نے اپنے دل ہی دل میں کی ہے اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں یہ بات تو میں نے صرف اپنے دل میں کہی تھی یعنی اگر ایسی باتوں پر بھی آپ آگاہ ہو جاتے ہیں تو اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے نبی ہیں۔ [1]

ظاہری وباطنی علم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حَفِظتُ مِن رَسُولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وِعَائَینِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثتُه وَاَمَّا الاٰخَرُ فَلَو بَثَثتُه قُطِعَ هٰذَا البُلعُوم

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو گھڑے برتن علم حاصل کیا ہے ان میں سے ایک تو میں نے لوگوں پر پیش کر دیا ہے لیکن اگر دوسرا لوگوں پر پیش کردوں تو گلا کاٹ دیا جائے۔ [2]

عطائے یادداشت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ

---

[1] سبل الہدیٰ ۹ص ۴۷۰ بحوالہ ضیاء النبی چہارم [2] بخاری ا ص ۲۳

marfat.com

علیہ وسلم میں عرض پرداز ہوا۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَائَكَ فَبَسَطْتُهٗ فَغَرَفَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ ضُمَّ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا بَعْدَهٗ

یارسول اللہ! میں آپ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں لیکن انہیں بھول جاتا ہوں آپ نے مجھے چادر پھیلانے کا حکم فرمایا تو میں نے اپنی چادر کو پھیلایا آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے چلو بھر کر ڈال دیا اور فرمایا اسے لپیٹ لو تو میں نے اسے لپیٹ لیا اس کے بعد کوئی چیز بھولا نہیں کرتا۔ [1]

دُعائے علم کتاب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ضَمَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ چمٹایا اور میرے لئے دُعا فرمائی۔اے اللہ! اسے قرآن حکیم کا علم عطا فرما۔ [2]

علم قضاء

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ مجھے بھیج رہے ہیں میں ایک نوجوان آدمی ہوں ان کے درمیان فیصلے کیسے کروں گا کیونکہ مجھے علم قضا نہیں آتا

---

[1] بخاری ا/ص ۲۲ [2] بخاری ا/ص ۱۷

marfat.com

فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَثَبِّتْ لِسَانَهٗ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ بَعْدَ فِيْ قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ

آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر پھیرا پھر دُعا فرمائی۔اے اللہ! اس کے قلب کو ہدایت عطا فرمایا اور اس کی زبان کو ثابت رکھ۔حضرت علی فرماتے ہیں اس کے بعد دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے مجھے کبھی شک نہ ہوا۔ [1]

استدراک

لمس ید کی برکت سے علوم و فیوضات کا عطا کر دینا سنت خداوندی ہے جیسا کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے درمیان دست قدرت رکھ کر سینہ الم نشرح کو ارض و سماء کے علوم و معارف سے معمور و مکشوف کر دیا۔

ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوات ملاحظہ ہو

وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتَفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَا مِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ [2]

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا کفِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی بس مجھ پر ہر شئی عیاں ہوگئی اور میں جان گیا۔

دوسری روایت میں یوں بھی ہے

فَعَلِمْتُ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ [3]

یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کچھ تھا مجھے اس کا علم ہو گیا۔

وصال پر ملال

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام صحابہ کرام کو اسلام و ایمان کے علوم و معارف کی

---

[1] ابن ماجہ ص:۱۶۸ [2] مشکوٰۃ ص:۷۲ [3] ترمذی

marfat.com

دولتِ عظمیٰ سے نواز کر اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ کی منزل احسان پر فائز المرام فرما کر ماہ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى پکارتے ہوئے اعلیٰ علیین میں تشریف لے گئے۔

حیات النبی

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ' رقم طراز ہیں کہ انبیاء کرام کی حیات علمائے ملت کے درمیان متفق علیہ مسئلہ ہے۔ جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ انبیاء کی حیات شہداء کی حیات سے کامل تر ہے۔ کیونکہ شہداء کی حیات عنداللہ معنوی اور اخروی ہے جبکہ انبیاء کی حیات حسی و دنیاوی ہے [1]

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان دال ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ [2]

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کر دیا پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق کھاتے ہیں۔

اب قیامت تک حضور کی امت کو آپ کا وہی فیضان بواسطہ خواص امت علمائے راسخین و صوفیائے کاملین پہنچتا رہے گا۔ جو آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں پہنچتا تھا۔

اربعین نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات

۱۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

---

[1] مدارج النبوت جلد دوم [2] سنن ابن ماجہ باب ذکر وفاتہ و دفنہ الرقم: ۱۶۳

marfat.com

۲...... بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

۳...... اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ

ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں ان میں افضل ترین لا الہ الا اللہ ہے اور کم ترین رستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا ہے۔

۴...... اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

فطرت مسلم سراپا شفقت است
در جہاں دست و زبانش رحمت است

۵ كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی

میری تمام امت داخل جنت ہو گی بجز اس شخص کے جس نے انکار کیا عرض کیا گیا انکار کا کیا مطلب ہے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی وہی منکر ہے

۶ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین

تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع کرنا

marfat.com

لازم ہے۔

۷ ...... مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ

فساد اُمت کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

۸ ...... اِعْمَلُوْا بِالْحَلَالِ وَاجْتَنِبُوا الْحَرَامَ

حلال پر عمل کرو اور حرام سے اجتناب کرو۔

۹ ...... لَاتُشَدِّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَيُشَدِّدُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

اپنی جانوں پر سختی نہ کرو ورنہ اللہ تم پر سختی فرمائے گا۔

۱۰ ...... تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان دونوں پر عمل پیرا رہو گے گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہے۔

۱۱ ...... اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَادِيْنَهَا

اللہ عزوجل اس امت میں ہر سو برس کے بعد ایسے شخص کو مبعوث فرمایا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کر دیا کرے گا۔

۱۲ ...... اَلَا اِنَّ شَرَّالشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ

خبردار! بروں میں سب سے برے علماء ہیں اور اچھوں میں سب سے بہتر بھی علما ہی ہیں۔

۱۳ ...... اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

طہارت نصف ایمان ہے۔

marfat.com

۱۴ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ

جنت کی کلید نماز ہے۔

۱۵ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ

بغیر وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔

۱۶ يَـا أَيُّهَـا النَّاسُ تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّيْ أَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ

اے لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو بلاشبہ میں بھی روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں

۱۷ إِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ

بے شک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (حدیث قدسی)

۱۸ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ

اے اللہ! میں تجھ سے دینی و دنیوی امور اور اہل و مال میں عفو اور عافیت کا طالب ہوں۔

۱۹ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

اے اللہ! ہم تجھے دشمنوں کے ہلاکت خیز حملوں کے مقابل کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

۲۰ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ

اے زندہ و قائم! میں تیری رحمت سے مدد مانگتا ہوں۔

۲۱ أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ

میں ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

۲۲ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ لِتَمَامِ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَمَالِ مَحَاسِنِ

marfat.com

الافعال

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق کی تتمیم اور محاسن افعال کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

۲۳ ... یَاأَیُّهَا النَّاسُ ابْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِیْعُوْا فَتَبَاکَوْا

اے لوگو! رویا کرو اور اگر نہ ہو سکے تو رونے کی کوشش کیا کرو۔

۲۴ ... یُسْقٰی بِهِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ

اہل اللہ کی برکت سے لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے اور ان کے طفیل دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے۔

۲۵ ... کَثْرَةُ الضَّحْكِ فَاِنَّهٗ یُمِیْتُ الْقَلْبَ وَیَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ

زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کے نور کو دور کر دیتا ہے۔

۲۶ ... خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ

بہترین وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔

۲۷ ... اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِکُمْ

جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

۲۸ ... مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰهَ

جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہوتا

۲۹ ... مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ لَا یَرْحَمُهُ اللّٰهُ

جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا۔

۳۰ ... لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

marfat.com

۳۱...... كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ

دنیا میں ایسے رہو جیسے اجنبی بلکہ راہ گیر رہتا ہے۔

۳۲...... حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ

دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

۳۳...... اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ

خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے۔

۳۴...... اَلتَّوَدُّدُ اِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ

لوگوں سے محبت کرنا نصف عقل ہے۔

۳۵...... اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَاحَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

نیکی حسن اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور اس پر لوگوں کا مطلع ہونا تجھے ناپسند ہو۔

۳۶...... خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ

تم میں سے بہتر وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھیں تو اللہ یاد آ جائے۔

۳۷...... اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت جانو اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، تونگری کو مفلسی سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور حیات کو موت سے پہلے۔

۳۸...... اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَافِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ

marfat.com

بیشک دنیا اور اس میں جو کچھ ہے ملعون ہے ماسوائے ذکر اللہ کے۔

۳۹..... مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَه‘ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّه‘ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ

جو شخص ظالم کے ساتھ اسے تقویت دینے کے لئے چلا یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

۴۰..... مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُه‘ مَالَا يَعْنِيهِ

بندے کا حسن اسلام لایعنی باتوں کو چھوڑ دینا ہے۔

marfat.com

روضۂ انور

سید المرسلین حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ (بائیں جانب)

خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (درمیان)

امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (دائیں جانب)

marfat.com

فصلى المليك ولي العباد ۔ ورب العباد على احمد

فكيف الحياة لفقد الحبيب ۔ وزين المعاشر في المشهد

کلام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

افضل البشر، بعد الانبیاء، خلیفۃ الرسول

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام ونسب

دورِ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا مگر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد بعمر ۳۸ برس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا اسم گرامی ''عبداللہ'' تجویز فرمایا آپ کی کنیت ''ابوبکر'' خطاب ''صدیق'' زبانِ زدِ عام ہوا۔ آپ کی ولادت باسعادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد شریف سے دو سال چند ماہ اور واقعہ فیل کے دو برس چار ماہ اور کچھ روز بعد ۳ ذوالحج بروز بدھ ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سلمیٰ اُم الخیر بنت صخر بن عمرو اور والد بزرگوار کا نام عثمان ابوقحافہ ہے آپ کا سلسلہ نسب جناب مرہ بن کعب پر جا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ شجرہ نسب یوں ہے ابوبکر صدیق بن ابوقحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

قبولِ اسلام

عالم بچپن سے ہی شرک وشراب جیسے قبیح افعال اور بری عادات وخصائل سے

marfat.com

تنفر اور معتدل مزاجی، پاکبازی اور بلند اخلاقی کا حسین مرقع تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسب، عمر اور طبیعت کے اعتبار سے ہم آہنگ ہونے کی وجہ سے بچپن میں ہی گہرے تعلقات اور دوستانہ مراسم تھے آپ نے بعمر ۲۰ برس بغرض تجارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شام کا سفر فرمایا۔ دورانِ سفر آپ کے سامنے ایک راہب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی پیشین گوئی کی، یونہی آپ کے ایک خواب کی تعبیر کرتے ہوئے ایک یہودی عالم نے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں منصب وزارت اور بعد از وصال مسند خلافت کی خوشخبری سنائی تھی چنانچہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ بعمر ۳۸ برس بلا حیل و حجت اور ایک لمحہ توقف کئے بغیر مشرف با سلام ہوئے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ مطابقت بین الروایات کے اعتبار سے آپ مردوں میں سب سے پہلے مشرف بہ ایمان ہوئے۔

تبلیغ اسلام

آپ اشراف قریش اور رؤسائے مکہ میں سے ہونے کی بنا پر نہایت عزت و وجاہت کے حامل تھے معاشرتی و عائلی تنازعات میں آپ کا منصفانہ طرز عمل، غیر جانبداری اور صداقت شعاری مسلم تھی۔ قبول اسلام کے بعد آپ دین اسلام کے ایک بڑے فعال اور متحرک مبلغ بن گئے چونکہ آپ رؤسائے قریش میں بہت اثر ورسوخ کے مالک تھے اس لئے آپ کی ترغیب وتبلیغ سے جلیل القدر صحابہ کرام دولت ایمان سے مالا مال ہوئے خصوصاً عشرہ مبشرہ میں سے حضرات سیدنا عثمان غنی، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم اجمعین مشرف بہ اسلام ہوئے۔

marfat.com

منفرد اعزاز

آپ کے خاندان عالیشان میں چار پشتوں کو شرف صحابیت نصیب ہوا جو کسی اور کو میسر نہ ہوا کہ آپ کے علاوہ آپ کے والد عثمان ابوقحافہ آپ کی تمام اولاد امجاد اور آپ کے پوتے محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم زیارت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات سے مشرف ہوئے۔

جذبہ ایثار سے سرشار

آپ مکہ کے ان اُمرائے قریش میں سے تھے جن کا پیشہ تجارت تھا چونکہ آپ کے پاس بے شمار دولت وثروت تھی اس لئے جہادی فنڈ اور ستم رسیدہ مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کے لئے بوقت ضرورت آپ کا مال بارگاہ رسالت میں پیش ہوتا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مال میں اسی طرح حکم فرمایا کرتے جس طرح اپنے مال میں حکم فرماتے تھے۔حتیٰ کہ اپنی خواہش البنة تحت رسول الله کے مطابق اپنی لخت جگر اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں پیش کردیں۔

بلال حبشی ،عامر ابن فہیرہ ، زنیرہ روبیہ ، نہدیہ ، دختر نہدیہ ،ابوعبس اور کنیز بنی مؤمل رضی اللہ عنہم کو نہایت معقول رقم ادا کر کے پنجہ ،غلامی سے آزاد کردیا۔

رفاقت نبوی اور معیت الٰہی

آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر، جلوت وخلوت، نشست و برخاست، امن، جدال اور اصلاح وقتال کے ایسے رفیق ودمساز تھے کہ سایہ کی طرح ہر وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے حتیٰ کہ شب ہجرت بھی غار ثور میں آپ

marfat.com

کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت اور اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوئی۔ قرآن مجید میں اس سنگت وصحبت کو یوں بیان کیا گیا

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا [1]

آپ نے غارِ ثور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ اقدس اپنی آغوش میں رکھ کر جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاشرکتِ غیرے خوب نظارہ کیا جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بموجب تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ [2] محوِ استراحت تھے۔

جھوم رہی ہیں شوخیاں دیدۂ نیم باز میں
جاگ رہے ہیں پاسباں یار ہے خوابِ ناز میں

ہجرت کے موقع پر آپ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و رفاقت اور وفا، وزیارت کی بدولت بفحوائے وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً کلیت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات سے اس قدر رنگین ہوئے کہ صورت وسیرت کے لحاظ سے جمالِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوات کے آئینہ دار بن گئے اور اہلِ مدینہ کے لئے آقا و غلام میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ضمنیت کبریٰ

وفا شعاری، غمگساری اور امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحیم ہونے کی بناء پر آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمنیت کبریٰ حاصل ہوئی۔ ضمنیت سے مراد یہ ہے

---

[1] التوبہ، ۴۰ [2] مشکوٰۃ، رقم الحدیث ۵۲۲۷

marfat.com

کہ "ایک ولی دوسرے کے ضمن میں ہو" جو کمال پہلے کو حاصل ہوتا ہے دوسرا بے اختیار اس میں شریک ہوتا ہے جیسے بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو اپنے پیٹ میں لے لیتی ہے جس جگہ وہ سیر کرتی ہے چھوٹی بے اختیار اس سیر میں شریک ہوتی ہے۔ ضمنیت کی دو قسمیں ہیں۔ ضمنیت صغریٰ اور ضمنیت کبریٰ

ضمنیت صغریٰ

اگر ایک ولی کی ضمنیت دوسرے ولی کو حاصل ہو تو اسے ضمنیت صغریٰ کہتے ہیں۔

ضمنیت کبریٰ

جس ولی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمنیت حاصل ہو اسے ضمنیت کبریٰ کہتے ہیں چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ضمنیت کبریٰ حاصل تھی اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَاصَبَّ اللّٰهُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ [1]

یعنی جو فیضان وعرفان اور حقائق و معارف اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں ڈالا وہ میں نے ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا۔

علامہ اقبال مرحوم نے اس کو یوں منظوم کیا ہے۔

آنچہ بود از بارگاہ کبریا — ریخت در صدر شریف مصطفا
آن ہمہ در سینۂ صدیق ریخت — لاجرم تا بود زو تحقیق ریخت

رضوان اکبر

آپ رضی اللہ عنہ کمالات محمدی اور ولایت مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوات کے

---

[1] انوار الفوائد ص ۳۶۲

marfat.com

درجاتِ عالیہ پر فائز المرام ہونے کے باوجود حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جانب ولایت میں مناسبت رکھتے ہیں اس لئے مال، جان اولاد اور وطن جیسے موانعات کو بڑی فراخدلی سے رضائے حق اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر داؤ پر لگا دیا انہی وجوہات کی بناء پر قدوۃ الکاملین حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز نے آپ رضی اللہ عنہ کو اُمت کا پہلا صوفی اور اہل طریقت کا امام کہا ہے۔

اِنَّ الصَّفَا صِفَةُ الصِّدِّيْقِ   اِنْ اَرَدْتَ صُوْفِيًا عَلَى التَّحْقِيْقِ[1]

یہ ایسی دولت عظمیٰ ہے جو صدیقوں کو انبیائے کرام کی ظاہری و باطنی متابعت کی بدولت نصیب ہوتی ہے اور وہ کمالات نبوت، تجلیات ذاتیہ اور رضوان اکبر کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں

الصديقون هم المبالغون فى الصدق المتصفون بكمال متابعة الانبياء ظاهراً و باطناً المستغرقون فى كمالاتِ النبوة والتجليات الذاتية[2]

یعنی صدیق مبالغے کی حد تک سچے ہوتے ہیں، انبیائے کرام کی ظاہری و باطنی کمال متابعت سے متصف ہوتے ہیں، کمالاتِ نبوت اور تجلیاتِ ذاتیہ میں مستغرق ہوتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا

يَا اَبَا بَكْرٍ! اَعْطَاكَ اللّٰهُ الرِّضْوَانَ الْاَكْبَرَ قَالَ وَمَا رِضْوَانُهٗ

---

[1] کشف المحجوب فارسی ص ۳۲   [2] تفسیر مظہری

marfat.com

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلْخَلْقِ عَامَّۃً وَیَتَجَلّٰی لَکَ خَاصَّۃً [1]

یعنی اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تجھے رضوان اکبر عطا فرمائی ہے انہوں نے عرض کیا کہ اس کی رضوان کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ مخلوق پر عام تجلی فرماتا ہے اور تیرے لئے خاص تجلی فرماتا ہے۔

نسبت صدیقی

بحوائے آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری مصاحبت اور ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات کی باطنی متابعت کی بدولت اللہ تعالیٰ کی ایسی خصوصی معیت حاصل تھی جس کی بناء پر آپ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ممتاز تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی اس کی مزید تائید کرتا ہے۔

مَافَضَّلَکُمْ اَبُوْبَکْرٍ بِکَثِیْرِ صَلَاۃٍ وَّلَا بِکَثِیْرِ صِیَامٍ وَّلَا بِکَثِیْرِ صَدَقَۃٍ وَّلٰکِنْ بِشَیْءٍ وُّقِرَ فِیْ صَدْرِہٖ [2]

یعنی ابوبکر نماز، روزہ اور صدقہ کی کثرت کی وجہ سے تم پر فضیلت نہیں رکھتے بلکہ اس چیز کی وجہ سے جو ان کے سینہ میں ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

اِنَّ وِلَایَتَہُمْ مَنْسُوْبَۃٌ اِلَی الصِّدِّیْقِ الْاَکْبَرِ

یعنی اکابر نقشبندیہ کی ولایت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اس لئے ولایت اکابر نقشبندیہ جمیع اولیائے کرام کی ولایتوں سے فوق ہے اسی لئے اکابرین نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کی عبارات میں ہے ان نسبتنا فوق جمیع النسب

---

[1] کنز العمال ص ۵۵۹ جلد ۱۱ [2] رواہ الحکیم ترمذی و ابو یعلی عن عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com

وارادوا بالنسبة الحضور الذاتي الدائمي بلاشبہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بالاتر ہے اور نسبت سے ان کی مراد حضور ذاتی دائمی ہے اگرچہ دیگر سلاسل مقدسہ کے بعض کامل مشائخ کو بھی یہ تجلی ذاتی دائمی حاصل ہوئی ہے لیکن یہ حصول بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت ہی سے مقتبس ہے جیسا کہ حضرت شیخ ابوسعید خراز قدس سرہٗ العزیز کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جبہ مبارک پہنچنے سے یہ نسبت حاصل ہوئی تھی۔ [1]

کاشف حقائق حضرت علامہ بدرالدین سرہندی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں۔

ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سلوک حصولِ جذبہ کے بعد سلوک فوقانی سے متعلق ہے اس سلوک کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جذب کے گھر میں ایک سوراخ کھود کر ذات غیب تک راہ پہنچائی جائے اور اس راہ سے راستہ طے کیا جائے حضرت رسالت پناہ علیہا الصلوات والسلام بھی اسی راہ سے انتہاء مقام تک واصل ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ خواجگان نقشبندیہ سے مخصوص ہے لیکن دیگر سلسلوں کے مشائخ کبار نے بھی اس مسلک صدیقیہ پر سلوک طے کیا ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ [2]

چنانچہ اسی نسبت صدیقی کے حصول کی خاطر غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ غوث صمدانی، عالم ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور خواجہ خواجگان حضرت سیدنا معین الدین اجمیری قدس سرہ العزیز چھ ماہ خواجہ ہمدانی قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں حاضر باش رہے۔

---

[1] مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۱ [2] حضرات القدس دفتر اول

marfat.com

متخلق باخلاق اللہ

جب کوئی سالک کسی شیخ کامل کی زیرِ نگرانی بشری کثافتیں اور دنیوی رنگتیں اُتار کر موتوا قبل ان تموتوا کا نمونہ بن جاتا ہے تو آیہ کریمہ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ وَاتَّصِفُوْا بِصِفَاتِ اللّٰہِ کے مصداق اخلاق وصفاتِ الٰہیہ سے متصف و منصبغ ہو جاتا ہے اسی مقصد کی تکمیل و تحصیل کیلئے انبیائے کرام علیہم الصلوات کی ذواتِ مقدسہ کو مبعوث فرمایا گیا۔ جب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بزمِ گیتی میں جلوہ آراء ہوئے تو سب سے پہلے جس شخصیت نے الٰہی عادات اور خدائی صفات سے رنگین ہونے کے لئے خود کو پیش کیا وہ خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات تھی۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالٰی کے نزدیک خلق کی ۳۶۰ صورتیں ہیں جس شخص میں توحید الٰہی کے ساتھ ایک صورت بھی پائی گئی وہ جنت میں داخل ہوگا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے ھَلْ فِیَّ مِنْھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ان میں سے کوئی چیز مجھ میں بھی پائی جاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کُلُّھَا فِیْکَ یَااَبَابَکْرٍ وَاَحَبُّھَا اِلَی اللّٰہِ السَّخَاءُ۔ اے ابوبکر احسن خلق کی سب کی سب صورتیں تم میں موجود ہیں اور ان میں سے اللہ تعالٰی کے نزدیک سخاوت بہت محبوب ہے۔[1]

آپ رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا تذکرہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتے ہوئے فرمایا

مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ[2]

---

۱ [illegible] ص ۱۱۱   ۲ ابن ماجہ ص ۱۰

marfat.com

یعنی مجھے کسی کے مال نے وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے روتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اور میرا مال آپ کا ہی ہے۔

علامہ اقبال مرحوم بارگاہ صدیقیت میں یوں مدح سراء ہیں۔

آن امن الناس بر مولائے ما
آن کلیم اوّل سینائے ما

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے ''تصوف صدیقی'' پر ایک طویل بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ کمال طریقت کے لئے جن اوصاف و ملکاتِ نفسانی کی ضرورت ہے۔ مثلاً توکل، ورع، احتیاط، کف لسانی، تواضع، شفقت بر خلق خدا، رضا، نفی ارادہ، زہد، خشیت، عبرت، عجز وانکسار، رقتِ قلب، تحمل، فقر و درویشی یہ سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بتمام وکمال پائے جاتے تھے اور اس بنا پر آپ طائفہ اصفیا واہل طریقت کے سرخیل و امام تھے۔ [1]

بیعت صدیقی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و رفاقت، محبت و مودت اور بے شمار خدمات و ایثار کی بنا پر آپ خدا و مصطفےٰ اور تمام صحابہ کرام کی نگاہ میں اتقیٰ و اسبق اور اکرم و افضل قرار پائے اسی لئے ۹ ھجری کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امیر الحج اور ایام مرض میں مصلی نبوت پر کھڑے ہو کر امامت کا حکم فرمایا۔ [2]

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ثقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے ہاں سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم تشریف لے گئے۔

---

[1] ازالۃ الخفا جلد ۲ ص ۲۱ [2] صحیح بخاری الرقم ۶۴۲

marfat.com

انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب وحقوق کو تسلیم کرتے ہوئے ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوات ''الائمة من قریش'' سنایا تو حضرات انصار قریش کی امامت و خلافت پر متفق ہو گئے۔ چنانچہ روز اول ہی ۳۳ ہزار خواص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی رضا ورغبت سے آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے دوسرے روز حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور عامۃ المسلمین خلافت صدیقی کو تسلیم کرتے ہوئے مسجد نبوی میں بیعت ہوئے۔ بیعت میں ابتداً توقف کی وجہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود بیان فرمائی

مَاغَضِبْنَا اِلَّا لِتَأَخُّرِنَا عَنِ الْمَشُوْرَةِ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ اَبَابَكْرٍ خَيْرٌ مِنَّا [1]

یعنی ہم اس لئے ناراض ہوئے کہ ہمیں مشورہ میں نہیں بلایا گیا ورنہ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر ہم سے بہتر ہیں۔

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ انہیں مشورہ میں نہ بلانا بھی کسی مصلحت پر مبنی ہوگا۔

كَالتَّسْلِيَةِ لِاَهْلِ الْبَيْتِ بِوَجُوْدِ الْاَمِيْرِ عِنْدَهُمْ فِي الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الْمُصِيْبَةِ اَوْنَحْوِ ذَالِكَ [2]

یعنی جیسے اہل بیت نبوی کی تسلی کے لئے اس مصیبت کے صدمہ اول کے وقت حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ کا ان کے پاس موجود ہونا وغیرہا۔

خطبہ خلافت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے کے بعد آپ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

---

1 تاریخ الخلفاء للسیوطی 2 مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۸۰

marfat.com

وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ حَرِيْصًا عَلَى الْاِمَارَةِ يَوْمًا وَلَا لَيْلَةً قَطُّ وَلَا كُنْتُ فِيْهَا رَاغِبًا وَلَا سَاَلْتُهَا اللّٰهَ قَطُّ فِيْ سِرٍّ وَ عَلَانِيَةٍ وَمَالِيْ فِي الْاِمَارَةِ مِنْ رَاحَةٍ...... الخ

لوگو! قسم بخدا میں نے کسی دن اور رات میں امارت کی خواہش نہیں کی اور نہ ہی میں اس کی طرف راغب ہوا ہوں اور نہ میں نے اللہ تعالیٰ سے خفیہ یا علانیہ اس کی دعا کی اور نہ ہی میرے لئے امارت میں کوئی راحت ہے اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے میں اس بوجھ کو اٹھانے پر تیار ہو گیا لوگو! میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق اسے نہ دلا دوں اور تمہارا قوی فرد بھی میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق وصول نہ کر لوں۔

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ''جب خدا تعالیٰ کسی شخص کو کمال صدق اور محل تمکین عطا فرماتا ہے تو وہ اشارۂ حق کا منتظر رہتا ہے جو اشارہ ہو اسی پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ فقر ہو یا امارت اس میں تصرف واختیار کی گنجائش نہیں ہوتی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابتداء سے لیکر انتہاء تک بجز تسلیم کسی چیز کو نہیں اپنایا۔ ارباب تصوف، تجرید و تمکین، حرص بر فقر اور تمنائے ترک ریاست میں آپ کے ہی پیروکار ہیں اور آپ ہی عامۃ المسلمین اور طائفہ صوفیاء کے امام دین وطریقت ہیں۔ [1]

اندرونی خلفشار کا انسداد

آپ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی کمال عزم، فراست اور غایت

[1] کشف المحجوب فارسی ص ۶۹

marfat.com

استقلال و استقامت سے منکرین زکوٰۃ، فتنہ ارتداد اور مدعیانِ نبوت کا قلع قمع کر دیا

بقول حضرت ابوالبیان قدس سرہُ العزیز

میں صدیق کے دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھتا ہوں...... وہ بتائیں کہ

عظمت اسلام کو دنیا میں بچایا کس نے
زورِ رِدّت کو زمانے سے مٹایا کس نے
اسود عنسی کو مار بھگایا کس نے
طلحہ اسدی کو دور ہٹایا کس نے

یا تو صدیق کے اوصاف کا اقرار کرو...... ورنہ لازم ہے کہ قرآن کا انکار کرو۔ [1]

آپ نے مشکلات پر کنٹرول کرنے کے لئے جنگی منصوبہ بندی کا ایسا نظام الاوقات مرتب فرمایا تھا کہ جس نے ماہرین کو آج بھی ورطہ حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ آپ نے انتہائی نازک حالات میں رقیق القلب اور متواضع ہونے کے باوجود متذبذب حضرات کے قلوب واذھان میں غیرت و استقلال سمو کے رکھ دیا اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر فرمایا

اَجَبَّارٌ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ [2]

کیا تم جاہلیت میں بہادر اور دورِ اسلام میں بزدل ہو گئے ہو؟۔

المختصر آپ کی پامردی اور جواں ہمتی نے سوا دو سال کی قلیل مدت خلافت میں ملک میں امن و امان کو بحال کر دیا۔

---

[1] ابیان اول ص ۲۰۶، ۲۰۷ [2] مشکوٰۃ ۵۵۶

marfat.com

اسلامی فتوحات کا آغاز

آپ کا دور خلافت نہایت ہنگامہ خیز تھا اندرونی خلفشار اور بیرونی یلغار نے نوزائیدہ مملکت اسلامیہ کو اچانک خطرات سے دوچار کر دیا مگر آپ کی جرأت ایمانی اور حکمت عملی نے دین اسلام کی ڈگمگاتی کشتی کو گرداب سے نکال کر ساحل آشنا کر دیا۔

کسریٰ ،ایران اور قیصر روم جیسی آلات حرب و ضرب ،عسکری تربیت ،افراط وسائل اور افرادی قوت سے لیس دو سپر طاقتوں کو پے در پے شکستوں سے دوچار کر کے اسلامی فتوحات کے زریں دور کا آغاز کر دیا۔ انہی وجوہات کی بناء پر یہ کہنا مناسب ہو گا کہ آپ جیسا اولوالعزم اور مستقل مزاج حکمران تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

مقامِ مشاہدہ

آپ رضی اللہ عنہ نماز شب میں بصوت خفی قرآن کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ باآواز بلند قرآن مجید پڑھتے تھے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستگی کے ساتھ تلاوت قرآن کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے عرض کیا۔ اَسْمَعُ مَنْ اُنَاجِیْ یعنی جس سے میں مناجات کرتا ہوں وہ سنتا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا گیا تو وہ عرض گزار ہوئے۔ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَ اَطْرُدُ الشَّیْطَانَ [1] میں سوتوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جواب نشان مجاہدہ ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب نشان مشاہدہ ہے اور مقام مجاہدہ اندر جنب مقام مشاہدہ چوں قطرۂ بود اندر بحری یعنی مقام مجاہدہ، مقام مشاہدہ کے پہلو میں ایسے

---

[1] مشکوۃ ص ۱۰۷

marfat.com

ہے جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ھَلْ اَنْتَ اِلَّا حَسَنَۃٌ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ عمر تو ابوبکر کی حسنات میں سے ایک خوبی ہے۔ نظر کن تا عالمیان چگونہ باشد ازوی می آرند (غور کرو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت ہے تو اہل عالم کس شمار و قطار میں ہیں۔ [1]

ملفوظات شریفہ

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

- دَارُنَا فَانِیَۃٌ وَاَحْوَالُنَا عَارِیَۃٌ وَاَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَۃٌ وَکَسْلُنَا مَوْجُوْدٌ

ہمارا جہاں فانی ہے ہمارے احوال عارضی ہیں ہمارے سانس گنتی کے ہیں اور ہماری سستی موجود ہے۔

- دنیا اور دنیادار کی کوئی قدر نہیں کہ اس کی طرف قلب کو مشغول کیا جائے جب بھی تو فانی میں مشغول ہوگا باقی سے حجاب میں ہو جائے گا نفس اور دنیا دونوں اللہ تعالیٰ سے پردے میں ہیں اہل اللہ نے دونوں سے منہ موڑ لیا ہے اور وہ جان گئے ہیں کہ دنیا عارضی ہے اور مال لوگوں کا ہے اس لئے انہوں نے لوگوں کے مال میں تصرف کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور زندگی کے چند سانسوں پر دل لگانے کو انہوں نے غفلت سے شمار کیا ہے وہ پہچان گئے ہیں کہ ان کا جسم کام کی سواری ہے نکما جانور نہیں۔

- آپ بارگاہ الوہیت میں یوں دعا مانگا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ لِیَ الدُّنْیَا وَزَھِّدْنِیْ فِیْھَا

[1] کشف المحجوب ص ۶۸

marfat.com

الٰہی میرے لئے دنیا کشادہ کردے پھر مجھے اس کی آفت سے محفوظ فرما۔ دنیا عطا فرما تاکہ میں شکر بجالاؤں پھر توفیق عطا فرما کہ تیری رضا کی خاطر اس سے کنارہ کش ہو جاؤں تاکہ مقام شکر وانفاق کا درجہ بھی پاؤں اور مقام صبر و رضا بھی حاصل کراوں۔

⊙ ..... آپ اکثر یہ دُعا مانگا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الْحَقَّ حقًا وارزقنی اتباعہ' وارنی الباطل باطلا وَارْزُقْنِی اجتنابہ' ولاتجعل متشابھا علیّ

⊙ ..... آپ یوں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کیا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہ' وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَاتِمَتَہ' و خَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ لِقَائِکَ

⊙ ..... جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر ذلت نازل کر دیتا ہے۔

⊙ ..... جب آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین کی سرکوبی کیلئے بھیجا تو انہیں فرمایا

موت کا حریص بن! تجھے حیات نصیب ہوگی

⊙ ..... آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ہمسایہ سے جھگڑ رہے تھے آپ ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا اپنے ہمسایہ سے مت جھگڑا کرو کیونکہ بات رہ جائے گی اور لوگ چلے جائیں گے۔

⊙ ..... جب آپ ایسا کھانا کھاتے جس میں شبہ ہوتا اور پھر آپ کو اس کا علم ہو جاتا تو آپ اسے قے کر کے پیٹ سے نکال دیتے اور یوں دُعا کرتے

''خدایا! جو کچھ رگوں نے پی لیا اور انتڑیوں کے ساتھ مل گیا تو اس پر میرا مواخذہ نہ کرنا''۔

⊙ ..... اے گروہ مردم! خدا سے حیا کرو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان

marfat.com

ہے جب میں قضائے حاجت کیلئے جنگل میں جاتا ہوں تو خدا تعالیٰ سے حیا کے مارے سر ڈھانپ لیتا ہوں۔

⊙ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میرے نزدیک اپنے خویش واقرباء کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش واقرباء سے محبت و سلوک رکھنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

⊙ ہم ایک حرام میں پڑنے کے خوف سے ستر حلال چھوڑ دیا کرتے تھے

⊙ شہوت کے سبب سے بادشاہ غلام بن جاتے ہیں اور صبر سے غلام بادشاہ بن جاتے ہیں حضرت سیدنا یوسف کے قصہ پر غور کرو۔

⊙ جس شخص نے گناہوں کو چھوڑ دیا اس کا دل نرم ہو گیا اور جس نے حرام کو ترک کیا اس کی فکر صاف (پاکیزہ) ہو گئی۔

⊙ تاریکیاں پانچ ہیں اور ان کے پانچ چراغ ہیں۔

۱ حب دنیا تاریکی ہے اور اس کا چراغ تقویٰ ہے۔

۲ گناہ تاریکی ہے اور اس کا چراغ توبہ ہے۔

۳ قبر تاریکی ہے اور اس کا چراغ لا الہ الا اللہ ہے۔

۴ آخرت تاریکی ہے اور اس کا چراغ نیک عمل ہے۔

۵ پل صراط تاریکی ہے اور اس کا چراغ یقین ہے۔

⊙ عابد تین قسم کے ہیں اور ہر قسم کی تین علامات ہیں۔

ایک قسم وہ ہیں جو بر بنائے خوف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں

دوسرے وہ ہیں جو بر بنائے امید اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

تیسرے وہ ہیں جو بر بنائے محبت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

⊙ قسم اول کے عابد کی تین علامات ہیں وہ اپنے نفس کو حقیر سمجھے گا اپنی نیکیوں کو قلیل

marfat.com

اور برائیوں کو کثیر خیال کرے گا۔

قسم دوم کے عابد کی تین علامات ہیں وہ تمام حالتوں میں لوگوں سے پرہیز کریگا دنیا میں سب سے زیادہ سخی ہوگا اور تمام مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے والا زیادہ ہوگا۔

قسم سوم کے عابد کی بھی تین علامتیں ہیں۔ وہ دے گا ایک چیز جو اسے سب سے زیادہ پسندیدہ ہوگی بجز رضائے خدا کسی کی پرواہ نہیں کرے گا وہ رضائے خدا کی خاطر خلاف نفس عمل کرے گا اور تمام حالتوں میں امر و نہی میں اپنے رب کے ساتھ ہوگا۔

⊙ آٹھ چیزیں آٹھ چیزوں کی زینت ہیں

اول ...... پرہیزگاری زینت ہے فقر کی

دوم شکر زینت ہے دولتمندی کی

سوم صبر زینت ہے بلا کی

چہارم تواضع زینت ہے شرف و بزرگی کی

پنجم ...... علم زینت ہے عالم کی

ششم فروتنی و عاجزی زینت ہے طالب علم کی

ہفتم احسان نہ جتانا زینت ہے احسان کی

ہشتم خشوع زینت ہے نماز کی

⊙ اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ

اللہ تعالیٰ کے ادراک سے عاجز آنا ہی اس کو پانا ہے۔

⊙ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ جب کبھی خطبہ میں انسانی پیدائش کا حال بیان فرماتے تو فرمایا کرتے کہ انسان دو مرتبہ مقام نجاست سے نکلا ہے۔ (ایک مرتبہ صلب پدر سے دوسری مرتبہ شکم مادر سے) اس وقت یہ کیفیت ہوتی تھی کہ ہر

marfat.com

شخص اپنے آپ کو نجس سمجھنے لگتا۔

باقیات صالحات

آپ کی اولاد امجاد میں تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت اسماء، حضرت اُمّ کلثوم، حضرت عبدالرحمن، حضرت محمد، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم

وفات حسرت آیات

جب آپ کی رحلت کا وقت آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے کہ ہم کسی طبیب کو بلائیں جو آپ کو دیکھے، فرمایا، طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے انہوں نے پوچھا۔اس نے کیا کہا ہے۔فرمایا اس نے کہا ہے اِنِّیْ فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ ۔بالآخر آپ نے دو برس تین ماہ نوروز سریرآرائے خلافت رہ کر سہ شنبہ کی رات مغرب وعشاء کے درمیان ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری کو دارِفنا سے دارِبقا کی طرف کوچ فرمایا۔انا للہ وانا الیہ راجعون اور اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں گنبد خضریٰ کے سایہ تلے دفن ہونے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔آپ چونکہ انبیائے کرام علیہم الصلوات کے بعد سب بنی آدم میں افضل و یکتا ہیں اس لئے تاریخ وفات کلمہ ''احد'' سے نکلتی ہے

آپ کی حسب وصیت جب اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک غلام، ایک اونٹ اور ایک چادر بیت المال میں جمع کروانے کیلئے امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دیئے یہ منظر دیکھ کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے، بلک بلک کر رو رہے تھے اور بار بار یہ

marfat.com

الفاظ دہرا رہے تھے۔

رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکرٍ لَقَدْ اَتْعَبَ مَنْ بَعْدَہٗ ..... اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے انہوں نے اپنے جانشینوں کو مشقت میں ڈال دیا۔ آپ جیسا ہونا تو رہا درکنار اب تو کوئی شخص ایسا بھی نہیں جو آپ کی گرد کو پہنچ سکے۔

جب مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آپ کے وصال کا علم ہوا تو انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہتے ہوئے یوں گویا ہوئے

یَوْمَ انْقَطَعَتْ خِلَافَۃُ النُّبُوَّۃِ ..... آج خلافت نبوت منقطع ہوگئی۔

marfat.com

108-A

مزار اقدس ...... محرم احوال پیغمبر حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (مدائن۔ بغداد)

مرقد انور ...... محرم احوال پیغمبر حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

marfat.com

محرم احوال پیغمبر

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

تعارف وفضائل

آپ کا اسم گرامی سلمان، کنیت ابوعبداللہ، آپ کا والد آتش پرست تھا۔ وطن اہالی اصفہان ہونے کی وجہ سے فارسی النسل ہیں۔ عالم شباب میں دین مجوس سے بیزار ہوکر یہود ونصاریٰ اور دیگر مذاہب کے علماء سے روابط استوار رکھے۔ دین حق کی طلب میں مصائب ومشکلات کو نہایت صبر واستقامت سے برداشت کیا یہاں تک کہ دس بار یکے بعد دیگرے فروخت ہوئے۔ حسن اتفاق سے قبیلہ بنی قریظہ کے ایک یہودی عثمان بن اشہل کے ہاتھ فروخت ہوکر مدینہ طیبہ پہنچ گئے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو پہلے سال ہی دین اسلام کو قبول کرلیا بعدازاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بھاری قیمت ادا کرکے یہودی سے خرید لیا یوں آپ دنیا کو آزاد ہوکر ہمیشہ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہوگئے آپ ان چار صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی دوستی کا حکم فرماتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

marfat.com

سابقین چار ہیں، میں ..... سابقِ عرب ہوں، صہیب ..... سابقِ روم ہیں، سلمان سابقِ فرس ہیں اور بلال ..... سابقِ حبشہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سورہ جمعہ نازل ہوئی جب یہ آیت نازل ہوئی وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون ہیں؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم میں سلمان فارسی بھی تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے کندھے پر رکھ کر فرمایا

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِنْ ھٰؤُلَاءِ

اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ پھر بھی اسے حاصل کر لیتے۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ..... اِنَّ الْجَنَّۃَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلَاثَۃٍ عَلِیٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَان

بے شک جنت علی، عمار اور سلمان کی مشتاق ہے۔ [2]

آپ ان چار حضرات میں سے ہیں جن کی نسبت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال سے قبل وصیت فرمائی کہ ان کے پاس علم تلاش کرنا آپ کی زبان فارسی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈال دیا تو آپ کی زبان عربی ہوگئی۔

باطنی انتساب

صحبت نبوی علی صاحبہا الصلوات کے باوجود علم باطن میں آپ کا انتساب حضرت

---

[1] مشکوۃ ص ۵۷۶ [2] مشکوۃ ص ۵۷۸ ناشر قرآن محل کراچی

marfat.com

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے دیگر خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی بھی صحبت حاصل رہی لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت باطنی کے غلبہ کے باعث آپ مظہر کمالات صدیقیت ہوئے۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین خاص اور اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ حضور اکرم نے آپ کی گناہوں سے عصمت و طہارت کی وجہ سے سلمان منا اھل البیت کا مژدہ سنا کر لاحق اہل بیت سے مشرف فرمایا

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دور خلافت میں مدائن کا گورنر بنا کر پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا آپ وہ ساری رقم فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیتے اور خود بوریا بافی پر گذارہ کرتے۔ بقول اقبال مرحوم

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

آپ کا کوئی گھر نہ تھا دیواروں اور درختوں کے سایہ میں رہا کرتے

ایک شخص نے عرض کیا کہ میں آپ کی سکونت کے لئے گھر بنا دیتا ہوں فرمایا مجھے گھر کی ضرورت نہیں

اس نے بالاصرار کہا جس قسم کا گھر آپ کی طبیعت کے موافق ہے وہ مجھے معلوم ہے فرمایا بیان کرو اس نے عرض کیا کہ میں آپ کے لئے ایسا گھر بنا دیتا ہوں کہ جب آپ اس میں کھڑے ہوں تو سر مبارک اس کی چھت سے لگے اور جب آپ پاؤں پھیلائیں تو پاؤں کی انگلیاں دیوار سے لگیں فرمایا درست ہے چنانچہ اس نے ایسا ہی گھر تیار کر دیا

آپ کے پاس ایک دھاری دار کمبل تھا جس کا کچھ حصہ آپ اوڑھ لیتے اور کچھ حصہ نیچے بچھا لیتے دوران گورنری بھی وہی کملی آپ کے پاس رہتی بعض ناواقف لوگ

marfat.com

ظاہری حالت دیکھ کر آپ سے بطور مزدور اپنا اسباب اٹھواتے جب انہیں رستے میں معلوم ہوتا کہ یہ امیر شہر ہیں تو عذر کرتے کہ ہم خود اٹھا لیتے ہیں مگر آپ حسب وعدہ منزل تک پہنچاتے

نکاح

آپ نے قبیلہ کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا جس سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ مدائن میں آج بھی آپ کی نسل موجود ہے اور سب صاحب علم و کمال ہیں۔

کسی نے آپ کا نسب دریافت کیا آپ نے ارشاد فرمایا ''اسلام'' پوچھا آپ کے والد کا نام کیا ہے فرمایا ''اسلام'' آپ فرمایا کرتے جب ہمارا دین اسلام ہے تو ہمارا سب کچھ اسلام ہے ہمارا دین ہمیں ماں باپ اور بہن بھائیوں سے بھی عزیز تر ہے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

ملفوظات مقدسہ

کسی شخص نے آپ کو گالیاں دیں آپ نے فرمایا کہ اگر روز قیامت میرے گناہوں کا پلہ بھاری رہا تو تُو جو کچھ کہہ رہا ہے میں اس سے بھی بدتر ہوں اور اگر گناہوں کا پلہ ہلکا رہا تو جو کچھ تو کہتا ہے مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں۔

⊙ آپ ارشاد فرماتے کہ میں ایک درہم کے برگ خرما (کھجور کے پتے) خریدتا ہوں اور اس سے بوریا یا زنبیل تیار کر کے تین درہم میں فروخت کرتا ہوں ان میں سے

marfat.com

ایک درہم برگ خرما کے لئے پس انداز کر لیتا ہوں ایک درہم اپنے عیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم خیرات کر دیتا ہوں۔

⊙ ......مومن کا حال دنیا میں اس بیمار کی مانند ہے جس کے ساتھ اس کا طبیب ہو جو اس کی مرض اور دوا کو جانتا ہو جب مریض کسی مضر چیز کو چاہتا ہے تو وہ اسے منع کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تم اسے کھاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے ایسے ہی مومن بہت سی چیزوں کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ان چیزوں سے روک دیتا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

⊙ ......تعجب ہے طالبِ دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے......تعجب ہے اس غافل پر جس کو فراموش نہیں کیا گیا......تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جو یہ نہیں جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے یا ناراض۔

⊙ ......قریب الوصال بہت گریہ وزاری کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو روز قیامت مجھ تک پہنچنا اور ملاقات کرنا چاہتا ہے تو دنیا سے دور رہنا اور میں اب دنیا سے کوچ کر رہا ہوں لیکن میرے پاس بہت سامال واسباب ہے میں کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آراء سے محروم نہ رہ جاؤں حالانکہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے گھر سوائے ایک نقارہ، ایک لوٹا، ایک پالان ایک پوستین اور ایک کمبل (جو آپ اوڑھے ہوئے تھے) کے سوا کچھ نہ تھا۔

وفات حسرت آیات

وقت وصال اہلیہ سے فرمایا کچھ کستوری پانی میں گھول کر میرے اوپر چھڑک دو اور سب کو اپنے پاس سے ہٹا دیا فرمایا اب ایک ایسی قوم آنے والی ہے جو نہ انسان ہے نہ جن آپ کی اہلیہ نے یہ آواز سنی السلام علیک یا ولی اللہ ، السلام

marfat.com

علیک یا صاحب رسول اللہ جب آپ کی اہلیہ اندر آئیں تو آپ کا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر کے شاخ طوبیٰ پر پہنچ چکا تھا۔ اصح روایت کے مطابق آپ کی عمر مبارک اڑھائی سو برس ہوئی آپ کی وفات ۱۰ رجب المرجب ۳۳ھ کو ہوئی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کرامتاً مدینہ منورہ سے مدائن جا کر آپ کے غسل، کفن و دفن کے بعد راتوں رات مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے۔

آپ کا مزار پر انوار مدائن میں مرجع خلائق ہے جو آپ کے نام نامی کی نسبت سے سلمان پاک کے نام سے مشہور ہے۔[1]

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی)، جواہر نقشبندیہ، انوار الکریم، اکمال فی اسماء الرجال، کشف المحجوب، حضرات القدس، عمدۃ المقامات، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، تاریخ مشائخ نقشبند وغیرہا

marfat.com

فقیہہ مدینہ

حضرت امام قاسم بن محمد قدس سرہٗ العزیز

تعارف وتربیت

آپ کا اسم گرامی قاسم ،کنیت ابو محمد ۲۳ شعبان ۲۴ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے۔آپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔

خلافت فاروقی میں شاہ فارس یزدجرد کی تین بیٹیاں مال غنیمت میں آئیں ،جن میں سے شہر بانو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں جن سے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔دوسری سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نکاح میں آئیں جن سے سیدنا سالم رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔تیسری حضرت محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں جن کے بطن اقدس سے حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ نے جنم لیا۔یوں حضرت امام زین العابدین ،حضرت سالم اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہم تینوں حضرات خالہ زاد بھائی ہیں بچپن میں ہی والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس لئے آپ کی پرورش وتربیت آپ کی پھوپھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی علاوہ ازیں عبداللہ بن عباس ،عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی

marfat.com

اللہ عنہم جیسے اساطینِ اسلام سے بھی استفادہ کیا۔

نسبتِ باطنی

آپ نے اپنے جد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت باطنی بحیثیت مرید حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حاصل کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امام زین العابدین کی صحبت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا یوں آپ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت باطنی کے بھی حامل ٹھہرے۔

فقیہہ مدینہ

آپ کبار تابعین اور مدینہ طیبہ میں امت محمدیہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں آپ امام زمانہ اور یکتائے روزگار تھے ابوالزناد کا قول ہے کہ میں نے حضرت قاسم سے بڑھ کر کسی کو سنت کا عالم نہ پایا اور نہ کسی فقیہہ کو آپ سے اعلم دیکھا، حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں نے مدینہ منورہ میں علم وعمل، فضل وفقہ، حدیث وتفسیر اور علوم طریقت وحقیقت میں امام قاسم رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

مسجد نبوی میں آپ کا حلقہ درس خوخہ عمر کے سامنے روضہ نبوی اور منبر نبوی کے درمیان ہوا کرتا تھا بعد میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی مسند درس بھی یہیں بچھی۔

آپ سے بہت سے محدثین نے روایتِ حدیث کی ہے۔

جب آپ کے ارتحال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے ان کپڑوں میں کفن دیا جائے جنہیں میں پہن کر نماز پڑھا کرتا تھا۔ (قمیض، تہبند، چادر)

آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا ابا جان! کیا ہم دو کپڑے اور زیادہ نہ کر دیں؟ ارشاد فرمایا جان پدر! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کفن بھی تین کپڑے

marfat.com

تھے میت کی نسبت زندہ کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

آپ نے ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۰۱ھ مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان مقام قدید میں وفات پائی وہاں سے تین میل دور مشلل میں آپ کا مدفن مبارک ہے۔ واللہ اعلم بالصواب [1]

---

[1] اکمال فی اسماء الرجال، عمدۃ المقامات، حضرات القدس، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، حضرت مجدد الف ثانی، انوار الکریم، وغیرہا

marfat.com

جمالِ طریقت، امام الخلائق

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

نام ونسب

جمالِ طریقت حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اموی خلیفہ عبد الملک کے دورِ سلطنت میں ربیع الاول ۸۳ھ مدینہ منورہ میں متولد ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو اسماعیل، لقب صادق ہے جو آپ کے صدقِ مقال کا مظہر ہے۔ آپ کا شجرہ نسب والدِ گرامی کی طرف سے ابو محمد جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن الحسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہے۔ والدہ ماجدہ کی طرف سے ام فروہ فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق اور نانی اسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عنہم اجمعین ہے اسی بنا پر آپ نے فرمایا وَلَدَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ مَرَّتَیْنِ

نسبت علوی ونسبت صدیقی

آپ ۱۴ برس اپنے دادا شمس الاوتاد حضرت امام زین العابدین ۳۴ برس اپنے والد حضرت امام محمد باقر اور ۲۷ برس اپنے نانا حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہم کی

marfat.com

صحبت و ملازمت میں رہے۔ یوں آپ دونوں نسبتوں (نسبت علوی اور نسبت صدیقی) کے جامع اور مجمع البحرین قرار پائے۔

سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور مسلم کیمیادان جابر بن حیان جیسے مشاہیرِ امت نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا۔

ملفوظات شریفہ

آپ کے حکمت و معرفت اور حقیقت و شریعت سے معمور کلمات قدسیہ میں سے چند ایک ہدیہ قارئین ہیں۔

- جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا اس نے ماسوا سے منہ پھیر لیا۔
- جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلب مغفرت میں زیادتی کرنا چاہیے۔
- پانچ قسم کے لوگوں کی صحبت سے اجتناب میں بہتری ہے اول جھوٹے سے کیونکہ اس کی صحبت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ دوم بے وقوف سے وہ تمہارے فائدے سے زیادہ تمہیں نقصان پہنچائے گا۔ سوم کنجوس سے کیونکہ وہ تمہارا بہترین وقت ضائع کرے گا۔ چہارم بزدل سے کیونکہ وہ وقت پڑنے پر تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا۔ پنجم فاسق سے کیونکہ وہ ایک نوالہ کی طمع میں کنارہ کش ہو کر تمہیں مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔
- تعجب ہے اس شخص پر جو چار چیزوں میں مبتلا ہو اور ان سے غافل رہے۔ اول جو غم میں مبتلا ہو وہ کہے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتا ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ [1]

دوم جو شخص کسی آفت سے ڈرتا ہو وہ کہے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کیونکہ

---

[1] الانبیاء۔ ۸۸،۸۷

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ [1]

سوم ...... جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہو وہ کہے: وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا [2]

چہارم ...... جو جنت کی خواہش اور رغبت رکھتا ہو وہ کہے مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ [3]

⊙ ...... عبادت توبہ کے بغیر درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا ہے اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ ...... الخ

⊙ ...... جو شخص عبادت پر فخر کرے گناہ گار ہے جو معصیت پر نادم ہو وہ فرماں بردار ہے۔

⊙ ...... ہر شریف آدمی کو چار چیزوں سے عار محسوس نہیں کرنا چاہئے۔ (۱) اپنے والد کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا۔ (۲) اپنے استاد کی خدمت کرنا۔ (۳) اپنے مہمان کی خدمت کرنا (۴) اپنے چوپایہ کی دیکھ بھال کرنا خواہ اس کے سو غلام (خادم) ہی کیوں نہ ہوں۔

وصال

آپ نے بعمر ۶۸ برس چند ماہ ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع قبہ اہلبیت میں مدفون ہوئے۔

---

[1] آل عمران ۱۷۳ [2] مومن ۴۴، ۴۵ [3] الکہف ۳۹، ۴۰

marfat.com

مزارِ اقدس ...... گلِ سرسبد باغِ ولایت حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

maarfat.com

امام ہفتم

حضرت امام موسیٰ کاظم قدس سرہُ العزیز

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی موسیٰ کنیت ابوالحسن اور ابوابراہیم ،لقب کاظم ہے آپ واقعۃً لقب کاظم کے صحیح مصداق تھے کہ مستجاب الدعوات ہونے کے باوجود اپنے بدترین دشمنوں سے بھی کمال درجہ حلم وبردباری اور عفو ودرگزر سے کام لیتے آپ ۹/۱۰ صفر المظفر ۱۲۸ھ بروز اتوار مقام ابواء پر متولد ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت حمیدہ رحمۃ اللہ علیہا تھا جو ام ولد (لونڈی) تھیں۔

جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جواں ہو گئے تو ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ابن عکاشہ کو ایک سربمہر تھیلی عنایت فرمائی اور کہا کہ بازار سے ایک لونڈی خرید لاؤ ابن عکاشہ جب گئے تو صرف دو لونڈیاں ہی رہ گئی تھیں ان میں سے ایک لونڈی کی جب قیمت پوچھی گئی تو بردہ فروش نے ستر ہزار دینار کا مطالبہ کیا جب اس سربمہر تھیلی کو کھولا گیا تو اس سے ستر ہزار دینار برآمد ہوئے چنانچہ قیمت ادا کرکے

marfat.com

لونڈی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت فیض درجت میں پیش کی گئی آپ نے اس سے نام دریافت فرمایا لونڈی نے عرض کیا میرا نام حمیدہ ہے آپ نے فرمایا ''تو دنیا وآخرت میں حمیدہ ومحمودہ ہے'' پھر انہوں نے دریافت فرمایا ''تم باکرہ ہو یا غیر باکرہ'' اس نے عرض کیا میں باکرہ ہوں فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ''کوئی خوبصورت لونڈی بردہ فروشوں کے ہاتھوں محفوظ رہ سکے'' حمیدہ نے عرض کیا جب کوئی بردہ فروش بدی کی نیت سے میرے قریب آتا ایک سفید ریش بزرگ آگے بڑھ کر اس کے منہ پر طمانچہ مارتے اور اسے مجھ سے دور کر دیتے اور ایسا کئی مرتبہ ہوا'' یہ سن کر حضرت امام باقر نے لونڈی کا نکاح حضرت امام جعفر صادق سے کر دیا جس کے شکم اقدس سے حضرت امام موسیٰ کاظم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ اہل بیت کے ساتویں امام ہیں حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: هُوَ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ اللّٰهِ يُخْرِجُ اللّٰهُ مِنْهُ غَوْثَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (یہ اللہ تعالیٰ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں اللہ تعالیٰ اس سے امت مسلمہ کا غوث پیدا فرمائے گا)

جب پہلی مرتبہ آپ کو مہدی بن منصور کے حکم سے بغداد میں محبوس کر دیا گیا تو ایک شب مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مہدی کو خواب میں ملے کہ آپ قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا......الخ

ربیع کہتے ہیں کہ ابھی کچھ رات باقی تھی کہ مہدی نے مجھے اپنے پاس بلایا جب میں گیا تو وہ مذکورہ آیت کریمہ خوش الحانی کے ساتھ پڑھ رہا تھا اور کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ بن جعفر کو قید خانہ سے نکال کر میرے پاس لے آؤ۔ میں تعمیل حکم کرتے ہوئے آپ کو جیل سے لے آیا مہدی نے آپ سے معانقہ کیا پھر اپنے پاس بٹھا کر خواب سنایا اور کہنے لگا کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ آپ میرے اور میری اولاد کے خلاف علم بغاوت

marfat.com

بلند نہ کریں آپ نے فرمایا

"بخدا نہ تو یہ میرا ارادہ ہے اور نہ ہی یہ بات مجھے زیب دیتی ہے کہ میں ایسا کروں"

مہدی نے کہا آپ نے درست فرمایا ہے پھر اس نے ربیع سے کہا کہ ابھی ان کی خدمت میں دس ہزار دینار پیش کرو اور سامان سفر بھی تیار کر دو تا کہ آپ مدینہ طیبہ واپس روانہ ہو جائیں" ربیع کہتے ہیں کہ ہم نے راتوں رات تمام بندوبست کر دیا اور آپ کو الوداع کہنے کیلئے دور تک ساتھ گئے تا کہ کوئی شخص آپ کی مزاحمت نہ کرے چنانچہ آپ بخیر و عافیت مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

کمالات

حضرت شیخ شفیق بلخی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر حج کے دوران میں نے سرزمین قادسیہ میں ایک بلند قامت جوان رعنا دیکھا جو سر پر عمامہ اور پشمینہ کا لباس زیب تن کئے ہوئے اہل قافلہ سے الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا

ع ہے رسم عاشقی میں سب سے الگ بیٹھنا

میں نے دل میں سوچا کہ یہ نوجوان طبقہ صوفیہ میں معلوم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس سفر میں (رخت سفر نہ ہونے کی وجہ سے) مسلمانوں پر بوجھ بن جائے اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ میں اسے جا کر سرزنش کروں تا کہ وہ اس کام سے باز آ جائے جونہی میں اس کے قریب گیا تو اس نے کہا

اے شفیق! اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم میں نے دل ہی دل میں سوچا یہ کیا عجیب بات ہوئی ہے کہ اس نے تو میرا نام اور ما فی الضمیر کہہ دیا ہے یقیناً یہ کوئی مرد خدا ہے مجھے اس سے معافی مانگنی چاہئے ہر چند میں نے اسے تلاش کیا مگر

marfat.com

کہیں نہ پا سکا اگلی منزل پر میں نے اسے مشغول نماز دیکھا۔ اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے پھر چاہا کہ اس سے معافی مانگوں چند لمحے توقف کے بعد میں اس کی جانب چل دیا اس نے کہا

اے شفیق! وَاِنِّی غَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی یہ کہہ کہ چل دیا میں سمجھ گیا کہ یہ نوجوان ابدالوں میں سے ہے جس نے دوبار میرے دل کی بات بتا دی ہے۔

ایک اور مقام پر میں نے اسے کنوئیں پر کھڑا دیکھا کہ ہاتھ میں چرمی ڈول لئے کنوئیں سے پانی نکالنا چاہتا ہے لیکن ڈول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کہ کنوئیں میں جا گرا، اس نے آسمان کی طرف چہرہ کر کے کہا

اَنْتَ رَبِّیْ اِذَا ظَمِئْتُ مِنَ الْمَآءِ وَقُوْتِیْ اِذَا اَرَدْتُ الطَّعَامَا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَعْلَمُ یَااِلٰھِیْ وَسَیِّدِیْ مَالِیْ سِوَاھَا فَلَا تَعْدِمْنِیْ اِیَّاھَا

بخدا میں نے پانی کو اوپر آتے ہوئے دیکھا اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر سطح آب سے ڈول لے لیا اور وضو کر کے چار رکعات نماز ادا کر کے ریت کے ٹیلے کی طرف چل دیا اور مٹی بھر ریت ڈول میں ڈال کر اسے خوب ہلایا اور نوش جاں کر لیا یہ منظر دیکھ کر میں اس کے پاس گیا اور السلام علیکم کہا اس نے وعلیکم السلام کہا میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو نعمت آپ کو عطا فرمائی ہے اس میں سے (پس خوردہ) مجھے بھی کھلاؤ پلاؤ اس نوجوان نے کہا اے شفیق! اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی نعمتیں ہمیشہ مجھے ملتی رہتی ہیں اس لئے تو بھی خدا تعالیٰ کے بارے میں نیک گمان رکھ اور وہ ڈول مجھے عطا فرما دیا۔ جب میں نے پیا تو وہ ستو اور شکر تھے۔ قسم بخدا میں نے آج تک ایسی شیریں اور لذیذ چیز کبھی نہیں پی میں نے خوب سیر و سیراب ہو کر پیا یہاں تک کہ مجھے کئی روز تک اکل و شرب کی حاجت نہ رہی۔ بعد ازیں وہ نوجوان مجھے نظر نہیں آیا جب ہم مکہ مکرمہ

marfat.com

پہنچے تو میں نے اسے صلوٰۃ تہجد اس قدر خشوع وخضوع سے ادا کرتے ہوئے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور بارگاہ رب العزت میں عجز و نیاز اور آہ وبکا کا سلسلہ ساری رات جاری رہا۔ صبح ہوئی تو نماز فجر کے بعد طواف میں مشغول ہو گیا۔ جب طواف سے فارغ ہوا تو باہر چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا، میں نے دیکھا کہ اب اس کے پاس کئی غلام اور خدام تھے اور لوگوں نے اس کو گھیر رکھا تھا اور کہہ رہے تھے السلام علیکم یا ابن رسول اللّٰہ میرے استفسار پر پتہ چلا کہ یہ حضرت موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں، میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ اس شخص سے اس قسم کی عجیب وغریب باتوں کا صدور قابل تعجب نہیں۔

وصال پر ملال

آپ نے بروز جمعۃ المبارک ۲۵ رجب المرجب ۱۸۶ھ میں ہارون الرشید کی قید میں وصال پایا آپ کا مزار مبارک (کاظمین) بغداد میں ہے کہا جاتا ہے کہ آپ کو یحیٰ بن خالد برمکی نے ہارون الرشید کے حکم سے کھجوروں میں زہر ملا کر کھلایا۔

marfat.com

امام ہشتم

حضرت امام علی رضا قدس سرہ العزیز

نام ونسب

آپ کا نام نامی علی، کنیت ابوالحسن اور لقب رضا ہے (وُهُوَ فِیُ رِضَاءِ اللّٰہِ سُبُحَانَہ' وَرِضَاءِ رَسُوُلِہٖ کیونکہ آپ آسمانوں میں اللہ کی رضا اور زمین میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا تھے) آپ کی ولادت باسعادت ۱۱، ربیع الاول بروز جمعرات ۱۵۳ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔

آمد کی بشارت

آپ کی والدہ محترمہ، آپ کی دادی صاحبہ حضرت حمیدہ رحمۃ اللہ علیہا کی کنیز تھیں ایک شب عالم رؤیا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمیدہ کو فرمایا نجمہ کی شادی اپنے بیٹے موسیٰ سے کردو کیونکہ اس کے بطن سے ایسا لڑکا متولد ہوگا جو روئے زمین پر بہترین مولود ہوگا چنانچہ حضرت نجمہ کا نکاح حضرت امام موسیٰ کاظم قدس سرہ' سے ہوا اوران سے حضرت امام علی رضا پیدا ہوئے۔ آپ اہل بیت کے آٹھویں امام ہیں۔

marfat.com

مرقد انور ...... حجلہ نشین حریم امامت حضرت سیدنا امام علی رضا قدس سرہ

marfat.com

ولادت کا منظر

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ دوران حمل مجھے کسی قسم کا بوجھ محسوس نہیں ہوا حالت نیند میں، مجھے اپنے شکم سے تسبیح اور تہلیل کی آوازیں سنائی دیتی تھیں بوقت ولادت آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ دیئے اور چہرہ انور آسمان کی طرف۔ لب ایسے متحرک تھے جیسے کوئی بارگاہ ربوبیت میں دعا ومناجات کررہا ہو آپ کے والد گرامی نے آپ کی والدہ ماجدہ کو فرمایا هَنِيئًا لَكِ كَرَامَةَ رَبِّكِ عَزَّوَجَلَّ تجھے تیرے رب کی کرامت مبارک ہو اور اپنے مبارک ہاتھوں میں اٹھا کر کانوں میں اذان واقامت کہی اور نہر فرات کے پانی سے تحنیک فرمائی۔[1]

آپ کے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظم قدس سرہٗ حالت نوم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا "عَلِيٌّ اِبْنُكَ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ وَيَنْطِقُ بِحِكْمَتِهٖ ...... " تیرا بیٹا علی اللہ کے نور سے دیکھے گا اور اس کی حکمت سے گویا ہوگا ایسا صائب الرائے ہوگا جس میں خطا کا احتمال نہیں ہوگا وہ جاہل نہیں بلکہ عالم ہوگا اور اس کی مجلس میں دانشور اور علماء حاضر باش رہا کرینگے۔[2]

تصرفات وکمالات

آپ نے ظاہری وباطنی کمالات اپنے والد گرامی سے حاصل کئے۔ حاکم نے محمد بن عیسیٰ بن ابی حبیب سے روایت کیا کہ میں خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا آپ حاجیوں کے جائے قیام میں جلوہ افروز ہیں اور آپ کے سامنے صیحانی کھجوروں کا ٹوکرا پڑا ہوا ہے میں نے سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

1. فصل الخطاب مولفہ حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمہ ص ۴۳۳ 2. ایضا

marfat.com

نے جواب مرحمت فرما کر سترہ یا اٹھارہ کھجوریں مجھے عنائت فرمائیں۔

کہتے ہیں کہ بیس روز بعد حضرت امام علی رضا قدس سرہٗ العزیز میرے ہاں تشریف لائے اور اسی جگہ جلوہ افروز ہوئے جہاں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا تھا اور آپ کے سامنے کھجوروں کا ایک تھال پڑا ہوا ہے آپ نے مجھے مٹھی بھر کھجوریں عطا فرمائیں جب میں نے ان کی گنتی کی تو وہ سترہ یا اٹھارہ ہی تھیں جتنی کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھیں میں نے آپ سے عرض کیا کچھ مزید عطا فرما دیں آپ نے ارشاد فرمایا ''اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجھے زیادہ عنایت فرماتے تو میں بھی زیادہ دے دیتا''۔

ابو اسماعیل سندی کہتے ہیں کہ میں آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا مجھے عربی زبان کی الف۔ با بھی نہیں آتی تھیں میں نے سلام عرض کیا آپ نے جواب ارشاد فرمایا پھر میں نے اپنی زبان میں گفتگو شروع کی تو آپ نے میری مادری زبان میں میری ہر بات کا جواب عطا فرمایا واپسی پر میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے عربی زبان نہیں آتی دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عربی زبان سکھا دے آپ نے اپنا دست اقدس میرے ہونٹوں پر پھیرا میں اسی وقت عربی زبان میں گفتگو کرنے لگا۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ میری بیوی حاملہ تھی جسے میں آپ کی خدمت بابرکت میں لے گیا اور عرض کیا حضور! دعا فرمائیں رب العزت اسے فرزند عطا فرمائے آپ نے فرمایا تمہاری بیوی دو بچوں سے حاملہ ہے واپسی پر میں نے خیال کیا کہ ایک کا نام محمد رکھوں گا اور دوسرے کا علی۔ آپ نے مجھے واپس بلا کر فرمایا ایک کا نام علی رکھنا اور ایک کا نام ام عمر چنانچہ جب دونوں بچے پیدا ہوئے تو ایک لڑکا تھا اور ایک لڑکی جن کے نام آپ کے فرمان کے مطابق رکھے گئے۔

marfat.com

ملفوظات شریفہ

جہاں ہمیں اعمال حسنہ پر دوہرا ثواب ہوگا وہاں سیئات پر عذاب بھی زیادہ ہوگا

⊙ مَنْ كَانَ مِنَّا وَلَمْ يُطِعِ اللّٰهَ فَلَيْسَ مِنَّا جو ہم اہل بیت میں سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے معاصی کی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو ان کی اہل سے نکال دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کو مخاطب کر کے فرمایا: اِيْتُوْنِيْ بِاَعْمَالِكُمْ لَا بِاَحْسَابِكُمْ وَاَنْسَابِكُمْ میرے پاس حسب ونسب نہیں بلکہ اعمال صالحہ لاؤ (واضح رہے کہ اس قسم کے ارشادات عالیہ برائے تہدید و وعید ہیں تا کہ کوئی شخص اپنے حسب ونسب پر نازاں ہو کر اعمال صالحہ سے دستکش نہ ہو جائے ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب ونسب روز محشر ضرور کام آئے گا)

⊙ لَا يَنَالُ اَحَدٌ وَلَايَةَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ سُبْحَانَهٗ اللہ سبحانہ کی اطاعت کے بغیر کسی کو ولایت نہیں ملتی۔

⊙ کسی شخص نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا وَاللّٰهِ اَنْتَ خَيْرُ النَّاسِ قسم بخدا آپ سارے لوگوں سے بہتر ہیں ارشاد فرمایا اے فلاں قسم نہ اٹھاؤ مجھ سے وہ شخص بہتر ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ

⊙ کسی شخص نے آپ سے کہا روئے زمین پر سب سے اشرف آپ کے آباء تھے فرمایا اَلتَّقْوٰى شَرَّفَهُمْ تقویٰ ہی ان کا شرف ہے۔

وفات حسرت آیات

آپ نے ماہ رمضان بروز جمعۃ المبارک ۲۰۳ھ میں وصال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

marfat.com

مرقد انور خراسان کے شہر طوس کے موضع سناباد میں خلیفہ ہارون الرشید کی قبر کے غربی جانب مرجع خلائق ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا جو میری زیارت کیلئے دیار طوس میں آئے عرصہ محشر میں اس کی مغفرت ہوگی۔

باقیات صالحات

آپ کی اولاد امجاد میں پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں جن میں سب سے زیادہ معروف حضرت امام محمد تقی قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ [1]

---

[1] فصل الخطاب، عمدۃ المقامات، شواھد النبوۃ، جامع کرامات اولیاء، خاندان مصطفیٰ، شہادت نواسہ سید الابرار

marfat.com

مرقد انور ...... سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ

marfat.com

سلطان العارفین

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہُ العزیز

تعارف

آپ کا اسم گرامی طیفور بن عیسیٰ بن آدم، کنیت ابویزید اور لقب سلطان العارفین ہے۔ آپ ۱۳۶ھ کو شہر بسطام (نیشاپور) میں متولد ہوئے آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ میرے شکم میں تھے میں جب کبھی مشتبہ لقمہ کھا بیٹھتی تو آپ میرے پیٹ میں تڑپنا شروع کر دیتے جب تک قے نہ کر دیتی اور وہ لقمہ میرے جسم سے نکل نہ جاتا آرام نہ کرتے۔

جستجو حق

آپ کے دل میں بچپن سے ہی تلاش حق کی جستجو پیدا ہو گئی تھی۔ جب والدہ ماجدہ نے اپنا حق معاف کر کے راہ خدا کے لئے وقف کر دیا تو آپ شہر بسطام سے نکل کر تیس سال تک شام کے جنگلوں میں عبادت و ریاضت اور مجاہدے کرتے رہے۔

marfat.com

باطنی انتساب

آپ کا باطنی انتساب اہل بیت کے امام ہشتم، حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے جبکہ بطریق اویسیت امام الاولیاء حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اکتساب فیض کیا۔ ان کے علاوہ آپ نے تقریباً ایک سو تیرہ علماء و مشائخ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔

شیخ بسطامی اور روایت حدیث

آپ طبقہ اول کے دس اجلہ مشائخ اور معروف اہل طریقت میں سے ہیں آپ سے قبل اہل طریقت کے حقائق میں کسی کو تا تبحر نصیب نہیں ہوا تمام احوال میں محب علم اور معظم شریعت تھے۔ قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز آپ کے روایت حدیث میں علو مرتبت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں

او را روایات بسیار عالیست اندر احادیث پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم

مشتے نمونہ از خروارے ایک روایت پیش خدمت ہے

حدثنا ابو یزید البسطامی ، حدثنا ابو عبدالرحمٰن السُدّیَ عن عمرو بن قیس الملائی عن عطیہ العوفی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنْ ضَعْفِ الْیَقِیْنِ اَنْ تُرْضِیَ النَّاسَ بِسُخْطِ اللّٰہِ وَاَنْ تَحْمِدَھُمْ عَلٰی رِزْقِ اللّٰہِ وَاَنْ تَذُمَّھُمْ عَلٰی مَالَمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اِنَّ رِزْقَ اللّٰہِ لَا یَجُرُّہٗ حِرْصُ حَرِیْصٍ وَلَا یَرُدُّہٗ کُرْہُ کَارِہٍ اِنَّ اللّٰہَ بِحِکْمَتِہٖ وَ جَلَالِہٖ

marfat.com

جَعَلَ الرَّوْحَ وَالْفَرْحَ فِی الیقینِ والرِّضا وَجَعَلَ لُھُمَّ والحُزْنَ فِی الشَّکِ وَالسُّخطِ [1]

یعنی بلاشبہ یہ ضعف یقین ہے کہ تو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرے اور اللہ کے رزق پر ان کی تعریف کرے اور جو اللہ نے تجھے نہیں دیا ان کی مذمت کرے یقیناً اللہ کے رزق کو لالچی کا حرص نہیں کھینچ سکتا اور نہ ہی کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی اسے لوٹا سکتی ہے بلاشبہ اللہ نے اپنی حکمت وجلال سے راحت وفرحت کو یقین ورضا میں رکھا ہے اور شک وناراضگی کو ہم وغم میں رکھا ہے۔

کمالات

✿......سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ العزیز آپ کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اَبُو یَزِیْد مِنَّا بِمَنْزِلَۃِ جِبْرَئِیْلَ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ یعنی شیخ بایزید ہم اولیائے کرام میں ایسے ہیں جیسے ملائکہ میں سیدنا جبریل علیہ السلام [2]

ایک مقام پر یوں فرمایا:

''میدان توحید میں چلنے والوں کی انتہا بایزید کی ابتداء ہے''

⊙ ایک روز حضرت شیخ ذوالنون مصری قدس سرہٗ نے اپنے ایک مرید کو آپ کی خیریت دریافت کے لئے بھیجا مرید جب بسطام میں آپ کے مکان پر آیا تو آپ کو صحن میں تشریف فرما دیکھا مگر پہچان نہ سکا آپ نے پوچھا کیا چاہئے اس نے عرض کیا میں شیخ بایزید سے ملاقات وزیارت کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا ''این ابو یزید و انا فی طلب ابی یزید منذ سنین'' (ابویزید کہاں ہیں میں خود سالہا سال سے ابو یزید کو تلاش کررہا ہوں) ابھی تک میں نے اسے نہیں پایا تم کس بایزید کو چاہتے ہو مرید

---

[1] طبقات الصوفیا لسلمی ص ۶۹ مطبوعہ سانگلہ ہل شیخوپورہ [2] کشف المحجوب فارسی ۱۱۳

marfat.com

نے سوچا یہ دیوانہ ہے کچھ نہیں جانتا کہ کیا کہتا ہے بالآخر مصر لوٹ آیا اور شیخ ذوالنون سے سارا ماجرا کہہ سنایا وہ سن کر رونے لگے اور بولے "اخی ابا یزید قد ذھب فی الذاھبین الی اللہ" میرے بھائی ابو یزید مشتاقوں کے ساتھ لا الہ الا اللہ کے عالم میں پہنچ گئے اور مجھے یہاں چھوڑ گئے۔ ۱؎

⊙ حضرت شیخ یحییٰ بن معاذ قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو لکھا کہ میں محبت الٰہی کے بہت سے جام پینے کی وجہ سے نشہ میں ہوں۔ آپ نے جواباً تحریر فرمایا تمہارے علاوہ ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے آسمانوں اور زمینوں جتنے سمندر پی لئے مگر پھر بھی سیر نہیں ہوئے تاہنوز ھل من مزید کے نعرے لگا رہے ہیں۔ ۲؎

لوگوں نے بہت سی شطحیات آپ کی طرف منسوب کردی ہیں حالانکہ آپ کا ارشادگرامی ہے کہ راہ شریعت پل صراط سے زیادہ باریک اور پرخطر ہے۔ سالک پر لازم ہے کہ ہر حالت میں ایسی روش اختیار کرے کہ اگر اسے بلند مقامات اور اعلیٰ احوال میسر نہ آئیں اور وہ گر پڑے تو دائرہ شریعت میں ہی گرے۔ ہر چیز چھن جائے تو کم از کم شرعی اعمال اس سے نہ چھوٹیں کیونکہ احکام شرعیہ پر عمل ترک کردینا سالک کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

ملفوظات شریفہ

علم وخبر ایسے شخص سے سیکھو جو علم سے معلوم تک اور خبر سے مخبر تک رسائی حاصل کرچکا ہو جو شخص دنیوی اغراض کے لئے علم حاصل کرے اس کی صحبت سے کنارہ کش رہو کیونکہ اس کا علم خود اس کے لئے سودمند نہیں۔

⊙ آپ نے فرمایا "اللہ تعالی را بخواب دیدم" میں نے عالم خواب

۱؎ مکتوبات صدی مکتوب ۸۷ ۲؎ رسالہ قشیریہ

marfat.com

میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا تو میں نے دریافت کیا الٰہی تجھ تک پہنچنے کا رستہ کونسا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دَعْ نَفْسَكَ فَتَعَالَ اپنی خودی کو چھوڑ اور میری طرف آجا۔

⊙ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو دنیا و آخرت میں رؤیت حق سے محروم ہوں تو مرتد ہو جائیں۔[1]

۞ ابتدائے احوال میں مجھے وحدانیت کی طرف روحانی سیر اور باطنی طیر میسر ہوئی تو میرے رستے میں بہشت و دوزخ آئے مگر میں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی یہاں تک کہ میں ایک پرندہ بن گیا جس کا جسم احدیت سے اور بال و پر قدم سے بنے تھے۔ میں فضائے ہویت میں پرواز کرتا رہا حتیٰ کہ فضائے ازلیت میں داخل ہو گیا اور شجر احدیت کا مشاہدہ کیا۔ جب بنظر غائر دیکھا تو ہر طرف مجھے میں ہی نظر آیا جو اللہ تعالیٰ کا غیر ہے میں پکار اٹھا خدایا! جب تک میری ''انا'' موجود ہے تیری ذات تک رسائی محال ہے ابھی تو مجھے میری انانیت سے چھٹکارا حاصل نہیں ہوا تا میں کیا کروں؟ فرمان آمد کہ یا بایزید خلاص تو از توئی تو اندر متابعت دوست مابستہ است دیدہ را بخاک قدم وے اکتحال کن و بر متابعت وی مداومت کن حکم ہوا اے بایزید! تیری خودی سے تیری خلاصی ہمارے دوست (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت سے وابستہ ہے۔ ان کے مبارک قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا اور ان کی متابعت پر مداومت اختیار کر۔ اہل طریقت اسے حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز کی معراج کہتے ہیں۔[2]

⊙ اللہ تعالیٰ جس کو مقبولیت عطا فرماتا ہے اس پر ایک ایسا فرعون مقرر کر دیتا ہے جو اسے ہر وقت اذیت پہنچاتا رہے۔

---

[1] کشف المحجوب ص ۲۵۹، مکتوبات صدی اور کشف المحجوب شریف نیز شجرہ شریف امام علی رضا، امام موسیٰ کاظم [2] ماخوذ از کشف المحجوب فارسی ۲۶۰

marfat.com

⊙ میں ایک مرتبہ دریائے دجلہ پر گیا تو پانی جوش مارتا ہوا میرے استقبال کے لئے آگے بڑھا لیکن میں نے پانی کو مخاطب کر کے کہا میں تیرے استقبال سے ذرہ بھر بھی مغرور نہیں ہوں گا اور اپنی تیس سالہ ریاضت کو تکبر کر کے ضائع نہیں کروں گا کیونکہ میں کرامت کا خواہش مند نہیں میں تو کریم کا طالب ہوں۔

⊙ کسی شخص میں کرامات دیکھو اگرچہ وہ ہوا میں اڑتا نظر آئے اس پر فریفتہ نہ ہو جاؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی اور اتباع شریعت میں کیسا ہے۔

⊙ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ بھوک کا اس قدر تذکرہ کیوں کرتے ہیں فرمایا اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلیٰ رب اعلیٰ ہونے کا دعویٰ بھی نہ کرتا۔

⊙ بلاد روم میں خلافت عباسی کی ترک افواج رومیوں کے خلاف برسر پیکار تھیں ایک مرتبہ دوران معرکہ مسلمانوں کو شکست ہونے والی تھی کہ کسی نے آپ کو پکارا "یــابـــایزید دریـاب" اسی وقت خراسان کی طرف سے آگ نمودار ہوئی جس کی دہشت سے رومی لشکر میں تہلکہ مچ گیا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

⊙ آپ نے اپنی حیات طیبہ میں عباسی دور کا عروج بالخصوص خلیفہ مامون الرشید کا عہد زریں بھی دیکھا اور بعد کے خلفاء کا دور زوال وانحطاط بھی پایا جس کے دوران مرکز میں ترکوں کا غلبہ ہو گیا اور خلفاء ترکوں کے ہاتھوں کٹ پتلی بنے ہوئے تھے۔

⊙ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر جنت میں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دیدار سے محجوب رکھے تو وہ جنت سے بچنے کی یوں فریاد کریں گے جس طرح جہنمی دوزخ سے بچنے کی فریاد کریں گے۔

⊙ آپ کے آستانہ عالیہ سے مسجد تک چالیس قدم کا فاصلہ تھا آپ نے مسجد کی طرف رخ کر کے کبھی لعاب دہن نہیں پھینکا آپ جب مسجد میں تشریف لاتے تو دروازے پر کھڑے ہو کر رو دیتے لوگوں نے ایک مرتبہ عرض کیا حضور ایسا کیا فرمایا میں

marfat.com

اپنے آپ کو مستحاضہ عورت کی مانند پاتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کہیں مسجد آلودہ نہ ہو جائے۔

⊙ ...... ایک بزرگ نے آپ کے وصال باکمال کے بعد خواب میں زیارت کی اور عرض گذار ہوئے کہ مجھے کوئی نصیحت فرماؤ آپ نے ارشاد فرمایا خلقت بحر بے پایاں کی طرح ہے اور درویش لوگ کشتی کی مانند ہیں کوشش کرو کہ اپنے تئیں اس کشتی میں پہنچا دو اور اپنے مسکین بدن کو غرق ہونے سے بچالو۔

⊙ ایک مرتبہ ایک جماعت نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر قحط سالی کی شکایت کی اور باران رحمت کے لئے دعا کی درخواست کی یہ سن کر آپ نے سر جھالیا پھر سر اٹھا کر فرمایا جاؤ! اپنے پرنالوں کو درست کرلو بارش آنے والی ہے چنانچہ کچھ دیر بعد مینہ برسنا شروع ہوگیا اور ایک دن رات مسلسل بارش ہوتی رہی۔

⊙ جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے وہ کاذب ہے کیونکہ اتباع سنت کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں۔

⊙ کسی بزرگ نے مراقبہ کے بعد سوال کیا کہ اس وقت آپ کہاں تھے ارشاد فرمایا بارگاہ خداوندی میں، اس بزرگ نے کہا میں بھی تو وہیں تھا لیکن میں نے آپ کو نہیں دیکھا فرمایا تیرے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ایک حجاب تھا اور میں ذات باری کے بالکل سامنے حاضر تھا اس لئے آپ مجھے نہ دیکھ سکے۔

⊙ ایک مرتبہ آپ نے اپنے پاؤں مبارک پھیلائے تو ایک مرید نے بھی آپ کی دیکھا دیکھی پاؤں پھیلا دیئے پھر جب آپ نے اپنے پاؤں سمیٹے تو اس مرید نے بھی سمیٹنے کی کوشش کی مگر اس کے پاؤں مفلوج ہوکر رہ گئے۔ آخری دم تک اس کی یہی حالت رہی کیونکہ اس نے مرشد کے پاؤں پھیلانے کو معمولی بات سمجھ کر مرشد کی برابری کی بے ادبی کی تھی جو متابعت مذموم کے قبیل سے ہے۔ العیاذ باللہ

marfat.com

وصال پر ملال

آپ نے بعمر ایک سو پچیس سال ۱۵ شعبان المعظم ۲۶۱ ھ بسطام میں وصال فرمایا۔ مزار فائض الانوار بسطام شریف میں ہی ہے۔

⊙ آپ کے انتقال کے بعد لوگوں نے خواب میں دریافت کیا آپ کا کیا حال ہے فرمایا مجھ سے پوچھا گیا کہ اے بوڑھے! تم کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جب درویش بادشاہ کی درگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ کیا لائے ہو بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا چاہتے ہو۔[1]

---

[1] نفحات الانس، کشف المحجوب، رسالہ قشیریہ، تذکرۃ الاولیاء، سلک السلوک، مکتوبات صدی وغیرہا

marfat.com

سیدِ ارباب تجرید

حضرت خواجہ محمد بن اسماعیل مغربی قدس سرہٗ العزیز

تعارف

آپ کا اسم گرامی محمد بن اسماعیل اور کنیت ابوعبداللہ ہے آپ خواجہ محمد مغربی کے نام سے معروف ہیں۔ آپ طبقہ دوم کے مشائخ میں سے ہیں آپ رئیس المتکلمین حضرت شیخ ابراہیم خواص قدس سرہٗ العزیز کے اساتذہ میں سے ہیں مملکت عراق میں مریدوں کی تربیت اور صوفیاء کی ریاست آپ کی ذات پر ختم تھی۔

باطنی انتساب

مولانا ابوالخیر فضل بن روزبہان بقلی المعروف خواجہ مولانا اصفہانی قدس سرہ' نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ' کے وصیت نامہ کی شرح المعروف شرح وصایائے خواجہ عبدالخالق غجدوانی میں آپ کا باطنی انتساب سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ' سے تحریر فرمایا ہے اسی کی تصدیق وتوثیق کاشف حقائق علامہ بدرالدین سرہندی قدس سرہ' (خلیفہ اجل حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ') نے اپنی

marfat.com

کتاب حضرات القدس حصہ اول میں کی ہے۔ [1]

کرامات

آپ نے کئی سالوں تک اندھیرا نہ دیکھا ضعف بصر کے باوجود برہنہ پا تاریک رات میں اپنے احباب سے آگے آگے چلتے جب احباب میں سے کسی کو لغزش ہوتی تو آپ فرماتے دائیں بائیں کا خیال کرو حالانکہ شدتِ ظلمت سے وہ اپنے آگے کچھ بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کوہ طور پر درخت کے ساتھ تکیہ لگائے گفتگو فرما رہے تھے اثنائے کلام آپ پر قلق واضطراب کی کیفیت طاری ہوگئی اور فرمانے لگے

بنده باو چندانی قرب جوید تا آن هنگام که فرو ماند فرد را ...... بندہ قرب حق سے بامراد نہیں ہوسکتا جب تک فرد، فرد کے ساتھ منفرد نہ ہو جائے۔ آپ کا یہ کلام سن کر پہاڑ لرزہ براندام ہوگیا اور اس کی چٹانیں پارہ پارہ ہوکر گرنے لگیں۔

ملفوظات شریفہ

آپ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ عِمَارَةُ الْاَوْقَاتِ فِی الْمُوَافَقَاتِ

ترجمہ: بہترین اعمال ہر حال میں اوقات کی تعمیر ہے۔

⊙ ...... اہل اللہ کی تین اقسام ہیں کچھ وہ ہوتے ہیں جن سے لباس آزمائش اتار لیا جاتا ہے انہیں آسودہ حال اور عافیت میں رکھا جاتا ہے تاکہ وہ مسند دعوت وارشاد پر جلوہ آرا

---

[1] حضرات القدس مترجم حصہ اول ص ۲۵ مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ

marfat.com

ہو کر مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیں۔ کچھ وہ ہوتے ہیں جنہیں عزلت و خلوت میں رکھا جاتا ہے تاکہ مخلوق کے عیوب ان کی نظروں سے اوجھل رہیں اور وہ لوگوں کی شفاعت کر سکیں۔ کچھ وہ ہوتے ہیں جن پر بلا و امتحان کے پہاڑ گرائے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی دیدہ وری اور خود بینی سے محفوظ رہیں اور وہ اسی حال میں خوش اور راضی برضا رہتے ہیں۔

وفات حسرت آیات

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری تحریر فرماتے ہیں کہ بوقت وصال آپ کی عمر مبارک ۱۲۲ برس تھی اور آپ نے وادی سینا میں ۲۹۹ھ کو وفات پائی۔ جبل طور پر شجرہ خرتوت کے نیچے آپ کی مرقد انور ہے (خرتوت ایک صحرائی خاردار درخت ہے جس کا پھل سیب کی مانند ہوتا ہے۔)

ماخوذ: طبقات الصوفیہ تصنیف خواجہ عبداللہ انصاری، جامع کرامات اولیا، جلد اول

marfat.com

کاشف اسرار حقیقت

حضرت خواجہ اعرابی بایزید عشقی قدس سرہ العزیز

آپ کا انتساب باطنی حضرت خواجہ محمد مغربی قدس سرہ سے ہے۔[1]
آپ کے حالات و کمالات پر تحقیقات جاری ہیں انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں شامل اشاعت کی جائیں گی۔ و باللہ التوفیق

[1] حضرات القدس (مترجم) مولف کاشف حقائق علامہ بدرالدین سرہندی قدس سرہ جلد اول ص: ۲۵
مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ

marfat.com

امام اصحاب تفرید

حضرت خواجہ ابوالمظفر مولانا ترک طوسی قدس سرہ

آپ کا انتساب باطنی کاشف اسرار حقیقت حضرت خواجہ اعرابی بایزید عشقی قدس سرہٗ سے ہے۔ [1]

آپ کے حالات وکمالات پر تحقیقات جاری ہیں

[1] حضرات القدس (مترجم) مولف کاشف حقائق علامہ بدرالدین سرہندی قدس سرہٗ جلد اول ص ۲۵ مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ

marfat.com

قطب ربانی

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز

تعارف

آپ کا اسم گرامی علی بن احمد اور کنیت ابوالحسن ہے۔ ۳۵۲ھ خرقان میں آپ کا تولد ہوا۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز نے سالہا سال قبل آپ کی آمد کی خوشخبری سنائی اور آپ کا نام، کنیت اور حلیہ وغیرہ تک بتائے۔ حضرت مولانا روم قدس سرہٗ العزیز نے اس کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔

ایں طبیبانِ بدن دانشورند
بر مقامِ تو ز واقف ترند
آں شنیدی داستان بایزید
کہ ز حالِ بوالحسن از پیش دید
بوئے خوش آمد مر اُو را ناگہاں
در سوادِ رَے ز حدِ خارقاں

marfat.com

مزار اقدس ...... قطب ربانی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ

maktab.com

از پس آں سالہا آمد پدید
بوالحسن بعد از وفاتِ بایزید
مؤمنا ینظر بنور الله شدی
از خطا و سہو ایمن آمدی

آپ طبقہ دوم کے اجلہ مشائخ میں سے ہیں اور اپنے عہد کے جملہ مشائخ کے ممدوح، شیخ زمانہ اور غوث یگانہ تھے۔ شیخ طریقت حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہٗ العزیز نے ایک طویل ملاقات کے بعد جاتے ہوئے فرمایا من ترا بولایت عہد خود بر گزیدم میں آپ کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں۔[1]

باطنی انتساب

کاشف حقائق حضرت علامہ بدرالدین سرہندی خلیفہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے حضرات القدس اول میں آپ کا سلسلہ انتساب یوں بیان فرمایا ہے

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی کو حضرت خواجہ ابوالمظفر مولانا ترک طوسی سے ان کو حضرت خواجہ اعرابی بایزید عشقی سے ان کو حضرت خواجہ محمد مغربی سے اور ان کو سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم سے نسبت حاصل تھی مگر آپ نے شیخ بسطامی سے بطریقِ اویسیت روحانی تربیت پائی۔

عبادت وریاضت

آپ بارہ برس تک ہر روز نماز عشاء باجماعت خرقان میں ادا فرما کر بسطام میں شیخ بسطامی قدس سرہٗ کے مزار پرانوار پر مراقب رہتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کرتے

---

[1] کشف المحجوب فارسی ص:۱۷۰

marfat.com

''خدایا! جوخلعت تو نے بایزید کو عطا کی ہے وہ ابوالحسن کو بھی عطا فرما''

پھر وہاں سے واپس آ کر خرقان میں اسی وضو سے نماز فجر باجماعت ادا کرتے۔ بارہ برس کی مسلسل حاضری اور دعاؤں والتجاؤں کے بعد مزار مبارک سے آواز آئی

''اے ابوالحسن! اب تمہارے مسند نشین ہونے کا وقت آ گیا ہے''

آپ نے یہ سن کر عرض کیا کہ میں ان پڑھ ہوں اور رموز شریعت سے ناواقف ہوں میری ہمت افزائی فرمائی جائے۔

آواز آئی ''تم نے جو کچھ خدا سے مانگا وہ تمہیں مل گیا ہے، فاتحہ سے شروع کیجئے''

جب خرقان واپس پہنچے تو واپسی تک قرآن مجید ختم کرلیا اور علوم ظاہری و باطنی آپ پر منکشف ہو گئے۔

علومرتبت

صاحب رسالہ قشیریہ حضرت استاد ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ کا بیان ہے کہ میں جب خرقان کی حدود میں داخل ہوا تو شیخ خرقان کی حشمت ورعب سے میری فصاحت وبلاغت جاتی رہی ''پنداشتم کہ از ولایت خود معزول شدم''[۱] یعنی کہ میں نے خیال کیا کہ میں اپنی ولایت سے معزول ہو گیا ہوں۔

شیخِ خرقان بحیثیت محدث

ایک دفعہ ایک مرید نے جامعہ بغداد میں جا کر تعلیم حدیث کیلئے آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے دریافت فرمایا ...... کیا یہاں کوئی درس حدیث دینے والا نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا یہاں کوئی مشہور محدث نہیں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں بھی محدث ہوں اللہ تعالیٰ نے میرے امی ہونے کے باوجود محض اپنے فضل وکرم سے مجھے

---

[۱] کشف المحجوب فارسی ص:۱۷۰

marfat.com

تمام علوم پر آ گاہی عطا فرمائی ہے اور حدیث تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھی ہے...... لیکن آپ کی بات کا اسے یقین نہ آیا۔ چنانچہ وہ رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء سے مشرف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جواں مرد سچی بات کہتے ہیں''۔ اس خواب کے بعد علی الصبح اس نے حاضر خدمت ہو کر آپ سے درس حدیث لینا شروع کر دیا۔

جب اس نے پہلی حدیث پڑھی تو آپ نے فرمایا...... یاد رکھو یہ حدیث صحیح ہے، یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عین کلمات طیبات ہیں اور اس حدیث کے یہ معانی و مطالب ہیں۔ اس نے دوسری حدیث پڑھی تو آپ نے فرمایا اس حدیث کا پہلا حصہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارکہ ہیں جبکہ دوسرا حصہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں، انہیں نظر انداز کر دو۔ جب اس نے تیسری حدیث کی قرأت کی تو آپ نے فرمایا یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہرگز نہیں ہے اسے بھی ترک کر دو۔ اس طالب علم مرید نے استفسار کیا کہ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو آپ نے فرمایا جب تم حدیث پڑھ رہے تھے تو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ میں مشغول رہا۔ پہلی حدیث کے وقت چہرہ انور ہشاش بشاش تھا میں سمجھ گیا یہ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔ دوسری حدیث کا ابتدائی حصہ پڑھتے وقت رخ انور پر مسرت لیکن آخری حصہ پڑھتے وقت مجھے مسرت کی جھلک نظر نہ آئی تو میں سمجھ گیا کہ آخری حصہ حدیث نہیں ہے۔ یونہی تیسری حدیث کا ابتدائی حصہ پڑھتے وقت ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک شکن آلود اور منقبض ہو گئی جس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ آپ کی حدیث نہیں ہے۔

شیخ خرقان اور سلطان محمود

حضرت شیخ خرقانی قدس سرہٗ کی حیات طیبہ میں ہی بغداد میں شیعہ سنی فسادات

marfat.com

شروع ہو چکے تھے جبکہ خراسان، افغانستان اور پنجاب میں غزنوی دور کا آغاز ہو چکا تھا چونکہ سلطان محمود غزنوی آپ کا نیاز مند تھا اس لئے اس کی فتوحات میں آپ کے باطنی کمالات اور روحانی تصرفات کا بہت عمل دخل تھا۔

✿ جب سلطان محمود غزنوی حاضر خدمت ہوا تو دروازہ پر دربان نے روک لیا۔ سلطان نے رقعہ لکھ کر آپ کی خدمت میں اندر بھجوایا بر در درویش دربان نباید (درویش کے دروازہ پر دربان نہیں ہونا چاہیے) آپ نے جواباً تحریر فرمایا بباید تا سگ دنیا نہ آید (دربان ہونا چاہیے تاکہ دنیا کا کتا اندر نہ آئے) آپ کی زیارت و ملاقات کے بعد سلطان نے دعائے خیر کیلئے عرض کیا تو آپ نے یوں دعا فرمائی

الٰہی عاقبت محمود گرداں
بلائے بود را نابود گرداں

بعدازاں سلطان نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے اپنی کوئی یادگار مرحمت فرمائیے تو آپ نے اسے اپنا پیرہن مبارک عطا فرمایا:

خرقہ شیخ خرقان اور فتح سومنات

سلطان محمود غزنوی نڈر، بے باک اور استقامت کا ایسا کوہ گراں تھا کہ وسط ایشیاء کی برفانی چوٹیاں، ہندوؤں کی اتحادی فوجیں، برصغیر کے تلاطم خیز دریا اور سندھ کے لق و دق صحراء بھی اس کے پائے استقامت کو متزلزل نہ کر سکے۔ اس نے برصغیر پر سترہ کامیاب حملے کئے، ان معرکوں اور حملوں میں خواجہ خرقانی کے روحانی تصرفات کا بڑا دخل تھا۔ جب سلطان نے سومنات کے مندر (تیرتھ) پر فوج کشی کی اور شکست ہونے کے قریب تھی کہ حالتِ اضطراب میں اس نے گوشہ تنہائی میں آپ کے پیرہن

marfat.com

مبارک کو ہاتھوں میں لیکر بحالت سجدہ یوں دعا کی

"الٰہی بآبروئے ایں خرقہ مرا بریں کفار ظفر دہ کہ ہرچہ ازیں جا غنیمت بگیرم بدرویشاں بدہم (خدایا اس خرقہ مبارکہ کے طفیل مجھے ان کفار پر فتح عطا فرما۔ یہاں سے جتنا مال غنیمت ہاتھ آئے گا وہ درویشوں میں تقسیم کر دوں گا)

ناگاہ کفار کی طرف ایسی شدید رعد وظلمت نمودار ہوئی کہ انہوں نے ایک دوسرے کو ہی تہ تیغ کرنا شروع کر دیا اور باقی ماندہ میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یوں اسلامی لشکر کو فتح ونصرت نصیب ہوئی۔اسی شب سلطان محمود کو خواب میں خواجہ خرقانی نے فرمایا:

"اے محمود! افسوس! تو نے ہمارے خرقہ کی قدر نہیں کی اگر تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمام کفار مسلمان ہو جائیں تو بفضل ایزدی سب مسلمان ہو جاتے"۔

خواجہ خرقانی کا مصلیٰ

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ سپاہی مجھے کسی جرم میں گرفتار کر کے پابجولاں بلخ کی طرف لے چلے تو راستہ بھر میں یہ سوچتا رہا کہ میرے پاؤں سے ایسا کونسا گناہ سرزد ہو گیا ہے جس کی پاداش میں زنجیر سے جکڑا گیا ہے۔ جب میں بلخ پہنچا تو دیکھا کہ لوگ چھتوں پر چڑھے مجھے پتھروں سے مارنے کیلئے تیار کھڑے ہیں۔اس وقت مجھے الہام ہوا کہ تو نے فلاں روز خواجہ خرقانی کا مصلیٰ بچھاتے ہوئے اس پر پاؤں رکھ دیا تھا، یہ اسی بے ادبی کی سزا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت توبہ کی جس کے نتیجہ میں لوگ ہاتھوں میں پتھر لئے کھڑے رہ گئے اور کسی کو مجھے مارنے کی جرأت نہ ہوئی، زنجیریں خود بخود ٹوٹ گئیں اور حاکم نے میری رہائی کا

marfat.com

حکم دے دیا۔

خواجہ خرقانی اور بوعلی سینا

شیخ الطب بوعلی سینا آپ کی شہرت سن کر خرقان حاضر ہوا آپ اس وقت گھر پر تشریف فرما نہ تھے بلکہ حصول ایندھن کے لئے جنگل کی طرف گئے ہوئے تھے۔ اہل خانہ سے پوچھا حضرت شیخ کہاں ہیں تو زوجہ محترمہ نے جواب دیا کہ اس زندیق کذاب سے تجھے کیا غرض...... اور بھی نازیبا کلمات کہے۔ بوعلی کے دل میں خیال آیا جب بیوی ہی منکر ہے تو شیخ کیسے باخدا اور صاحب کرامت ہوگا۔ خیر شیخ کی تلاش و زیارت میں جنگل کو چل دیئے کیا دیکھتے ہیں شیخ اس حال میں آ رہے ہیں کہ گھاس کا گٹھا شیر پر لدھا ہوا ہے۔ حیرت سے پوچھا! معاملہ سمجھ سے باہر ہے گھر کا وہ حال اور باہر یہ حال۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''اگر میں ایسے بھیڑیے (بیوی) کا بوجھ برداشت نہ کروں تو شیر میرا بوجھ کیسے اٹھائے گا؟'' (بعد ازاں حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہُ العزیز کی فہمائش پر زوجہ محترمہ آپ کو سخت سست کہنے سے باز آ گئی تھیں)

حقیقت اور مجاز

آپ قدس سرہ' کا ایک بزرگ کے قریب سے گذر ہوا۔ وہ بزرگ بڑے غور سے برتن کے اندر کچھ دیکھ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو کہنے لگے

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

یعنی میں پیالے میں صاف پانی ڈال کر اس میں چاند کا عکس دیکھ رہا ہوں رات کا وقت تھا اوپر چاند چڑھا ہوا تھا۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں جس طرح پانی میں چاند کا عکس دیکھ رہا ہوں اسی طرح مخلوق میں خالق کا عکس دیکھ رہا ہوں (مطلب یہ

marfat.com

تھا کہ میں سیر آفاقی کر رہا ہوں) آپ فرمانے لگے خدا کے بندے چاند تو اوپر چڑھا ہوا ہے اور تو پیالے میں چاند دیکھ رہا ہے۔ اصل چھوڑ کر نقل کو کیوں دیکھتا ہے؟ حقیقت چھوڑ کر مجاز میں کیوں پھنستا ہے؟ منہ سیدھا اوپر کر، تیری گردن پر ورم تو نہیں، وہ دیکھ سامنے چاند چمک رہا ہے۔

تصنیفات لطیفہ

۱ ...... رسالة الخائف الهائم من لومة اللائم

۲ ......فواتح الجمال

وفات حسرت آیات

آپ نے وصال سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر تیس گز گہری کھودی جائے تا کہ شیخ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی مرقد انور سے اونچی نہ ہو...... جس کی تعمیل کی گئی۔ آپ نے بعمر ۷۳ برس ۱۰ محرم الحرام ۴۲۵ ھ کو خرقان میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کے فیض یافتگان میں شیخ زمانہ ابوالقاسم گرگانی، لسانِ خراسان بوعلی فارمدی اور شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہم کے نمایاں اسماء ملتے ہیں۔

ملفوظات مقدسہ

حضرت خواجہ خرقانی قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا: کبھی ایسے شخص کے ساتھ ہرگز صحبت نہ رکھو کہ تم اللہ اللہ کرو اور وہ دوسری باتیں کرے۔

با کسے صحبت مدار اے دیدہ ور
تو خدا گوئی و او چیزے دگر

✿ ملائکہ کو تین جگہ اہل اللہ سے خوف آتا ہے

marfat.com

اول......حضرت ملک الموت کو جان کنی کے وقت

دوم......کراماً کاتبین کو لکھتے وقت

سوم......منکر نکیر کو سوال کرتے وقت

۞......مجھے تین اشیاء کی انتہاء معلوم نہیں ہو سکی

اول......حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات عالیہ کی انتہاء

دوم......معرفت کی انتہاء

سوم......فریب نفس کی انتہاء

۞......ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ مجھے اپنا خرقہ مبارکہ پہنا دیں۔آپ نے فرمایا پہلے مجھے ایک مسئلہ کا جواب دو ''اگر عورت مرد کے کپڑے پہن لے تو کیا وہ مرد بن جاتی ہے'' اس نے جواباً عرض کیا نہیں......تو ارشاد فرمایا پھر خرقہ پہننے سے کیا فائدہ؟ اگر تو مرد نہیں تو خرقہ پہننے سے مرد نہیں بن سکتا۔

۞......ایک شخص نے آپ سے دعوت و تبلیغ کی اجازت طلب کی ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا، خبردار اپنی طرف دعوت نہ دینا''

اس نے عرض کیا اپنی طرف دعوت کیسے ہوتی ہے فرمایا ''اپنی طرف دعوت دینا کے یہ معنی ہیں کہ کوئی اور شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہا ہو تو تجھے یہ بات ناگوار گذرے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ تو لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے رہا ہے''۔

۞ سماع اس شخص کے لئے جائز ہے جس کی نظر عالم بالا میں عرش علی تک اور نیچے تحت الثریٰ تک سب کچھ دیکھے۔

۞ بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو زمین پر چلتے ہیں مگر مردہ ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو زمین کے اندر ہوتے ہیں مگر زندہ ہیں۔

marfat.com

۞ ...... مسلمان نماز پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں لیکن مردِ مسلمان وہ ہے کہ ساٹھ برس اس پر گذر جائیں مگر فرشتہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی ایسی چیز نہ لکھ سکے کہ جس کے باعث اسے اللہ تعالیٰ سے شرمندہ ہونا پڑے اور وہ حق تعالیٰ کو ایک لمحہ بھی فراموش نہ کرے۔

۞ ...... خدا تعالیٰ نے مجھے وہ درد عطا فرمایا ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی چھلک پڑے تو طوفانِ نوح سے بھی زیادہ طوفان آ جائے۔[1]

۞ ...... جو بندۂ مومن ایک شب و روز اس حال میں گذارے کہ اس کی ذات سے کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچے تو وہ شخص گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا۔

۞ ...... لوحِ محفوظ کا نوشتہ صرف مخلوق کیلئے ہے اس کا تعلق اہل اللہ سے نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اہل اللہ کو وہ چیزیں عطا فرماتا ہے جو لوحِ محفوظ میں نہیں ہیں۔

۞ ...... اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا میں پاکیزہ بنا کر بھیجا ہے تم دنیا سے اس کے حضور پلید بن کر مت جاؤ۔

۞ ...... جب اللہ تعالیٰ اوقاتِ نماز سے قبل تم سے نماز کا مطالبہ نہیں کرتا تو تم قبل از وقت اس سے رزق کا مطالبہ کیوں کرتے ہو۔

۞ ...... مرید جس قدر اپنے مرشد کی خدمت کرتا ہے اسی قدر اس کے مراتب بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

۞ ...... ایک مرتبہ میں نے خواب میں خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ اے اللہ! میں نے تیری محبت میں ساٹھ سال گذار دیئے اور آج تک تیری رحمت کا امیدوار رہا۔ جواب ملا کہ تو صرف ساٹھ برس سے ہماری محبت میں گرفتار ہے اور ہم نے ازل سے تجھے اپنا بنا رکھا ہے۔

---

1 تذکرۃ الاولیاء

marfat.com

۞ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی پیروی کرے، وہ (عالم بے عمل) شخص نہیں جو کاغذ سیاہ کرتا رہے۔

۞ مرید وہ ہے جسے شیخ کی صحبت میں جہاں بیٹھنے کو جگہ ملے وہیں بیٹھ کر خوش ہو جائے خواہ جوتوں میں ہی جگہ پائے۔

۞ آپ سے پوچھا گیا کہ وسوسہ کس چیز سے پیدا ہوتا ہے تو فرمایا تین چیزوں کی وجہ سے دل ماسوا اللہ میں مشغول ہوتا ہے۔ آنکھ، کان اور لقمہ۔ آنکھ سے وہ چیز دیکھو جو دل کو مشغول نہ کرے، کان سے وہ چیز سنو جو دل کو مشغول نہ کر سکے اور حرام لقمہ قلب کو آلودہ کر دیتا ہے، اس لئے وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر القاء کیا جہاں نیاز ہے وہاں مراد ہے، جہاں دعویٰ ہے وہاں مخلوقات ہے۔

۞ عبادت ہر کوئی کر سکتا ہے لیکن عبادت کے ذریعے ہر آدمی خواہشات سے جان نہیں چھڑا سکتا۔

۞ نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا عابدوں کا کام ہے لیکن آفت کو دل سے نکالنا جواں مردوں کا کام ہے۔

آپ گاہے گاہے شعر بھی کہہ لیا کرتے تھے حصول برکت اور وصول سعادت کیلئے آپ کی دو رباعیاں پیش خدمت ہیں

آں دوست کہ دیدش بیاراید چشم
بے دیدش از گریہ نیاساید چشم
ما را ز برائے دیدش باید چشم
گر دوست نبیند بچہ کار آید چشم

۞

marfat.com

دارم دلے کہ با ہر اندیشہ کہ داشت
جز یاد تو بر صفحہ خاطر نہ نگاشت
یاد تو چنا فرو گرفتش کہ در او
گنجائش ہیچ جز دیگر نگذاشت

ترجمہ: وہ دوست کہ جس کی دید چشم کو آراستہ کر دیتی ہے اسکی دید کے بغیر آنکھ رونے سے باز نہیں آتی۔ ہمیں اس کی دید کیلئے آنکھ چاہیے جو چشم یار کا نظارہ نہ کرے وہ تو بے کار ہے میں ایسا دل رکھتا ہوں کہ اس کے جتنے بھی غم تھے تیری یاد کے سوا اس نے کوئی ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ تیری یاد نے اسے ایسا محو کر دیا کہ اس میں کسی اور کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

مقالات خطیب الاسلام، کشف المحجوب، نفحات الانس، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، تذکرۃ الاولیاء، تاریخ مشائخ نقشبند، سیرت طالب، حضرات القدس اول، تذکرہ خواجہ خرقانی

marfat.com

عارف باللہ، قطب زمانہ

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ العزیز

تعارف

آپ کا اسم گرامی ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ ہے طوس کے نزدیک ایک گاؤں گرگانی میں پیدا ہوئے۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ' کے مرید تھے۔قرنِ ثالث میں خراسانی اور عراقی تصوف کے دور رجحان منظر عام پر آئے خراسانی تصوف سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ' کی طرف منسوب تھا جس میں سکر و جذب اور خلوت واویسیت کا غلبہ تھا جبکہ عراقی تصوف سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی قدس سرہ' کی طرف منسوب تھا جس میں صحو، صحبت شیخ اور پابندیٔ شریعت غالب تھے۔ پانچویں صدی میں حضرت خواجہ گرگانی قدس سرہ' کی شخصیت میں دونوں رجحانوں کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے چنانچہ آپ نے خراسانی فیوض و برکات کا اکتساب حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ' سے کیا اور عراقی انوار و حسنات حضرت خواجہ عثمان مغربی قدس سرہ' سے حاصل کیے (جنہیں حضرت شیخ ابوعلی کاتب سے اور

marfat.com

انہیں حضرت شیخ ابوعلی رودباری سے اور انہیں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہم سے ارادت ونسبت حاصل تھی۔) یوں آپ کے مریدین ومتوسلین کے بطون جذبات واحوال سے معمور اور ان کے ظواہر صحو وشریعت وسنت سے آراستہ ہوتے تھے۔ بعدازاں امام الطریقہ حضرت شاہِ نقشبند بخاری قدس سرہ' اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ' نے اس سلسلہ عالیہ کی چہار دانگ عالم میں اشاعت فرمائی یہی وجہ ہے کہ نقشبندی مجددی فقراء کے باطن توحید عیانی، وصل عریانی، تجلی ذاتی دائمی سے منور ہوتے ہیں اور ان کے ظاہر شریعت مطہرہ اور سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰت سے مزین ہوتے ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک

شیخ یگانہ

آپ اپنے دور کے بے نظیر، بے عدیل اور یکتائے روزگار تھے قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ' نے ''کشف المحجوب'' میں آپ کا تذکرہ یوں کیا ہے

''قطب زمانہ اور اپنے وقت کے یگانہ ابوالقاسم علی بن عبداللہ گرگانی رضی اللہ عنہ اپنے وقت میں بے نظیر اور دورِ حاضر میں بے عدیل ہیں ان کی ابتداء نہایت اچھی اور قوی رہی ہے انہوں نے سخت سفر شرط شریعت طے کئے ہیں اس وقت اہل درگاہ کے دل ان کی طرف متوجہ ہیں اور تمام طالبانِ حق کا اعتماد آپ پر ہے مریدین کے واقعات اور قلبی کیفیات کو بیان کرنے میں کمال رکھتے ہیں اور علمی فنون کے ماہر ہیں ان کے مریدین اک عالم کے زینت آراء ہیں''۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

ایک روز میں آپ کی خدمت اقدس میں اپنے احوال ومشاہدات بیان کر رہا تھا

marfat.com

اس خیال سے کہ ناقدِ وقت ہونے کے اعتبار سے میری کیفیت پر نظر فرمائیں اور وہ نہایت انہماک سے میری گفتگو سماعت فرما رہے تھے میں نخوت لڑکپن اور آتش جوانی میں کلام میں طوالت کر رہا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ یہ شیخ ابتداء میں اس کوچے نہیں گزرے اسی لئے اس قدر خضوع و نیازمندی سے سن رہے ہیں انہوں نے میری باطنی کیفیت کو بھانپ لیا اور فرمایا اے جانِ پدر! میرا انہماک نہ تیرے لئے ہے نہ تیرے احوال کیلئے ہے بلکہ محول احوال (اللہ تعالیٰ) کے لئے ہے یہ کیفیات تمام طالبانِ طریقت کو پیش آتی ہیں یہ تمہارے لئے خاص نہیں ہیں۔ یہ سن کر میرے ہوش اُڑ گئے انہوں نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے پسر! آدمی کو اس طریقت سے اس قدر نسبت ہے کہ جب وہ راہِ طریقت پر گامزن ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ اس نے مقصود کو پالیا اور جب معزول ہو جاتا ہے تو اپنے تصور کو عبارت میں ڈھالنا شروع کر دیتا ہے پس نفی و اثبات اور فقد و وجود دونوں خیال ہیں آدمی خیال کے بندھنوں سے کبھی بھی رہائی نہیں پا سکتا اسے چاہیے کہ وہ درگاہِ حق پر سرنگوں رہے بجز مردانگی اور فرمانبرداری کی نسبت کے تمام نسبتوں سے دست بردار ہو جائے۔[1]

حضرت شیخ ہجویری قدس سرہٗ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ مجھے واقعہ پیش آیا جس کا حل میرے لئے دشوار تھا میں شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ کی زیارت و ملاقات کے لئے طوس پہنچا تو میں نے انہیں اپنی رہائش گاہ کی مسجد میں تشریف فرما پایا جہاں وہ میرا واقعہ بعینہ ستون سے بیان فرما رہے تھے جب میں نے بغیر سوال کئے جواب پالیا تو عرض کیا

اے شیخ! آپ یہ گفتگو کس سے کر رہے تھے۔

فرمایا!۔ بیٹا! حق تعالیٰ نے ابھی ابھی اس ستون کو میرے ساتھ گویا کر دیا تا کہ وہ

---

[1] کشف المحجوب (فارسی): ۱۷۶

marfat.com

مجھ سے یہ سوال کرے جس کا میں جواب دے رہا تھا۔

ملفوظات شریفہ

ایسے کام میں دوستوں کے ساتھ موافقت کرنا جو گناہ نہ ہو نفلی روزہ سے کم نہیں۔

حضرت خواجہ احرار آپ کا قول گرامی یوں بیان فرمایا کرتے تھے۔

ایسے شیخ کی صحبت میں بیٹھ کہ تو سراسر وہ جائے یا وہ سراسر تو ہو جائے یا پھر دونوں حق سبحانہ میں گم ہو جائیں کہ نہ تو رہے نہ وہ رہے۔

آپ کے عہد گرامی میں ترکستان، ایران، عراق اور شام سلجوقیوں کے زیر نگیں تھے جو مذہباً اہل سنت اور اہل اللہ کے معتقد تھے سلطان طریقت حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ آپ کے معاصر تھے آپ حضرت شیخ ہجویری قدس سرہٗ کے شیخ تربیت یا شیخ صحبت بھی تھے۔

تصنیف لطیف

آپ صاحب تصانیف عالم و عارف تھے ''اصول الطریقہ وفصول الحقیقہ'' تصوف کے موضوع پر آپ کی اہم تحریر ہے۔

وفات حسرت آیات

بالآخر آپ سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت شیخ بوعلی فارمدی قدس سرہ العزیز کو اپنا جانشین مقرر فرما کر ۲۳ صفر ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء کو دار فنا سے دار بقا کی طرف سدھارے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

کشف المحجوب، عمدۃ المقامات، جواہر نقشبندیہ، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، انوار الکریم، سلسلہ نقشبندیہ کی روشن کرنیں

marfat.com

لسانِ خراساں، صاحب طریقہ نبی

حضرت شیخ بوعلی فارمدی قدس سرہٗ العزیز

تعارف

آپ کا نام نامی فضل بن محمد، کنیت ابوعلی اور وطن فارمد طوس کے دیہات میں سے ایک دیہہ ہے جہاں آپ کی ولادت ۴۰۷ھ میں ہوئی اسی لئے فارمدی مشہور ہوئے آپ شیخ الشیوخ، لسان الوقت، وحید العصر اور یگانہ روزگار تھے۔

باطنی انتساب

آپ کا باطنی انتساب قطب ربانی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ سے ہے اور آپ کو قدوۃ المشائخ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ سے صحبت وخلافت حاصل ہوئی۔

تحصیل علم

حضرت استاد ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ کی ہدایت کے مطابق تین برس تک

marfat.com

تحصیل علم میں مشغول رہے ایک روز حضرت استاد تنہا حمام میں غسل کے لئے تشریف لے گئے آپ نے چند ڈول پانی حمام میں ڈال دیئے غسل سے فراغت کے بعد انہوں نے نماز ادا فرمائی اور کہا وہ کون تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا تھا؟ آپ اس خوف سے خاموش رہے کہ شاید مجھ سے بے ادبی ہوگئی ہے آخر استاد موصوف نے دوبارہ اور سہ بارہ دریافت فرمایا تو ڈرتے ہوئے عرض گذار ہوئے کہ خادم تھا حضرت استاد نے فرمایا اے بوعلی! جو کچھ میں نے ستر برس میں حاصل کیا تھا تم نے پانی کے چند ڈول میں پالیا۔

روحانی تربیت

بعدازاں آپ طوس میں حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہوئے اسوقت حضرت شیخ مراقبے میں تھے انہوں نے سر اٹھا کر فرمایا اے بوعلی آؤ! آؤ! کہو کیا حال ہے؟ آپ نے سلام کے بعد حالات وواقعات عرض کئے انہوں نے فرمایا ''ہاں! ہاں! تمہاری ابتداء مبارک ہے ابھی تک تم کسی درجے پر نہیں پہنچے ہو اگر تمہاری تربیت کی جائے تو بلند مرتبہ تک پہنچ جاؤ گے'' آپ کے دل نے گواہی دی کہ میرے مرشد یہی ہیں انہوں نے آپ کو طرح طرح کے مجاہدے اور ریاضتیں کرائیں اور آپ پر خاص توجہ فرمائی اور اپنے فرزندار جمند کو تربیت کیلئے آپ کے حوالے کردیا۔ حسن اتفاق سے ان دنوں حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ' مہنہ سے طوس تشریف لائے ہوئے تھے آپ بقصد زیارت ان کی خدمت میں چلے گئے انہوں نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کرتے ہوئے فرمایا ''ابوعلی وہ وقت آگیا ہے شیخ تم کو شیریں مقال طوطی کی طرح گویا کریں گے چند روز کے بعد حضرت شیخ گرگانی نے ایک مجلس میں آپ پر اسرار ورموز منکشف فرما کر وعظ کی اجازت مرحمت فرمادی یوں آپ پر شیخ مہنہ

marfat.com

کے ارشاد کا مطلب افشاء ہو گیا۔

شرف دامادی

مزید برآں حضرت شیخ گرگانی نے اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے فرما کر شرف دامادی بھی بخشا اور اپنا جانشین بھی مقرر فرمادیا۔ قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ' نے بھی آپ سے اکتساب فیض کیا۔

مسند ارشاد

ظاہری و باطنی تربیت کی تکمیل کے آپ طوس سے نیشاپور تشریف لے گئے آپ کے پرتاثیر تذکیر و موعظت اور رشد و ہدایت کی بدولت سلجوقی وزیر نظام الملک بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا جس نے ۱۰۶۵ء میں بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی جو دنیائے اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی بن گئی جہاں سے مشاہیر علماء و صوفیاء نے تعلیم حاصل کی۔

خلفاء

آپ کے نامور خلفاء میں غوث صمدانی حضرت شیخ یوسف ہمدانی قدس سرہ' حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد غزالی قدس سرہ' اور ان کے برادر اصغر حضرت احمد غزالی قدس سرہ' شامل ہیں شیخ احمد غزالی قدس سرہ' کی وساطت سے سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ مولویہ (حضرت مولانا روم قدس سرہ' کی نسبت سے موسوم) کو خوب شہرت ملی۔

وفات حسرت آیات

آپ کی وفات ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ کو طوس میں ہوئی اور طوس میں ہی مدفون ہوئے۔

marfat.com

مزارِ اقدس — غوث صمدانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ (مرو۔ ترکمانستان)

marfat.com

مرقد انور ـــ غوث صمدانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ

marfat.com

مجدد زمانی، غوث صمدانی

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہُ العزیز

نام ونسب

آپؒ کا اسم گرامی یوسف، کنیت ابو یعقوب تھی آپ کی ولادت با سعادت ۲ صفر المظفر دوشنبہ ۴۴۱ھ میں ہمدان کے ایک نواحی دہ میں ہوئی۔ آپ سراج الامہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔

تعلیم و باطنی نسبت

آپ نے اپنے دور کے جید علماء و مشائخ سے اکتساب علم فرمایا اور اکثر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہتے تھے۔ طریقت میں آپ کی نسبت حضرت شیخ بوعلی فارمدی قدس سرہٗ کے ساتھ ہے یوں آپ علوم ظاہری اور معارف باطنی کے جامع قرار پائے آپ کو اصول و فروع، فقہ و تصوف، تفسیر و حدیث پر کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ کی مجلس میں علماء، فقہاء اور صلحاء کا جم غفیر ہوا کرتا تھا۔

marfat.com

مجدد دوراں

آپ اپنے وقت کے غوث اور پانچویں صدی کے مجدد تھے۔ ساٹھ برس مسند رشد وہدایت پر متمکن رہے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی قدس سرہ' چھ ماہ آپ کی صحبت وخدمت میں رہے سات ہزار بت پرست آپ کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہوئے۔

غوث الاعظم کا استفاضہ

آپ اپنے دور میں علمائے راسخین اور صوفیائے کاملین کے مرجع ومرکز تھے غوث الثقلین حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' نے آپ سے استفادہ کرنے کے متعلق یوں بیان فرمایا جب آپ ہمدان سے بغداد تشریف لائے تو میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے کھڑے ہوکر استقبال کیا اپنے ساتھ بٹھایا

وذکرلی جمیع احوالی وحل لی جمیع ماکان اشکل علی[1]

میرے بتائے بغیر میرے تمام احوال کا ذکر فرمایا اور میرے تمام اشکالات کو حل فرمادیا۔

پھر ارشاد فرمایا

یا عبدالقادر تکلّمُ عَلِی النّاس اے عبدالقادر لوگوں کو وعظ سنایا کرو آپ نے عرض کیا میں عجمی ہوں فصحائے بغداد کے سامنے کس طرح گفتگو کروں۔

یہ سن کر فرمایا

تمہیں اب فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذاہب، نحو، لغت اور تفسیر قرآن یاد ہے تم میں وعظ کہنے کی صلاحیت ہے اِصْعَدُ عَلَی الْکُرْسی برسر منبر آؤ اور وعظ کہو کیونکہ

---

[1] بہجۃ الاسرار ص: ۱۶۷، نزھۃ الخاطر ملا علی القاری [2] سورۃ ابراہیم ۲۴،۲۵

marfat.com

میں تجھ میں وہ جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب تناور درخت بن جائے گی کہ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤۡتِيۡۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيۡنٍ ؂

آپ کے ارشاد پر حضرت شیخ جیلانی نے وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع فرمایا شیخ جیلانی ہفتہ میں چار روز وعظ فرمایا کرتے تھے آپ کے مواعظ حسنہ پر تاثیر اور عامۃ الناس میں زبان زد عام تھے جو جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے معمور ہوتے کہ ہزاروں عراقی رضا کار سلطان نورالدین اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی فوج میں شامل ہو کر صلیبیوں کے خلاف نبرد آزما ہوئے بالآخر مسلمانوں نے بیت المقدس کو دوبارہ فتح کر کے فلسطین و شام کو ان سے آزاد کروالیا۔

کمالات و ملفوظات

آپ کی کرامات جلیلہ اور ارشادات قدسیہ میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

⊙ ...... ایک مرتبہ آپ وعظ فرما رہے تھے وعظ کی تاثیر سے مجمع مسرور و مسحور تھا۔ دو فقیہ بھی حاضرین میں موجود تھے یہ منظر برداشت نہ کر سکے اور آپ سے کہنے لگے چپ رہو کہ تم بدعتی ہو آپ کی زبان سے نکلا خاموش رہو تمہیں موت آئے چنانچہ وہ دونوں اسی وقت مر گئے۔

جراحتے کہ ز تیغ زباں رسد بہ دلے
بہ ہیچ مرہمے راحت نکو نخواہد شد

⊙ ایک روز ایک درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں ابھی ابھی شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا وہ درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ اسی اثناء میں ان پر غیبت (استغراق) طاری ہوگئی بعد ازیں فرمایا کہ ابھی ابھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور میرے منہ میں لقمہ رکھا یہ سنکر آپ نے فرمایا

تِلۡكَ خَيَالَاتٌ تُرَبّٰى بِهَا اَطۡفَالُ الطَّرِيۡقَةِ یہ تو خیالات ہیں جن سے

marfat.com

اطفال طریقت کی تربیت کی جاتی ہے۔

⊙ ...... تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت (حضور و آگاہی) رکھو اگر یہ میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔

⊙ ...... آپ سے لوگوں نے عرض کیا کہ جب اہل اللہ ہم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہئے تاکہ ہم سلامت رہ سکیں آپ نے فرمایا ''ان کی باتیں دہراتے رہو''

تصانیف

آپ صاحب تصانیف تھے۔ آپ کی تصانیت میں زبدۃ الحیات، منازل السائرین اور منازل السالکین شامل ہیں۔

وفات حسرت آیات

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو شیخ احمد یسوی قدس سرہ کو سورہ فاطر، نازعات اور یاسین کی تلاوت کا حکم فرمایا اور یہ بیت زبان مبارک پر تھی

در کوئے تو عاشقاں جاں بحالے بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

آپ نے ۹۵ برس کی عمر میں وصال فرمایا سن وصال ۱۷ رجب المرجب ۵۳۵ھ ہے مزار فیض آثار مرو تاجکستان میں مرجع خلائق ہے۔

خلفائے عظام

آپ کے چار خلفائے کرام کو خوب شہرت نصیب ہوئی (۱) خواجہ عبدالخالق غجدوانی (۲) خواجہ احمد یسوی (۳) خواجہ احمد انداقی (۴) خواجہ عبداللہ برقی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

marfat.com

مرقد انور ...... خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ

marfat.com

167-A

مزار اقدس ...... خواجۂ جہاں حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ

marfat.com

خواجہ جہاں، محبوب سبحانی

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہُ العزیز

نام ونسب

آپ کا نام نامی عبدالخالق لقب خواجہ جہاں ۲۲ شعبان المعظم ۴۳۵ھ غجدوان میں حضرت امام عبدالجلیل کے ہاں پیدا ہوئے جو اکابر اولیاء، اعاظم اتقیاء اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے صحبت دار اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ روم کے شاہی خاندان میں سے تھیں۔

ایک روز آپ اپنے استاذ گرامی حضرت مولانا صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (اپنے رب کو زاری اور خفیہ پکارو بلا شبہ وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا) تو آپ نے اپنے استاد محترم سے دریافت کیا وہ کونسا خفیہ طریقہ ہے جسے بیان کیا جارہا ہے اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا دوران ذکر اعضاء حرکت کریں تو غیر شخص اس پر واقف ہو جاتا ہے اگر دل سے ذکر کرے تو بحکم حدیث شریف اَلشَّيْطَانُ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ شیطان ذکر سے

marfat.com

آگاہ ہو جاتا ہے۔ استاد نے فرمایا کہ یہ علم لدنی ہے اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا تو تمہیں اہل اللہ میں سے کوئی واقف راز مل جائے گا اور بتا دے گا۔

شیخ سبق

بعد ازاں آپ ہمیشہ کسی مرد کامل کے منتظر رہتے یہاں تک کہ ایک روز حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے شرف ملاقات حاصل ہوا حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے آپ کو اپنی فرزندی میں قبول کر کے ارشاد فرمایا اے جوان میں تجھ میں بزرگی کے آثار پاتا ہوں اس لئے ایک سبق بتاتا ہوں اسے ہمیشہ دہراتے رہنا تم پر اسرار کھل جائیں گے۔ پھر وقوف عددی کی تعلیم دے کر حوض میں غوطہ لگا کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے تعمیل ارشاد کی اور اس ورد میں مشغول رہے یہاں تک کہ آپ پر اسرار کھل گئے۔

باطنی انتساب

اس وقت آپ کی عمر مبارک کم وبیش ۲۲ برس تھی کہ امام ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ بخارا میں تشریف لائے آپ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیوض و برکات اور توجہات قدسیہ کی خیرات لیتے رہے یوں آپ کے پیر سبق حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں اور شیخ صحبت و خرقہ حضرت خواجہ ہمدانی قدس سرہٗ ہیں اگرچہ خواجہ ہمدانی کے طریقہ میں ذکر جہر تھا لیکن سیدنا خضر علیہ السلام کے ذکر خفی تلقین فرمانے کی وجہ سے انہوں نے آپ کو ذکر جہر کا حکم نہیں فرمایا بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ جس طرح حضرت خضر نے حکم فرمایا ہے اسی طرح ذکر میں مشغول رہیں۔

marfat.com

مستجاب الداعوات

ایک روز ایک خوب رو نوجوان حاضر ہو کر آپ سے دعا کا طالب ہوا آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اس کے بعد وہ نوجوان یکبارگی غائب ہو گیا جب آپ سے اس نوجوان کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ فلکِ چہارم کا ایک فرشتہ تھا جو کسی تقصیر کے باعث اس مقام سے معزول کر دیا گیا تھا اور فلک دنیا پر آ گیا تھا اس نے فرشتوں سے کہا کہ میں کیا کروں کہ میری تقصیر معاف ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مجھے پھر میرے مقام پر پہنچا دے فرشتوں نے اسے میرے بارے میں بتایا تھا اس لئے وہ طالب دعا بن کر میرے پاس آیا تھا میں نے اس کے حق میں دعا کی جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا اور اسے پھر پہلا مقام مل گیا۔[1]

بے عنایت حق و خاصان حق
گرچہ ملک باشد سیہ ہستش ورق

ملفوظاتِ شریفہ

ایک درویش نے آپ سے پوچھا کہ سالکین طریقت پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے یا نہیں ارشاد فرمایا جو سالک فنائے نفس تک نہ پہنچا ہو شیطان اس پر حالت غصہ میں غلبہ پاتا ہے لیکن جس سالک کو فنائے نفس حاصل ہوا سے غصہ نہیں آتا بلکہ غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے اور یہ صفت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو کتاب اللہ کو دائیں ہاتھ میں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں ہاتھ میں لئے دونوں کی روشنی میں چلتا ہو۔

- جاہل صوفیوں سے دور رہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔

---

[1] نفحات الانس

marfat.com

⊙ ...... علم فقہ کی طلب میں ایک قدم بھی دور نہ ہو اور حدیث کا علم سیکھو۔

⊙ ...... مذہب اہل سنت و جماعت کے پابند رہو اور ائمہ سلف کے مسلک پر قائم رہو کیونکہ نئی پیدا شدہ باتیں (بدعات) سراسر گمراہی ہیں۔

آپ کے کلمات قدسیہ میں خصوصاً اصطلاحات ہیں جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے جنہیں مصطلحات نقشبندیہ کہا جاتا ہے اور وہ آٹھ ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ہوش دردم ...... نظر برقدم ...... سفر در وطن ...... خلوت در انجمن ...... یاد کرد ...... بازگشت ...... نگاہ داشت ...... یادداشت

ان کے علاوہ تین اور اصطلاحات ہیں جو حضرت شاہ نقشبند اویسی بخاری قدس سرہ' کی بیان فرمودہ ہیں۔

ا ...... وقوف عددی ۲ ...... وقوف زمانی ۳ ...... وقوف قلبی

ان کا تفصیلی تذکرہ اصطلاحات نقشبندیہ میں ملاحظہ فرمائیں

وفات حسرت آیات

آپ کا وصال مبارک ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ کو ہوا وصال کے وقت ہاتف غیب سے آواز آئی یایتھا النفس المطمئنة ٥ارجعی الی ربك راضیة مرضیة ۔مزار مبارک غجدوان نزد بخارا میں ہے۔

خلفائے عظام

آپ کے خلفاء میں خواجہ عارف ریوگری ،خواجہ سلیمان کرمینی ،خواجہ اولیاء کبیر اور خواجہ احمد صدیق (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) شامل ہیں

marfat.com

مزار اقدس ...... صاحب طریقۂ نبی خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ

(داخلی دروازہ)

marfat.com

مرقد انور ...... صاحب طریقہ نبی خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ

marfat.com

معدنِ معارفِ سرمدی

حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز

ولادت

آپ کا اسم گرامی عارف اور وطن ریوگر نواح غجدوان ہے آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ رجب المرجب ۵۵۱ھ میں ہوئی۔

باطنی انتساب

آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ' کے جانشین اور خلیفہ اعظم تھے اور عمر بھر خواجہ غجدوانی قدس سرہ' کی صحبت وخدمت اور ملازمت میں رہے انکے وصال باکمال کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور تمام عمر عبادت وریاضت اور ہدایت خلق میں مشغول رہے۔ علم وحلم، زہد وتقویٰ، استقامت اور متابعت سنت میں یگانہ روزگار تھے۔ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ' کی نسبتِ ارادت آپ کی وساطت سے ہی خواجہ غجدوانی قدس سرہ' تک پہنچتی ہے آپ کا تحریر فرمودہ رسالہ ''عارف نامہ'' خانقاہ موسیٰ زئی ڈیرہ اسماعیل خان کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

وفات حسرت آیات

آپ کا وصال یکم شوال ۷۱۵ھ کو ریوگر میں ہوا آپ نے طویل عمر پائی۔

marfat.com

شیخ الشیوخ

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ العزیز

تعارف

آپ کا نام نامی محمود ہے اور آپ ۱۸ شوال ۶۲۷ھ کو انجیر فغنہ جوارح بخارا میں پیدا ہوئے آپ کا ابتدائی زمانہ قصبہ وابکنہ (امکنہ) میں گذرا جہاں آپ نے تعلیم ظاہری کی تحصیل کی۔

باطنی انتساب

آپ نے باطنی تربیت حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ' سے پائی۔ انہوں نے وقت وصال آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور ارشاد و ہدایت کی اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ آپ سے بہت مخلوق فیضیاب ہوئی۔

ذکر جہر

آپ طالبان طریقت کو بر بنائے مصلحت اور اقتضائے زمانہ حال ذکر جہر کی تعیم

marfat.com

مزار اقدس ...... شیخ الشیوخ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ

marfat.com

172-B

مرقد انور ...... شیخ الشیوخ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ

دینے لگے استفسار پر وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا حضرت خواجہ عارف قدس سرہ' نے آخری وقت فرمایا تھا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جس کی طرف ہمیں اشارہ ہوا تھا کہ سالکوں کو بر بنائے مصلحت ذکر جہر اختیار کرنا پڑے گا۔

ذکر جہر کس لئے درست ہے

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ' کے جد اعلیٰ حضرت مولانا حافظ الدین بخاری قدس سرہ' اپنے استاد شمس الائمہ حلوانی قدس سرہ' کے اشارے سے علمائے عصر کے مجمع کثیر میں آپ سے سوال کیا کہ آپ ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تاکہ سویا ہوا بیدار اور غافل ہوشیار ہو جائے اور راہ راست پر آ جائے اور شریعت وطریقت پر استقامت حاصل کر لے اور توبہ وانابت کی حقیقت کی طرف جو، ہر نیکی اور نیک بختی کی اصل ہے رغبت کرے مولانا نے کہا کہ آپ کی نیت درست ہے اور آپ کے لئے یہ شغل مناسب ہے لیکن ذکر جہر کی حد مقرر فرما دیجئے تاکہ حقیقت، مجاز سے اور بیگانہ، آشنا سے ممتاز ہو جائے اس پر آپ نے فرمایا ذکر جہر اس شخص کے لئے جائز ہے جس کی زبان دروغ اور غیبت سے پاک ہو، جس کا حلق حرام اور مشتبہ لقمہ سے، دل ریا و سمعہ سے اور باطن ماسوی اللہ سے پاک ہو۔

واضح رہے مشائخ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم میں ذکر خفی کے ساتھ ذکر جہر آپ سے حضرت امیر کلال تک جاری رہا جب امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ' علمائے بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر کلال قدس سرہ' کی خدمت میں لے گئے تاکہ وہ آپ کو ذکر جہر سے منع کریں چنانچہ علمائے کرام نے حضرت امیر قدس سرہ' کی خدمات میں عرض کیا کہ ذکر جہر بدعت ہے آپ ایسا نہ کریں انہوں نے فرمایا کہ ہم آئندہ ایسا نہیں کریں گے حضرت خواجہ علی رامیتنی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے باطنی اشارہ پر ہی

marfat.com

آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے۔

علو مرتبت

حضرت خواجہ عزیزاں قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس زمانہ میں مشائخ میں سے کون بزرگ ہیں جو مرتبہ، استقامت پر فائز ہیں تاکہ دستِ ارادت سے ان کا دامن تھام لوں اور ان کی پیروی کروں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ان صفات کے حامل بزرگ خواجہ محمود انجیر فغنوی ہیں۔ (حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت وملاقات سے مشرف ہونے والے درویش حضرت خواجہ عزیزاں خود ہی تھے از راہ کسرِ نفسی اپنا نام نہیں بتایا کہ کہیں سمعہ ونمائش نہ ہو)۔

کرامت

ایک روز حضرت خواجہ عزیزاں یارانِ طریقت کے ہمراہ موضع رامیتن میں مشغول ذکر تھے کیا دیکھتے ہیں کہ بہت بڑا سفید پرندہ ان کے اوپر اڑا چلا آتا ہے جب وہ پرندہ عین ان کے سر پر آیا تو بزبان فصیح بولا "اے علی مردانہ باش" اے علی مرد بن کر اپنے کام میں مشغول ہو یہ آواز سن کر ان پر کیفیت طاری ہوگئی اور بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے تو خواجہ عزیزاں سے دریافت کیا یہ کیا معاملہ تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ حضرت خواجہ محمود تھے حق سبحانہ نے انہیں یہ کرامت وقوت بخشی ہے کہ وہ جس مخلوق کے قالب میں چاہیں متشکل ہو جائیں اور وہ ہمیشہ اس مقام پر پرواز کرتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام سے کئی ہزار کلمات فرمائے اس وقت وہ خواجہ دہقان قلتی (خلیفہ خواجہ اولیائے کبیر) کے سرہانے جا رہے تھے ان کا وقت آخر تھا انہوں نے دعا کی تھی خدایا اس آخری وقت میں میری مدد کے لئے اپنے

marfat.com

دوستوں میں سے کسی دوست کو بھیج دے تاکہ ان کی برکت سے ایمان سلامت لے جاؤں خواجہ محمود بحکم ربانی ان کے پاس بغرض امداد تشریف لے گئے وہاں سے واپس پر اس راہ سے گذرے ہیں۔

وصال

آپ کی وفات ۷ اربیع الاول ۷۱۷ھ وابکنہ میں ہوئی مزار مبارک بھی وہیں ہے۔

marfat.com

قطب دوراں

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ العزیز

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی علی اور لقب عزیزاں ہے کیونکہ آپ خود کو دوران گفتگو عزیزاں کہا کرتے تھے پیدائش بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر قصبہ رامیتن میں ہوئی۔ آپ صنعت بافندگی (نساج) میں مشغول رہا کرتے تھے عارف جامی قدس سرہٗ نے نفحات میں لکھا ہے کہ میں نے بعض اکابر سے یوں سنا ہے کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ کے درج ذیل شعر میں آپ کی طرف ہی اشارہ ہے۔

گر نہ علم حال فوق قال بودے کے شدے
بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

ترجمہ: علم حال اگر علم قال سے بہتر نہ ہوتا تو سرداران بخارا خواجہ نساج کے خادم کب بنتے۔

باطنی انتساب

حضرت خواجہ محمود انجیر قدس سرہٗ نے آخری ایام میں خلافت وسجادہ نشینی آپ

marfat.com

مزار اقدس ...... قطب دوراں حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی قدس سرہ

marfat.com

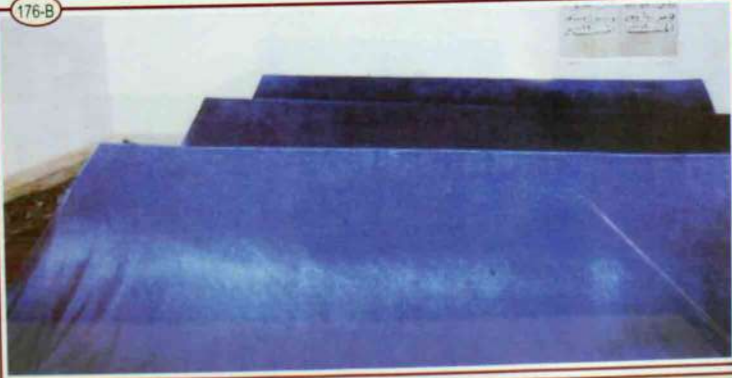

مرقد انور ...... قطب دوراں حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی قدس سرہ (دو صاحبزادگان کے مزارات بھی ہمراہ ہیں)

marfat.com

کے سپرد فرمادی تھی آپ قطب وقت اور صاحب کمالات وکرامات بزرگ تھے۔

شیخ سمنانی کے تین سوال

شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہٗ العزیز آپ نے ہم عصر تھے انہوں نے اپنے ایک درویش کو آپ کی خدمت میں بھیج کر تین سوالات پوچھے اول یہ کہ آپ اور میں آنے جانے والوں کی خدمت کرتے ہیں۔آپ کا دستر خوان سادہ ہوتا ہے اور میرا پرتکلف مگرلوگ آپ سے راضی ہوکرتعریف کرتے ہیں اور میرے شاکی ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا احسان رکھ کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور ان کا احسان اپنے اوپر رکھ کر خدمت کرنے والے کم ہیں پس کوشش کیجئے کہ دوسری قسم والے لوگوں میں آپ کا شمار ہو۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے کی ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا جوحق تعالیٰ سبحانہ کے عاشق ہوتے ہیں خواجہ خضران کے عاشق ہوتے ہیں۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ میں نے سنا ہے آپ ذکر جہر کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے بھی سنا ہے کہ آپ ذکرخفی کرتے ہیں پس آپ کا ذکر بھی جہری ہوا

توجہ اتحادی

ایک نیاز مند باورچی نے آپ کے مہمانوں کی خدمت کی آپ نے خوش ہوکر فرمایا" تیری جو مراد ہو وہ مانگ ان شاءاللہ پوری ہوگی اس نے عرض کیا کہ میری مراد یہ ہے کہ آپ جیسا ہو جاؤں آپ نے باورچی کو ہر چند سمجھایا کہ ایسی خواہش نہ کرو یہ ایک بارعظیم ہے جسے برداشت کرنے کی تجھ میں سکت نہیں لیکن اس نے نہایت نیاز مندی

marfat.com

سے اسی خواہش کی تکمیل چاہی آخر آپ نے اسے خلوت میں لے جا کر توجہ (اتحادی) ڈالی تو وہ باورچی (نانبائی) صورت وسیرت اور ظاہر وباطن میں آپ کے مشابہ ہو گیا تقریباً چالیس روز تک زندہ رہا بالآخر اس بارگراں کی تاب نہ لا کر انتقال کر گیا۔[1]

ملفوظات شریفہ

آیہ کریمہ توبو الی اللّٰہ میں اشارت بھی ہے اور بشارت بھی۔اشارت ہے توبہ کرنے کی ہے اور بشارت اس کے قبول ہونے کی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ کرتا تو پھر توبہ کا امر بھی نہ فرماتا۔امر دلیل قبولیت ہے۔مگر بدیں قصور کے ساتھ۔

⊙ دو وقتوں میں اپنے آپ پر کڑی نگاہ رکھنا چاہیے گفتگو کرتے وقت اور کوئی چیز کھاتے وقت۔

⊙ کسی درویش نے آپ سے پوچھا کہ بالغ شریعت کون ہے اور بالغ طریقت کون؟ ارشاد فرمایا بالغ شریعت وہ ہے جس سے مادۂ تولید نکلے اور بالغ طریقت وہ شخص ہے جو خودی سے نکل جائے درویش نے جواب سن کر سر زمین پر رکھ دیا آپ نے ارشاد فرمایا زمین پر سر رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جو چیز (خودی) سر میں ہے اسے زمین پر رکھو۔

⊙ ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے حال پر توجہ فرمایا کیجئے ارشاد فرمایا بازار جاؤ اور ایک لوٹا خرید کر بطور تحفہ ہمیں پیش کرو اس نے تعمیل ارشاد کی آپ نے فرمایا کہ جب ہماری اس لوٹے پر نظر پڑے گی تو تم بھی میرے پیش نظر ہو جایا کرے گا۔

رسالہ عزیزان

آپ نے اپنے تالیف فرمودہ کتابچہ "رسالہ عزیزان" میں سالک راہ کو دس شرطیں

---

[1] حضرات القدس مترجم جلد اول

marfat.com

ہر وقت نگاہ میں رکھنے کی تلقین وتعلیم فرمائی ہیں۔(۱) طہارت (۲) خاموشی (۳) خلوت (۴) روزہ (۵) ذکر (۶) نگہداشت خاطر (۷) رضا بحکم خدا (۸) صحبت صلحاء (۹) شب بیداری (۱۰) نگہداشت لقمہ۔

آپ ایک رباعی میں یوں نصیحت فرماتے ہیں۔

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دِلت   وز تو نرمید زحمت آب و گلت
از صحبت وے اگر تبرا نکنی   ہرگز نکند روح عزیزاں بحلت

ترجمہ: تو جس شخص کے پاس بیٹھا اور تجھے جمعیت خاطر نصیب نہ ہوئی اور تیری آب وگل کی کدورت دور نہ ہوئی۔ اگر تو اس کی صحبت سے بیزار نہ ہوا تو عزیزاں کی روح تجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔

اگر روئے زمین پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ، کے معنوی فرزندوں میں سے ایک بھی ہوتا۔ تو منصور کبھی سولی پر نہ چڑھتا۔ کیونکہ وہ اسے توجہ دے کر مقام بالا پر پہنچا دیتا۔

وصال

آپ بعمر ۱۳۰ برس بروز پیر ۲۸ ذیقعد ۷۱۵ھ کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ مرقد انور خوارزم میں مرجع خلائق ہے۔

خلفاء

حضرت خواجہ عزیزاں قدس سرہٗ کے مشہور خلفاء یہ ہیں۔

(۱) بابا محمد سماسی (۲) خواجہ خورد (بڑے فرزند) (۳) خواجہ ابراہیم (چھوٹے فرزند) (۴) خواجہ محمد کلاہ دوز (۵) محمد صالح (۶) محمد باوردی۔ قدس سرہم

marfat.com

آفتابِ برج حق شناسی

حضرت خواجہ بابا محمد سماسی قدس سرہٗ العزیز

نام

آپ کا اسم گرامی محمد، لقب بابا سماسی ہے آپ کا وطن سماس ہے جو بخارا سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ایک قریہ ہے اسی نسبت سے آپ کو بابا سماسی کہا جاتا ہے۔ بابا ترکی زبان میں بزرگ صاحب ارشاد اور ولی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

باطنی انتساب

طریقت میں آپ کا انتساب حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ سے ہے جب حضرت عزیزاں کا آخری وقت آیا تو اپنے اصحاب میں سے اپنی خلافت وجانشینی کے لئے آپ کو منتخب فرمایا اور اپنے تمام اصحاب کو آپ کی متابعت وملازمت کا حکم فرمایا آپ صاحب کشف اور کمالات وکرامات کے حامل بزرگ تھے جذبات وواردات الٰہیہ کی وجہ سے اکثر وارفتگی طاری رہتی تھی۔ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کی ولادت سے قبل جب کبھی قصر ہندواں سے گذرتے تو فرماتے

marfat.com

مزاراقدس ...... آفتابِ بُرجِ حق شناسی حضرت بابا محمد سماسی قدس سرہ

marfat.com

180-B

مرقدانور ...... آفتابِ برجِ حق شناسی حضرت بابا محمد سماسی قدس سرہ

marfat.com

"ازیں خاک بوئے مردے می آید زود باشد کہ ایں کو
شک ہندواں قصر عارفاں شود"

ترجمہ: اس خاک سے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے جلد ہی کوشک ہندواں قصر عارفاں بن جائے گا۔

جب وقت قریب آیا تو اپنے خلیفہ نامدار خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ کو مخاطب ہوکر فرمایا اب خوشبو زیادہ ہوگئی ہے یقیناً وہ مرد پیدا ہوگیا ہے چنانچہ حضرت شاہ نقشبند کی ولادت باسعادت کے تین رز بعد ان کے جد امجد انہیں لیکر حضرت بابا سماسی کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اپنی نظر کیمیا اثر سے توجہ ڈالی اور فرمایا یہ میرا فرزند ہے ہم نے اسے اپنی فرزندی میں قبول کیا یہ لڑکا عنقریب اپنے وقت کا مقتدا ہوگا پھر حضرت امیر کلال سے مخاطب ہوکر فرمایا میرے فرزند بہاؤالدین کی تربیت وشفقت میں کوئی کوتاہی نہ کرنا ورنہ ہم معاف نہیں کریں گے حضرت امیر کلال نے کھڑے ہوکر نہایت ادب واحترام سے ہاتھ سینے پر رکھ کر عرض کیا کہ اگر کوتاہی کروں تو مرد نہیں۔

حضرت شاہ نقشبند کی تربیت

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں کہ جب میری عمر اٹھارہ برس ہوئی تو میرے جد امجد کو میرے نکاح کی فکر دامن گیر ہوئی تو انہوں نے مجھے حضرت بابا سماسی قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا تاکہ ان کے قدوم میمنت لزوم فرمانے سے یہ کام بخیر وعافیت انجام کو پہنچے جب میں آپ کی زیارت وملاقات سے مشرف ہوا تو سب سے پہلی کرامت یہ دیکھنے میں آئی کہ اسی شب آپ کی صحبت وتوجہ سے مجھ میں بڑا تضرع و نیاز پیدا ہوا شب کے آخری حصہ میں اٹھ کر وضو کیا اور آپ کی مسجد مبارک میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد سربسجود ہوکر دوران دعا گریہ میری زبان سے نکلا۔

marfat.com

خدایا اپنی بلاؤں کا بوجھ اٹھانے اور اپنی محبت کی محنت ومشقت برداشت کرنے کی مجھے قوت عطا فرما۔

جب میں صبح کو حضرت بابا قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے فرزند یوں دعا کرنی چاہئے کہ خدایا! جو تیری مرضی ہو اس پر بندہ ضعیف و قائم رہنے کی اپنے فضل وکرم سے توفیق عطا فرما اور خدائے بزرگ وبرتر کی مرضی بھی یہی ہے کہ بندہ بلاؤں (آزمائشوں) میں مبتلا نہ ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کی بنا پر اپنے کسی دوست پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو اسے برداشت کی بھی طاقت عطا کردیتا ہے اور اس کی مصلحت کو بھی ظاہر کردیتا ہے اپنی خواہش سے بلا طلب کرنا دشوار ہے۔ اس لئے گستاخی نہیں کرنا چاہئے۔

بعد ازاں کھانا لایا گیا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت بابا سماسی قدس سرہٗ نے دستر خوان سے ایک روٹی اٹھا کر مجھے عنایت فرمائی میرے دل میں خیال آیا یہاں سیر ہو کر کھالیا ہے تھوڑی دیر کے بعد ہم واپس پہنچ جائیں گے آپ نے فرمایا لے لو! کام آئے گی میں نے وہ روٹی حفاظت سے رکھ لی۔ میں نہایت نیازمندی کے ساتھ آپ کے ہمراہ قصر عارفاں کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں میرے باطن میں جب بھی کو خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت کرو یوں حالات وواقعات وکرامات کے مشاہدے سے آپ کے ساتھ اعتقاد بڑھتا گیا راستے میں سابقہ عادت کے مطابق ایک عقیدت مند کے مکان پر جلوہ گر ہوئے اس نے نہایت بشاشت اور نیازمندی کا مظاہرہ کیا دوران قیام عقیدت مند کے بار بار اندر باہر جانے کی بے قراری دیکھ کر ارشاد فرمایا صحیح صحیح حال بتا! تمہارے اضطراب کا سبب کیا ہے؟ اس نے عرض کیا دودھ کی ملائی (پنیر) تو گھر میں ہے روٹی نہیں ہے ہر چند جستجو کی ہے لیکن دستیاب نہیں ہوئی تاکہ آپ کی خدمت میں پیش کروں حضرت بابا سماسی قدس سرہٗ نے میری طرف

marfat.com

متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ روئی دو کہ اس نیاز مند کا دل مطمئن ہوا۔ اے فرزند! تم نے دیکھا کہ بالآخر وہ روئی کام آ ہی گئی۔

وصال

آپ کا وصالِ باکمال ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ کو ہوا اور مرقد مقدس سماس میں ہے۔

خلفاء

آپ کے چار خلفاء مشہور ہوئے۔

(۱) خواجہ سید امیر کلال (۲) خواجہ محمود سماسی (فرزند ارجمند)

(۳) خواجہ دانش مند (۴) خواجہ محمد صوفی۔ قدس سرہم

marfat.com

عارف باکمال، بحر جذب وحال

حضرت خواجہ سید امیر کلال قدس سرہٗ العزیز

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی شمس الدین امیر ہے ۶۷۶ھ سوخار (نواح بخارا) میں متولد ہوئے۔ آپ پیشہ زراعت تھا لیکن کوزہ گری میں بھی کمال رکھتے تھے۔ بخارا کی زبان میں کوزہ گر کو کلال کہا جاتا ہے اس لئے امیر کلال کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ سادات عظام میں حضرت امام علی رضا قدس سرہ' کی اولاد امجاد میں سے صحیح النسب شریف ونجیب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آپ جب میرے شکم میں تھے اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ کھا لیتی تو میرے پیٹ میں شدید درد ہوتا جب تک قے نہ کر لیتی آرام نہ آتا چند مرتبہ ایسا ہوا تو میں سمجھ گئی کہ اس درد کا سبب یہ بچہ ہے جو میرے شکم میں ہے چنانچہ میں خوراک میں احتیاط کرنے لگی۔

marfat.com

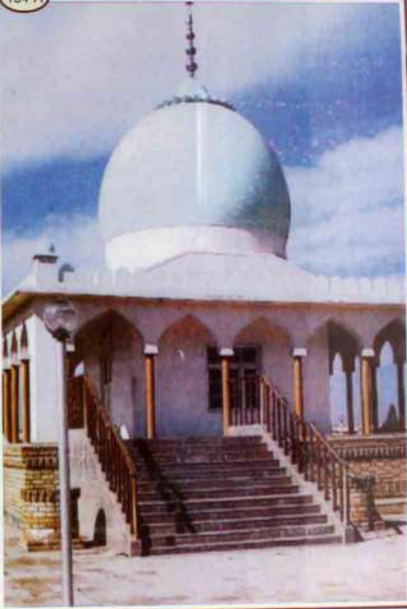

مزار اقدس ..... عارف باکمال حضرت خواجہ سید امیر کلال قدس سرہ

marfat.com

باطنی انتساب

آپ کو اوائل جوانی میں کشتی کا شوق تھا چنانچہ آپ ایک روز رامیتن میں کشتی لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت بابا محمد سماسی قدس سرہ' کا وہاں سے گذر ہوا اور یہ نظارہ دیکھنے کیلئے ایک دیوار کے سائے میں کھڑے ہو گئے اور آپ پر توجہ مرکوز کر کے محو ہو گئے بعض احباب کے دل میں خیال آیا کہ بدعتیوں کے اس معرکہ کی طرف متوجہ ہونے کا کیا سبب ہے؟ حضرت بابا قدس سرہ' نے قلبی خطرہ سے آگاہ ہو کر ارشاد فرمایا اس معرکہ میں ایک مرد ہے جس کی صحبت سے کاملین زمانہ فیض یاب ہونگے ہم یہاں اس مرد کے شکار کی غرض سے کھڑے ہیں کہ کاش وہ ہمارے جال میں آ پھنسے اسی اثنا میں آپ کی نظر حضرت بابا سماسی قدس سرہ' کے چہرہ انور پر پڑی اور پہلی ہی نظر میں گھائل ہو گئے

تیری پہلی نظر کا وار توبہ
دل اب تک دعائیں دے رہا ہے

حضرت بابا کی توجہ جاذبہ اور تصرف کاملہ نے آپ کو مسخر کر لیا اسی وقت کشتی کو خیر باد کہہ کر ان کے ساتھ ہو لئے حضرت بابا نے اپنے آستانہ مقدسہ پر پہنچ کر آپ کو خلوت خاص میں لے جا کر طریقہ نقشبندیہ کی تلقین فرمائی اور اپنی فرزندی میں قبول کر لیا۔ تیس برس تک حضرت بابا کی خدمت و ملازمت میں رہ کر فیض یاب ہوئے اور تکمیل و ارشاد کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

فتح کی بشارت

ایک روز آپ بخارا کی جامع مسجد سے نماز جمعہ ادا فرما کر اپنے دولت کدہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں مشہور فاتح امیر تیمور اپنی فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا آپ کی خدمت میں نہایت نیاز مندی کے ساتھ عرض گذار ہوا کہ اے مخدوم! میں آج آپ

marfat.com

کی زبان فیض ترجمان سے کچھ سننا چاہتا ہوں تاکہ میرے دل کو تسکین ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کو جب تک حضرت عزیزاں قدس سرہ کی طرف سے روحانی اشارہ نہیں ہوگا اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا تم منتظر رہو نماز عشاء باجماعت ادا کرکے مراقبہ میں حضرت عزیزاں کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے کچھ دیر بعد اپنے ایک محرم درویش منصور کو طلب کیا اور فرمایا اسی وقت امیر تیمور کے پاس جا کر اسے پیغام دو کہ مشائخ بخارا کی ارواح طیبہ نے مملکت خوارزم تمہیں عطا کردی ہے اس سے فوراً وہاں پہنچ جاؤ امیر تیمور نے تعمیل ارشاد کی اور خوارزم کو فتح کرلیا۔

ملفوظاتِ شریفہ

''مقامات امیر کلال'' میں آپ کا تفصیلی وصیت نامہ مندرج ہے جو سالکین طریقت کیلئے سرچشمہ ہدایت ہے آپ کی بیان فرمودہ چند وصیتیں پیش خدمت ہیں۔

طلب علم کی تاکید

جب تک تم زندہ رہو طلب علم سے ایک قدم بھی دور نہ رہو کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

⊙ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے سر مو تجاوز نہ کرو کیونکہ ہمہ سعادتیں اسی عمل سے حاصل ہوتی ہیں۔

⊙ جن امور سے لاعلمی کی وجہ سے لوگ ملامت کے بھنور میں جا گرتے ہیں انہیں اچھی طرح جان لو اور وہ یہ ہیں۔

اول علم ایمان، دوم علم نماز، سوم علم روزہ، چہارم علم زکوٰۃ، پنجم علم حج، ششم خدمت والدین کا علم، ہفتم صلہ رحم اور رعایت ہمسایہ کا

marfat.com

علم ہشتم ...... خرید و فروخت کا علم، نہم ...... حلال و حرام کا علم۔

⊙ ...... کپڑے پانی سے پاک ہوتے ہیں، زبان ذکر الٰہی سے اور جسم ادائے نماز سے، مال و دولت زکوٰۃ ادا کرنے سے پاک ہوتا ہے اور تمہارا وجود نفی ماسوا اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے پاک ہوتا ہے۔

ارادت

ارادت کیا ہے؟ ارادت طلب خدا، ترک عادت، ایفائے عہد، ادائے امانت، ترک خیانت، اپنی غلطیوں پر نظر اور اپنے اعمال سے صرف نظر کا نام ہے۔

دنیاداروں کی ہم نشینی سے بچو اور جاہلوں سے دور رہو

⊙ ...... اچھے اخلاق اور جوانمردی سے انسان واقعی انسان بن جاتا ہے۔

عزیمت پر عمل

رخصتوں سے دور رہو اور عزیمت پر عمل کرو کیونکہ رخصتوں پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔

متابعت شاہ نقشبند کی تاکید

مرض اخیر میں آپ نے اپنے جملہ اصحاب کو حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ' کی متابعت کا حکم دیا انہوں نے عرض کیا کہ حضرت شاہ نقشبند ذکر جہر میں آپ کی متابعت نہیں کرتے بلکہ ذکر خفی کرتے ہیں فرمایا اس میں ان کا کوئی اختیار نہیں۔ انہیں جو ہدایت کی گئی اس میں حکمت الٰہی ہے۔

وصال

marfat.com

آپ کی رحلت بروز جمعرات بوقت صبح صادق ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ کو ہوئی۔ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ اور حضرت مولانا عارف نے آپ کے جسد اقدس کو لحد میں اتارا۔ مزار مبارک ''سوخار'' میں ہے۔

خلفاء

آپ کے ایک سو چودہ خلفاء تھے۔ جن میں چار آپ کے صاجزادے تھے۔ جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) امیر برھان الدین (۲) سید امیر حمزہ

(۳) سید امیر شاہ (۴) سید امیر عمر قدس سرھم

marfat.com

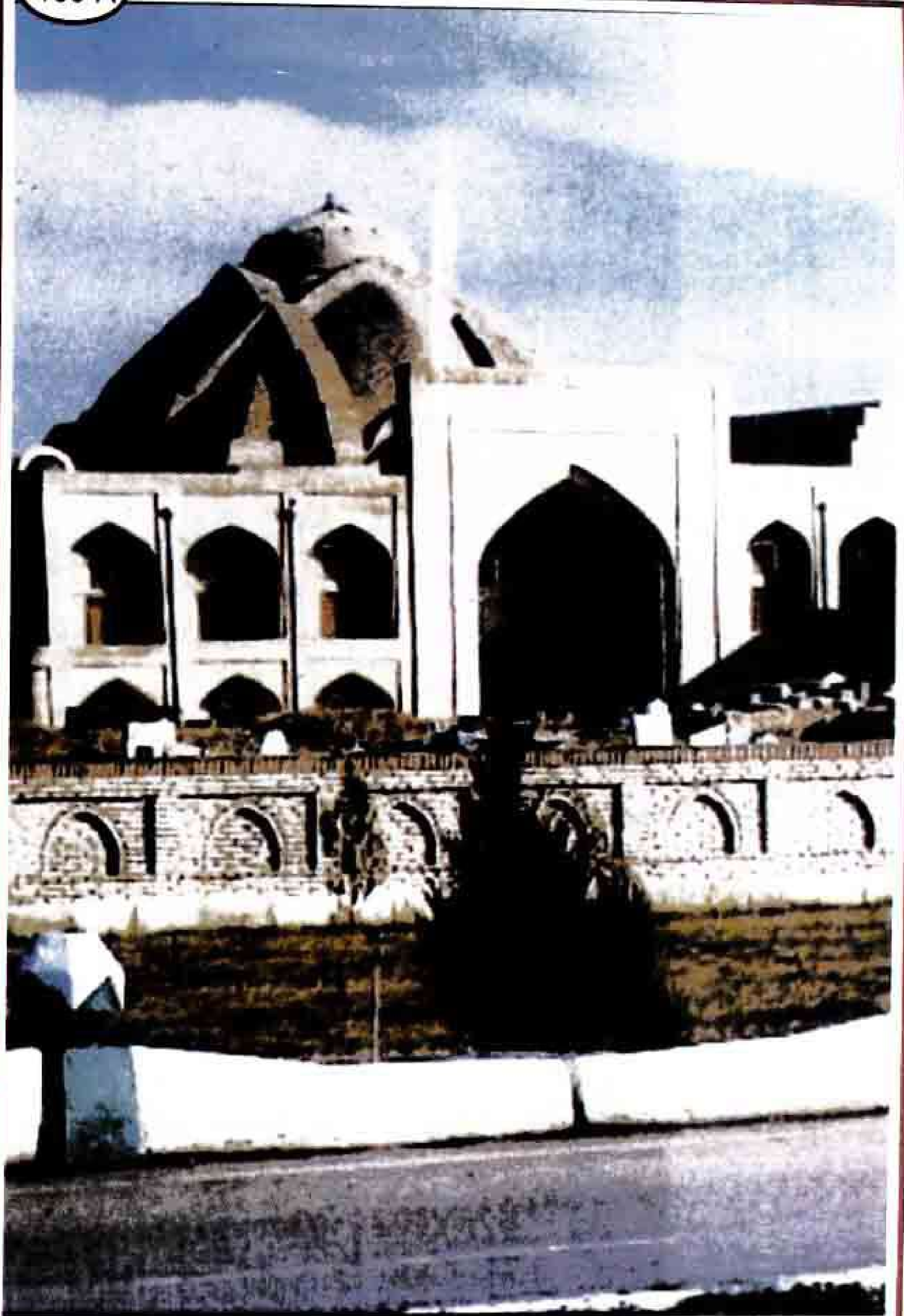

مزار اقدس ...... امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہ

marfat.com

188-B

مرقد انور ...... امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہ

marfat.com

باب سوم

امام الطریقہ، غوث الخلیقہ

حضرت خواجہ سید بہاء الدین محمد نقشبند بخاری قدس سرہ

نام و نسب

آپ کی ولادت باسعادت ۴ محرم ۷۱۸ھ قصر عارفاں میں ہوئی جو بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری ہے۔ آپ سادات کرام میں حضرت امام حسن عسکری قدس سرہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی کنیت بہاؤ الدین اور لقب شاہ نقشبند ہے۔

آمد کی بشارت

آپ کی پیدائش سے قبل حضرت خواجہ بابا سماسی قدس سرہ نے آپ کے تولد کی بشارت سنائی اور ارشاد فرمایا۔ قریب ہے کہ قصر ہندواں قصر عارفاں ہو جائے۔ نیز فرمایا مجھے اس مقام سے مرد حق کی خوشبو آتی ہے۔

marfat.com

باطنی انتساب

ولادت کے تیسرے روز حضرت خواجہ کو اپنی فرزندی میں قبول فرما کر اپنے خلیفہ حضرت سید امیر کلال قدس سرہٗ سے آپ کی تربیت کا عہد لیا۔ گو آپ کے شیخ تعلیم حضرت خواجہ سید امیر کلال قدس سرہٗ ہیں مگر آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے اویسی ہیں۔ [1]

نقشبند کی وجہ تسمیہ

آپ جب کسی سالک کو ذکر قلبی کی تعلیم فرماتے تو اس کے قلب پر اسم اللہ نقش کر دیتے اور وہ نقش اس قدر قوی ہوتا جو عوارضِ قلبیہ سے بھی زائل نہ ہوتا تھا۔

۲..... آپ ابتدائے سلوک میں ہی ہر مرید رشید کے آئینہ قلب پر اپنے کامل تصرف اور مکمل توجہ سے نقوش کونیہ کی راہ بند فرما دیا کرتے یوں صورتوں کا نقش ذکر قلبی میں مخل نہ ہوتا تھا

نقشبند است کہ از یک نظرش تادم حشر
در مرایائے خواطر نہ فتد نقشِ صور

طریقت نقشبندیہ کی فضیلت

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگان (رحمۃ اللہ علیہم) کی طریقت میں چار طرح کی نسبتیں ہیں ایک حضرت خضر علیہ السلام سے، دوسری سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ سے، تیسری سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے جو ان کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ چوتھی خلیفۃ الرسول

---

[1] نسمات القدس ص:۳۱

marfat.com

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے، اسی لئے اس طریقہ کے درویشوں کو ''ملح المشائخ'' کہا جاتا ہے۔

فرمودات قدسیہ

آپ کا ارشاد ہے کہ حضرت خواجہ عزیزان علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''مردان حق کے سامنے پوری روئے زمین ایک دسترخوان کی مانند ہے'' اور ہم کہتے ہیں کہ ''ایک ناخن کی طرح ہے کہ کوئی چیز بھی ان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے''

سالک کو چاہئے کہ قلب کی نگہداشت کا لحاظ ہر حالت میں رکھے، کلام وطعام، خرید وفروخت، عبادات کی بجاآوری، تلاوتِ قرآن اور دورانِ وعظ وغیرہا غرضیکہ چشم زدن میں بھی حق تعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔ بقول شاعر

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

⊙ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے طریقہ کی بنیاد کس چیز پر ہے؟ تو آپ نے فرمایا خلوت در انجمن پر یعنی بظاہر مخلوق کے ساتھ ہو اور بباطن خالق کے ساتھ۔

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

⊙ آپ نے ارشاد فرمایا ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوات نَصِیْبُ اُمَّتِیْ مِنْ نَارِ جَھَنَّمَ کَنَصِیْبِ اِبْرَاھِیْمَ مِنْ نَارِ نَمْرُوْدَ اور لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ میں امت سے مراد امت متابعت ہے۔ امت دعوت اور امت اجابت نہیں۔

⊙ حدیث قدسی اَلصَّوْمُ لِیْ میں صوم حقیقی کی طرف اشارہ ہے جو ماسوائے حق

marfat.com

سے امساک کلی کا نام ہے۔

⊙ مرید سے احوال کا ظاہر ہونا شیخ کی کرامت ہے۔

⊙ مشائخ کرام کے قول اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ (مجاز حقیقت کا پل ہے)
سے مراد تمام عبادات ظاہری خواہ قولی ہوں یا فعلی مجاز ہیں جب تک سالک ان سے نہ
گزرے گا حقیقت تک نہیں پہنچے گا۔

⊙ حدیث اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ (کسب کرنے والا اللہ کا دوست ہے) میں
کسب رضا کی طرف اشارہ ہے نہ کہ کسب دنیا کی طرف۔

⊙ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ[1] میں اس طرف اشارہ ہے
کہ ہر لمحہ وجود طبعی کی نفی کرنا چاہئے اور معبود حقیقی کا اثبات کرنا چاہئے کیونکہ وجودک
ذَنْبٌ لَا یُقَاسُ بِہٖ ذَنْبٌ (تیرا وجود ایسا گناہ ہے جس کے ساتھ کوئی گناہ قیاس
نہیں کیا جا سکتا)

⊙ عبادت طلب وجود ہے اور عبودیت تلف وجود ہے۔

⊙ باطن پر نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے لیکن بفضل حق سبحانہ خاصان حق کی تربیت
سے جلد میسر ہو جاتا ہے کیونکہ کامل مکمل شیخ کی ایک التفات (توجہ) سے اس قدر تصفیہ
باطن ہوتا ہے کہ ریاضات کثیرہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

نیت کی درستگی

جملہ امور میں تصحیح نیت غایت مہم ہے کیونکہ نیت عالم غیب سے ہے نہ کہ عالم

---

1 النساء ۱۳۶

marfat.com

سے تو دیکھتا نہیں کہ اس بزرگوار دین نے امام حسن بصری قدس سرہٗ کی نماز جنازہ نہ پڑھی اور کہا لَمْ یَحْضُرْ نِیَ النِّیَّةُ یعنی میری نیت حاضر نہیں تھی حضرت شیخ عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے فرمایا: اَلنِّیَّةُ نُوْرٌ لِاَنَّ حَرْفَ النُّوْنِ اَلنُّوْر وَالْیَاءَ یَدُ اللّٰہِ عَلٰی عَبْدِہٖ وَالْھَاءَ ھِدَایَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنَّ النِّیَّةَ نَسِیْمُ الرُّوْحِ یعنی نیت نور ہے۔ نیت کے حرف نون سے مراد نور ہے۔ حرف یاء سے مراد اپنے بندے پر اللہ کا ہاتھ ہے اور حرف ہاء سے مراد اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کیونکہ نیت نسیم روح ہے۔

نماز میں حضور

آپ سے کسی عالم دین نے استفسار کیا کہ نماز میں حضور کس چیز سے حاصل ہوتا ہے فرمایا طعام حلال سے جو وقوف و آگاہی سے کھایا جائے۔ نماز سے خارج اوقات، وضو، اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی وقوف کی رعایت چاہئے۔

⊙ تیرا حجاب تیرا وجود ہے دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالِ اپنے نفس کو چھوڑ اور آ جا۔

از تو تا دوست رہ بے نیست توئی
در رہ تو خاشاک و خسے نیست توئی

نفی وجود

حدیث مبارک میں جو اماطة الاذیٰ عن الطریق (رستے سے اذیت دہ چیز ہٹانا) آیا ہے اس سے وجود بشریت کی نفی کی طرف اشارہ ہے اور حدیث قدسی میں جو وارد ہے کہ نفسك مطیتك فارفق بها (تیرا نفس تیری سواری ہے اس کے ساتھ نرمی کر) یہ نفس مطمئنہ کی طرف اشارہ ہے جو الامارحم ربی کی خلعت سے

marfat.com

مشرف ہو گیا ہو۔

⊙ ..... ذکر کی تعلیم کسی کامل مکمل سے ہونی چاہئے تا کہ مؤثر ہو اور اس کا نتیجہ ظہور میں آئے۔ تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہئے تا کہ شایان حمایت ہو۔

⊙ ..... وقوف عددی علم لدنی کا پہلا مرتبہ ہے۔

مسخ باطن

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے مسخ صورت اس امت سے مرتفع ہے مگر مسخِ باطن باقی ہے

اندریں امت نباشد مسخ تن
لیک مسخ دل بود اے ذوالفطن

⊙ ..... درویش اہل نقد ہیں آئندہ پر نہیں چھوڑتے

امروز بین بدیدۂ باطن جمال دوست
اے بے خبر حوالہ بفردا چہ میکنی

⊙ ..... آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابتدائے احوال میں ایک مرتبہ 9 ماہ تک مجھ پر فیض کا باب بند رہا میں کمزور اور بے چین ہو گیا چاہا کہ مخلوق کی خدمت وملازمت میں مشغول ہو جاؤں کہ میرا گذر ایک مسجد کے پاس سے ہوا جس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا

اے دوست بیا کہ ما ترائیم
بیگانہ مشو کہ آشنائیم

جب میں نے یہ شعر پڑھا مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور عنایت الٰہی سے وہ باب پھر مجھ پر وا ہو گیا۔

marfat.com

ذکرِ خفی کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ ذکرِ خفی کی حقیقت وقوفِ قلبی سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ قلب کو خبر نہیں ہوتی کہ ذکر میں مشغول ہے کیونکہ بزرگوں کا قول ہے: اِنْ عَلِمَ الْقَلْبُ اَنَّهٗ ذَاكِرٌ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ غَافِلٌ (اگر قلب کو معلوم ہو جائے کہ وہ ذاکر ہے تو جان لو کہ وہ غافل ہے) اور آیہ کریمہ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَه...... قَالَ الْحَسَنُ رحمۃ اللہ علیہ لَاتَظْهَرْ ذِكْرَكَ لِنَفْسِكَ فَتَطْلُبُ لَهٗ عِوَضًا اور بعض بزرگوں کا مقولہ ہے ذِكْرُ اللِّسَانِ هِذْيَانٌ وَ ذِكْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ اور یہ بیت پڑھا

دل را گفتم بیاد او شاد کنم گفت
چوں من ہمہ او شدم کرا یاد کنم

⊙..... ہر کہ در سلسلۂ ماقدم نہدتا بمقصود نرسد از دنیا نرود وہر کہ از سلسلہ ماروئے تابد از دنیا بے ایمان رود (ترجمہ: جو شخص ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں قدم رکھے گا جب تک مقصود کو نہیں پہنچے گا دنیا سے نہیں جائے گا اور جو شخص ہمارے سلسلہ سے روگردانی (تحقیرا، یا تخفیفا) کرے گا دنیا سے بے ایمان جائے گا۔

کمالات وتصرفات

فریادرسی

روایت ہے کہ آپ کی مرید ایک عورت کسی رئیس کے ہاں ملازمہ تھی عورت حسین وجمیل تھی وہ رئیس اس پر فریفتہ ہو گیا اور ایک روز چوبارے پر اس سے جبراً زنا

marfat.com

کرنے کی سعی مذموم کی وہ عورت آپ کے ساتھ ارادت ونسبت کی وجہ سے پاکدامن تھی اس لئے اس نے انکار کرکے رئیس کو دھتکار دیا مگر وہ شیطان صفت رئیس پوری قوت کے ساتھ از سرنو کمر بستہ ہو کر دست درازی کرنے لگا۔ عورت نے بہ ممکن مدافعت کی لیکن کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی تو اپنی عزت بچانے کیلئے چوبارے سے نیچے چھلانگ لگا دی اور یوں فریاد کی ''المدد یا شاہ نقشبند'' آپ فوراً تشریف لائے اور قبل اس کے کہ وہ عورت زمین پر گرے آپ نے اسے تھام لیا اس عورت نے پوچھا کہ آپ اتنی جلدی کہاں سے تشریف لے آئے آپ نے فرمایا

''تو از چوبارا آمدی و من از بخارا آمدم''

تصور شاہ نقشبند

آپ کے مریدوں میں سے شیخ نیک روز بخاری نقل کرتے ہیں کہ جب مجھے رستہ میں امیر برہان الدین سے ملاقات کا اتفاق ہوتا تو میرے احوال باطنی غائب ہو جاتے ایک روز میں آپ کی خدمت میں امیر برہان الدین کی شکایت کرنے کیلئے حاضر ہوا آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم اب امیر برہان الدین کی شکایت کے لئے آئے ہو میں نے عرض کیا کہ حضرت کے ضمیر خورشید نظیر پر خود روشن ہے آپ نے فرمایا کہ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہوں تم میری طرف متوجہ ہو جایا کرو کہ میں نہیں ہوں جو کچھ ہیں حضرت خواجہ ہیں بعد ازیں جب امیر برہان الدین سے ملاقات کا اتفاق ہوا تو انہوں نے میری طرف متوجہ ہونا چاہا میں نے فوراً آپ کی صورت مبارک کا تصور کیا اور کہا کہ میں نہیں ہوں آپ ہی ہیں۔ اسی وقت امیر برہان کا حال متغیر ہوا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اس کے بعد انہوں نے مجھ میں کبھی بھی تصرف نہیں کیا۔

خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ جو آپ کے معتقدین میں سے تھے آپ کی

marfat.com

مدحت میں یوں گویا ہوئے

تو تیائے چشم سازم خاک پائے نقشبند
تا بیابم سرِ حق از لطف سائے نقشبند
رو بدرگاہ بہاؤالدین نظر کن زانکہ ہست
نہ فلک مانند درباں در سرائے نقشبند

آپ نے ساری ہمت ترویجِ شریعت، تخریب بدعت اور عمل بہ عزیمت میں صرف کردی لیکن اس کے باوجود ہمیشہ اپنے اعمال وافعال اور نیت کو تہمت زدہ جانتے تھے۔ درج ذیل رباعی آپ کی اسی کیفیت کی غماز ہے۔

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے   و آں نان بنہم پیش سگے نادانے
و آں سگ سال گرسنہ در کہدانی   از ننگ بر آں نان ننہد دندانے

آپ نے دین اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ طریقت نقشبندیہ کو بے حد فروغ دینے کے باعث پوری دنیا میں آپ کا نام روشن ہوا۔ خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی قدس سرہٗ نے آپ کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

ابو الوقت دو عالم قطب ارشاد   بہاؤ الدین کہ شد دیں از وے آباد
ز سنت در جنید افگند آشوب   بہ جذبہ بایزیدش آستاں روب
پئے تسکین مشتاقان دیدار   جمال مصطفےٰ را آئینہ دار
در آں آئینہ می بیند محقق   سواد من رانی قد رأی الحق

آپ نے اپنے جنازے کے آگے یہ شعر پڑھنے کا حکم دیا تھا جس کی تعمیل کی گئی

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو

marfat.com

دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بر دست و بر بازوئے تو

وصال پر ملال

آپ کی عمر مبارک تہتر (۷۳) برس ہوئی۔ آپ کا وصال مبارک شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوا۔ مزار مبارک قصر عارفاں بخارا شریف میں ہے۔

خلفائے کرام

آپ کے نامور خلفاء میں خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ، خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ اور خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ شامل ہیں۔

marfat.com

قدوۃ الابرار

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ

نام

آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری ہے۔ علاؤ الدین کنیت اور عطار لقب ہے۔

باطنی انتساب

آپ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کے خلیفہ اول، نائب مطلق، جانشین اور داماد تھے۔ حضرت خواجہ کے بے حد مقبول نظر اور معتمد خاص تھے۔ اپنی حیات مبارکہ میں ہی حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے طالبین کی تربیت آپ کے سپرد فرما دی تھی اور فرمایا کرتے تھے۔ ''علاؤ الدین نے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا ہے''۔

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ان کے تمام خلفاء و مریدین نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کے ایسے خلیفے ہیں۔ جیسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے تھے۔ جس طرح صحابہ کرام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تربیت پائی اسی طرح حضرت شاہ

marfat.com

نقشبند کے دیگر خلفاء نے آپ سے تربیت پائی اور روحانیت کے اعلیٰ مدارج کو حاصل کیا۔

بانی طریقہ علائیہ

آپ صاحب طریقہ خاص تھے جو کہ طریقہ علائیہ کے نام سے مشہور ہے اس ضمن میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کا فرمان ملخصاً ہدیہ قارئین ہے۔

مشائخ نقشبندیہ میں جذبہ ثانی کے ظہور کا مبداء حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ ہیں اور وہ جذبہ معیت ذاتیہ کی راہ سے پیدا ہوتا ہے، جو ان سے ان کے خلیفہ اول خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ کو پہنچا۔ چونکہ خواجہ عطار قدس سرہٗ اپنے وقت کے قطب ارشاد تھے۔ اس لئے انہوں نے اس جذبے کے حصول کے لئے ایک طریقہ بھی وضع فرمادیا۔ جو ان کے خلفاء میں طریقہ علائیہ کے نام سے مشہور ہے ان کے تحریر میں درج ہے کہ سب سے اقرب اور نزدیک تر طریقوں میں ''طریقہ علائیہ'' ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ طریقہ کثیر البرکت ہے۔ جس کا تھوڑا سا حصہ بھی دوسرے طریقوں کے مقابلے میں زیادہ نفع بخش ہے۔ اس وقت تک علائیہ اور احراریہ خاندانوں کے مشائخ اس دولت عظمیٰ سے بہرہ مند ہیں اور طالبوں کی تربیت اسی طریقے سے فرمارہے ہیں حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کو یہ دولت عظمیٰ حضرت یعقوب چرخی قدس سرہٗ سے پہنچی۔ جو حضرت خواجہ عطار قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ہیں۔ [1]

فیضِ صحبت

ایک روز علماء کے درمیان رؤیت باری تعالیٰ کی بابت مباحثہ ہوا انہوں نے بالاتفاق حضرت خواجہ عطار قدس سرہٗ کو ثالث تسلیم کیا۔ آپ نے منکرین رؤیت سے

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۰

marfat.com

(جو مذہب معتزلہ کی طرف مائل تھے) ارشاد فرمایا:

کہ تم تین روز تک چپ چاپ باوضو ہماری صحبت میں رہو۔ بعدازاں ہم فیصلہ دیں گے۔ انہوں نے تعمیلِ ارشاد کی۔ تیسرے روز ان پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بے خود ہوکر زمین پر لوٹنے لگے ہوش میں آنے کے بعد نہایت نیاز مندی سے عرض گذار ہوئے کہ ہم رؤیت حق پر ایمان لائے پھر کبھی بھی حضرت خواجہ کی صحبت سے جدا نہ ہوئے۔

فاضل اجل حضرت سید شریف جرجانی علیہ الرحمۃ آپ کے اصحاب خاص میں سے تھے یہ بھی آپ کی صحبت اختیار کرنے سے قبل مذہب اعتزال کی طرف مائل تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تک میں حضرت خواجہ علاؤالدین کی صحبت سے مشرف نہ ہوا میں نے خدا کو نہ پہچانا۔

ملفوظات شریفہ

⊙ ... مشائخ کا ارشاد ہے اَلتَّوْفِیْقُ مَعَ السَّعِیِ (توفیق کوشش کے ساتھ ہے) اسی طرح مرشد کی روحانیت کی مدد طالب کے لئے بقدرِ کوشش ہوتی ہے۔

⊙ ... اہل اللہ کی صحبت میں ہمیشہ رہنا عقل معاد کی زیادتی کا ذریعہ ہے۔

⊙ ... خاموشی تین صفات سے خالی نہیں ہونی چاہئے

(۱) خطرات کی نگہداشت (۲) قلبی ذکر کا مطالعہ (۳) مشاہدہ احوال

⊙ اہل اللہ کے مزارات کی زیارت سے مقصود یہ ہونا چاہئے کہ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اس بزرگوار کی روح کو خدا کی طرف کمال توجہ پیدا کرنے کا وسیلہ بنائے۔

⊙ جب تک سالک حیوانی صفات نہ چھوڑے ولایت ثابت نہیں ہوتی تاکہ اگر اس سے کوئی خطا سرزد ہو تو باز پرس ہو۔ آپ نے آیت کریمہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ

marfat.com

لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کا یہ مفہوم بیان فرمایا کہ اولیاء اللہ کو سابقہ حیوانی صفات کے دوبارہ ظاہر ہونے کا خوف نہیں ہوتا کیونکہ مشائخ کرام کا ارشاد ہے: اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ اِلٰی اَوْصَافِہٖ (ترجمہ: صاحب فنا اپنے اوصاف سابقہ کی طرف نہیں لوٹایا جاتا)۔

وصال

آپ کا وصال شب چہار شنبہ بعد نماز عشاء ۲۰ رجب ۸۰۲ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک قصبہ چغانیاں علاقہ ماوراء النہر میں ہے۔ آپ کے وصال کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں جو کوئی چالیس فرسنگ تک میری قبر کے گرد دفن ہوگا بخشا جائے گا۔

marfat.com

مرقد انور ...... مفسر قرآن حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی قدس سرہ

marfat.com

عمدۃ المفسرین، قدوۃ العارفین

حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز

ولادت باسعادت

آپ کا اسم گرامی محمد یعقوب اور والد ماجد کا نام نامی عثمان تھا۔ آپ ۷۶۲ھ علاقہ غزنی (افغانستان) کے مضافات میں واقع موضع چرخ میں متولد ہوئے اسی نسبت سے آپ چرخی کہلاتے ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار ایک پاکباز، صوفی منش عالم دین تھے۔ ان کے تقویٰ وعزیمت کا یہ عالم تھا کہ ایک روز پڑوسی کے گھر سے پانی لائے چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا اس لئے نہ پیا۔

باطنی انتساب

آپ خواجہ جہاں بالاگرداں حضرت خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور درخواست پیش کی کہ آپ ازراہ کرم مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرما کر اپنی غلامی میں قبول فرمائیں تو حضور شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا

marfat.com

''ہم مامور ہیں ہم خود کسی کو قبول نہیں کرتے آج رات دیکھیں گے کہ کیا اشارہ ہوتا ہے اسی پر ہی عمل کیا جائے گا اور اگر انہوں نے تجھے قبول کیا تو ہم بھی قبول کر لیں گے''

یہ رات آپ پر بڑی بھاری تھی آپ کو یہ غم کھائے جارہا تھا کہ شاید حضرت خواجہ مجھے قبول نہ فرمائیں۔ اگلے روز آپ نے نماز فجر حضرت خواجہ کے ساتھ ادا کی۔ بعد نماز حضرت خواجہ نے آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا'' مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا آیا ہے۔ ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر قبول کریں تو دیر سے کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ کوئی کس نیت سے آتا ہے اور کس وقت آتا ہے''۔

جب حضور شاہ نقشبند قدس سرہ' کا وصال ہو گیا تو آپ کو خیال آیا کہ درویشوں کے کسی دوسرے گروہ سے جاملیں اور ان کے طریقہ میں مشغول ہو جائیں پھر آپ نے روحانی عالم میں حضرت خواجہ کو دیکھا کہ فرمارہے ہیں

قَالَ زَیْدُ بْنُ الْحَارِثَہ "اَلدِّیْنُ وَاحِدٌ" یعنی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دین ایک ہی ہے اس سے آپ سمجھ گئے کہ اجازت نہیں ہے۔

بیعتِ خواجہ احرار

قطب الابرار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ' جب آپ کی خدمت اقدس میں حلقہء ارادت میں شامل ہونے کیلئے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کی طرف بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بیعت کرو۔ چونکہ آپ کی پیشانی مبارک پر کچھ سفیدی مشابہ برص (داغ ودھبے) تھے جو طبیعت میں کراہت کا موجب ہوا کرتی ہے اس لئے ان کی طبیعت آپ کے ہاتھ مبارک پکڑنے کی طرف مائل نہ ہوئی۔ آپ بفراست ایمانی ان کی کراہت کو جان گئے اور جلد ہی اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اور بطریق

marfat.com

خلع و لبس اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت میں ظاہر ہوئے جسے دیکھ کر وہ بے خود ہو گئے آپ نے دوسری مرتبہ اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھایا اور فرمایا کہ خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ ...... میرا ہاتھ ہے، جس نے تمہارا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارا ہاتھ پکڑا فلہٰذا خواجہ نقشبند کا ہاتھ پکڑ لو ...... انہوں نے بلا توقف آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے آپ کو رخصت کرتے ہوئے تین بار ارشاد فرمایا ترابخدا سپردیم ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا کیونکہ حدیث میں ہے

ان اللہ تعالیٰ اذا استودع شئی حفظہ یعنی جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے خواب میں حضور شاہ نقشبند قدس سرہٗ الصمد سے عرض کیا کہ روز قیامت کس عمل کی برکت سے آپ کا قرب حاصل کروں؟ ...... تو ارشاد فرمایا ''تشرع سے'' یعنی شریعت پر عمل کرنے سے۔ اس کا اردو ترجمہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے شائع کیا ہے۔

صحبت خواجہ علاؤالدین عطار

گو آپ حضور شاہ نقشبند قدس سرہٗ سے صاحب مجاز تھے مگر آپ کی تکمیل سلوک جانشین شاہ نقشبند حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ سے ہوئی۔

تصانیف مبارکہ

آپ کی متعدد تصنیفات منیفہ ہیں

تفسیر یعقوب چرخی۔ اس میں تعوذ، تسمیہ اور سورہ فاتحہ کے علاوہ آخری دونوں پاروں

marfat.com

کی تفسیر ہے جو فارسی زبان میں ہے۔

(۲) رسالہ انسیہ (۳) شرح رباعی حضرت ابوسعید ابوالخیر (۴) رسالہ ابدالیہ (۵) رسالہ شرح اسماء حسنیٰ (۶) رسالہ حورائیہ (۷) رسالہ طریقہ ختم احزاب (۸) رسالہ نائیہ (۹) رسالہ دربارۂ اصحاب وعلامات قیامت (۱۰) ترجمہ قرآن بزبان تاجک (۱۱) رسالہ جمالیہ (۱۲) روائح۔

ذوق شعری

آپ گاہے گاہے شعر بھی کہہ لیا کرتے تھے۔ درج ذیل رباعی آپ کی منظوم فرمودہ ہے

تا در طلب گوہر کانی کانی   تا زندہ بوئے وصل جانی جانی
فی الجملہ حدیثِ مطلق از من بشنو   ہر چیز کہ در جستن آنی آنی

ملفوظات شریفہ

رزق حلال سالک کے لئے بنیاد ہے سالک جب حرام میں مبتلا ہوجاتا ہے تو رجعتِ قہقہری کرتا ہےاور راہ راست سے منحرف ہوجاتا ہے۔

آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

چو غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

وفات حسرت آیات

آپ نے ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ بمقام ہلفتو مضافاتِ حصار علاقہ ماوراء النہر (تاجکستان) میں جان، جان آفرین کے سپرد کی۔ انالِلّٰہ و انا الیہ راجعون

marfat.com

مزار اقدس ــــ قدوۃ الاخیار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ

marfat.com

غوث اعظم نقشبنداں، قدوۃ الابرار

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی عبیداللہ بن محمود شاشی (تاشقند کا پرانا نام شاش تھا) لقب ناصرالدین اور خواجہ، احرار ہے احرار ''حر'' کی جمع ہے اصطلاح طریقت میں حر اس بندۂ مومن کو کہا جاتا ہے جو حق تعالیٰ کی عبودیت میں درجہ کمال پر فائز اور اغیار کی غلامی سے آزاد ہو۔ آپ تاشقند کے نواح میں واقع گاؤں باغستان میں ماہ رمضان المبارک ۸۰۶ھ میں متولد ہوئے۔ بچپن سے ہی رشد وسعادت کے آثار اور ولایت کے انوار آپ کی پیشانی مبارک سے ہویدا تھے ولادت کے بعد جب تک والدہ ماجدہ نے غسل طہور نہیں کرلیا چالیس روز تک آپ نے دودھ نوش نہیں فرمایا آپ کے جدامجد خواجہ شہاب الدین قدس سرہٗ قطب وقت تھے جب ان کا وقت آخریں آیا تو اپنے پوتوں کو الوداع کہنے کے لئے بلایا حضرت خواجہ احرار اس وقت بہت کم سن تھے جب جدامجد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے آپ کو گود میں لے کر ارشاد

marfat.com

فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں مجھے بشارت نبوی علی صاحبہا الصلوات ہے کہ یہ عالم گیر ہوگا اور اس سے شریعت وطریقت کو رونق ملے گی۔

علماء عصر کا اعتراف

شغل باطنی کا غلبہ علم ظاہری کی تحصیل سے مانع رہا خواجہ فضل اللہ ابوالیث رحمۃ اللہ علیہ (جو سمرقند کے اکابر علماء میں سے تھے) فرماتے تھے کہ ہم خواجہ احرار کے باطن کے کمال کو نہیں جانتے مگر اتنا جانتے تھے کہ انہوں نے بحسب ظاہر رسمی علوم سے بہت کم پڑھا مگر ایسا دن کم ہی گا کہ وہ تفسیر بیضاوی میں سے ہمارے سامنے کوئی شبہ پیش کریں اور ہم سب اس کے حل سے عاجز نہ آئے ہوں۔

علوم تبت

آپ کی سمرقند میں تشریف آوری سے ایک روز قبل حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ کے خلیفہ حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کے بعد نعرہ مارا۔ جب نعرے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا مشرق کی طرف سے ایک شخص نمودار ہوا جس کا نام خواجہ عبیداللہ احرار ہے اس نے تمام روئے زمین کو (اپنی روحانیت و تصرف میں) لے لیا وہ عجیب بزرگ ہے۔قیام سمرقند کے دوران ایک روز آپ حضرت مولانا کے ہاں سے نکلے تو کسی بزرگ نے دریافت کیا کہ یہ جوان رعنا کون ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ یہ خواجہ عبیداللہ احرار ہیں عنقریب دنیا کے سلاطین کو ان سے واسطہ پڑے گا چنانچہ بادشاہ وقت سلطان ابوسعید آپ کا مرید تھا آپ کے نامور خلیفہ سلطان العشاق مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے

marfat.com

چو فقر اندر قبائے شاہی آمد
بہ تدبیر عبید اللہی آمد

عام طور پر اہل اللہ ارباب اقتدار سے الگ تھلگ رہے مگر طریقہ نقشبندیہ میں اکثر مشائخ کرام نے ارباب اقتدار سے روابط پیدا کر کے سیاسی و معاشرتی اصلاحات میں اہم کردار ادا کیا حضرت خواجہ احرار قدس سرہ اس طرز فکر کے سب سے نمایاں ترجمان تھے۔

ترویج شریعت

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے واقعہ میں دیکھا کہ آپ کی مدد سے شریعت کو تقویت پہنچے گی آپ کے قلب انور میں القاء ہوا کہ یہ بات سلاطین کی مدد کے بغیر حاصل نہ ہوگی حضرت امام ربانی قدس سرہ رقم طراز ہیں

حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ می فرمودند کہ اگر من شیخی کنم ہیچ شیخے درعالم مرید نیابدامامرا کاردیگر فرمودہ اند وآن ترویج شریعت وتائیدِ ملت است لاجرم بصحبت سلاطین می رفتندوبتصرفِ خودایشان رامنقاد می ساختند وبتوسل ایشاں ترویج شریعت میفرمودند[1]

ترجمہ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں شیخی کروں تو عالم میں کسی شیخ کو کوئی مرید نہ ملے لیکن مجھے کار دیگر کا حکم فرمایا گیا ہے اور وہ ترویج شریعت اور تائید ملت ہے اس واسطے سلاطین کی صحبت میں تشریف لے جاتے اپنے تصرف سے انہیں مطیع کرتے اور ان کے توسل سے ترویج شریعت فرمایا کرتے تھے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۶۵

marfat.com

⊙ آپ نے ایک مرتبہ بہت سے لوگوں کے نام کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھے سلطان ابوسعید کا نام جس ٹکڑے پر لکھا تھا اس کو اپنی دستار میں رکھ لیا احباب نے پوچھا یہ کس شخص کا نام ہے فرمایا یہ اس شخص کا نام ہے جس کے ہم، آپ، اہل تاشقند، سمرقند اور خراسان رعایا ہونگے اس زمانہ میں وہاں سلطان ابوسعید کا نام ونشان بھی نہ تھا مگر چند روز کے بعد ہی سلطان ابوسعید مرزا کی شہرت ترکستان کی طرف سے بلند ہوگئی۔

⊙ جب سلطان ابوسعید مرزا نے سمرقند فتح کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر دعا کا طالب ہوا آپ نے دریافت فرمایا کس ارادہ سے فتح کرنا چاہتے ہو اگر تقویت شریعت، ترویجِ دین اور رعایا کے انتظام کی غرض سے ہے تو جاؤ فتح تمہاری ہے اس نے عرض کی روشن شریعت کی تقویت اور انتظام رعایا میں، میں دل وجان سے کوشش کروں گا آپ نے فرمایا اب تم پناہِ شریعت میں ہو مراد حاصل ہو جائے گی۔

شاہانہ انداز

آپ کا پیشہ زراعت اور کاشت کاری تھا دنیوی مال واسباب اور ظاہری امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ بہت تھا چنانچہ گھوڑے باندھنے کی میخیں سونے چاندی کی ہوا کرتی تھیں لیکن آپ کے قلب مبارک میں ان کا بال برابر بھی تعلق ومحبت نہ تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ میخیں مٹی میں گاڑی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دل میں۔

سلطان العشاق مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم عصر نامور شاعر تھے پہلی مرتبہ آپ کی سواری کے جلو میں خدام کی کثرت اور ظاہری شان وشوکت کا انداز دیکھ کر شعری حس بیدار ہوئی اور یوں گویا ہوئے

نہ مرد ست آں کہ دنیا دوست دارد

marfat.com

جب آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا مولانا تم نے صرف ایک مصرع کہا شعر مکمل نہیں کیا دوسرا مصرع بھی کہو۔ مولانا جامی آپ کی اس مومنانہ فراست اور باطنی بصیرت سے شرمندہ ہوکر خاموش رہے چنانچہ آپ نے خود ہی دوسرا مصرع موزوں فرما کر شعر کو مکمل کر دیا

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

تصرفات

ایک روز دوران سفر آپ کے حالات متلون اور سکر کا غلبہ تھا اسی حالت میں آفتاب غروب کے قریب ہوگیا اور کسی ہمراہی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ آپ سے نماز عصر ادا کرنے کے لئے عرض کرے غروب آفتاب کے بعد آپ کا سکر کم ہوا صحو میں آئے دیکھا کہ آفتاب غروب ہوگیا اور نماز عصر قضا ہوگئی ہے اسی وقت آفتاب سے مخاطب ہوکر فرمایا اے آفتاب! ہمارے لئے پھر نکل آ چنانچہ آفتاب اسی وقت نکل آیا آپ نے نماز عصر ادا فرمائی نماز سے فراغت کے بعد سورج پھر غروب ہوگیا اور عالم میں تاریکی چھا گئی۔ [1]

✿ مولانا شیخ ابوسعید مجلد بیان کرتے ہیں کہ عالم جوانی میں ایک خوبصورت عورت کے ساتھ اتفاقاً میری ملاقات ہوگئی اور وہ میرے مکان میں آ گئی میں نے چاہا کہ خلوت میں اس سے بات چیت کروں دریں اثناء میں نے آپ کی آواز سنی کہ فرماتے ہیں

"ابوسعید! چہ کار می کنی"

یہ سن کر میری حالت بدل گئی اور میرے دل پر ہیبت اور میرے اعضاء پر رعشہ طاری ہوگیا میں نے فوراً اس عورت کو مکان سے نکال دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ تشریف

[1] حضرات القدس (مترجم) اول ص: ۲۴۴ ناشر مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ

marfat.com

لائے جب آپ کی نظر کیمیا اثر مجھ پر پڑی تو فرمانے لگے اگر حق تعالیٰ کی توفیق تیری یاوری نہ کرتی تو شیطان تجھے برباد کردیتا۔

ملفوظاتِ شریفہ

حقانیتِ عقائدِ اہل سنت

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمام احوال ومواجید ہمیں دے دیئے جائیں اور ہماری حقیقت کو عقائد اہلسنت وجماعت سے مزین نہ کیا جائے تو بجز خرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے اور اگر تمام خرابیوں کو ہم پر جمع کردیں اور

حقیقت ما را بعقائد اہل سنت وجماعت بنوازند ہیچ باکے نداریم

ہماری حقیقت کو عقائد اہلسنت وجماعت کے ساتھ نواز دیں تو ہمیں کوئی خوف نہیں۔

پیر کون ہے؟

پیر وہ شخص ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند وناپسند کا خیال رکھتا ہو یعنی جس کام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اس پر عمل پیرا ہو اور جس کام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے اس سے مکمل اجتناب کرے اور وہ خود اور اس کی تمام خواہشات اس سے گم (محو) ہوگئی ہوں اور وہ ایسا آئینہ ہوگیا ہو جس میں سوائے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق واوصاف کے کچھ نظر نہ آئے اس مقام میں وہ صفات نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات سے متصف ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ کے تصرف کا مظہر بن جاتا ہے اور تصرف الٰہی سے اصحاب استعداد کے باطن میں

marfat.com

تصرف کرتا ہے۔

از بسکہ در کنار ہمی گیرد آں نگار
بگرفت بوئے یار و رہا کرد بوئے طین

❁ ہماری زبان دل کا آئینہ ہے، دل روح کا آئینہ ہے اور روح حقیقت انسانی کا آئینہ ہے حقیقتِ انسانی اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہے حقائق غیبیہ، غیب ذات سے دور دراز فاصلے طے کر کے زبان پر آتے ہیں اور یہاں صورتِ لفظی قبول کر کے مستعدان حقائق کے کانوں میں پہنچتے ہیں۔

استقامت کی فضیلت

حدیث شریف شَیَّبَتْنِیْ سُوْرَۃُ ھُوْدٍ (سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا) اسکی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں استقامت کا حکم آیا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ ہے اور استقامت نہایت دشوار ہے کیونکہ استقامت کے معنی ہیں حد وسط میں کہ تمام افعال واقوال اور اخلاق واحوال میں اس طرح قائم رہنا کہ تمام افعال میں ضرورت سے تجاوز صادر نہ ہو اور افراط وتفریط سے محفوظ رہے اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ضروری کام تو استقامت ہے کرامت وخوارق عادات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں۔

ما برائے استقامت آمدیم
نے برائے کرامت آمدیم

عزیمت

ہر زمانہ میں رجال غیب صالحین میں سے اس شخص کی صحبت میں رہتے ہیں جو عزیمت پر عمل کرتا ہے یہ گروہ رخصت سے بھاگتا ہے رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام

marfat.com

ہے ہمارے خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کا طریقہ عزیمت ہے

۞ جب آپ عزیمت واحتیاط کے طریق سے کوئی کام کرتے تو فرماتے کہ لقمہ و طعام میں احتیاط کرنا ضروریات میں سے ہے چاہئے کہ کھانا پکانے والا باوضو ہو کہ وہ شعور وآگاہی سے لکڑی چولہے میں رکھے اور آگ جلائے جس پکانے میں غصہ یا پریشان باتیں ظہور میں آئیں اس کھانے کو حضرت خواجہ نقشبند اویسی قدس سرہ نہ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کھانے میں ظلمت ہے ہمیں اس کا کھانا جائز نہیں۔

عبادت اور عبودیت

عبادت سے مراد یہ ہے کہ اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے پرہیز کریں، جبکہ عبودیت سے مراد اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ توجہ واقبال ہے۔

۞ شریعت، طریقت اور حقیقت تین چیزیں ہیں، احکام ظاہری کا بجالانا شریعت ہے جمعیت باطن میں تعمل وتکلف طریقت ہے اور اس جمعیت میں رسوخ حقیقت ہے

علم کی اقسام

علم دو ہیں علم وراثت اور علم لدنی علم وراثت وہ ہے جس سے پہلے کوئی عمل ہو جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے لِمَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَالَمْ يَعْلَمْ جو شخص اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایسے علم کا وارث بنا دیتا ہے جس کا اسے علم نہیں ہوتا۔

علم لدنی وہ علم ہے جس سے پہلے کوئی عمل نہ ہو بلکہ بغیر کسی سابق عمل کے اللہ تعالیٰ محض عنایت بے علت سے اپنی جناب قدس سے بندۂ مومن کو کسی خاص علم کے ساتھ مشرف فرمادے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا

marfat.com

اقسام اجر

آپ نے فرمایا علم کی مانند اجر بھی دو قسم کا ہے اجر ممنون اور اجر غیر ممنون اجر ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے نتیجہ میں نہ ہو بلکہ محض موہبت وعطا ہو اور اجر غیر ممنون وہ ہے جو کسی کے مقابلہ میں ہو

۞ منجملہ آدابِ طریقت سے یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے کیونکہ دوامِ وضو سے فراخی رزق ہوتی ہے۔

۞ سونے سے قبل اپنے اوقات کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ کیسے گذرے ہیں اگر غیر طاعت میں گذرے ہوں تو توبہ واستغفار کرے۔

۞ ترکِ ادب کے بعد بھی سالک کے حال کا باقی رہنا خداتعالیٰ کی خفیہ تدبیر ہے

۞ خواجگانِ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم ہر مکار اور رقاص سے نسبت نہیں رکھتے یہ کارخانہ بلند ہے خواجگان ایں سلسلہ علیہ بہر زراقے ورقاصے نسبت نہ دارد کارخانہ این بلند است [1]

۞ غیر حق سبحانہٗ سے دل کا آزاد کرنا توحید ہے اور غیر حق سبحانہٗ کے علم وشعور سے دل کا چھٹکارا وحدت ہے۔

وفات حسرت آیات

آپ کا وصال شب شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو ہوا۔ مرقد انور سمرقند میں مرجع خلائق ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۰۳

marfat.com

مخزن اسرارِ سرمدی

حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی قدس سرہ العزیز

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی محمد زاہد ہے حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے اقرباء میں سے تھے بلکہ ایک روایت کے مطابق آپ نواسے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ شوال المکرم ۸۵۲ھ وخش مضافات حصار علاقہ بخارا میں ہوئی۔

باطنی انتساب

ابتداء میں خواجہ چرخی قدس سرہٗ کے کسی خلیفہ سے ذکر کی تعلیم اور روحانی تربیت حاصل کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔ جب خواجہ احرار قدس سرہٗ کا شہرۂ ارشاد سنا تو ان کی ملاقات کا شوق دامن گیر ہوا چنانچہ حصار سے سمرقند تشریف لے گئے اور محلہ وانسرا میں اتر کر صاف ستھرا لباس زیب تن فرما کر خواجہ احرار قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہونے کی تیاری کرنے لگے۔ وہاں سے خواجہ احرار قدس سرہٗ کی رہائش گاہ تین کوس (چھ میل) تھی۔ ادھر خواجہ احرار قدس سرہٗ کو بذریعہ کشف آپ کی آمد کی خبر ہوگئی نیز ان پر آپ کے باطنی کمالات ومقامات بھی

marfat.com

منکشف ہو گئے فلہذا خواجہ احرار قدس سرہ' دوپہر کے وقت سخت گرمی میں اونٹ پر سوار ہوکر مریدین کے ہمراہ آپ کے استقبال کے لئے نکلے لیکن کسی کو معلوم نہ تھا کہ کہاں کا عزم ہے اونٹ از خود آپ کے قیام گاہ پر پہنچ کر رک گیا اور خواجہ احرار قدس سرہ' اونٹ سے اترے۔ جب آپ کو خواجہ احرار قدس سرہ' کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو بے اختیار ان کے استقبال کے لئے دوڑے اور قدم بوسی سے مشرف ہوئے پھر خلوت میں اپنے واردات و مقامات و معاملات خواجہ احرار قدس سرہ' کی خدمت اقدس میں عرض کئے اور بیعت کی استدعا کی۔ خواجہ احرار قدس سرہ' نے اسی مجلس میں آپ کو توجہات قدسیہ اور تصرفات باطنیہ سے سلوکِ نقشبندیہ کی تکمیل کروا کر خلافت و اجازت سے نوازا اور وہیں سے رخصت کر دیا۔ خواجہ احرار قدس سرہ' کے بعض احباب کو آپ پر بہت رشک ہوا اور آتش غیرت سے جلنے لگے۔ لیکن خواجہ احرار قدس سرہ' نے فرمایا کہ مولانا زاہد چراغ، بتی اور تیل تیار کر کے آئے تھے ہم نے اسے روشن کر کے انکو رخصت کر دیا ہے اس واقعہ سے خواجہ احرار قدس سرہ' کے عظیم تصرف اور آپ کے باطنی استعداد و کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔

غیرتِ خواجہ

جب آپ کو سلطان محمود مرزا کا اپنے بھائی سلطان احمد مرزا سے بغرض جنگ محاصرہ سمرقند کا ارادہ معلوم ہوا تو آپ نے سلطان محمود کو تحریر فرمایا

شہر سمرقند کو اکابر اولیا۔ اللہ نے بلدہ محفوظہ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔۔۔۔ وہاں بہت سے بزرگان دین اور فقرا۔ و مساکین ہیں دل دردمند کی آہ سے آپ بخوبی واقف ہو۔ شریعت مطہرہ میں بھی اس قسم کے جدال و قتال اور ظلم و ستم سے ممانعت وارد ہے۔ ہم نے محض للّٰہیت کی بنا پر خیر خواہی سے عرض کی ہے

بہ پیش چشم چو خاکسترم میا گستاخ
کہ ہست در تک او آتشے و دریائے

marfat.com

مزید برآں آپ نے اس کے امیر بیگ کو بھی کہلا بھیجا کہ جنگ اور مخالفت کے طریقہ سے باز آؤ کیا تم نہیں جانتے کہ ہزاروں آدمی خواجہ عبدالحق قدس سرہ کے ایک خادم سے مقابلہ نہیں کر سکتے اور اگر کریں گے تو مغلوب ہو جائیں گے۔ خواجگان نقشبندیہ بڑا صاحب تصرف ہے اللہ تعالیٰ ان کے دلی ارادہ کے مطابق کر دیتا ہے اور یہ خواجہ کسی اور کا مطیع نہیں ہے۔

مگر سلطان محمود مرزا باز نہ آیا اس نے اپنے اتحادی چغتائی فوج کے ہمراہ سمرقند کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ ادھر بیچارہ سلطان احمد مرزا مقابلہ کی تاب نہ لا کر حالت اضطرار میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور بھاگ جانے کی اجازت چاہی آپ اس وقت شہر کے مدرسہ میں تشریف فرما تھے۔ سلطان احمد کو فرمایا

تم یہیں ٹھہرو اور اپنے دل کو مضبوط کرو میں تمہارا کفیل اور ذمہ دار ہوں۔ جب آپ کو سلطان محمود کے حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو آپ پر غیرت طاری ہوئی اور اس کی ہزیمت کے لئے متوجہ ہوئے۔ اثنا مشغولی میں کسی خادم خاص پر ظاہر ہوا کہ آپ کی تیغ باطن نے سلطان محمود کو مقہور و مغلوب کر کے اسے شکست دی ہے۔ المختصر دوران جنگ آندھی، زمین تڑخنے اور اس آواز کی دہشت سے گھوڑے جنگل کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور لشکر میں یکبارگی پھوٹ پڑی۔ یوں سلطان محمود کو آپ کی حکم عدولی کی وجہ سے ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

آپ کے زمانہ میں ظہیر الدین بابر نے برصغیر پاک و ہند میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی جبکہ بابر کے دادا سلطان ابوسعید مرزا پر خواجہ احرار قدس سرہ کی عنایت رہیں۔

وصال پر ملال

آپ کا وصال یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ کو وخش میں ہوا۔ مزار پر انوار مرجع خواص و عوام ہے۔

marfat.com

قطب اوحد

حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ العزیز

تعارف ونسب

آپ کا اسم گرامی درویش محمد تھا آپ کی ولادت باسعادت ۸۴۶ ھ کو ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ زاہد قدس سرہٗ کے حقیقی ہمشیر زادے (بھانجے) ...... اور انہی کے خلیفہ اعظم اور جانشین تھے۔ آپ اپنے زمانے میں یکتائے روزگار تھے۔ علوم تفسیر و حدیث وفقہ وغیرہا کے فاضل اجل اور استاذ تھے طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ کرام نے علوم ظاہری کی درس وتدریس کے مشغلہ کو باطن کی پوشیدگی کے لئے بہترین پردہ قرار دیا ہے اسی لئے آپ بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے تاکہ آپ کے حال وکمال لوگوں سے مخفی رہیں۔

سببِ شہرت

ایک روز اتفاقاً کسی ترک درویش کا آپ کے شہر سے گذر ہوا، انہوں نے فرمایا

ایں جا بوے مردے می آید

marfat.com

کہ یہاں سے ایک مرد خدا کی بو آتی ہے اور اشارہ آپ کی طرف کیا۔

آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ امکناں قدس سرہٗ سے مروی ہے کہ میرے والد بزرگوار کی شہرت کا سبب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ ایک کامل بزرگ شیخ نورالدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کے گاؤں سے گذر ہوا جب آپ نے شیخ کے قیام کی خبر سنی تو کچھ ہدیہ لے کر شیخ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ شیخ اس وقت سادہ لباس (ٹوپی اور قمیص) پہنے بے تکلف بیٹھے تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی اٹھے معانقہ کیا اور بڑی دیر تک بغلگیر رہے بعد ازاں آپ کو نہایت احترام سے بٹھایا اور اپنی دستار وجبہ پہن کر نہایت ادب کے ساتھ دوزانو مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ مراقبہ سے فراغت کے بعد آپ نے اجازت چاہی تو شیخ نے چند قدم ساتھ چل کر احترام سے رخصت کیا اس کے بعد شیخ نے حاضرین سے پوچھا کہ طالبان طریقت کی ان بزرگ کے پاس بڑی آمد و رفت ہوتی ہوگی؟ لوگوں نے کہا کہ یہ تو کوئی شیخ نہیں ہیں بلکہ ایک ملا ہیں اور بچوں کو قرآن حکیم کی تعلیم دیتے ہیں یہ سن کر شیخ موصوف نے فرمایا سبحان اللہ! یہاں کے لوگ عجیب نابینا اور مردہ دل ہیں کہ ایسے درویش کامل و مکمل سے فائدہ و فیض حاصل نہیں کرتے۔

اس واقعہ کی شہرت کے بعد ہر طرف سے طالبان طریقت آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور کمالات کی تحصیل کرنے لگے مگر آپ ہمیشہ اپنی گوشہ نشینی اور پوشیدگی کی لذت کو یاد کیا کرتے تھے۔

سلبِ نسبت

مقتدائے زمانہ حضرت شیخ حسین خوارزمی کبروی قدس سرہٗ با کمال اور صاحب تصرف بزرگ تھے جو درویش ان سے ملاقات کرتا اس کی نسبت سلب کر لیتے۔ ایک دفعہ شیخ کا گذر آپ کے شہر سے ہوا تو وہاں کے مشائخ ان کی ملاقات کو گئے آپ نے

marfat.com

فرمایا ہمیں بھی شیخ کی ملاقات کے لئے چلنا چاہیے۔ شیخ نے آپ کے ساتھ بھی وہی عمل کرنا چاہا لیکن آپ نے شیخ موصوف کی نسبت اپنے باطن میں اندر ہی اندر سلب کر لی۔ شیخ اپنے آپ کو خالی پا کر سخت پریشان وحیران اور بے ہمت وبے چین ہو گئے جب آپ شیخ کی ملاقات کے لئے سوار ہوئے تو شیخ نے اپنی نسبت کی بو پائی جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے قمیص سے حضرت یوسف علیہ السلام کی بو پائی تھی۔ جوں جوں شیخ آپ کے قریب ہوتے جاتے تھے۔ اسی قدر اپنی نسبت کو زیادہ محسوس کرتے تھے۔ اثنائے راہ جب باہم ملاقات ہوئی تو وہ خوشبو بھی ختم ہوگئی اسی وقت شیخ کو معلوم ہوا کہ میری نسبت کو آپ نے اپنے تصرف سے سلب کرلیا ہے فلہذا شیخ نہایت عاجزی و انکساری سے عرض گذار ہوئے کہ مجھے علم نہیں تھا کہ یہ اقلیم آپ کے زیر حکومت ہے میں ابھی یہاں سے چلا جاتا ہوں آپ کو شیخ کی عاجزی وگریہ زاری پر رحم آگیا اور شیخ موصوف کی سلب شدہ نسبت واپس کردی۔ چنانچہ شیخ نے اسی وقت اپنے آپ کو نسبت سے معمور پایا اسے غنیمت سمجھ کر فی الفور اپنے وطن واپس چلے گئے اور اپنی قیام گاہ پر بھی نہ گئے۔

وصال باکمال

آپ کا وصال باکمال ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ بروز پنج شنبہ موضع اسفرار متصل شہر سبز علاقہ [illegible] انہی میں ہوا وہیں مزار فائض الانوار ہے۔

marfat.com

خواجہ امکناں، قدوہ سالکاں

حضرت مولانا خواجہ محمد املنگی قدس سرہٗ العزیز

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی محمد ہے۔ حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ کی نسبت سے خواجگی کہلاتے تھے۔ آپ کی ولادت موضع امکنہ نزد بخارا میں ہوئی۔ اس موضع کی طرف منسوب کر کے آپ کو املنگی کہا جاتا ہے۔ آپ قطب اوحد حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ کے صاحبزادے ہیں۔

باطنی انتساب

آپ کی تربیت ظاہری وباطنی اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ سے تھی اور ان ہی سے آپ کو خلافت عطا ہوئی۔

آپ تیس برس تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ اگرچہ معمر ہو گئے تھے۔ مگر آنے جانے والوں کی خدمت خود کیا کرتے تھے۔ مہمانوں کے لئے کھانا خود لاتے بلکہ بسا اوقات مہمانوں کے خادموں اور سواریوں کی بھی خود خبر گیری کیا کرتے تھے۔

marfat.com

اوصافِ حمیدہ

آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے اصل طریقہ کے پابند تھے اور ذکر جہر وغیرہ محدثات طریقہ سے پرہیز کرتے تھے۔ عابد و زاہد اور صاحب کرامات و خوارق تھے۔ اپنے حالات کے اخفاء میں بہت کوشش فرماتے۔ اپنے وقت میں طالبان طریقت کے مرجع تھے۔ تصرف باطنی کا یہ عالم تھا کہ علماء و فضلاء اور امراء وفقراء استفاضہ کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے بلکہ ملوک و سلاطین آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے۔

ملفوظات قدسیہ

آپ عزیمت پر کاربند تھے اور رخصت پر عمل کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ آپ کو انتہاء درجہ کی تمکین حاصل تھی اور اسی لیے آپ کی مجلس میں رقص و سماع اور شور وشغب کی گنجائش نہ تھی۔ ایک مرتبہ بعض مخلصین نے درخواست کی کہ کیا حرج ہے اگر آپ کی مبارک مجلس میں مثنوی مولانا روم پڑھی جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا

مشکوٰۃ شریف کی چند احادیث پڑھی جایا کریں بلاشبہ حدیث شریف کا پڑھا جانا بزرگوں کے کلام پڑھے جانے سے بہتر ہے۔

- امر مباح کی نیت سے بھی درویشوں کے پاس نہیں آنا چاہئے کیونکہ بسا اوقات وہ ایسے کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور آنے والے بد اعتقاد ہو کر ان کی برکات صحبت سے محروم رہ جاتے ہیں۔
- فقراء کے ہاں کرامتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان کے پاس خالصتاً اللہ کی رضا کیلئے جانا چاہئے۔

marfat.com

وصال

آپ نے اپنی وفات سے چندروز پہلے اپنے خلیفہ خاص خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کوایک خط میں درج ذیل دوشعر تحریر فرمائے۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم
ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا
دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

اس خط کے پہنچتے ہی آپ کے وصال کی خبر بھی خواجہ ممدوح کو پہنچی۔آپ ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ بعمر ۹۰ سال دارفنا سے داربقا کی طرف سدھارے۔ آپ کا مزار پرانوار قصبہ امکنہ میں مرجع خلائق ہے۔

marfat.com

مرقد انور ...... عارف باللہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی قدس سرہ

marfat.com

خواجہ بیرنگ، عارف باللہ

حضرت خواجہ باقی باللہ احراری قدس سرہٗ العزیز

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی رضی الدین محمد باقی المعروف بہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ‘ ہے
پ ۹۷۱ھ میں کابل میں متولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت قاضی
عبدالسلام خلجی قریشی رحمۃ اللہ علیہ تھا جو اپنے زمانے کے معروف عالم باعمل، صاحب
جد و حال و فضل و کمال بزرگ تھے۔ آپ کے نانا جان کا سلسلہ نسب حضرت شیخ عمر
غستانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے جو قطب الارشاد حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ‘
کے نانا تھے۔ آپ پر بچپن سے ہی تجرید و تفرید، خلوت گزینی اور عزلت نشینی کے آثار
غالب تھے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

marfat.com

تحصیل علوم شرعیہ

آپ نے آٹھ برس میں حفظ قرآن کے بعد کابل کے مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد صادق حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم متداولہ کا اکتساب کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں علم وعمل کے آفتاب بن کر چمکنے لگے۔ جب فقر و درویشی کا شوق دامنگیر ہوا تو ماوراء النہر، بلخ، بدخشاں اور ہندوستان کے علاوہ مختلف دیار وامصار کا سفر اختیار فرمایا اور مختلف اکابر اولیاء کی صحبت وخدمت میں رہ کر بے شمار روحانی فیوض وبرکات حاصل کئے۔

اویسیت

آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ اور خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ کی روحانیت سے بلاواسطہ بطریق اویسیت فیضیاب تھے۔ چنانچہ آپ نے اس کا اظہار یوں فرمایا ہے۔

شنیدم کاشف راز نہانی
ابو القاسم چراغ کرگانی
کہ بودے ورد جاں نام اویسش
کہ باشد شربے از جام اویسش

باطنی انتساب

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ نے واقعہ میں آپ کو حضرت خواجہ محمد امکنگی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا ادھر خواجہ امکنان نے واقعہ میں فرمایا اے فرزند ہماری آنکھیں تمہارے انتظار میں لگی ہوئی ہیں چنانچہ جب آپ خواجہ امکناں کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، وہ انتہائی شفقت سے ملے اور تین روز تک خواجہ باقی باللہ کو اپنی

marfat.com

صحبتِ خاص میں رکھا منزل مقصود تک پہنچا کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

ہندوستان میں آمد

آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہ' نے اشارۂ غیبی پا کر آپ کو ہندوستان کی طرف ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ وہاں ایک عزیز الوجود ہستی (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' کی طرف اشارہ تھا) آپ کے حلقہ بیعت میں شامل ہوگی جس کے ذریعے تمام عالم منور ہو جائے گا۔ چنانچہ ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ دینے والے پہلے بزرگ آپ ہی ہیں جن کی توجہات قدسیہ اور تجدیدی کارناموں نے ہندوستان کی قسمت بدل کر رکھ دی۔ آپ کے حلقہ بیعت وصحبت سے ہزاروں صلحاء وصوفیاء پیدا ہوئے۔

آپ نے ہندوستان کے مرکزی شہر دہلی میں دریائے جمنا کے کنارے قلعہ فیروز آباد میں مستقل قیام اختیار فرمایا۔ آپ کی تشریف آوری سے پانچ چھ سال کے اندر اندر روحانی حلقوں میں انقلاب برپا ہوگیا۔ عامۃ المسلمین اور علماء ومشائخ کے علاوہ اعیان مملکت اور ارکان سلطنت بھی آپ کے حلقۂ بیعت میں شامل ہوئے۔

شیخ فرید بخاری، عبدالرحیم خان خاناں، مرزا قلیج خان اور صدر جہاں وغیرہم بھی آپ کے نیازمندوں میں شامل ہوئے۔

توجہ اتحادی

ایک روز چند لوگ آپ کے ہاں مہمان ہوئے ماحضر موجود نہ تھا اس لئے آپ کو ان کی ضیافت کی تشویش ہوئی اتفاقاً ہمسایہ نانبائی خواجہ حسن رحمۃ اللہ علیہ اس تشویش پر مطلع ہوگئے اور مرغن نان اور نہاری آپ کی خدمت میں پیش کردی آپ اس کے اس

marfat.com

سلوک سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا بخواہ چہ میخواہی جو جی چاہے مانگ لو اس نے عرض کیا مجھے اپنی مثل بنا دیں آپ نے فرمایا تحمل ایں حالت نمی تواں کرد چیزے دیگر بخواہ تم اس حالت کے متحمل نہیں ہو سکتے کوئی اور چیز مانگ لو وہ اس سوال پر مصر رہا مگر آپ اعراض فرماتے تھے حتی کہ اس نے بہت لجاجت کی ناچار آپ اسے حجرہ میں لے گئے اور اس پر توجہ اتحادی ڈالی جب حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آپ اور اس نانبائی کی شکل وصورت میں کوئی فرق نہ رہا لوگوں کے لئے امتیاز کرنا مشکل ہو گیا البتہ اتنا فرق تھا کہ آپ باہوش تھے اور نانبائی بے خود اور مدہوش تھا آخر تین روز کے بعد اسی حالت سکر و مدہوشی میں واصل بحق ہو گیا۔[1]

وصال

آپ کی نظر کیمیا، توجہ اکسیر اور دعا مستجاب تھی اس لئے آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ اپنے عظیم روحانی مشن کی تکمیل کے بعد بالآخر تمام روحانی نظام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سپرد فرما کر ۲۵ جمادی الثانی بروز شنبہ ۱۰۱۲ھ بعد نماز عصر، ذکر اسم ذات کرتے ہوئے عالم قدس میں جا پہنچے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن آپ کا مزار مبارک دہلی میں فیروز شاہ کے قبرستان میں صحن مسجد کے متصل واقع ہے۔

---

[1] تفسیر عزیزی سورہ اقراء

marfat.com

مزارِ اقدس ...... حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ

maktab.com

مرقد انور .... حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ

marfat.com

باب چہارم

غوث صمدانی، قیوم زمانی، امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ

نام ونسب

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ جمعہ کی شب سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالبرکات، لقب بدرالدین اور نام احمد رکھا گیا جو بعد میں قیومِ اول' امام ربانی' مجدد الف ثانی کے خطابات سے مشہور ہوئے۔ آپ کا سلسلہ ءنسب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کی پانچویں پشت میں حضرت امام رفیع الدین بانی سرہند شریف کا نام آتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد اور دادا حضرت شیخ زین العابدین ہیں۔

خطہ سرہند شریف کا پس منظر

سلطان فیروز شاہ تغلق کے دورِ حکومت میں شاہی خزانہ پنجاب سے دہلی جارہا تھا۔ قافلے کا گذر اس جنگل میں سے ہوا جہاں آج کل سرہند شریف واقع ہے تو ایک صاحب کشف مردِ کامل حضرت خواجہ حمید الدین قدس سرہٗ (جو قافلے میں شامل تھے)

marfat.com

نے انکشاف کیا کہ ایک بہت بڑے ولی اللہ اس مقام پر پیدا ہوں گے۔ حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں (جو سلطان فیروز شاہ تغلق کے مرشد تھے) نے بھی اپنے کشف سے یہ معلوم کر کے سلطان کو حکم دیا کہ اس جنگل میں ایک شہر آباد کیا جائے۔

حسن بے پرواہ کو اپنی بے نقابی کے لئے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن؟

چنانچہ اس شہر کی تعمیر کا مقدس فریضہ شیخ مجدد کے مورث اعلیٰ حضرت امام رفیع الدین کے سپرد کیا گیا۔ حضرت شاہ بوعلی قلندر اور حضرت امام رفیع الدین دونوں نے ایک ایک اینٹ اٹھا کر شہر کی بنیاد رکھی۔ سبحان اللہ! شیخ مجدد کا علو مرتبت ملاحظہ ہو کہ امام رفیع الدین اور شاہ شرف الدین بوعلی قلندر رحمہما اللہ جیسے اولیاء کاملین آپ کے کاشانہ اقدس کی تعمیر میں مزدور بنے۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

بعد میں حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر نے امام رفیع الدین کو بشارت دی کہ وہ عظیم ولی کامل آپ کی اولاد سے ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت امام رفیع الدین نے شہر کا نام سیر ہند رکھا جو بعد میں سرہند کے نام سے مشہور ہوا اور آپ نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت امام رفیع الدین کا مزار مبارک سرہند شریف سے باہر قریب ہی اب تک موجود ہے۔ یہ شہر تین سو سال سے زیادہ عرصہ خوب آباد رہا بعد میں سکھوں نے ۱۰۷۷ھ میں تاخت و تاراج کیا اور اب تک ویران پڑا ہے۔

بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ اس شہر کی آبادی کی جگہ ایک وحشت ناک جنگل تھا جہاں درندے رہتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی میں سہرند (سہ بمعنی شیر رند یعنی جنگل) یعنی شیروں کا جنگل تھا۔

سرہند شریف کی عظمت و شرافت میں یہ امر بھی داخل ہے کہ اس کے قرب و جوار

marfat.com

میں انبیاء علیہم الصلوات کی قبریں ہیں۔ سرہند سے چند کوس کے فاصلہ پر براس ایک شہر تھا جہاں پر شیخ مجدد کو انبیاء کرام کے مزارات کا انکشاف ہوا۔ چنانچہ مکتوبات شریف میں ہے

''بخارا اور سمرقند سے بیج لا کر سرزمین ہند (سرہند) میں جس کو بطحاء کی خاک سے سرمایہ حاصل ہے بویا گیا پھر سالہا سال آب وصل سے اس کی تربیت کی گئی''۔

عمر ہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا ز بزم شوق یک دانائے راز آید بروں

حضرت کا خمیر بقیہ طینت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوات (خمیر جسم اقدس) سے تیار کیا گیا جس کا اظہار آپ نے مکتوبات دفتر سوم میں کیا ہے۔ (جیسا کہ بقیہ طینت آدم علیہ السلام سے خرما کی خلقت، حدیث سے ثابت ہے)

شواہد التجدید

مجدد الف ثانی رسالت مآب ﷺ کی نظر میں

ہمارا ایمان ہے کہ از آدم تا ایں دم و بعد از حشر و نشر کے تمام احوال و واقعات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نبوت میں تھے جس کا تفصیلی ذکر کتب احادیث میں موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی خیریت ختم ہو جانے کے متعلق دو مدتوں کی اطلاع دی تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ا میری امت کی عمر (خیریت) پانچ سو برس ہے۔

۲ میری امت کی عمر (خیریت) ہزار برس ہے۔ [1]

بعد میں یہ پیش گوئیاں نکھر کر سامنے آئیں۔

---

[1] الیواقیت والجواہر جلد دوم

marfat.com

چنانچہ پانچویں صدی گذرنے پر فتنہ تاتاریاں ہوا جس نے قبائے خلافت کو تار تار کر دیا۔ مسلمانوں کا لہو پانی کے قطروں سے ارزاں ہو گیا ... ان کے اقبال کا ستارہ غروب ہو گیا ... ان کی آبرو کا سفینہ ڈوب گیا ... لاکھوں علماء و صلحاء کو قتل کیا گیا ان کی لاشیں بے گور و کفن پڑی رہیں اور عباسی تاجدار مستعصم باللہ کی ہڈیاں توڑ دی گئیں شیخ سعدی پکار اٹھے ؎

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمین
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

حکومت تاتار کی استیلاء نے علماء و اولیاء کو ہند کا رخ کرنے پر مجبور کر دیا۔ سلطان التمش نے ان کا استقبال کیا اور ایک کروڑ روپیہ صرف کر کے ان کو آباد کیا۔ بالآخر قدرت ایزدی نے دستگیری فرمائی کہ خلافت عثمانیہ کی بنیاد رکھی گئی اور اسلام کی نئی روح کا آغاز ہوا، اقبال نے کہا ؎

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

یہی فتنہ تاتار تھا جو پانچ صدیاں گذرنے پر ظاہر ہوا تھا اور اسی فتنے کا انکشاف کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''میری امت کی عمر پانچ صدیاں ہے۔''

دوسری حدیث میں امت کی عمر ہزار برس بتائی گئی۔ چھٹی صدی سے گویا امت کی تعمیر نو ہوئی اور اسلام کا دور جدید شروع ہوا۔ علماء و فضلاء اٹھے اور دین کو از سر نو زندہ کیا حتیٰ کہ یہ پانچ صدیوں کا دوسرا دور ختم ہوا اور امت پھر سے انحطاط پذیر ہو گئی۔ غرضیکہ الف اول (پہلے ہزار برس) کا اختتام اور الف ثانی (دوسرے ہزار سال) کا آغاز، ملت اسلامیہ کا دور انحطاط ہے۔ یہی انحطاط تھا جو بعثت نبوی کے ہزار برس بعد وجود پذیر ہوا۔ اسی کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمر

marfat.com

خیریت ہزار برس ہے۔ الف اول کے بعد اسلام پر زوال آنا شروع ہوا اور الف ثانی میں دین کو از سر نو زندہ کرنے کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مبعوث ہوئے۔

۞ ...... سنن ابی داوٗد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں کسی ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔

۞ ...... مکتوبات دفتر دوم میں ہے کہ

ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد ہوتا ہے لیکن ایک الف (ہزار سال) کا مجدد ہوتا ہے اور جو فرق سو اور ہزار کا ہے وہی فرق انکے مجددوں کا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

۞ ...... حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مناقب میں لکھا ہے

لایحبہٗ الامؤمن تقیٌ ولا یبغضہٗ الا منافق شقیٌ

ترجمہ: ان سے وہی شخص محبت رکھے گا جو مومن تقی ہو اور وہی بغض رکھے گا جو منافق شقی ہو۔

۞ ...... طبقات کبریٰ میں ابن سعد نے یہ حدیث نقل کی ہے

یکون فی امتی رجلٌ یقال لہٗ صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہٖ کذا و کذا [1]

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا (طریقت و شریعت کو ملانے والا) اس کی شفاعت سے میری امت کے بیشمار افراد جنت میں داخل ہوں گے۔

---

[1] طبقات کبریٰ ج ۷ ص ۱۳۴

marfat.com

علماء محدثین نے اس حدیث سے شیخ مجدد کی ذات مراد لی ہے۔ نیز خود حضرت شیخ مجدد مکتوبات شریف جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں

الحمد للّٰہ الذی جعلنی صلة بین البحرین و مصلحاً بین الفئتین

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا بنایا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا۔

(دو سمندروں سے مراد شریعت و طریقت ہے اور دو لشکروں سے مراد علماء اور صوفیاء ہیں)

دوسری حدیث

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعث اللہ رجلاعلی رأس احدعشر مائة سنة ھو نور عظیم، اسمه اسمی، بین السلطانین الجابرین و یدخل الجنة بشفاعته رجال الوفاً [1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ گیارہویں صدی کے شروع میں دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام (احمد) ہوگا اور نور عظیم ہوگا اور اس کی شفاعت سے ہزاروں انسان جنت میں داخل ہوں گے۔

آپ کا سلسلہ نسب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ حضور علیہ السلام ہر وقت عواقب امت کی فکر میں محو رہتے تھے۔ غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا تھا جو عظمت اسلام کا موجب ہو سکتا تھا۔ اسی لئے آپ نے دعا کی تھی اللھم اعز الاسلام من اسلام عمر بن خطاب ...... نیز ...... لو کان بعدی نبیا لکان عمر میں

---

[1] روضة القیومیہ رکن اول مطبوعہ لاہور

marfat.com

بھی بالواسطہ شیخ مجدد کی وراثت نبوت اور تجدیدی اصلاحات کی طرف اشارہ ہے۔
واللہ و رسولہ اعلم

حضرت مجدد الف ثانی......اولیاء سابقین کی نظر میں

ا...... حضرت داؤد قیصری جو فصوص کے شارح ہیں، قیصری کے مقدمہ کی فصل ثانی میں لکھتے ہیں کہ

''ہر ایک اسم اور ستارے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیاء اولوالعزم (علیہم السلام) کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ایک شخص مبعوث ہوگا جو وارث انبیاء ہوگا اور مجدد الف ثانی کہلائے گا اور اس کی تجدید کا دور ہزار سالہ ہوگا۔''

۲...... شیخ الجن والانس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ مراقب تھے کہ ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس کی روشنی محیط کائنات ہوگئی۔ اس روشنی سے گذشتہ و آئندہ اولیاء نے استفادہ کیا۔ آپ متحیر و متعجب ہوئے تو الہام ہوا کہ یہ نور اس شخص کا ہے جو آپ سے پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا اور دین کی تجدید کرے گا۔ اس کے فرزند اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

آپ نے اسی وقت اپنا خرقہ اتار کر اپنی مخصوص نسبت ودیعت کر کے بطور امانت اپنے خلیفہ کے سپرد کیا اور وصیت کی کہ نسلاً بعد نسلٍ بہ کمال حفاظت یہ خرقہ شخص معہود تک پہنچا کر میرا اسلام کہنا۔ چنانچہ حسب وصیت حضرت شاہ کمال کیتھلی کے پوتے حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہما نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقہ آپ کو عنایت فرمایا جس کے بعد آپ نسبت قادریہ کے بھی جامع کہلانے لگے۔

۳ شیخ الاسلام حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات میں ہے کہ شیخ نے فرمایا:

marfat.com

میرے بعد چار سو سال کے عرصہ میں سترہ آدمی احمد نام کے پیدا ہوں گے ان میں آخری شخص ہجرت نبوی کے ہزار سال بعد پیدا ہوگا جو اولیاء سے افضل ہوگا۔

۴ ...... مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی میں ہے، آپ نے فرمایا کہ

ہند میں سلسلہ نقشبندیہ سے ایک شخص پیدا ہوگا جو افضل ترین اولیائے امت سے ہوگا۔ افسوس کہ مجھے اس عزیز الوجود ہستی کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک خط بطور عرضداشت تحریر کیا جس میں دعا کی استدعا کی گئی تھی۔ وہ خط اپنے خلیفہ عبدالرحمن بدخشی کے سپرد کیا جو ۱۰۲۲ھ میں آپ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے قبول فرما کر دعا کی۔

۵ ...... حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مشاہدہ کیا کہ ایک نور سرزمین سربند سے ظاہر ہو کر محیط عالم ہو گیا ہے۔ الہام ہوا کہ یہ نور اس شخص کا ہے جو اسی سرزمین میں پیدا ہوگا اور تجدید دین کرے گا۔

علاوہ ازیں منجموں، اختر شناسوں نے بھی آپ کی ولادت کے متعلق پیشگوئیاں کی تھیں۔

علوم شریعت میں آپ کا مقام

حضرت امام ربانی نے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ مزید تعلیم آپ نے مولانا کمال الدین کشمیری، مولانا محمد یعقوب کشمیری، مولانا قاضی بہلول بدخشانی رحمہم اللہ سے حاصل کی۔ ٹھیک سترہ برس کی عمر میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ سے فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد آپ مسند ارشاد و ہدایت پر متمکن ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو الراسخین فی العلم میں سے بنایا تھا۔ اس سلسلے میں سواطع الالہام کے چند اوراق بھی آپ کی قلم کے مرہون منت ہیں۔ جب

marfat.com

فیضی' الفاظ کے ہیر پھیر میں سرگرداں ہوا تو حضرت مجدد نے قلم برداشتہ کئی اوراق لکھ ڈالے۔ نیز ابوالفضل نے تفسیر بے نقط کا ایک ورق تحریر کیا اور تفسیر سے تمام علماء مجبور ہوگئے۔ حضرت سے استفادہ چاہا تو آپ نے قلم برداشتہ تذکیر، تبشیر، قصص، حکم، اسباب نزول کے ساتھ تفسیر بے نقط بشمول معنی تحت اللفظ کا وافر حصہ تحریر فرمادیا۔ آپ کے اس تبحر علمی پر ابوالفضل اور دیگر تمام علماء متحیر ہوگئے۔

آپ کے علم وفضل کی سب سے بڑی شہادت آپ کے مکتوبات شریفہ ہیں جن میں آپ نے وہ علوم ومعارف بیان فرمائے جو آج تک کسی نے بیان نہ فرمائے۔ علماء سادات ترکیہ میں سے ایک مقتدر عالم مولانا عبدالحکیم بن مصطفیٰ نقشبندی مجددی خالدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "بعداز کتاب اللہ وبعد کتب حدیث افضل کتب مکتوبات است"

یعنی قرآن پاک اور احادیث نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوات) کے بعد مکتوبات تمام کتابوں سے افضل ہیں۔

آپ نے متعدد تصنیفات عربی اور فارسی میں تحریر فرمائیں جو درج ذیل ہیں:۔

- مبدأ ومعاد
- معارف لدنیہ
- آداب المریدین
- رسالہ تہلیلیہ
- رسالہ اثبات نبوت
- رسالہ رد روافض
- تعلیقات عوارف
- مکاشفات غیبیہ
- رسالہ خواجگان نقشبند
- رسالہ علم حدیث
- شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ (رحمۃ اللہ علیہ)
- مکتوبات سہ جلد

آپ کی ان کتب میں علوم ومعارف کے کئی ناپیدا کنار سمندر موجزن ہیں۔

marfat.com

آپ کی دعوت تجدید کا بنیادی رکن شریعت کی ترویج ہے اور اسی امر کی تکمیل کیلئے آپ نے علماء اور امراء کو بیدار کرنا چاہا ہے۔

آپ نے فرمایا شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم ...... عمل ...... اخلاص

آپ علم وعمل کے اس کمال کے باوجود مقلد تھے اور حنفی المذہب تھے۔ آپ نے فرمایا

''مجتہد کا اجتہاد ...... مقلد کے لئے حجت ہے۔ کسی شئے کی حلت وحرمت میں صوفیاء کا عمل سند نہیں ہے بلکہ حلت وحرمت کے امور میں ہمارے لئے امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلی اور ابوالحسن نوری کا۔''

نیز آپ نے مکتوبات کے دفتر دوم میں فرمایا

فقہ کے بانی ابوحنیفہ ہیں، تمام فقہاء ان کے عیال ہیں۔ مذہب حنفی کی نورانیت، نظرِ کشفی میں دریائے عظیم کے مانند نظر آتی ہے جبکہ دوسرے مذاہب، حوضوں اور کھالوں کی طرح نظر آتے ہیں۔

علوم طریقت میں آپ کا مقام

علوم شریعت سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تصوف کی عملی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کا انتساب بھی انہی سے حاصل کیا۔ آپ کے والد، حضرت شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہما اللہ کے خلیفہ تھے۔ سلسلہ قادریہ میں آپ کو انتساب حضرت شاہ کمال کیتھلی کے نبیرۂ اعلیٰ حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمہما اللہ سے حاصل ہوا اور حضرت شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ عنہ سے سلسلہ سہروردیہ میں بھی خلافت پائی۔ سلسلہ نقشبندیہ میں آپ خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

marfat.com

والد ماجد کی وفات کے بعد حضرت شیخ مجدد، حج کے ارادے سے روانہ ہوئے۔
جب دہلی پہنچے تو اپنے دوست مولانا حسن کشمیری کی تحریک سے حضرت خواجہ باقی باللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور چند دنوں میں تکمیل سلوک کے بعد خرقہ خلافت نقشبندیہ حاصل کیا۔ ایام قیام دہلی کے دوران تقریباً ڈھائی ماہ کے عرصے میں نسبت نقشبندیہ کامل طور پر حاصل کرلی۔
نسبت نقشبندیہ ''دوام حضور و آگاہی'' کا نام ہے جس میں غیبت بالکل نہ ہو۔ یہ نسبت حدیث نبوی واعبد ربك كانك تراه سے تعبیر ہے۔

✿...... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مرشد حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا تھا کہ وہ افغانستان سے ہندوستان تشریف لے جائیں۔ یہاں ان کی وساطت سے ایک عزیز الوجود عظیم ہستی سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوگی جس سے سارا عالم منور ہوگا اور ان کو بھی اس سے حصہ ملے گا۔ چنانچہ شیخ مجدد نے وہ مقام بلند حاصل کیا کہ خود حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ فرمایا کرتے تھے کہ

''شیخ احمد ایک ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی میں گم ہو جائیں ..... اس وقت ان جیسا اس آسمان کے نیچے کوئی نہیں۔''

مرشد برحق کی ہدایت کے مطابق آپ بسلسلہ رشد و ہدایت لاہور میں بھی تشریف لائے اور ہزاروں نفوس سلسلے میں داخل ہوئے۔ آپ نے لاہور کی قطبیت حضرت شیخ ملا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو ودیعت فرمائی۔

مکتوبات دفتر سوم میں آپ نے فرمایا کہ

آں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ارادت بہت واسطوں سے ہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں اکیس واسطوں سے، طریقہ قادریہ میں پچیس واسطوں سے طریقہ چشتیہ میں ستائیس واسطوں سے۔ میرا سلسلہ رحمانی ہے کیونکہ میں رحمان

marfat.com

کا بندہ ہوں میرا طریقہ سبحانی ہے کیونکہ میں تنزیہہ کی راہ سے پہنچا ہوں۔

غرضیکہ آپ صوفیاء کے پندرہ سلاسل کے علی الاطلاق مرشد مجاز اور پیر ماذون تھے لیکن آپ پر سلسلہ نقشبندیہ کا غلبہ رہا اور اسی سلسلہ کو آپ نے فروغ بخشا۔ دیگر سلاسل میں تزکیہ نفس پہلے ہوتا ہے اور تصفیہ قلب بعد میں لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں تصفیہ قلب کو مقدم رکھا گیا ہے اور یہی اندراج النہایۃ فی البدایۃ کا مفہوم ہے۔ اس سلسلہ میں استکمال شریعت کا نام ہی طریقت وحقیقت ہے، اسی لئے ذکر خفی جلی پر حال قال پر صحو سکر پر اور فکر ذکر پر مقدم سمجھا گیا ہے۔ اگرچہ یہ سلسلہ حال ووجد کی دلآویزی اور نعرہ ہائے حق ھو کی ظاہری دلکشی وطرب انگیزی سے یکسر خالی ہے تاہم خلوت در انجمن اور نظر برقدم کے اصولوں میں احوال ومواجید کے تمام اسرار ورموز مضمر کر دیئے گئے ہیں۔

نقشبنداں عجب قافلہ سالارانند

کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

✿ بلکہ آپ نے راہ سلوک میں بعض ایسے مقامات کی نشاندہی بھی فرمائی جو اس سے پیشتر، بیشتر صوفیائے عظام کے ذاتی تجربات ومشاہدات سے بالاتر تھے۔

آپ کو ۱۰ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ بروز جمعہ ''خلعت مجدد الف ثانی'' عطا ہوا

والحمد للّٰہ علی ذالک

✿ طبقہ علماء میں سے سب سے پہلے حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مجدد الف ثانی لکھا اور تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ بنام ''دلائل التجدید'' تصنیف فرمایا۔ اور ۲۷ رمضان ۱۰۱۰ھ بروز پیر منصب قیومیت عطا ہوا۔ خود سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سر پر دستار باندھی اور منصب قیومیت کی بشارت ومبارک دی۔

marfat.com

۞......تعین وجودی جس کے متعلق کسی عارف کامل نے لب کشائی نہ کی تھی وہ آپ پر ظاہر ہوا۔ آنجناب پر ہر سہ درجات ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا منکشف فرمائے گئے۔ حقیقت محمدیہ' حقیقت احمدیہ' حقیقت کعبہ' حقیقت بیت المقدس' حقیقت قرآن کے علاوہ سیر آفاقی و سیر انفسی کا بھی کشف ہوا۔

۞ آپ کو نسبت فردیت، اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی۔ علوم لدنیہ روحانیہ حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل کیے اور علوم آسمانی سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیے۔ مقام فنا فی اللہ...... مقام بقاباللہ...... مقام محبوبیت ذاتیہ...... حب صرفہ ولاتعین...... مقام شہادت و مرادیت...... مقام قیومیت...... مقام مجددیت و قطبیت...... مقام قربت و معیت اور مقام بحت احدیت و فردیت سے بھی آپ کو سرفراز کیا گیا...... نیز رموز متشابہات فرقانی و مقطعات قرآنی سے بھی آپ کو وافر حصہ عطا ہوا۔

۞......آپ مجموعہ قطب مدار اور قطب ارشاد ہیں اور قیامت تک قطب مدار و ارشاد آپ ہی کے سلسلہ میں ہوا کریں گے۔ حضرت امام مہدی (آخر الزمان) علیہ السلام آپ کے ہی خلفاء سلسلہ سے ہوں گے۔

۞......آپ کو مرتبہ علم الیقین' عین الیقین اور حق الیقین و جمع الجمع و ادراک بسیط عطا کیا گیا۔ (ان مقامات کی تفصیل وتشریح البینات شرح مکتوبات میں ملاحظہ فرمائیں)

۞ آپ کی زیارت کیلئے کعبہ تشریف لایا اور آپ کی خانقاہ شریف کے کنوئیں سے آب زمزم برآمد ہوا۔ آپ کے سلسلے کے کل مریدین و متوسلین جو قیامت تک ہوں گے آپ کو دکھلائے گئے۔ ہر ایک کا نام و نسب اور مولد و مسکن بھی بتایا گیا بلکہ آپ نے وعدہ فرمایا کہ میں اپنے سلسلے کے تمام مریدوں کو ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔

مبدأ و معاد میں ہے کہ آپ ایک مرتبہ مراقب تھے کہ یکا یک بارگاہ خداوندی

marfat.com

سے خطاب ہوا

غفرت لك ولمن توسل بك الیّ بواسطة او بغير واسطة الی یوم القيامة

ترجمہ: اے امام ربانی! میں نے تجھ کو اور قیامت تک بالواسطہ یا بلاواسطہ تیرے سلسلے سے منسلک ہونے والوں کو بخش دیا۔

بملک اولیاء چوں او نزادہ
محمد ثمرہ چوں او نداده

شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کے تجدیدی کارناموں پر طائرانہ نظر اور الحاد اکبری کا استیصال

ہمایوں کے انتقال کے بعد جلال الدین اکبر تخت شاہی پر براجمان ہوتا ہے تو اکبر نے سلطنت کی بنیاد کو مضبوط کرنے کیلئے یہ سوچا کہ محبت' اتحاد اور صلح کلیت سے ہندوستان میں میری حکومت قائم رہ سکتی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ہندوستان جیسے مختلف الاقوام ملک میں بادشاہ ایسا ہونا چاہئے کہ ہندو اسے ہندو سمجھیں، مسلمان اسے مسلمان خیال کریں اور پارسائی' جین اور عیسائی وغیرہ بھی اس کو اپنا ہم عقیدہ متصور کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ مذاہب کے اختلافات کو درمیان سے اٹھا دیا جائے اور ہندوستان کی سرکش قوموں کو تلوار سے ختم کرنے کی بجائے باہم میل جول' رشتہ وناطہ سے ختم کیا جائے اور نہ صرف ان کے جسموں پر بلکہ دلوں پر بھی حکومت کی جائے۔

اکبر چونکہ جاہل تھا اس کی رہنمائی اور مذہبی معاملات میں مداخلت وراثتاً ان لوگوں کے ہاتھ میں آئی جو علماء حق نہ تھے بلکہ علماء سوء تھے۔ ابتداء میں ایرانی عقائد کو

marfat.com

اہلسنت کے عقائد کے مطابق کرنے کی کوشش شروع ہوئی اور توہین صحابہ کا اقدام ہوا۔ شطاریہ، مداریہ، روشنیہ فرقوں کی آزاد خیالی اور نظریہ وحدت الوجود کو نافہمی کی بناء پر غلط رنگ دے کر اکبر کے اعتقادات میں لغزش پیدا کی گئی۔ اسی اثنا میں اکبر کے حرم میں ہندو راجاؤں کی لڑکیاں بھی داخل ہو چکی تھیں۔ اس لئے وہ اب قولاً وفعلاً مذہبی جوا کو اپنے کندھے سے اتارنے کی تراکیب سوچ رہا تھا...... تا آنکہ ابوالفضل اور فیضی نے اس کے دربار تک رسائی حاصل کر لی۔

اتفاق کی بات ہے انہی دنوں قاضی عبدالرحیم نے متھرا میں مسجد بنانے کے لئے سامان جمع کیا لیکن کسی برہمن نے وہ تعمیری مسالہ مندر بنانے میں استعمال کر لیا جس پر باہم چپقلش ہوئی۔ نوبت باینجا رسید کہ اس برہمن نے بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی (معاذ اللہ) گالیاں دینا شروع کر دیں۔ یہ مقدمہ اکبر کے دربار میں پیش ہوا۔ اکبر اس کو ٹالنا چاہتا تھا لیکن شیخ عبدالنبی کے حکم سے وہ برہمن قتل ہوا جس کا اکبر کے دل پر ناگوار اثر ہوا۔ چنانچہ ایک محضر نامہ تیار ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ اختلافی مسائل میں صرف بادشاہ وقت کا فیصلہ ہی قابل قبول ہوگا خواہ کتاب وسنت کے مطابق ہو یا مخالف۔ اب اکبر کے سامنے علماء کی طاقت ختم ہو رہی تھی۔ فیضی اور ابوالفضل جیسے آزاد منش فضلاء معاون بن چکے تھے۔ چنانچہ اکبر نے دین الٰہی کا اعلان کر دیا اور وہ اپنے آپ کو خلیفۃ اللہ کہلانے لگا۔ کچھ عرصہ بعد دعوی خدائی کیا اور اپنی مہر پہ یہ عبارت لکھوائی

"جل جلالہٗ اسمت اکبر ما اکبر شانہٗ تعالٰے"

دراصل اکبر کے دماغ میں صرف یہی جذبہ کارفرما تھا کہ کسی طرح ہندوستان کا تخت و تاج اس کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے ہمیشہ قائم رہے۔

کاش! اگر بادشاہ وقت یہی اعلان کر دیتا کہ حکومت کا مذہب لادینی ہے تو شاید

marfat.com

اسلام کو اتنا دھچکا نہ لگتا۔

جب شہنشاہ اور اس کے درباریوں کا مشغلہ، تضحیک اسلام بن گیا ..... اکبر برملا کہتا تھا کہ رام اور رحیم میں کوئی فرق نہیں، ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی سب ایک ہیں ..... تصوف نے اپنا مقام کھو کر ویدانت سے ساز باز کی ..... مذہب وطریقت کی اصل روح مفقود ہوئی ..... رہنما اصول، صلح کل تھا ..... شیعہ سنی ایک مسجد میں، فرنگی یہودی ایک کلیسا میں آداب عبادت بجالاتے ..... ہندوؤں کے برت کا اہتمام ہوتا ..... رمضان کے مہینے میں کھلے بندوں کھانا کھلایا جاتا ..... نماز باجماعت ممنوع کردی گئی ..... مساجد شہید کر کے ان کی جگہ مندر تعمیر ہونے لگے ..... بموجب عقائد ہنود خنزیر کی تعظیم کی جاتی ..... ذبیحہ گاؤ پر پابندی عائد کی گئی ..... جزیہ ختم کیا گیا ..... تعظیمی سجدہ رواج پذیر ہوا ..... سورج کی دن میں چار مرتبہ پوجا کی جاتی ..... سورج کے ایک ہزار ایک نام کی مالا جپی جاتی ..... قشقہ لگایا جاتا ..... سود، شراب اور جواء حلال سمجھا گیا ..... داڑھیاں منڈوائی گئیں ..... غسل جنابت فضول سمجھا گیا ..... قرآن کو مخلوق، وحی کو محال، معراج اور شق القمر کو غلط سمجھا گیا (العیاذ باللہ تعالےٰ) تو علماء حق نے آوازیں بلند کیں لیکن وہ صدا بصحرا ثابت ہوئیں۔

اندریں حالات ہندوستان کی مرکزیت کی وجہ سے اکبری الحاد کے جراثیم دنیائے اسلام میں منتشر ہو رہے تھے، علماء وفقراء اپنے مراکز کھو چکے تھے، چاروں طرف تاریکی بھیانک مناظر پیش کر رہی تھی اور کوئی بھی ایسا مرد میدان نظر نہیں آتا تھا جو ان جراثیم کا کلیتاً خاتمہ کر سکے۔ آخرش پو پھٹنے کا وقت قریب آیا۔ صبح صادق کے نشانات ہویدا ہونے لگے، اسلام کے بطل جلیل امام ربانی کی رگ تجدید پھڑکی، غیرت فاروقی جوش میں آئی اور آپ نے اعلانیہ جہاد باللسان اور جہاد بالقلم کے ذریعے اسلامی اقدار کے تحفظ کا کام شروع کر دیا۔

marfat.com

آپ نے اکبر کے مقربین کو بلوا کر کہا کہ

''بادشاہ، خدا اور رسول کا باغی ہو چکا ہے۔ جاؤ میری طرف سے اس کو کہہ دو کہ عنقریب اس کی شہنشاہی مٹنے والی ہے۔ وہ فوراً توبہ کرے ورنہ اللہ کے غضب کا انتظار کرے۔''

اکبر نے اس مرد حق آگاہ کا یہ پیغام سن کر کوئی پرواہ نہ کی اور اپنی سطوت و کبر ونخوت کے نشے میں مست رہا۔ بالآخر وہ وقت آیا کہ شیخ مجدد شعلہ جوالا بن کر چمکے اور برق خاطف بن کر گرے اور سطوت اکبری کو خاکستر بنا دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ الحاد اکبری کے اصل قاطع شیخ مجدد تھے۔

اکبر کے انتقال کے بعد اسی گھناؤنے و تیرہ و تار اور متعفن ماحول میں ایک عیاش اور مخمور بادشاہ نورالدین جہانگیر تخت نشین ہوا۔ نور جہاں سے نکاح کیا جو جہانگیر کے قلب و دماغ پر پوری طرح مسلط ہوگئی۔ کچھ دوسری وجوہات کی بنا پر اثنا عشری (شیعہ) عقائد سرایت کرنے لگے اور عہد اکبری کے بیشتر قوانین و قواعد جاری رکھے گئے۔

حضرت شیخ مجدد نے اپنے مکتوبات اور تصنیفات میں عقائد باطلہ کی تردید شروع کردی اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنے مبلغین کو اندرون ملک اور بیرون ملک بھیجنا شروع کر دیا اور ایک منظم جدو جہد شروع کر دی۔ علماء سوء نے ہوس اقتدار میں آپ کی مخالفت شروع کر دی اور آپ کے خلاف بادشاہ کے کان بھرے اور ہر طرح کے الزام دھرے۔ بالآخر شیخ مجدد کو دربار جہانگیری میں بلایا گیا اور سجدہ تعظیمی کا حکم دیا گیا۔ آپ نے سختی سے انکار کیا اور فرمایا

''اے جہانگیر! جو پیشانی اپنے معبود برحق کے سامنے جھک چکی ہے وہ تیرے سامنے ہرگز نہ جھکے گی''۔

جہانگیر کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا، آنکھیں سرخ ہوگئیں اور پھر سجدے پر اصرار

marfat.com

کیا۔ مفتی وقت نے جب دیکھا کہ جہانگیر آپ کو ہاتھی کے پاؤں کے ساتھ باندھ کر چروانے والا ہے تو بے اختیار بول پڑا۔

''اے شیخ احمد! میں از روئے شرع فتویٰ دیتا ہوں کہ گردن جھکا دی جائے اور جان بچالی جائے۔''

آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا'' واقعی فتویٰ تو یہی ہے لیکن تقویٰ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ یہ گردن غیر خدا کے سامنے جھکنے پائے۔'' آپ کے اسی استقلال و عزیمت کے پیش نظر علامہ اقبال نے آپ کے حضور یہ نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار [1]

آپ کے ان برجستہ الفاظ سے دربار جہانگیری میں سناٹا طاری ہو گیا۔ نہ معلوم قدرت نے کیا کرشمہ دکھایا کہ جہانگیر نے قتل کی بجائے گوالیار کے قلعہ میں قید کر کے آپ کے مکان اور کتابوں کو لوٹ لینے کا حکم جاری کر دیا۔ حضرت مجدد، یہ واقعہ رونما ہونے سے پہلے اپنے صاحبزادوں کو بتا چکے تھے کہ ہم پر مصائب نازل ہونے

---

[1] بال جبریل

marfat.com

والے ہیں۔ ان کو ہم خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے۔

آپ کے قلعہ گوالیار میں پہنچتے ہی قید خانے کی نوعیت بدل گئی۔ ذکر وفکر کی محفلیں ہونے لگیں۔ غیر مسلم، دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ غرضیکہ حضرت مجدد کے قدم سے وہ قید خانہ نقشبندیہ مجددیہ آستانہ کی صورت اختیار کر گیا۔ بادشاہ بزعم خود مطمئن تھا کہ باغی کو سزا دے دی گئی لیکن وہ اس امر سے غافل تھا کہ قدرت نے یہ سارا انتظام صرف اسی کو راہ راست پر لانے کیلئے کیا ہے۔ چند برس آپ وہاں رہے تو متوسلین (جو لاکھوں کی تعداد میں تھے) نے بغاوت کا سلسلہ شروع کرنا چاہا۔ آپ نے ایک مکتوب میں تمام کو متنبہ کیا کہ میں حکومت کا خواہشمند نہیں، قید کی مصیبت میرے لئے راحت ہے اور جس مقصد کے لئے میں یہاں آیا ہوں انشاء اللہ وہ عنقریب پورا ہو جائے گا۔

قدرت نے جہانگیر کے قلب وذہن میں انقلاب پیدا کیا اور اس نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بطور تاسف اپنی انگلی مبارک دانتوں میں دبائے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جہانگیر! تو نے کتنے بڑے انسان کو قید کر دیا۔ اس خواب کے بعد اس نے آپ کی رہائی کا حکم صادر کیا۔ آپ نے رہائی سے پہلے حسب ذیل سات شرائط پیش کیں۔

۱ سجدہ تعظیمی موقوف کیا جائے

۲ مساجد آباد ہوں

۳ ذبیحہ گاو کی اجازت دی جائے

۴ خادمان شرع مثلاً قاضی، مفتی اور محتسب وغیرہ مقرر کئے جائیں

۵ جزیہ لیا جائے

۶ احکام شرع کی ترویج ہو

marfat.com

۷..... قیدی رہا کئے جائیں۔

جہانگیر نے یہ شرائط قبول کر لیں۔ رہائی کے بعد جہانگیر نے سفر وحضر میں ساتھ رہنے کی پیش کش کی جو آپ نے منظور فرمائی تاکہ حضرت شیخ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کا وہ قول بھی پورا ہو جائے کہ بادشاہ اور ارا کین سلطنت سے وابستگی اس نیت کے ساتھ اختیار کرنی چاہئے کہ ظلم وعصیاں دور ہو اور شریعت کا دور دورہ ہو۔ آپ کا سفر وحضر میں جہانگیر کے ساتھ رہنے کا مقصد بادشاہ کو پیش کردہ شرائط پر پابند کروانا تھا۔ آپ کی صحبت اور مجالست کا یہ اثر ہوا کہ بادشاہ کو گذشتہ اعمال کا جائزہ لینے اور ان سے تائب ہونے کا موقعہ مل گیا۔ وہ آپ کے کا نیاز مند ہو کر خدمت اسلام کیلئے ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہو گیا اور وہ بدعات وکفریات جو اکبر کے زمانے میں رائج ہو کر جہانگیر کی دور میں جڑ پکڑ چکے تھے آپ کے شاندار تجدیدی کارناموں کے سبب دور ہو گئے اور اسلام پر پھر سے بہار آ گئی۔

آخر عمر میں جہانگیر نے کہا تھا کہ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نجات کی امید ہو..... البتہ میرے پاس ایک مقدس دستاویز ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کروں گا۔ وہ دستاویز یہ ہے کہ حضرت امام ربانی نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے جہانگیر! ''ہم جنت میں تیرے بغیر نہ جائیں گے''۔

یہ حضرت امام ربانی ہی کی برکت تھی کہ جہانگیر کی پشت سے شاہ جہاں جیسا دیندار بادشاہ اور شاہ جہاں کے بعد اورنگ زیب جیسا مرد درویش پیدا ہوا۔ اورنگ زیب نے شریعت وطریقت کے علوم میں کمال حاصل کیا تھا۔ اورنگزیب کے استاد حضرت ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ (مصنف تفسیرات احمدیہ) تھے اور پیر ومرشد حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ تھے۔ مزید باطنی تعلیم حضرت شیخ سیف الدین سرہندی قدس سرہٗ سے حاصل کی جو حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس

marfat.com

سرہٗ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ ہی کی توجہ اور صحبت کا اثر تھا کہ اورنگ زیب نے اعلیٰ سیاسی طبقوں کا ذہن بدل کے رکھ دیا۔ یہ امام ربانی کے وہ حیرت انگیز تجدیدی کارنامے ہیں جو لاکھوں افراد کی منظم تحریکیں بھی سرانجام نہ دے سکتیں۔

اولاً: آپ نے حکومت کو صحیح اسلامی نظام کی طرف متوجہ کیا اور اکبر کے فتنہء متحدہ قومیت نے تعینات اسلامی کے مٹانے میں جو بے انتہا مضر اثرات پیدا کئے تھے ان کا سد باب کیا۔ ہندو مسلم اتحاد کے نعرہ کی سخت مخالفت کی اور فرمایا چونکہ ہماری ملت اور تہذیب جداگانہ ہے اس لئے ؎

ہم پیروئ قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

آج بھی ترویج اسلام کی جو تحریکات پائی جاتی ہیں ان میں آپ کے باطنی فیوضات و تصرفات کارفرما ہیں۔ مسلم قومیت کا نظریہ جو آپ نے پیش کیا تھا وہ بالآخر قیام پاکستان پر منتج ہوا۔ گویا یہ ملک پاکستان آپ کی نگاہِ فیض و تجدید کا ثمرہ ہے۔

شہ ملک ولایت شیخ احمد
بمثلش ما در ایام کم زاد

ثانیاً: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور روحانی تصرفات نے صوفیاء اور فقراء کو طریقت کی بعض عجمی مصطلحات سے بچایا اور صرف اتباع سنت اور قرآن و حدیث کے مطالعہ کا ذوق پیدا کیا اور ہر حال میں کشف والہام کو وحی کے تابع قرار دیا اور شریعت و طریقت، وجود و شہود کے حقیقی خدوخال کو بے نقاب کیا۔

آپ کی کرامات سات سو سے زائد منقول ہیں انکی تفصیل یا اجمال کی چنداں ضرورت نہیں اس لئے کہ حضرت کا وجود ہی سراپا کشف و کرامات تھا۔

marfat.com

وفات حسرت آیات

آپ نے ۶۳ برس کی عمر پا کر ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ بروز سہ شنبہ بوقت اشراق داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

آپ کا مزار اقدس سرہند شریف میں مرجع خاص و عام ہے جہاں ہر سال ۲۶، ۲۷، ۲۸ صفر کو عرس منعقد ہوتا ہے اور خلق خدا فیوض و برکات حاصل کرتی ہے۔

اے خاک پاک روضہ، عبیری و عنبری
کابل جہاں ز بوئے تو مدہوش گشتہ اند [1]

ملفوظات شریفہ

عقیدہ توحید

اللہ تعالیٰ اپنی ذات مقدس کے ساتھ خود موجود ہے اور تمام اشیاء اس کی ایجاد سے موجود ہیں اور حق تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں یگانہ ہے حقیقتاً کسی امر میں بھی خواہ وجودی ہو یا غیر وجودی کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ (اس کی جناب میں) مشارکت اسمی اور مناسبت لفظی بحث سے خارج ہے۔

⊙ حق تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں غنیٔ مطلق ہے اور کسی امر میں بھی کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اور جس طرح وجود میں محتاج نہیں ہے اسی طرح ظہور میں بھی محتاج نہیں ہے اور یہ جو بعض صوفیہ کی عبارات سے مفہوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے اسمائی و صفاتی کمالات کے ظہور میں ہمارا محتاج ہے یہ بات فقیر پر بہت گراں ہے بلکہ جانتا ہے کہ مخلوق کی پیدائش سے مقصود خود ان کے اپنے کمالات کا حاصل ہونا ہے نہ کہ وہ کمال

[1] شاہ عبد الغنی مجددی محدث دہلوی

marfat.com

جو حق تعالیٰ و تقدس کی بارگاہ کی طرف عائد ہو سکے۔

⊙ ...... اللہ تعالیٰ قدیم اور ازلی ہے اس کے سوا کسی کے لئے ''قدم و ازل'' ثابت نہیں تمام ملتوں کا اس پر اجماع ہے اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے قدم و ازلیت کا قائل ہوا اس کی تکفیر کی ہے۔ امام غزالی نے اسی وجہ سے ابن سینا، فارابی اور ان جیسے عقائد والوں کی تکفیر کی ہے جو عقول و نفوس کے قِدم کے قائل ہیں۔

⊙ ...... اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہے اور کوئی بھی چیز اس کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی چیز اس میں حلول کر سکتی ہے لیکن وہ اشیاء کے ساتھ قرب و معیت رکھتا ہے وہ بھی ایسی جو ہماری فہم سے قاصر ہے۔ [1]

نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ...... سب سے اول اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا...... اور پھر فرمایا: خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِیْ

میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ [2]

میلادِ مصطفیٰ ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں اور پھر آخر کار حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر انسانی صورت میں جو سب سے بہترین صورت ہے دنیا میں جلوہ گر ہوئے اور محمد و احمد کے نام

---

[1] مکتوبات دفتر اول مکتوب: ۲۶۶ [2] مکتوبات دفتر سوم مکتوب: ۱۲۲

marfat.com

مبارک سے موسوم ہوئے۔ [1]

معراجِ جسمانی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجوداتِ اولین و آخرین میں بہترین ہیں باوجود اس کے کہ جسمانی معراج کی نعمت سے مشرف ہوئے بلکہ عرش و کرسی سے گذر کر حدودِ زمان و مکان سے بھی آگے تشریف لے گئے تھے۔ [2]

بے سایہ نبی

چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند و اعلیٰ مکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس بناء پر آپ کے جسم پاک کا سایہ نہ تھا اور نیز اس عالم شہادت میں شئے کا سایہ شئے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب حضور علیہ السلام سے زیادہ لطیف چیز جہاں میں ہے ہی نہیں، تو آپ کے جسم اقدس کے لئے سایہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے؟۔ [3]

حیاتِ انبیاء

آپ نے سنا ہوگا کہ انبیاء قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور ہمارے پیغمبر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی رات جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر گذرے تو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ [4]

انبیاء و اولیاء کی شفاعت

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و صالحین کی شفاعت حق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن

---

[1] دفتر سوم مکتوب ۱۰۰ [2] دفتر اول مکتوب ۲۷۲ [3] دفتر سوم مکتوب ۱۰۰ [4] دفتر دوم مکتوب ۱۶

marfat.com

سے پیغمبر گنہگار مومنوں کی شفاعت کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری امت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے ہوگی۔[1]

حضور کو بشر کہنے والے محجوب اور منکر ہیں

جن محجوبوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے بشروں کی طرح تصور کیا وہ بالآخر منکر ہو گئے اور جن خوش نصیبوں نے ان کو رسالت اور رحمتِ عالمیاں کے طور پر دیکھا اور تمام دوسرے لوگوں سے ممتاز سمجھا وہ ایماں کی دولت سے مشرف ہوئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہو گئے۔[2]

کمال مصطفےٰ

تَنَامُ عَيْنَایَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِی ...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث میں (کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں مگر دل نہیں سوتا) دوامِ آگاہی کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ اپنے اور اپنی امت کے احوال سے غافل نہ ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیند میں بھی آپ کا وضو ساقط نہ ہوتا تھا کیونکہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے نگہبان ہیں تو پھر غفلت منصبِ نبوت کے مناسب نہیں۔[3]

خلفائے اربعہ کی فضیلت

حضرات خلفاء اربعہ (حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضےٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیونکہ تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔[4]

---

[1] دفتر دوم مکتوب ۶۷ [2] دفتر سوم مکتوب ۶۴ [3] دفتر اول مکتوب ۹۹ [4] دفتر سوم مکتوب ۱۷

marfat.com

فضیلتِ شیخین رضی اللہ عنہما

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ دونوں اس امت میں سب سے افضل ہیں۔ جو کوئی مجھے ان پر فضیلت دے وہ مفتری ہے، میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے مفتری کو لگاتے ہیں۔ [1]

صحابہ کرام پر طعن کرنیوالا مومن نہیں ہوسکتا

صحابہ کے حق میں طعنہ زنی کرنا درحقیقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر (نعوذ باللہ) طعن کرنا ہے۔ یعنی جس نے صحابہ کی عزت وتکریم نہیں کی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا کیونکہ ان کا حسد کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس بداعتقادی سے بچائے)۔ [2]

صحابہءکرام کی رفعتِ شان

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ باوجود بلند مرتبہ ہونے کے چونکہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت وصحبت میں حاضر نہیں ہوئے، ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکے۔ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تو جواب فرمایا کہ وہ غبار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا، وہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے کئی درجہ بہتر ہے۔ [3]

امام ربانی کے عقائد ومکتوبات بارگاہِ رسالت میں مقبول ہیں

ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بہت سے

---

[1] دفتر سوم مکتوب ۱۷ [2] دفتر اول مکتوب ۸۰ [3] دفتر اول مکتوب ۲۰۷

marfat.com

مشائخ کے ساتھ حاضر ہیں اور اسی رسالہ (مکتوبات) کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھا کر فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم (مکتوبات) سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز و عزیز الوجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاکسار کو اس واقعہ کے شائع کرنے کا حکم فرمایا۔[1]

ناجی گروہ

اہلسنت کی صداقت کے بارے میں خانِ جہاں کے نام آپ نے تحریر فرمایا......

اے بزرگی و سعادت کے نشان والے!

سب سے پہلے آدمی پر ضروری ہے کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رائے کے مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے کیونکہ یہی مسلمانوں کا سوادِ اعظم ہے۔ عقائد کی اصلاح بہت ضروری ہے تاکہ آخرت میں کامیابی اور نجات میسر آسکے۔ اہلسنت کے خلاف عقیدہ رکھنا بد اعتقادی ہے جو زہر قاتل ہے اور اس کا نتیجہ ابدی موت اور دائمی عذاب خریدنا ہے۔ عمل میں اگر سستی یا کوتاہی ہو جائے تو بخشش کی امید ہو سکتی ہے لیکن عقیدے میں تساہل اور خرابی ہوئی تو نجات کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔[2]

محفل میلاد

آپ نے میلاد خوانی کے بارے میں لکھا تھا کہ محفل میلاد میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی جائے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور بزرگان دین کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟۔ ناجائز بات

---

[1] دفتر اول مکتوب ۱۶ [2] مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۶۷

marfat.com

تو یہ ہے کہ قرآن کے حروف میں تبدیلی وتحریف کردی جائے اور (قصیدے ونعتیں پڑھنے میں) راگنی اور موسیقی کے قواعد کی رعایت اور پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ جس محفل مولود میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں اس کے ناجائز ومنع ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟۔[1]

فضیلتِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

فقہ کے بانی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور فقہ کے تین حصے ان کو مسلم ہیں اور باقی چوتھے حصے میں سب شریک ہیں۔ فقہ میں صاحبِ خانہ وہی ہیں اور دوسرے سب ان کے عیال ہیں۔ مذہب حنفی کا پابند ہونے کے باوجود مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتی محبت ہے اور میں ان کو بزرگ جانتا ہوں ...... لیکن کیا کروں کہ دوسرے لوگ باوجود کمال علم وتقویٰ کے امام ابوحنیفہ کے مقابلہ میں بچوں کی طرح نظر آتے ہیں۔[2]

محافل اعراس

حضرت خواجہ جیو قدس سرہُ کے عرس کے دنوں میں دہلی حاضر ہو کر ارادہ تھا کہ آپ کی خدمت میں بھی پہنچوں۔ اسی اثناء میں روانگی کی خبر پھیل گئی۔ اس لئے توقف کر کے چند نامربوط کلمات سے آپ کو تکلیف دی ہے۔[3]

ایصالِ ثواب

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نماز نفل پڑھنا اور تسبیح وتہلیل کرنا اور اس کا ثواب والدین استاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے یا نہیں ...... واضح ہو کہ ثواب بخشنا ہی بہتر ہے کیونکہ اس میں اپنا بھی نفع ہے اور ان کا بھی۔[4]

---

[1] دفتر سوم مکتوب ۷۲ [2] دفتر دوم مکتوب ۵۵ [3] دفتر اول مکتوب ۲۳۳ [4] دفتر دوم مکتوب ۷۷

maarfat.com

ایصالِ ثواب اور اس کا طریقہ

چند سال پیشتر فقیر کا یہ طریقہ تھا کہ اللہ کی رضا کے لئے کھانا پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا (رضوان اللہ علیہم) کی ارواحِ مقدسہ کو نذر کرتا جس میں آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امامین (سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما) کو بھی ایصالِ ثواب میں شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ فقیر نے سلامِ عقیدت پیش کیا تو آپ فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ چہرۂ انور پھیر لیا۔ اسی اثناء میں ارشاد فرمایا میں عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں۔ جس کسی نے مجھے کھانا بھیجنا ہو وہ عائشہ کے گھر بھیجا کرے۔

اس طرح معلوم ہوا کہ آپ کے توجہ نہ فرمانے کا یہی سبب تھا کہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ کو شریک طعام نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد معمول بن گیا کہ حضرت صدیقہ بلکہ تمام امہات المومنین کو جو کہ اہل بیت ہیں شریک ایصالِ ثواب کر لیا کرتا اور تمام اہل بیت کو اپنے لئے وسیلہ بناتا۔[1]

فاتحہ و دعا

مغفرت پناہ میاں شیخ جمال کے فوت ہونے سے تمام اہل اسلام کو غم والم لاحق ہوا۔ ان کے مخدوم زادوں کے ہاں فقیر کی طرف سے ماتم پرسی کریں۔ نیز ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ بھی پڑھیں۔[2]

اولیاء کی توجہ

یہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں کہ طالبوں کی تربیت ان کی صحبت علیہ پر موقوف ہے اور

---

1. دفتر دوم مکتوب ۳۶ 2. دفتر اول مکتوب ۱۳۶

marfat.com

ناقصوں کی تکمیل ان کی توجہ شریفہ پر منحصر ہے۔ ان کی نظر امراضِ قلبی کو شفا دیتی ہے اور ان کی توجہ باطنی بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ ان کی ایک توجہ سو چلوں کا کام کرتی ہے اور ان کی ایک نگاہِ التفات کئی سالوں کی ریاضتوں اور مجاہدوں کے برابر ہے۔ [1]

ارواحِ اولیاء

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ہم عالم ارواح میں سے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ہماری ارواح کو ایسی قدرتِ کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر وہ کام جو جسم سے وقوع پذیر ہوں ہماری ارواح سے صادر ہوتے ہیں (مثلاً جسمانی حرکات و سکنات و عبادات وغیرہم)۔ [2]

امدادِ اولیاء اللہ

جب ارشاد پناہی قبلہ گاہی کے رحلت فرما جانے کے بعد مزار شریف کی زیارت کی تقریب پر بلدۂ عروسہ دہلی میں جانے کا اتفاق ہوا اور عید کے دن ان کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے گیا تو مزار کی جانب توجہ کرنے کے دوران ان کی روحانیت مقدسہ سے پوری توجہ ظاہر ہوئی اور کمال غریب نوازی سے اپنی وہ نسبتِ خاصہ مرحمت فرمائی جو حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب تھی۔ [3]

اہل قبور سے استمداد

یہ حالت ایک مدت تک رہی، پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار کے پاس سے گذرنے کا اتفاق ہوا اور اس معاملہ میں اس صاحب قبر ولی اللہ سے میں نے مدد واعانت طلب کی۔ چنانچہ اسی وقت اللہ جل شانہ کی عنایت شامل حال ہوگئی اور معاملہ کی

---

[1] دفتر دوم مکتوب ۲۳ [2] دفتر دوم مکتوب ۲۸۲ [3] دفتر اول مکتوب ۲۹۱

marfat.com

حقیقت پورے طور پر ظاہر ہوگئی اور عین اس وقت حضور خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بھی جلوہ گر ہوئی اور میرے غمگین دل کو تسلی عطا فرمائی۔ [1]

تصورِ شیخ

اگر ذکر کے وقت بھی شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہئے اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہئے۔ تو جانتا ہے پیر کون ہے؟ پیر وہ ہے جس سے تو خدا تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف پہنچنے کا رستہ سیکھے اور اس رستہ میں تو اس سے مدد و اعانت حاصل کرے۔ [2]

سلسلہ نقشبندیہ کی خصوصیات

اس طریقہ علیہ کے بزرگوں نے ذکر جہر سے پرہیز فرمایا ہے اور ذکر قلبی کی طرف راہنمائی فرمائی ہے اور سماع و رقص و وجد و تواجد سے جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہ تھا ان سے منع کیا ہے اور خلوت و چلہ جو صدر اول میں نہ تھا اس کی بجائے خلوت در انجمن اختیار کی ہے چنانچہ اس سبب سے اس التزام پر بڑے بڑے نتائج مرتب ہوئے ہیں اور اس اجتناب سے بہت قسم کے فائدے حاصل ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی انتہاء ان بزرگوں کی ابتداء میں درج ہے ان کی نسبت سب نسبتوں سے بڑھ کر ہے ..... ان کا کلام دلی مرضوں کی دوا ہے اور ان کی نظر باطنی مرض کی شفا ہے۔ ان کی بزرگ توجہات طالبوں کو دونوں جہاں کی گرفتاری سے نجات بخشتی ہیں اور ان کے بلند ہمت مریدوں کو امکان کی پستی سے وجوب کی بلندی تک پہنچاتی ہے۔

---

[1] دفتر اول مکتوب ۲۳۰ [2] دفتر اول مکتوب ۱۹۰

marfat.com

عجب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبند
کہ لے جاتے ہیں حرم تک قافلے کو [1]

نجات کا حصول

نجات کا طریقہ اہل سنت و جماعت کی تابعداری میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلسنت کے اقوال وافعال اور اصول وفروع میں برکت عطا فرمائے کیونکہ نجات پانے والا یہی گروہ ہے اور اس کے سوا باقی سب فرقے زوال کے مقام میں ہیں اور ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔ آج اس بات کو کوئی جانے یا نہ جانے، کل بروز قیامت یہ راز سب پر کھل جائے گا لیکن اس دن کا جاننا نفع نہ دے گا۔ اے اللہ تو ہم کو اس غفلت سے بیدار کردے موت کے بیدار کرنے سے پہلے۔ [2]

اولیاء کی دعا

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کی مجال نہیں مگر مجھے، کہ اگر چاہوں تو اس میں تصرف کروں۔ میں اس بات پر بہت تعجب کیا کرتا تھا کہ آپ کا فرمان بعید از فہم تھا اور بہت مدت تک یہ خیال فقیر کے ذہن میں رہا، یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے مجھے بھی اس دولت سے مشرف فرمادیا۔ [3]

---

[1] دفتر اول مکتوب ۱۶۸ [2] دفتر اول مکتوب: ۶۹ [3] دفتر اول مکتوب ۲۱۷

marfat.com

مزار اقدس ـــــ عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ

maktabah.org

مرقد انور ...... عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ

marfat.com

عروۃ الوثقٰی ، قیوم ثانی

حضرت محمد معصوم قدس سرہُ القیوم

تعارف

آپ کا اسم گرامی محمد معصوم، کنیت ''ابوالخیرات'' لقب ''مجد الدین'' اور خطاب ''العروۃ الوثقٰی'' ہے آپ ۱۱ شوال المکرم ۱۰۰۷ھ مطابق 7 مئی ۱۵۹۹ء کو بستی ملک حیدر میں متولد ہوئے۔ آپ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز کے فرزند ثالث، جانشین اور قیوم ثانی ہیں نیز امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ آپ خدوخال، قدروکمال، سیرت وکردار اور معارف واحوال میں اپنے والد گرامی کے ساتھ گہری مشابہت ومناسبت رکھتے ہیں۔ انہی حضرات القدس کی نسبت ہی آپ کی عظمت ومنزلت کے لئے کافی ہے۔

پدر نور و پسر نورے ست مشہور
ازیں جا فہم کن نورٌ علیٰ نور

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں کہ میرے فرزند محمد معصوم کی ولادت ہمارے لئے بہت مبارک ثابت ہوئی۔ ان کی ولادت باسعادت کے چند ماہ

marfat.com

بعد مجھے خواجہ بے رنگ حضرت خواجہ باقی باللہ احراری قدس سرہ الساری کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی اور یہ تمام علوم و معارف حاصل ہوئے۔

ایام طفولیت

آپ بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے تھے اور کپڑوں پہ بول و براز کا کہیں نشان نہ ہوتا تھا، اگر اتفاقاً برہنہ ہو جاتے تو فوراً اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے، ماہِ رمضان المبارک میں دن کے وقت ہرگز دودھ نوش نہ فرماتے تھے ہر چند دایہ دودھ پلانا چاہتی مگر آپ چہرۂ انور پھیر لیتے البتہ نماز مغرب کے بعد سیر ہو کر دودھ نوش فرماتے۔ ایک مرتبہ ماہِ رمضان المبارک کے چاند کے متعلق لوگوں کو شبہ ہوا کہ آیا طلوع ہوا ہے یا نہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ نہیں پیا تب حضرت امام ربانی نے شرعی وضاحت اور صاحبزادے کی کرامت سے لوگوں کو آگاہ فرمایا، جس کی وجہ سے لوگوں کو اطمینان ہو گیا۔ عالم شیر خوارگی میں جب کبھی آپ کو مجالس و محافل میں لایا جاتا تو آپ حاضرین کو مخاطب کر کے فرماتے۔ السلوك السلوك۔ اُسی وقت لوگوں کے باطن پر اثر ہو جاتا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ آپ کے بچپن سے ہی آپ کے علو استعداد کے متعلق فرمایا کرتے تھے ''یہ فرزند ولایت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوات کی استعداد رکھتا ہے اور محمدی المشرب ہے۔''

نیز یہ بھی فرماتے کہ ''محمد معصوم نے تین برس کی عمر میں کلمہ توحید کے متعلق کلام کیا اور درودیوار اور گل وگلزار میں سے جس چیز پر جب نظر پڑتی تو کہتا تھا ''میں آسمان ہوں، میں زمین ہوں، میں فلاں ہوں اور میں فلاں ہوں۔''

marfat.com

چوں زلیخا کز سپند آں تا بعود
نام جملہ چیز یوسف کردہ بود

علوم متداولہ کی تحصیل

آپ نے کتب درسیہ اپنے والد مکرم حضرت امام ربانی قدس سرہٗ برادرِ اکبر حضرت خواجہ محمد صادق اور مولانا شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری سے خوب تحقیق و تدقیق کے ساتھ پڑھیں۔ دورانِ تعلیم حضرت امام ربانی قدس سرہٗ آپ کو اکثر فرمایا کرتے تھے ''بابا اپنے کو علم ظاہر سے جلدی فارغ کرو مجھ کو تجھ سے کام لینا ہے۔'' چنانچہ آپ سولہ برس کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو گئے۔

سلوک نقشبندیہ کی تکمیل

اگرچہ آپ زمانہ ءطالب علمی سے ہی تحصیل حال میں سرگرم تھے لیکن حصولِ تعلیم سے فراغت کے بعد پوری طرح اس جانب متوجہ ہو گئے اور اپنے والد گرامی کی عنایات و توجہات قدسیہ کی بنا پر احوال و اسرار خاصہ حاصل کیے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ''محمد معصوم کا ہماری نسبتوں کو یوماً فیوماً اقتباس کرنا ایسے ہی ہے جیسے صاحب شرح وقایہ کا اپنے دادا سے ان کی تالیف وقایہ کا حفظ کرنا۔'' چنانچہ انہوں نے کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ''وقایہ جس طرح سبقاً سبقاً میرے جد بزرگوار تالیف کرتے جاتے میں بھی اسے سبقاً سبقاً یاد کرتا جاتا۔ چنانچہ جب یہ تالیف مکمل ہو گئی تو تمام کی تمام میرے ذہن میں محفوظ تھی۔''

حضرت شیخ عبدالاحد وحدت مجددی قدس العزیز نے اس مضمون کو یوں موزوں فرمایا

marfat.com

مجدد بتوصیف او لب کشاد
بفرمود کائے پورِ عرفاں نژاد
ز عرفاں نوشتم ورق در ورق
ہمہ خواندی از من سبق در سبق

آپ نے ایک روز اپنے والد مکرم کی خدمت فیض درجت میں عرض کیا کہ میں ایک نور دیکھتا ہوں کہ جس سے تمام عالم منور ہے اور وہ نور ذرات عالم میں یوں سرایت کئے ہوئے ہے جیسے آفتاب کہ اگر غروب ہو جائے تو سارا عالم ظلمت میں ڈوب جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا!

''تم اپنے وقت کے قطب ہو گے میری اس بات کو یاد رکھنا۔'' (والحمدلله حمداً کثیرا) بقول شیخ وحدت

تو یک نقطہ زیں لوح نگذاشتی
ہر آنچہ نہادم تو برداشتی
تو آخر چوں من قطب دوراں شوی
ز من ایں بشارت بیاد آوری

مسند تدریس پر جلوہ افروزی

ارشادِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ''انما بعثت معلما'' کے مطابق تعلیم و تبلیغ چونکہ سنت مبارکہ ہے اس لئے مشائخ نقشبندیہ میں بالعموم اور خانوادۂ مجددیہ میں بالخصوص اس کا التزام فرمایا گیا ہے چنانچہ آپ اپنے والدگرامی حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی طرح طلباء کو قرآن و حدیث اور اصول وفقہ کی تعلیم و تدریس بھی فرمایا کرتے تھے اسی لئے تفسیر بیضاوی، مشکوۃ شریف، ہدایہ، تلویح اور عضدی جیسی ادق اور مشکل

marfat.com

کتابوں کو پڑھانا اکثر آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

زبدۃ المقامات میں ہے کہ باوجود ایفادۂ طلباء اور التزام اوراد ومراقبات "دراندك روز حفظ قرآن مجید نمودند وما هذا الامن اعطاف الله سبحانه وانعامه" طلبہ کو پڑھانے اور اوراد و وظائف کے باوجود تھوڑے سے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کر لینا محض اللہ سبحانہ، کی مہربانیوں اور انعامات سے ہوا۔

ترویج شریعت اور احیائے سنت

شیخ المشائخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بے دینی اور بدعت کے خلاف جو پرزور تحریک چلائی تھی آپ کے دورِ جانشینی میں بارآور ہو رہی تھی اور اس کے نتائج وثمرات تمام شعبہ ہائے حیات میں نظر آرہے تھے آپ نے اکبری عہد کی کفریات اور جہانگیری دور کی بدعات نیست و نابود کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ جہانگیر کے انتقال کے بعد شاہ جہاں آپ کی خدمت بابرکت میں سلطنت کیلئے دعا و توجہ کا خواستگار ہوا چنانچہ آپ نے سلطنت کی نیابت کا حکم جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسے دلایا اور اسے حکومت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

"تمہاری سلطنت تو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے کشف سے ثابت ہو چکی ہے ہماری نظر میں بھی اظہر من الشمس معلوم ہوتی ہے"۔

شاہجہاں یہ خوشخبری سن کر باغ باغ ہو گیا اور آپ سے اجازت لے کر رخصت ہوا اور تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد سرہند شریف میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے مزار پُر انوار پر حاضری دی اور آپ کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کر کے عرض گزار ہوا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے مجھے فرمایا تھا کہ اپنے دورِ سلطنت میں

marfat.com

پرچموں کو سبز اور خیموں کو سرخ بنوانا جبکہ گذشتہ بادشاہوں کے ادوار میں پرچم عموماً سرخ رنگ کے ہوتے تھے اور خیمے سرخ و سبز دھاری دار ہوا کرتے تھے۔ بحمد و تعالیٰ یہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے فیضان تجدید کا ثمرہ ہے کہ اکبر اور جہانگیر کے ادوار میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کا پیش فرمودہ ''دو قومی نظریہ'' کی بدولت مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آیا اور اس کے پرچم کا سبز رنگ مسلمانوں کی اکثریت پر دلالت کرتا ہے۔

مزید برآں شاہجہاں نے اپنے عہد سلطنت میں تین لاکھ مساجد اور ایک لاکھ مدارس تعمیر کروائے جہاں دین اسلام کی تعلیم و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا جاتا رہا جو بدعات و منکرات کے خاتمہ اور اسلامی طرز حیات کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔

بعد ازیں اس کے بیٹوں دارا شکوہ اور سلطان اورنگ زیب کے درمیان تخت نشینی کی کشمکش شروع ہوگئی۔ اکبر کی طرح دارا شکوہ بھی ابتداء میں ایک راسخ العقیدہ حنفی مسلمان (حنفی قادری) تھا مگر بعض نام نہاد آزاد مشرب صوفیاء، سکھ گروؤں اور ہندو پنڈتوں کی صحبت و مجلس نے اسے وسیع المشرب اور راہ الحاد پر گامزن کر دیا تھا۔ حدود شرعیہ سے آزاد، تصوف کے ان علمبرداروں میں سے ملا شاہ بدخشی نے دین سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا

پنجہ در پنجہ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفیٰ دارم

اورنگ زیب کی حمایت میں اردو زبان میں قلم اٹھانے والے پہلے مسلمان مؤلف علامہ شبلی نے سر اکبر (تصنیف دارا) کا دیباچہ پڑھ کر جو رائے لکھی تھی وہ ملاحظہ ہو!

اس کتاب کے دیباچہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دارا بالکل ہندو بن گیا تھا اور

marfat.com

کچھ شبہ نہیں کہ اگر وہ تخت شاہی پر متمکن ہوتا تو شعار اسلام اور خصوصیات دین بالکل مٹ جاتے۔[1]

علامہ اقبال مرحوم نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے۔

تخم الحادے کہ اکبر پرورید
باز اندر فطرتِ دارا دمید

جبکہ شاہجہاں کا دوسرا بیٹا اورنگزیب حافظ قرآن، عالم دین اور صوم وصلوٰۃ کا پابند صوفی مشرب، راسخ العقیدہ سنی مسلمان تھا۔ اس نے اپنے آخری ایام حکومت کے دوران نبیرۂ امام ربانی حضرت مولانا محمد فرخ سرہندی سے بخاری شریف دوبارہ پڑھی اور نبائرِ امامِ ربانی سے باقاعدہ سلوک مجددیہ طے کرنے کے دوران ولایت کبریٰ کی بشارت بھی پائی تھی۔

دارا اور اَورنگزیب کے مذہبی افکار اور فکری نظریات کے مطالعہ سے ایک منصف مزاج قاری بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ تخت نشینی کی یہ جنگ دو بھائیوں کے درمیان نہیں تھی بلکہ درحقیقت راسخ العقیدہ علماء ومشائخ اور صوفیائے خام کے افکار کا تصادم اور حق و باطل کا معرکہ تھا۔ جس میں (حضرت شیخ برہان الدین شطاری، حضرت شیخ سید شیر محمد قادری برہان پوری جیسے) مشائخ شطاریہ وقادریہ بالعموم اور حضرات مجددیہ بالخصوص (حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی، شیخ سعد الدین سرہندی، شیخ محمد اشرف سرہندی، خواجہ سیف الدین سرہندی) اورنگزیب کی تخت نشینی کے سلسلہ میں باقاعدہ پشت پناہی فرما رہے تھے۔ تخت نشینی کی اس نظریاتی جنگ میں علماء وصوفیاء کے علاوہ سلطنت مغلیہ کے راسخ العقیدہ سنی امراء بھی اورنگزیب کے حامی تھے۔

---

[1] مقدمہ روضۃ القیومیہ جلد دوم بحوالہ مقالات دار المصنفین ص ۱۰۱ سن طباعت ۱۹۳۸ء

marfat.com

درمیان کارزار کفر و دیں
ترکش مارا خدنگِ آخریں

حرمین طیبین کی حاضری کے دوران جب حضرت خواجہ محمد معصوم مدینہ منورہ میں مواجہ شریف پر حاضر ہوئے تو ان کے دل میں داراشکوہ کی شریعت دشمنی اور اس سلسلہ میں اس کی عداوت وانتقامی جذبات کے بارے میں گمان گزرا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے آپ کے دست مبارک میں برہنہ تلوار تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دارا کے قتل کا اشارہ فرمایا تو حضرت خواجہ سمجھ گئے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ دشمن اسلام قتل ہو چکا ہے۔

اسی نوعیت کا مکاشفہ حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی کے مکاشفات حرمین میں بھی مذکور ہے دیگر کتب میں بھی دارا کے قتل کو حضرت خواجہ معصوم کی کرامت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی قرار دیا ہے۔

فانہ کرامۃ لہ و معجزۃ للنبی علیہ الصلوۃ والسلام

غرضیکہ دارا اوراورنگزیب کے درمیان خونریز معرکے ہوئے ۔ بالآخر اجمیر شریف کے مقام پر دارا کو شکست فاش ہوئی اور وہ میدان سے بھاگ کھڑا ہوا آخر کار گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا مگر اس کے بیٹے سپہر شکوہ کو فی الوقت قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا بعد ازیں اورنگزیب نے اپنی دختر زبدۃ النساء بیگم کو اس کے حبالہ عقد میں دے دیا۔ محی الاسلام اورنگزیب نے حضرت خواجہ معصوم قدس سرہٗ کے کہنے پر متھرا کا بت خانہ (جو بظاہر کفار کا سب سے بڑا تیرتھ تھا مگر بباطن ان کی سازشوں اور عیاشیوں کا مرکز تھا) منہدم کروا کر ایک عالیشان مسجد بنوائی۔

بہ بیں کرامتِ شیخ مرا کہ بت خانہ
بیمن پیر منش خانہء خدا گردد (روحی)

marfat.com

مختصر یہ کہ اورنگزیب کے دورِ سلطنت میں احکام شرعیہ کا نفاذ اور شعائر اسلام کو وقار اور سنن نبویہ علی صاحبھا الصلوات کو خوب خوب رواج ملا۔ لاہور کی شاہی مسجد اور فتاویٰ عالمگیری اسی دورِ گرامی کی عظیم یادگاریں ہیں۔

چہار دانگ عالم میں طریقہ مجددیہ کی اشاعت

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے وصال باکمال کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم مسند ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے تو پہلے روز ہی پچاس ہزار افراد نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی جن میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے دو ہزار خلفاء بھی تھے۔ آپ نے سلسلہ ،طریقت اور طریقہ ، بیعت میں اس قدر تندہی اور جانفشانی سے ایسا صور پھونکا کہ آپ کی دعوات صالحہ اور مساعیٔ جمیلہ کی بدولت کرہ ارض سے خلقت مور و ملخ کی مانند آپ کی طرف متوجہ ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صحبت و توجہ میں عجیب تاثیر رکھی تھی کہ ایک ہفتہ میں سالکین راہ طریقت پر فنائے قلب کے اسرار ظاہر ہونے لگتے تھے ،جو بات سالوں میں حاصل ہوا کرتی تھی وہ مہینوں اور ہفتوں میں حاصل ہونے لگی۔ آپ نے دین اسلام کی ترویج و تقویت اور طریقہ مجددیہ کی نشر و اشاعت کے لئے خلافت کا سلسلہ شروع فرمایا تقریباً سات ہزار خلفاء ،اور رجال کار شریعت و طریقت کے لئے تیار فرمائے

خواجہ ، خواجگاں شیخ شیوخ

چہ پیراں امام معصوم است

اور روئے زمین کے طول و عرض میں انہیں مساجد و مدارس اور خانقاہیں قائم کرنے پر مامور فرمایا۔ آپ کی ذات میں ایسی جاذبیت اور مقناطیسیت تھی کہ دنیا کے کونے کونے سے عامۃ المسلمین ،ارکان سلطنت ،امرائے مملکت کے علاوہ دیگر ممالک

marfat.com

کے خوانین وسلاطین بھی آپ سے بیعت و نیاز مندی کا دم بھرتے تھے یہاں تک کہ خلفاء اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہِ راست نو لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے۔

قطب ارشاد قبلہ، عالم
شاہِ شاہاں امام معصوم است

مرأت العالم اور مرأت جہاں میں تحریر ہے کہ آپ سے پہلے ایسا کوئی شخص نہیں گزرا جس کی خدمت میں اس قدر معتقدین اور مریدین کا مجمع ہوا یا اس قدر ارشاد و شیخیت کا اس سے ظہور رہا ہو، یا اس شان و شوکت سے کوئی ولی ارشاد و مشیخیت کی مسند پر جلوہ افروز ہوا ہو۔ [1]

چراغِ ہفت محفل خواجہ ء معصوم
منور از فروغش ہند تا رُوم
زہے عزت کہ رَبّ العرش داد
کہ بر سر تاج قیومیش بہ نہاد

لنگر معصومیہ

آپ کے عہد مشیخیت میں سرہند شریف میں ہمہ وقت علماء، مشائخ و خلفاء، طالبانِ شریعت اور سالکانِ طریقت کا ہجوم رہتا تھا کہ صبح و شام روزانہ پانچ ہزار افراد آپ کے لنگر خانہ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ ہر کسی کو پیٹ بھر کر گندم کی روٹی، بکرے کا گوشت ملتا۔ بڑے بڑے خلفاء کے لئے دو ہزار خوان تیار ہوتے جن میں قسما قسم کے کھانے، حلوے اور پھل وغیرہ ہوتے تھے۔

---

[1] انوار معصومیہ ص ۱۴۱

marfat.com

تصرفات وکرامات

بعض اوقات نماز کے وقت آپ کے پیچھے سو سو صفیں بھی ہوتیں مگر دوران قرأت آپ کی آواز سب کو برابر سنائی دیتی۔

ایک شخص اپنے بیٹے کو لے کر آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا یہ بیٹا کسی عورت پر فریفتہ ہو گیا ہے کہ اسے نہ دین کی فکر ہے نہ دُنیا کی۔ جب آپ اسے سمجھانے لگے تو اس نے شعر میں جواب دیا

در کوئے نیک نامی ما را گذر ندادند
گر تو نمی پسندی تبدیل کن قضاء را

یہ سن کر آپ نے اسے بغور دیکھتے ہوئے فرمایا ہم نے تیری قضا تبدیل کر دی ہے چنانچہ وہ فوراً تائب ہوا اور عشق کا خیال جاتا رہا۔

کسی نے خوب کیا

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

۞ ... آپ کے مرید مولانا محمد محسن کابلی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جب آپ معتکف تھے میں بوقت چاشت آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ کو سوتا ہوا پایا۔ مجھے خیال ہوا کہ آج آپ معمول سے زیادہ سو رہے ہیں اور ساتھ یہ بھی گمان گزرا کہ یہ غفلت کی نیند ہے اتنے میں آپ بیدار ہو گئے اور فرمایا

خواب میں وصل اس کا دیکھا ہے
خواب بہتر ہے یا کہ بیداری [1]

میں بہت شرمندہ ہوا اور آپ سے معذرت خواہ ہوا۔

[1] حضرات القدس ص ۳۱۴

marfat.com

✪ آپ کے ایک مخلص کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میری آنکھ میں درد ہوا ہر قسم کا علاج معالجہ کروایا لیکن بے سود۔ اتفاقاً ایک شخص دوالایا اور اس کی بہت تعریف کی جب میں نے وہ دوا استعمال کی تو میری رہی سہی بصارت بھی جاتی رہی اور میں اندھا ہو گیا۔ چند روز اسی حالت میں رہا۔ انہی دنوں آپ زیارت حرمین طیبین (حج) سے واپس تشریف لائے میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض حال کی آپ نے بہت افسوس کیا اور اپنا لعاب دہن میری آنکھوں میں ڈال کر فرمایا۔ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بند کر لو گھر جا کر کھولنا چنانچہ حسب الحکم گھر جا کر جب آنکھیں کھولیں تو بالکل روشن تھیں۔[1]

آپ کے عہد گرامی میں ناصر علی سر ہندی مشہور شاعر ہوا ہے شروع شروع میں شوق کے باوجود اس کی طبیعت میں شاعری کے ساتھ صحیح مناسبت پیدا نہیں ہوتی تھی اس نے آپ کی خدمت عالیہ میں صورتحال عرض کی آپ اس وقت وضو فرما رہے تھے آفتابے کا بقیہ پانی اسے نوش کرنے کے لئے دیا جسے پیتے ہی طبیعت میں آمد اور کلام میں موزونی وشوخی پیدا ہو گئی۔ آپ کی منقبت میں کہے ہوئے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں۔

ستونِ بارگاہ شرع اسلام — بہ افعال پیغمبر گام بر گام
حیات صدق را صدیق ثانی — ز نخل باغ فاروق ارمغانی
ز علم و حلم فضل نیل عثمان — خمیرش کاشف اسرار قرآن
ز روئے جود و احسان و کرامت — قبائے حیدری بر قد و قامت
سریر معرفت را بادشاہے — بفرق از فرق درویشے کلاہے
علی اے بے ادب زیں حرفِ بس کن — دُعا را با اجابت ہم نفس کن

---

[1] جواہر نقشبندیہ ص: ۳۱۳

marfat.com

تصانیف عالیہ

آپ کی تالیفات لطیفہ بالعموم اور مکتوبات شریفہ بالخصوص ادب و انشاء کا عظیم شاہکار ہیں جن میں ایجاز و اختصار کے ساتھ ساتھ برمحل اشعار کا استعمال قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہے اور ان میں علوم و معارف، حقائق و دقائق، شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کے دریا بہا دیئے گئے ہیں جن کا صحیح ادراک و احساس ان کے مطالعہ و ملاحظہ سے ہی ممکن ہے آپ کے مکاتیب مقدسہ تین دفاتر پر مشتمل ہیں۔

مکتوبات معصومیہ دفتر اوّل کی ترتیب و تدوین آپ کے صاحبزادہ سوم مروّج الشریعہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ قدس سرہُ العزیز نے فرمائی، یہ دفتر ۲۳۹ مکاتیب پر مشتمل ہے۔ دفتر دوم آپ کے صاحبزادۂ پنجم حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ العزیز کے حکم سے آپ کے خلیفہ حضرت مولانا شرف الدین حسین الہروی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب و مدون فرمایا، جس میں ۱۵۸ مکتوبات ہیں۔ جبکہ دفتر سوم آپ کے صاحبزادہ دوم قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہُ العزیز کے حسب الحکم آپ کے خلیفہ حضرت حاجی محمد عاشور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع و تدوین کی سعادت حاصل کی اس میں ۲۵۵ مکاتیب شریفہ ہیں۔ علاوہ ازیں مکاشفات عینیہ، یواقیت الحرمین اور اذکار معصومیہ بھی آپ کی ہی مرتب فرمودہ ہیں۔

وفات حسرت آیات

آپ نے ۷۱ برس بروز شنبہ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو بعد از فراغت نماز اشراق سکرات موت کے عالم میں زبان سے کچھ پڑھتے ہوئے راہی ملک بقا ہوئے صاحبزادگان نے کان لگا کر سنا تو سورہ یاسین تلاوت کرنے کی آواز آرہی تھی مرقد انور سرہند شریف میں ہے۔

marfat.com

ملفوظات شریفہ

اگر گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار سے اس کا تدارک کرے۔ اگر گناہ پوشیدہ ہو تو توبہ بھی پوشیدہ کرے اور اگر گناہ علانیہ سرزد ہوا ہے تو توبہ بھی اعلانیہ کرے۔ نقل ہے کہ کراماً کاتبین تین ساعت تک تحریر کرنے میں توقف کرتے ہیں اگر اس دوران توبہ کر لی جائے تو نامہ اعمال میں وہ گناہ نہیں لکھتے اگرچہ توبہ نصیب نہ ہو تو ہر وقت توبہ کرتا رہے۔

۞ سالک خورد و نوش میں اعتدال کرے نہ اس قدر کھائے کہ طاعت میں سستی پیدا ہو اور نہ ہی اس قدر کمی کرے کہ ذکر و طاعت سے باز رہے۔ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ العزیز کا قول گرامی ہے کہ لقمہ تر کھاؤ اور عمل صالح کرو۔ اصل کام طاعت ہے جو بات اس میں معاون ہے وہ مبارک ہے اور جو اس میں مخل ہے وہ ممنوع ہے۔

۞ کسی شخص نے آپ کو لکھا کہ پیر مریدوں کے حالات کو نہ جاننا نقص ہے۔ فرمایا ہمارے طریقہ میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے ایسا علم نہ پیر کے لئے ضروری ہے نہ مرید کے لئے، بلکہ اس طریقت میں استفادہ انعکاسی ہے۔ خربوزہ جو آفتاب کی حرارت سے پکتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ آفتاب کو پکانے یا خربوزہ کو پکنے کا علم ہو۔

۞ ہر نیک و بد کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیے جو شخص عذر پیش کرے اس کا عذر قبول کرے دوسروں پر اعتراض کم کرے اور نرم و ملائم طریقے سے گفتگو کرے۔ حضرت شیخ عبداللہ فرماتے ہیں کہ درویشی، نماز، روزہ اور شب بیداری میں نہیں ہے کیونکہ یہ تو بندگی کے اسباب ہیں بلکہ درویشی یہ ہے کہ نہ کسی سے ناراض ہو اور نہ کسی کو ناراض کرے۔ اگر یہ دولت حاصل ہو جائے تو تو واصل ہو جائے گا۔

marfat.com

قیوم ثالث، حجۃ اللہ

حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہُ العزیز

ولادت باسعادت

آپ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہُ العزیز کے فرزند دوم ہیں۔ آپ ۷ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۵ء کو بروز جمعۃ المبارک حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے وصال مبارک سے چند ماہ بعد دارالارشاد سرہند شریف میں پیدا ہوئے جبکہ عمدۃ المقامات میں ماہ ذیقعد تحریر ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز کو مرض موت میں فرمایا تھا کہ ''امسال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو صاحب معارف واسرار اور عجائب روزگار ہوگا، قرب الٰہی کے کمالات میں میرے برابر ہوگا اور کثیر تعداد خلقت اس سے فیض یاب ہوگی۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان گرامی کے مطابق آپ کا نام نامی محمد نقشبند، لقب شرف الدین اور کنیت ابوالقاسم رکھی گئی اور بطور شکرانہ بہت سا کھانا پکا کر

marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پرفتوح کے نام پر تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ''حجۃ اللہ'' کا خطاب عطا ہوا، الہامی الفاظ یوں تھے

''انت محبوب رب العالمین و حجة الله فی العالمین'' بعد ازاں آپ نے دیکھا کہ ملائکہ کرام اور اولیائے اُمت کی ارواح مقدسہ نے آپ کو السلام علیکم یا حجة الله کہہ کر سر اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ ذالک فضل الله یو تیه من یشآء

تعلیم

آپ تھوڑی مدت میں ہی قرآن مجید حفظ کر کے علوم متداولہ حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ علوم درسیہ تفسیر، حدیث، فقہ اور منقولات و معقولات اپنے والد گرامی کے علاوہ اپنے عم محترم خازن الرحمہ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ العزیز سے ایسی تحقیق و تدقیق سے پڑھے کہ حضرت خواجہ محمد سعید فرمایا کرتے تھے ''یہ مجھ سے پڑھنے نہیں آتے بلکہ پڑھانے آتے ہیں''۔

قیومیت کی بشارت

علو استعداد کی بنا پر تھوڑے عرصہ میں ہی آپ پر وہ اسرار و حقائق منکشف ہو گئے جن کی نسبت حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہُ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ یہ حیطہ ءِ درکِ عقل و تصویرِ خیال سے باہر ہیں۔ چنانچہ آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں نے جب بھی بعض علوم و معارف و اسرار حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہُ العزیز کی خدمت بابرکت میں عرض کیے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ علوم و معارف جو تم بیان کرتے ہو مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں جو حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے مجھ سے خلوت میں بیان

marfat.com

فرمائے تھے۔ پھر دوسرے روز حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز نے اپنی قیومیت کے ۴۱ ویں برس ۱۰۷۴ھ میں آپ کو خلوت میں بلا کر "قطب الاقطابی" اور "منصب قیومیت" کی بشارت دی اور فرمایا کہ جو تاج مدینہ منورہ سے رُخصت ہوتے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا تھا اب وہی تاج تمہیں عنایت ہوا ہے۔ میں عرض پرداز ہوا کہ وہ تاج طینت، اصالت، قیومیت اور محبوبیت ذاتی پر مشتمل تھا؟ فرمایا بعینہٖ وہی تاج ہے جو مجھے عنایت ہوا تھا اب وہی تمہیں عطا فرما دیا گیا ہے۔

مسند ارشاد پر جلوس

آپ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء کو مسند دعوت وارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ رُوئے زمین کے مختلف، خطوں سے لوگ ٹڈی دل کی طرح آپ کی خدمت فیض درجت میں بغرض نسبت وارادت حاضر ہوتے۔ بڑے بڑے علماء ومشائخ اپنی مشیخیت اور درس وتدریس کو چھوڑ کر آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ غیبی اشارہ پا کر رئیس المشائخ، حضرت شیخ عبدالوہاب، حضرت شیخ فخر الدین خطیب اور ملک العلماء عرب مولانا شمس الدین ہزارہا آدمیوں کو ساتھ لے کر (جن میں تین سو عالم، حافظ اور قاری تھے) آپ کی زیارت وبیعت کے لئے سرہند شریف حاضر ہوئے۔

بادشاہ وقت کی حاضری

مجلس میں آپ کا اس قدر رُعب ودبدبہ ہوتا تھا کہ بادشاہ اور امراء کو بھی بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی چنانچہ محی الاسلام والسنۃ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ایک مرتبہ آپ کے حلقہ، مراقبہ کے دوران حاضر خدمت ہوا اور ایک گوشہ میں مراقب ہو کر بیٹھ گیا۔ سب حاضرین مراقبہ میں اس قدر محو تھے کہ کسی نے بھی غور نہیں کیا کہ کون آیا

marfat.com

ہے جب آپ مراقبہ سے فارغ ہوئے بادشاہ حاضر خدمت ہوکر آداب بجالایا آپ نے شفقت فرمائی۔ بادشاہ عرض گزار ہوا کہ ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس زمانہ میں بھی اس کا ایسا بندہ موجود ہے کہ مجھ جیسا بادشاہ، جس کے ڈر سے ایران، توران اور روم وغیرہ کے بادشاہ بھی حواس باختہ ہوجاتے ہیں، جب اس بندۂ خدا کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو میرے نوکر چاکر تک بھی اس شیخ کی تعظیم کے پیش نظر میرے آداب وتواضع نہیں بجالاتے بلکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون شخص آیا ہے'' بعدازاں آپ سوار ہوئے تو بادشاہ احتراماً پیادہ آپ کے ساتھ چلنے لگا۔ اسوقت صرف آپ ہی سوار تھے باقی سب پیدل چل رہے تھے۔

صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا عالمگیر جیسا بادشاہ جس کا ثانی دنیا بھر میں نہیں ہے اس وقت آپ کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہا ہے آپ کے دل مبارک میں بھی یہ خیال ضرور آیا ہوگا یہ خیال آتے ہی آپ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔

''عبدالوہاب اگر عالمگیر جیسے لاکھوں بادشاہ میرے ساتھ پیدل چلیں تو بھی میرے دل میں کوئی خیال نہیں آئے گا'' میں نے عرض کیا واقعی آپ کی ذات ستودہ صفات ایسی ہی ہے۔ دریں اثناء بادشاہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا آپ کومعلوم ہے کہ میں آداب و نیاز اور تواضع کیوں کرتا ہوں آپ نے دریافت فرمایا کیوں کرتے ہو عرض کیا میں بادشاہ ہوں اور آنجناب درویش، جبکہ قیامت کے روز معاملہ برعکس ہوگا آپ بادشاہوں کے ساتھ ہونگے اور میں گناہگاروں کے گروہ میں کھڑا ہوں گا اس وقت میرا بھی خیال رکھنا۔ آپ نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں گناہگاروں میں نہیں رہنے دے گا اور تم کو ضرور بخش دے گا۔

marfat.com

زیارت حرمین شریفین

قیومیت کے نویں برس جب آپ نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا تو اعلان کر دیا کہ جو شخص چاہے ہمارے ساتھ حج پر چلے اور زادِ سفر کی کوئی فکر نہ کرے چنانچہ جب آپ شوال ۱۰۷۷ھ میں حجازِ مقدس کی طرف روانہ ہوئے تو ۲۵ ہزار آدمی آپ کے ہمراہ تھے اور ساحل سمندر پر پہنچنے تک آپ کے ہمراہیوں کی تعداد ۲۷ ہزار ہو چکی تھی جن میں ۲ ہزار علماء و مشائخ تھے ان دو ہزار میں سے ۳ سو حضرات ایسے تھے جن کے ہزاروں مرید صاحب باطن اور شاگرد تھے جن میں ۲ سو حضرات خواجہ معصوم قدس سرہ العزیز کے خلفاء تھے۔ حضرت خواجہ کا بحری جہاز ہوا موافق نہ ہونے کی وجہ سے دو ماہ میں یمن کی بندرگاہ مُخَـہ پر پہنچا جب اہل یمن کو آپ کے قدوم میمنت لزوم کے ورود کی اطلاع ملی تو وہ تمام آپ کی زیارت و استقبال کیلئے حاضر ہوئے اور مرید و غلام ہو گئے والیٔ مُخَـہ کو خدمت گاری اور مہمانداری کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعد ازاں جب اہل عرب کو آپ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو تمام وضیع و شریف علماء و مشائخ بلکہ شریف مکہ بھی آپ کے دیدار فیض آثار کیلئے آئے۔

جب آپ بارگاہ رسالت مآب علی صاحبہا الصلوات میں بہ ہزار ذوق و اشتیاق اور بصد ادب و نیاز "نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا" کے مصداق حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت فضل و کرم فرماتے ہوئے عنایات خاصہ اور تشریفات مخصوصہ سے نوازا کہ اَنْتَ فَخْرُ اُمَّتِیْ (تم میری اُمت کا فخر ہو) سے ممتاز فرمایا۔ آپ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بحر احسان و انعام میں مستغرق حالت مراقبہ میں ان کلمات سے عرض کناں تھے

اَفْدَیْتُ نَفْسِیْ وَزَوْجِیْ وَاَوْلَادِیْ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

marfat.com

یارسول اللہ! میرا نفس، میری زوج اور میری اولاد آپ پر قربان ہوں۔

اگرچہ آپ نے بپاسِ اَدب بیعت کا سلسلہ منقطع فرما دیا تھا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت وعنایت سے ہزاروں لوگ آپ سے مستفیض ہوئے یہاں تک کہ شیخ الاسلام مدینہ اور شیخ العرب بھی اپنے ہزاروں علماء وطلباء اور فقراء سمیت حاضر ہوکر داخل سلسلہ ہوئے۔ پچیس روز تک آپ کو مدینہ طیبہ میں حاضر رہنے کا شرف ملا۔

برزنجی کا عبرت ناک انجام

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کی تعلیمات پر آپ کے حین حیات ہی میں معاندین کے اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا جن کے مسکت جوابات خود حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز، آپ کے صاحبزادگان والاشان اور خلفائے کرام تحریر و تقریر کے ذریعے دیتے رہے۔ اگرچہ وقتی طور پر فتنہ دب جاتا مگر دین ملانی سبیل اللہ فساد کے مصداق حاسدین نے اپنے خبث باطن کی بناء پر حضرت قیوم ثالث قدس سرہ العزیز کی مسند نشینی کے دوران ایک مرتبہ پھر طوفان بدتمیزی برپا کردیا اور بادشاہ وقت کو مکتوبات شریفہ کی اشاعت وتعلیم وتدریس پر پابندی عائد کرنے کی درخواست کی جن میں عبداللہ خویشگی قصوری اور برزنجی رافضی (از علمائے عرب) پیش پیش تھے۔ جب برزنجی کو معاندین نے ہندوستان آنے کی دعوت دی تو وہ تقریباً تین سو شاگردوں سمیت جہاز میں سوار ہوکر ہندوستان کو روانہ ہوا۔ ادھر جب آپ کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ نے برہم ہوکر فرمایا ''اللہ تعالیٰ اسے ہندوستان پہنچنے کی مہلت نہیں دے گا وہ جلد ہی غضب پروردگار میں غرق ہوگا''۔ یہ خبر لوگوں میں عام پھیل گئی۔ آپ کے مرید کہتے تھے کہ اگر برزنجی ہلاک ہوگیا تو یہ آپ کا عین تصرف ہوگا اور آپ کی بزرگی روز روشن کی مانند واضح ہوجائے گی۔ برزنجی کا جہاز جب بندرگاہ ''سورت'' کے قریب پہنچا تو وہ اور

marfat.com

اس کے شاگرد جب فتح ونصرت کے لئے دست بدعا ہوئے ابھی دُعا میں مشغول تھے کہ بادِ مخالف نے اُٹھ کر جہاز کے پرخچے اڑا دیئے ..... یوں اللہ تعالیٰ نے برزنجی کو غرق کر کے ہندوستانی معاندین کو بھی ذلیل ورُسوا کر دیا اور ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔اس دور میں مخالفین کی تردید میں تقریباً ۳۶۰ کتابیں لکھی گئیں جن میں ۲۷ رسائل خانوادۂ مجددیہ کے تحریر فرمودہ تھے۔

کرامت ولایت کی شرط نہیں

حضرت مولانا عابد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدائے سلوک میں مجھے خیال آیا کہ مرشد کو اس قدر کشف ضرور ہونا چاہیے کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفعیہ کر سکے۔آپ قدس سرہٗ العزیز نے اسی وقت مجھے مخاطب کر کے فرمایا، محمد عابد سنو!

اولیاء اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں انہیں علم غیب کا جاننا اور ان سے کرامات کا ظاہر ہونا واجب نہیں اور ان اُمور کے نہ ہونے سے ان کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو افضل البشر بعد الانبیاء ہیں میں اس قدر کرامات نہ تھیں جتنی ایک ولی اللہ میں ہوتی ہیں۔

قلعہ گولکنڈہ کی فتح

جب سلطان الہند اورنگزیب عالمگیر نے آپ قدس سرہٗ کے حضور حاضر ہو کر فتح حیدرآباد، دکن کی استمداد کی کیونکہ بادشاہ کو متواتر خبریں پہنچ رہی تھیں کہ حیدرآباد میں خلفائے ثلاثہ، حضرت عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اعلانیہ سب وشتم کیا جاتا ہے، وہاں کا بادشاہ ابوالحسن تاناشاہ عیش وعشرت کا دلدادہ اور شراب ونشاط میں غرق رہتا

marfat.com

اور شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے ...... رعیت پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں ...... لیکن مظلوموں کی دادرسی کرنے والا کوئی نہیں۔ حضرت قیوم ثالث قدس سرہ العزیز بادشاہ کی عرض و نیاز سماعت فرما کر خلوت کدہ میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد واپس تشریف لائے آپ کے مبارک ہاتھ میں ایک تحریر کردہ قرطاس تھا جو آپ نے بادشاہ کو تھما دیا جس میں تحریر تھا کہ حیدرآباد کا یہ قلعہ تیسرے روز صبح کے وقت فتح ہوگا اور دن چڑھے قلعے کی چابیاں تمہارے ہاتھ آئیں گی۔ چنانچہ ناقابل تسخیر قلعہ گولکنڈہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی دعاؤں اور تصرف سے فتح ہوگیا۔ یونہی بیجاپور اور قلعہ ستارہ بھی محض تائیدایزدی سے آپ کی توجہات وتصرفات سے فتح ہوگئے۔ (والحمدللہ علی ذالک)

معاصرین

خانوادہ مجددیہ اور آپ کے خلفاء کے علاوہ حضرت سید حسن دہلوی درسی کتب ''سلم العلوم'' اور ''مسلم الثبوت'' کے مصنف حضرت علامہ محب اللہ بہاری، مرزا بیدل اور غنیمت جیسے بیسیوں مشائخ، علماء اور شعراء بھی آپ کے نیازمند اور ہم عصر تھے۔

باقیات صالحات

آپ کی اولاد امجاد میں حضرات شیخ ابوالعلی، شیخ محمد عمر، شیخ محمد کاظم، خواجہ عبدالرحیم، خواجہ عبدالرحمن، میر عبداللہ چھ صاحبزادے اور امت الکریم اور امت القیوم دو صاحبزادیاں تھیں جو علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھے۔

وفات حسرت آیات

آپ پر مدت سے عوارضات کا غلبہ رہتا تھا خاص کر خفقان اور پاؤں میں درد شدید ہوگئے تھے کہ ایک کا علاج دوسرے کی مضرت کا باعث ہوتا تھا۔ ایک روز بعد نماز

marfat.com

جمعہ حضرت قیوم ثانی قدس سرہ العزیز کے روضہ منورہ میں احباب کو فرمایا مجھے الہام ہوا ہے کہ تمہاری عمر اسّی سال سے متجاوز ہوگئی ہے اور یہ اس اُمت کی اوسط عمر ہے اگر مزید عمر چاہتے ہو تو دُنیا میں رہو ورنہ ہمارے پاس آ جاؤ...... سو میں نے لقائے پروردگار کو اختیار کیا ہے، تم سنت نبوی علی صاحبہا الصلوات کی پیروی کرتے رہنا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے طریقہ پر پوری طرح پابند رہنا تا کہ تمہاری فلاح ونجات ہو اور منصب قیومیت کے تمام کمالات اس پوتے محمد زبیر (قدس سرہ العزیز) کو حاصل ہوئے ہیں تم اس کی اطاعت کرنا۔

آپ پر بروز جمعرات امراض وضعف کا حد سے زیادہ غلبہ ہوگیا کہ لحظہ بہ لحظہ بے ہوش ہوتے جاتے تھے گو سانس میں تیزی آ گئی تھی لیکن نہایت وقار سے اَوراد و وَظائف پڑھتے رہے۔ شب جمعہ کو نماز تہجد کے بعد حصن حصین سے بعض دُعائیں سورۃ یٰسین چند بار فاتحہ اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے، ۲۹ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء کو ۳۵ برس مسند قیومیت وارشاد پر فائز المرام رہ کر جان شیریں، جان آفریں کے سپرد کردی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مزار پُر انوار سرہند شریف میں ہے جس پر نہایت عالیشان خوبصورت قبہ بنا ہوا ہے۔[1]

[1] روضۃ القیومیہ رکن سوم، انوار معصومیہ، تاریخ مشائخ نقشبند، انوار الکریم، جواہر نقشبندیہ، سیرت طالب، تذکرہ مشائخ امینیہ قلمی

marfat.com

قیوم رابع

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی قدس سرہ العزیز

نام ونسب

آپ کی ولادت ۵ ذیقعد ۱۰۹۳ھ بروز پیر سرہند شریف میں ہوئی۔ ہدایت نبی علیٰ صاحبہا الصلوٰت کے مطابق آپ کا اسم گرامی محمد زبیر کنیت ابوالبرکات اور لقب شمس الدین رکھا گیا۔ آپ قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہ العزیز کے پوتے اور جانشین ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ العزیز تک یوں پہنچتا ہے خواجہ محمد زبیر بن خواجہ ابوالعلیٰ بن خواجہ محمد نقشبند ثانی بن خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارھم۔

آپ نے عام بچوں کی طرح کبھی ستر یا بدن مبارک بول و براز سے ملوث نہ کیا، برہنہ رہنے سے طبعاً متنفر تھے۔ آپ نے کبھی دایہ سے خود بخود دودھ نہ مانگا اور نہ ہی بچوں کی طرح روتے۔

آپ کھیل کود میں مصروف نہ ہوئے اگر ہم عمر بچے آپ کو کھیل کود کی طرف

marfat.com

مزار اقدس   خلیفۃ اللہ قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی قدس سرہ

marfat.com

رغبت دلاتے تو آپ ہرگز کھیل کی طرف مائل نہ ہوتے اور نہ ہی خواہش کرتے بلکہ زبان مبارک سے فرماتے کہ پیری مریدی میں صرف کرنا خوش وقتی ہے اپنے دادا محترم حضرت قیوم ثالث کی طرح لوگوں کو توجہات قدسیہ سے نوازتے اور بشارت سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔

محیط فیض زیبا گوہرے آمد پدید
بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

تعلیم وتربیت

جب آپ کی عمر مبارک چار برس چار ماہ ہوئی تو آپ کو ایک سعادت منداديب اور طالع مند اتالیق کے سپرد کیا گیا اور اصلاح طبع کے لئے کئی خرد پرور اور سخن ور دانشور مقرر کئے گئے کہ آپ اپنا وقت تکمیل علوم اور تحصیل فضائل میں صرف کریں...... چنانچہ آپ نے اپنی ادائے کریمانہ اور قدوم میمنت لزوم سے استاد یگانہ کی نگاہوں میں گھر کرلیا۔

دلستان از قدومش شد گلستاں
کہ یابد ایں چنیں حولی استاں

دورانِ بچپن آپ پر بعض اوقات ایسے قوی احوال وواردات طاری ہوتے جو طبع مبارک کو متغیر کرتے کہ آپ بے خود ہو جاتے اگر کوئی ان کیفیات کی بابت دریافت کرتا تو آپ مطلع نہ فرماتے۔

ہرکے را سر حق آموختند
مہر کردند و دہانش و ختند

ان احوال وعوارف کے متعلق آپ کے جد کریم قدس سرہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ یہ مناصب احمدیہ کے دفینہ اور کمالات معصومیہ کے خزینہ کے خفیہ اسرار ہیں جو

marfat.com

مبارک وقت میں جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں۔

سات برس کی عمر میں ہی شائستگی حال، آراستگی مقال، اوضاع کریمانہ اور اطوار بزرگانہ آپ کی جبین سعادت سے ہویدا ہو گئے تھے۔

ابھی آپ کی عمر تیرہ برس ہوئی کہ والد گرامی حضرت شیخ ابوالعلیٰ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ عاطفت سر سے اُٹھ گیا اس لئے آپ کی ظاہری و باطنی پرورش آپ کے جدامجد قدس سرہُ العزیز نے ہی فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ کم سنی میں ہی آپ پر استغراق کا غلبہ رہتا تھا۔

زیارت حرمین طیبین

حضرت قیوم ثالث قدس سرہُ العزیز اپنے پوتے قیوم چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہُ العزیز کو ہمراہ لے کر حجاز مقدس روانہ ہوئے۔ جہاں حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ اجل حضرت شیخ مراد شامی (جو ملک شام کے سب سے بڑے شیخ تھے) نے اپنے صاحبزادے شیخ محمد شامی کو حضرت خواجہ محمد زبیر کے مرید کروایا اور حضرت قیوم ثالث قدس سرہُ العزیز نے ان کی باطنی تربیت فرما کر خلافت عنایت فرمائی جو بے شمار لوگوں کی رشد و ہدایت کا باعث ہوئے۔ ان کی خانقاہ کا سالانہ خرچہ تین لاکھ دینار ہوتا سلطان روم بھی انہیں کا مرید تھا۔

خلعت قیومیت

قیوم اوّل حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز کو جس برس ''تجدید الف ثانی'' کا منصب عظیم عطا ہوا تھا اس کے پورے سو برس بعد 1111ھ میں حضرت قیوم ثالث نے جہاں دیدہ سلطان اورنگ زیب کے لشکر شاہی میں آپ کو اپنا نائب مناب بنا کر قطب الاقطابی اور خلعت قیومیت پہنا کر اپنا جانشین مقرر فرما دیا اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کی تربیت آپ کے سپرد فرما دی۔ (اسی سال ۱۱ رمضان المبارک

marfat.com

۱۱۱۱ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت فجر حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔) سلطان آپ کی حیرت انگیز ذکاوت طبع اور فہم و فراست دیکھ کر کہتا تھا کہ جو بزرگی وفراست اس خوردسال بچے میں ہے کسی سال خوردہ میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

جب ۱۱۱۴ھ کو حضرت قیوم ثالث کا وصال ہو گیا تو یکم صفر المظفر ۱۱۱۴ھ بروز ہفتہ آپ مسند قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے (اسی برس ۴ شوال ۱۱۱۴ھ کو بروز بدھ بوقت طلوع آفتاب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متولد ہوئے۔)

نادر شاہ

سلطان الہند اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغل شہزادوں میں تخت نشینی کی خاطر خانہ جنگیوں اور انکی عیاشیوں نے عظیم اسلامی سلطنت کی نظریاتی بنیادوں اور جغرافیائی سرحدوں کو بلا کر رکھ دیا تھا شہزادہ معظم (بہادر شاہ) کو آپ نے تخت وتاج کی خوشخبری سنا کر اقتدار کی کشمکش میں سہارا دیا تھا لیکن وہ تخت نشینی کے بعد آپ کے احسانات وعنایات کو نظر انداز کر کے ایسا بداعتقاد اور عیش پرست ہو گیا کہ اس نے سلطنت مغلیہ کو تباہ و برباد کر کے اسلامی تہذیب وتمدن کو بھی بگاڑ کے رکھ دیا شہنشاہ فرخ سیر گو آپ کا نیاز مند تھا مگر ہندو راجاؤں اور سادات بارہہ (جو برائے نام مسلمان اور مسلکاً شیعہ تھے شراب نوشی اور قمار بازی ان کا شیوہ تھا) کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا تھا کہ اس نے غیر مسلموں سے جزیہ موقوف کر دیا تھا۔

ان ناگفتہ بہ حالات میں آپ نے مغل شہزادوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا "عیاشیوں اور برے کردار سے باز آجاؤ ورنہ تم پر ایسی بلا نازل ہوگی جو آج تک نازل نہ ہوئی تھی۔"

marfat.com

لیکن یہ انتباہ بھی ان عیش کوش حکمرانوں کو راہ راست پر نہ لا سکا انہی وجوہات کی بنا پر مغل حکمران خانوادہ مجددیہ کی نظر التفات اور خصوصی توجہات سے محروم ہو گئے بالآخر ہندوستان کے حکمران محمد شاہ کی عیاشیوں اور بدکرداریوں سے تنگ آکر امرائے سلطنت نے نادر شاہ کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دیتے رہے عذاب الہی جوش میں آیا اور نادر شاہ قیامت بن کر ہندوستان پر ٹوٹ پڑا۔

ع شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

چنانچہ نادر شاہ دریائے سندھ عبور کر کے لوگوں کو قتل عام کرتا، بستیوں کو گراتا اور باغات و جنگلات کو جلاتا ہوا دہلی پر قابض ہو گیا چونکہ مغل حکمران اور تورانی خاندان حضرات مجددیہ کے مرید چلے آرہے تھے اور تورانیوں اور ایرانیوں کی قدیم عداوت بھی چلی آرہی تھی نیز حضرات مجددیہ اہل سنت وجماعت کے عقائد و اعمال پر سختی سے کاربند تھے اس لئے وہ دینی اقدار کی تربیت وحمایت اور اسلامی انقلاب کی حمیت کو اجاگر کرنے میں ہمہ وقت سرگرم عمل رہتے تھے۔ اس لئے نادر شاہ نے دارالارشاد سرہند شریف کو نیست و نابود کرنے کا حکم دے دیا۔ دریں اثناء ایک روز نادر شاہ تخت پر سونا ہی چاہتا تھا کہ ایک نورانی شکل، سفید ریش، کندھے پر مصلی ڈالے، ہاتھ میں عصا لئے ہوئے کھڑے کہہ رہے ہیں کہ نادر شاہ! اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو سرہند کو تکلیف نہ پہنچانا بلکہ اس پاک شہر کی عزت کرنا اور اس کے مشائخ کو راضی رکھنا ورنہ ایک بلا نازل ہوگی کہ اس سے تو نہ بچ سکے گا اور نہ تیرا لشکر یہ تین مرتبہ تاکید فرما کر وہ سفید ریش بزرگ غائب ہو گئے نادر شاہ یہ باتیں سن کر گھبرایا اور پاسبانوں کو بلا کر ڈانٹنے لگا کہ اس شخص کو تم نے ایسے وقت میں اندر کیوں آنے دیا انہیں سزا دینا چاہئے تھی تو پاسبانوں نے حلفاً کہا کہ ہم نے ایسا کوئی شخص گذرنے نہیں دیا۔ نادر سمجھ گیا کہ یہ مرد غیب ہے اور اپنے خیال و پروگرام سے توبہ کی اور سرہند شریف کو دارالامان قرار دے دیا وہ سفید

maktabah.org

ریش نورانی صورت بزرگ خود حضرت خواجہ زبیر قدس سرہ العزیز تھے کہ جنہوں نے باطنی تصرف سے اپنے وطن مالوف کو تاخت و تاراج ہونے سے بچالیا یونہی نادر شاہ ہندوستان سے آپ کی توجہات و تصرفات کی بدولت ایران واپس لوٹ گیا اور تخت طاؤس (جسے شاہجہان نے دس کروڑ کی لاگت سے بنوایا تھا) اور دیگر قیمتی اشیاء بھی ساتھ لے گیا۔

معمولاتِ مبارکہ

آپ متبع سنت اور کثیر العبادت تھے نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ سورہ یٰس پڑھا کرتے نماز ظہر سے قبل ختم خواجگان نقشبندیہ اور ختم مجددیہ اصحاب کے ساتھ بیٹھ کر پڑھتے۔ نماز عصر کے بعد مشکوٰۃ شریف یا مکتوبات امام ربانی کا درس ارشاد فرماتے۔ ۲۴ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ ۱۵ ہزار مرتبہ اسم ذات دن کو اور ۵ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور ہزار مرتبہ درود شریف رات کو آپ کا دائمی وظیفہ تھا۔ نماز مغرب کے بعد صلوٰۃ اوابین میں دس پارے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔

آپ کا حلقہ مریدین بہت وسیع تھا زمانے کے بڑے بڑے علماء وامراء آپ کے معتقد تھے۔ جنہیں آپ توجہات قدسیہ سے نوازتے اور ان کی روحانی تربیت فرماتے تھے۔ آپ جب کبھی عیادت مریض یا مجلس وعظ میں شمولیت کے لئے دولت کدہ سے باہر تشریف لاتے تو شاہی امراء اپنے دوشالے اور پگڑیاں متبرک بنانے کے لئے فرش راہ کرتے تاکہ آپ کے قدم مبارک زمین پر نہ پڑیں۔

علو مرتبت

آپ ایک مرتبہ کسی تقریب میں شرکت کے لئے جامع مسجد کے قریب سے گذرے سواری کے ساتھ بے شمار ارادت مندوں کا جم غفیر تھا حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ

marfat.com

علیہ نے مسجد سے آپ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنی کملی اتار کر پھینکتے ہوئے فرمایا
''اسے جلا دو'' خدام نے جب سبب دریافت کیا تو فرمایا
اس بزرگ کی سواری میں اس قدر نور ہے اس کا ایک شمہ بھی میں نے اپنی کملی میں نہیں دیکھا حالانکہ تیس برس سے اس کملی میں ریاضت کر رہا ہوں کسی نے عرض کیا کہ یہ حضرت خواجہ محمد زبیر ہیں۔ فرمایا الحمد للہ! یہ تو ہمارے پیر زادہ ہیں ہماری آبرو رہ گئی۔ (واضح رہے کہ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت امام ربانی کے صاحبزادے حضرت خواجہ عبدالاحد کے مرید تھے آپ کا سن وصال ۱۱۵۲ھ ہے مرقد انور دہلی میں ہے)۔

القائے نسبت

ایک شخص آپ کی خدمت بابرکت میں عرض گذار ہوا کہ خاندان مجددیہ رضی اللہ عنہم کی نسبت مجھے ایک توجہ میں عنایت فرمادیں آپ نے ارشاد فرمایا یہ معمول نہیں ہے اگر نسبت ایک ہی توجہ میں دی جائے تو اس کا تحمل حوصلہ بشریت سے باہر ہے مگر وہ شخص اپنے سوال پر مصر رہا اور مزید الحاح وزاری سے عرض کرنے لگا ناچار آپ نے تمام نسبت ایک ہی توجہ میں یکبارگی القاء فرمادی مگر وہ شخص تاب نہ لا سکا اور شہید عشق ہو گیا۔

وفات حسرت آیات

۳۸ برس مسند قیومیت پر رونق افروز رہ کر ۴ ذیلقعدہ ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۴۰ء بعمر ۵۹ برس بروز بدھ بوقت اشراق آپ دہلی میں دار فانی سے رخصت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرقد انور سرہند شریف میں ہے

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے
حشر میں شانِ کریمی ناز برداری کرے

marfat.com

حافظِ حدیث رسول ثقلین

حضرت خواجہ قطب الدین حیدر بخاری قدس سرہ العزیز

نام ونسب

آپ کا اسم مبارک شاہ قطب الدین عرف محمد اشرف اور لقب حیدر حسین ہے۔ آپ کی نشو ونما اور تعلیم وتربیت نہایت پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔ آپ بخاری سید تھے۔ نسب نامہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے آبائی وطن ماوراء النہر ہے۔

علمی مقام

مختلف اساتذہ سے تفسیر، حدیث، فقہ، منقولات اور معقولات میں ید طولی اور مہارتِ تامہ حاصل کی آپ ایک عالم باعمل اور فاضل بے بدل تھے کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے تفسیر اور حدیث کی تدریس وتعلیم بھی فرمایا کرتے تھے اور بہت سی کتب کی شروح وحواشی بھی لکھے۔

marfat.com

باطنی انتساب

ذوق طریقت اور شوق نسبت آپ کو سرہند شریف میں قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر فاروقی قدس سرہ' کی خدمت فیض درجت میں لے آیا۔شرف بیعت اور حصول نسبت کے بعد پندرہ برس اپنے مرشد و مربی کی صحبت و ملازمت میں رہے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔شریعت و طریقت اور زہد و تقوی میں منفرد اور ممتاز تھے۔ اپنے پیر روشن ضمیر کے انتقال پر ملال (۱۱۵۲ھ) کے بعد مسند مشیخیت پر متمکن ہوئے اور بیس برس تک سرہند شریف میں تشنگانِ طریقت اور طالبانِ معرفت کو رُشد و ہدایت سے نوازتے رہے۔ دریں اثناء ایک صاحبزادہ صاحب سے کسی بات پر عناد ناحق شروع ہو گیا جو طوالت پکڑ گیا اور بالآخر آپ سرہند شریف کو مجبوراً خیر باد کہہ کر حضرت دہلی میں عارف باللہ حضرت خواجہ باقی باللہ احراری قدس سرہ' کے آستانہ پر کچھ عرصہ قیام پذیر رہے یوں آپ کی غیرت و رنجیدگی سے سرہند میں چھ برس تک لرزہ و زلزلہ رہا اور وہ تباہ و فنا ہو گیا۔اس لئے آپ کو فانی سرہند (غارت گر سرہند) کہتے ہیں امام رفیع الدین فاروقی قدس سرہ العزیز کو بانی سرہند کہا جاتا ہے۔

زیارت حرمین

۱۱۷۳ھ میں آپ حضرت حافظ جمال اللہ قدس سرہ' کو اپنا جانشین مقرر فرما کر عازم حرمین طیبین ہو گئے جذب و اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ قدم قدم پر درود و سلام کا ہدیہ پیش کرتے اور ہر فرسنگ (تقریباً پانچ کلومیٹر) پر دوگانہ نماز ادا کرتے تھے۔ دورانِ سفر طرح طرح کے عجائبات و کرامات ملاحظہ میں آئے۔مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر نماز شکرانہ ادا کر کے برہنہ پا شہر طیبہ میں داخل ہوئے اور دیوانہ وار درو دیوار کو چومتے

marfat.com

ہوئے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور بارگاہِ رسالت مآب علیٰ صاحبھا الصلوات میں بزبانِ حال عرض گزار ہوئے کہ اب کہیں نہیں جاؤں گا۔ مدنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں ہی جان دے دوں گا حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا۔

با دو قبلہ در رہ توحید نتواں رفت راست
یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

ترجمہ: رہ توحید میں دو قبلوں سے چلنا روانہیں۔ یا تو رضائے دوست چاہیے یا اپنی مرضی کرنی چاہیے۔

ارباب مکاشفہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ہوئی کہ قطب الدین میرا فرزند اور مہمان ہے اس سے باطنی فیوض و برکات حاصل کرو۔ چنانچہ بہت سے لوگ آپ کی خدمت بابرکت میں بغایت نیاز واحترام حاضر ہوکر داخل سلسلہ ہوئے اور دارین کی نعمتوں سے سرفراز اور حصولِ مراد کو پہنچے یوں مدینہ منورہ میں آپ کی بدولت طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت ہوئی آپ مدینہ منورہ میں ہندالولی کے لقب سے مشہور تھے۔

وفات حسرت آیات

آپ کا وصال ۱۱ رجب المرجب ۱۱۸۰ھ/ ۱۷۶۶ء کو حسبی اللہ ونعم الوکیل کا ورد کرتے ہوئے مدینہ طیبہ میں ہوا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی جالی مبارک سے ایک دستار برآمد ہوئی اور ارشاد ہوا کہ میرے فرزند قطب الدین کو اس کا کفن دو، چنانچہ وہ دستار فیض آثار آپ کی تکفین کیلئے کافی ہوئی آپ قدوۃ الاقطاب حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ اور حضرت خواجہ سید آدم بنوری

marfat.com

قدس سرہٗ کے مزارات کے قریب نواسہ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے شمال مغربی گوشہ میں جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قبہ مبارکہ کا پانی آپ کی مرقد انور پر گرتا تھا لیکن سعودی حکومت نے تمام قبے مسمار کردیئے ہیں۔ [1]

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی)، جواہر نقشبندیہ، تاریخ مشائخ نقشبند، انوار الکریم، سیرت طالب

marfat.com

قطب عالم

حضرت خواجہ سید محمد جمال اللہ قدس سرہُ العزیز

نام ونسب

آپ کا نام نامی سید محمد جمال اللہ اور والد ماجد کا اسم گرامی سید سلطان شاہ معروف بہ سید محمد درویش تھا۔ آپ ۱۱ ربیع الاول ۱۱۲۷ھ بمطابق ۲۸ نومبر ۱۷۲۴ء گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کا آبائی وطن بخارہ ہے۔ آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہُ العزیز کی وساطت سے مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ عالم بچپن میں حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے خواب میں اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہُ العزیز آپ کی روحانی تربیت فرماتے رہے ...... یہی وجہ ہے کہ بچپن سے ہی آپ پر بے خودی اور جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔

marfat.com

تحصیل تعلیم

آپ نے حفظ قرآن کے بعد علوم ظاہری حاصل کیے اور مکمل عسکری تربیت حاصل کی۔ ایک روز استاذ گرامی نے فرمایا شاہ صاحب تمہاری امانت ملک ہندوستان میں ہے اسے حاصل کرو، ایک جہاں تم سے فیضیاب ہوگا۔ چنانچہ سیروا فی الارض کے بموجب سیر و سیاحت کرتے ہوئے دہلی تشریف لائے اور وہاں سلسلہ نقشبندیہ کے ایک درویش صفت متبحر عالم دین سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل فرمائی اور علوم متداولہ میں ید طولی اور مہارت تامہ حاصل کی۔

بیعت و ریاضت

علوم درسیہ کی تحصیل کے بعد آپ عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ تلاوت قرآن بڑی خوش الحانی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی زیارت و تلاوت میں اس قدر محو ہوتے کہ روزانہ دو قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ چونکہ آپ کے استاذ محترم حضرت خواجہ قطب الدین حیدر قدس سرہ العزیز کے مرید خاص تھے اس لئے آپ ان سے غائبانہ مانوس ہو چکے تھے۔ ایک شب حسب معمول تلاوت قرآن حکیم کر رہے تھے کہ ہاتف غیب سے ندا آئی "اے جمال اللہ! اگرچہ تلاوت قرآن بہت بڑی عبادت ہے مگر عبادت میں لذت و سرور کسی شیخ کامل کی بیعت سے دوبالا ہو جائے گا"۔ ندائے غیبی سنتے ہی آپ کی حالت دگرگوں ہوگئی چنانچہ افتاں وخیزاں استاذ محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا خدارا مجھے جلد اپنے پیرو مرشد کی خدمت اقدس میں لے چلیں۔ استاذ گرامی نے فرمایا کہ اب رات کا وقت ہے انشاء اللہ العزیز صبح چلیں گے۔ یہ سن کر آپ کی طبیعت میں مزید اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی اور رات گزارنا مشکل ہوگئی۔

marfat.com

صبح ہوتے ہی استاذ مکرم کے ہمراہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ باقی باللہ احراری قدس سرہٗ العزیز کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے کیونکہ حضرت خواجہ قطب الدین حیدر قدس سرہٗ العزیز ان دنوں وہیں گوشہ نشین تھے۔

خرقہ خلافت

شرف بیعت اور حصول نسبت کے بعد ہر کسی کو خیر باد کہہ کر مرشد و مربی کی خدمت فیض درجت میں رہنا شروع کر دیا اور بارہ برس شیخ کی صحبت کیمیا اثر میں رہے۔ چونکہ مرشد گرامی کو بھی آپ کو جدائی گوارہ نہ تھی، اس لیے حج کے موقع پر زیارت حرمین طیبین کے لیے جاتے ہوئے حافظ صاحب قدس سرہ العزیز کو بھی ہمراہ لے گئے۔

جب مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ قطب الدین حیدر، جمال جہاں آراء سے مشرف ہوئے تو حکم ملا کہ حافظ صاحب کو خرقہ خلافت پہنا کر ہندوستان واپس بھیج دو وہاں ہزاروں لوگ ان سے مستفیض ہوں گے۔

وطن واپسی

مدینہ منورہ سے واپس تشریف لا کر آپ تین برس تک سرہند شریف میں قیام پذیر رہے اور حضرات مجددیہ رضی اللہ عنہم کے فیوض و برکات سے حظ وافر حاصل کیا۔ بعد ازیں مصطفےٰ آباد شریف معروف رام پور میں نواب فیض اللہ خان کی فوج میں بحیثیت ملازم اپنے جذب و فقر و چھپائے رکھا مگر

نہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتیوں میں نہاں ہو کر

عالم جذب و مستی میں ایک روز رام پور کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک پر اثر آواز کی سماعت نے آتش عشق کو دو آتشہ کر دیا اور اللہ، اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے دولت

marfat.com

خانہ کی طرف تشریف لے گئے۔اس حالت میں جو جاندار آپ کے سامنے آتا، وہ مست و بے خود ہو جاتا بلکہ بعض تو مرغ بسمل کی طرح خاک پر لوٹتے تھے۔یہ واقعہ جنگل کی آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گیا اور ہر سو آپ کی شہرت ہوگئی اور خلق تیخ ی خدمت ہو کر آپ سے مستفید ہونے لگی۔

معمولات

آپ کا قلب اطہر عرفان الٰہی اور عشق نبوی علی صاحبہا الصلوات سے معمور و مخمور تھا۔شریعت و سنت کا خصوصی التزام فرماتے اوراذکار واوراد کی کثرت آپ کا معمول تھا۔خوش اخلاقی اور جود و سخا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔آپ کا لنگر شاہی ہونے کی وجہ سے سینکڑوں لوگ کھانا کھاتے تھے۔کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہیں جاتا تھا۔آپ بذات خود سائلوں کے منتظر رہتے تھے۔آپ مستجاب الدعوات تھے کہ آپ کی دعا وتوجہ کی برکت سے لوگوں کی مصیبتیں دور اور مشکلیں کافور ہو جاتی تھیں۔چہرہ انور نہایت نورانی اور نگاہ اس قدر پر تاثیر تھی کہ جو بھی آپ کو ایک دفعہ دیکھ لیتا فریفتہ و گرویدہ ہو کر عمر بھر کے لئے آپ کا غلام بے دام بن جاتا تھا۔

مسند دعوت وارشاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات ستودہ صفات میں اس قدر جذب وکشش رکھی تھی کہ عامۃ الناس کے علاوہ امرائے مملکت اور رؤسائے سلطنت بھی آپ کے معتقد تھے۔ چنانچہ نواب فیض اللہ خان والئ رام پور اور حافظ رحمت خان والئ روہیلکھنڈ بھی آپ کے دلدادہ تھے۔حافظ رحمت خان کی بیٹی خدیجہ خاتون بھی آپ کی مرید تھی۔خواجہ سید محمد عیسیٰ (چودھوان شریف)،خواجہ سید محی الدین تیراہی،خواجہ سید امان تیراہی،خواجہ

marfat.com

[illegible] خواجہ [illegible] خان [illegible]، خواجہ وارث خان بخاری، خواجہ [illegible]
[illegible] رحمۃ اللہ علیہم جیسے جلیل القدر خلفاء نے آپ
[illegible]
[illegible] حضرت
[illegible]
[illegible] عقیدت [illegible] آپ کے
[illegible]

[illegible]

[illegible]

مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لا الہ الا ہو

اس پر آپ کے سینے میں تلاطم خیز ہیجان پیدا ہوا اور فرط محبت سے شاہ درگاہی کو سینے سے لگا کر فیض و نور سے معمور کر دیا اور دستار خلافت سر پر باندھتے ہوئے فرمایا ''جا درگاہی جو تیرے ہاتھ سے ہاتھ ملائے گا اس کو بھی خدا کی معرفت حاصل ہو جائے گی''۔

قدرے گل و مل بادہ پرستاں دانند
نہ خود منشاں و تنگدستاں دانند
از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن
کیں نقش غریب نقشبنداں دانند

یہ ہے مرشد گرامی کے حکم کی تعمیل جو فیوض و برکات کے حصول کا باعث ثابت ہوئی۔

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

حقیقت یہ ہے کہ جب تک کوئی مرید پیکر تسلیم و وفا نہیں بن جاتا اس وقت تک اس پر فضل و فتوحات کے دراز ے نہیں کھلتے، مشائخ کے سینے نہیں اچھلتے۔ قلب محبت چکنی چپڑی باتوں سے نہیں بلکہ وفاؤں اور اداؤں سے جیتا جاتا ہے ادب و نیاز اور سوز و گداز کا مجسمہ بن کر سالہا سال کوچۂ جاناں کی خاک چھاننا پڑتی ہے حضرات صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار کی سیرت و کردار کو مشعل راہ بنا کر یار کے مشن اور اولاد کے ساتھ وفا کرنا پڑتی ہے اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی کا سبق سیکھنا پڑتا ہے۔ بقول عارف حزنی رحمۃ اللہ علیہ

آل اولاد تیری دا منگتا میں کنگال زیانی
پاؤ خیر محمد تائیں صدقہ شاہ جیلانی

marfat.com

آپ نے ایک روز قیام رام پور کے دوران فرمایا آج ہمارا دل احمد شاہ بادشاہ کا قلعہ اور باغ دیکھنے کو چاہتا ہے لہٰذا اپنے وظائف ونوافل وغیرہا سے فارغ ہو جائیں تاکہ معمولات میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہونے پائے چنانچہ آپ بھی وظائف واذکار معمولہ سے فراغت حاصل کر کے احباب کے ہمراہ قلعہ شاہی کے نزدیک باغ میں تشریف لے گئے۔ اس وقت قلعہ میں حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز عہدہ سپہ سالار پر تعینات فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ کسی کام کے سلسلہ میں دیوار پر کھڑے تھے کہ جب آپ کی نظر مبارک حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہٗ العزیز پر پڑی تو آپ کی پر وقار علمی وروحانی شخصیت کو دیکھ کر متحیر ہو گئے۔ فی الفور دیوار سے اتر کر آپ کے قدموں میں گر گئے۔ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ہوش وحواس نہ رہے۔ جب دو تین گھنٹوں کے بعد حالت اضطرابی سے تسکین وقراری ملی تو آپ کی خدمت بابرکت میں داخل سلسلہ کرنے کی استدعا کی۔ آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت خواجہ سید محمد عیسٰی قدس سرہٗ العزیز کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ اس کی بیعت اگرچہ میری طرف سے ہے مگر ان کی تکمیل تمہارے ذمہ ہے۔

تصرف روحانی

ایک قوی الجثہ ،سنگ دل اور زاہد خشک اذکر نامی مولوی اہل اللہ کا منکر تھا اور مجالس ذکر میں اہل اللہ کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ ایک روز وہ آپ کی مسجد مبارک میں بھی آیا تو آپ نے باطنی بصیرت اور نور فراست سے جان لیا کہ یہ بے ادب، گستاخ اور بد بخت آدمی ہے۔ جب آپ نے اس سے نام پوچھا تو بڑے کرخت لہجہ اور مکروہ آواز کے ساتھ کہنے لگا ''ملا اذکر'' آپ نے فرمایا تیرا جسم اور اسم سخت ہیں پھر آپ نے بلند آواز سے ''اللہ'' کا نعرہ مارا جس کی روحانی تاب نہ لا کر وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا

marfat.com

اور ایسے تڑپنے پھڑ کنے لگا کہ ابھی مر جائے گا۔اس کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو رحم آ گیا اور اپنا دست مبارک اس کے دل پر پھیرا جس سے اس کی قلبی قساوت اور غرور زائل ہو گیا اور معذرت کر کے داخل سلسلہ ہو گیا۔

وفات حسرت آیات

آپ نے ۳ یا ۴ صفر المظفر ۱۲۰۹ھ کو جان شیریں، جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کی مادہ تاریخ وفات منظر حیا (۱۲۰۹ھ) اور وھو العظیم ہے۔آپ کی مرقد انور رام پور شہر میں متصل دروازہ عیدگاہ بنی جو مرجع خاص و عام ہے۔مزار پر انوار کے جنوبی دروازہ پر درج ذیل قطعۂ وصال مبارک کندہ ہے

آن شاہ جمال قطب عالم
خوش رفت بجلوہ گاہ وحدت
تاریخ فنائے با بقائش
سیر عالم مقام حیرت

مرقد انور پر تعمیر کردہ گنبد پر گلکاری آپ کا نیاز مند کر رہا تھا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے گر گیا۔زمین پر گرنے سے قبل اس نے آپ کو یاد کیا تو آپ فوراً نمودار ہوئے اور اپنے نیاز مند کو فضا میں ہی دبوچ کر زمین پر صحیح سالم پہنچا دیا حاضرین یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ [1]

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ قلمی، جواہر نقشبندیہ، تاریخ مشائخ نقشبند، سیرت طالب، انوار الکریم

marfat.com

زبدۂ اہل رضا

حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ قدس سرہُ العزیز

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی محمد عیسیٰ ہے اور شجرۂ نسب امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملنے کی وجہ سے آپ شرف سیادت سے بھی ممتاز ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت موضع چودھوان علاقہ گنڈہ پور تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی۔ گنڈہ پور ایک قبیلہ ہے جو بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ میں آباد ہے۔

تعلیم وتربیت

آپ علم ظاہری و باطنی میں بے نظیر اور فضل وکمال میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے مصاحب تھے۔ روزانہ ان سے شرف ملاقات نصیب ہوتا تھا اور انہی کے اشارے پر رام پور جا کر حضرت خواجہ سید محمد جمال اللہ قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ عرصہ دراز تک سفر وحضر میں اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت فیض درجت میں رہ کر تاج خلافت پایا۔ آپ اپنے شیخ کے مقرب

marfat.com

خاص اور اس قدر منظور نظر خلیفہ اکبر تھے کہ آپ کے شیخ محترم اپنے بعض مریدوں کو باطنی تربیت و توجہات کے لئے ان کے حوالے کر دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت شاہ جمال اللہ نے اپنے مرید خاص حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ کو آپ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ اگرچہ اس کی بیعت میری طرف سے ہے مگر اس کی تکمیل تمہارے ذمہ ہے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

دیدار فرحت آثار

ایک دفعہ حضرت خواجہ فیض اللہ اپنے شیخ تربیت حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہٗ کی زیارت وقدم بوسی کیلئے چودھوان شریف کی طرف عازم سفر ہوئے تو رستے میں سخت علیل ہو گئے اور حیات مستعار کی امید نہ رہی تو ایک قصبہ کی مسجد میں فروکش ہو گئے۔ آپ اضطراب و بے قراری کے عالم میں حضرت خواجہ عیسیٰ کو یاد کرتے محبت کی جلوہ گری نے کمال دکھایا کہ خود حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہ، خواجہ فیض اللہ کی ملاقات کیلئے اپنے در دولت سے روانہ ہو گئے۔ عین نماز مغرب میں اسی مسجد میں شامل نماز ہو گئے جہاں حضرت خواجہ تیراہی صاحب فراش تھے۔ ادائے نماز کے بعد دریافت فرمایا یہاں ایک مسافر بیمار ہے کسی کو اس کے قیام کا پتہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ایک بیمار مسافر یہاں حجرہ میں فروکش ہے۔ جونہی آپ حجرہ میں داخل ہوئے تو آپ کے دیدار فرحت آثار سے حضرت خواجہ تیراہی پر وجد طاری ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ نے اپنا دست اقدس ان کے سینے پر پھیرا تو وہ فی الفور ہوش میں آ گئے۔ بیماری کی وجہ سے حضرت خواجہ تیراہی بہت کمزور ہو گئے تھے اور کافی دنوں سے کچھ تناول بھی نہیں فرمایا تھا اسلئے آپ نے دریافت فرمایا کہ اگر کسی چیز کو دل چاہے تو کھانے کیلئے تیار کریں۔ خواجہ تیراہی نے عرض کیا "جو نعمت دیدار اچانک مجھے نصیب ہوگئی ہے میرے

marfat.com

لئے یہی کافی ہے کہ جس نے تلخیوں کو شیرینیوں میں بدل دیا ہے"۔ بقول شاعر

گر خوری یک لقمہ از نان نور

خاک ریزی بر سر نان تنور

پھر آپ نے اپنے بضاعت سفر سے قدرے ہریسہ نکالا اور فرمایا یہ تھوڑا سا نوش کر لیجئے انشاء اللہ صحت عاجلہ کاملہ نصیب ہوگی۔ جب خواجہ تیراہی نے بطور تبرک تعمیل ارشاد کرتے ہوئے دو چار لقمے تناول فرمائے تو فی الفور تمام حجابات اٹھ گئے۔ بعدازاں مزید بھوک محسوس ہوئی اور بقیہ تمام ہریسہ نوش جاں فرمالیا پھر صبح تک آرام سے سوئے رہے۔ دوسرے روز جب بیدار ہوئے تو مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے تھے۔ خواجہ تیراہی آپ کی خدمت میں عرض گذار ہوئے آقا! آپ کو میری علالت کے بارے میں کیسے علم ہوا؟ تو فرمایا کئی روز سے مجھ پر اضطرابی کیفیت طاری تھی فلہٰذا میں تمہاری طرف روانہ ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس پہنچا دیا۔ چند ایک یوم کے بعد یہ دونوں حضرات حضرت خواجہ شاہ جمال اللہ علیہ الرحمہ کی ملاقات کیلئے رام پور روانہ ہو گئے۔

خاکِ شفاء

حضرت خواجہ فیض اللہ ہر سال تیزئی شریف (تیراہ) سے چودھواں شریف حاضر ہوا کرتے تھے لیکن ایک دفعہ سخت علالت کی وجہ سے اپنے مرشد گرامی کی خدمت بابرکت میں حاضر نہ ہو سکے تو اپنے ساتھیوں کے ذریعے دست بستہ سلام و پیغام عرض کیا کہ

آپ کا غلام بے دام آپ کے دیدار کا بے حد مشتاق ہے مگر بوجہ علالت مجبور اور معذور ہے محروم نہ فرمایا جائے

marfat.com

بعد ازاں گو کہ دعا گوئی شما می گوید
گرچہ دوریم ز خدمت بخدا مجبوریم

ساتھیوں سے یہ بھی کہا کہ واپسی پر حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے مبارک قدموں کے نیچے سے خاک پاک اٹھاتے لانا جو میرے لئے تریاق ہے۔ بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

اگر بوسہ بر خاک مرداں زنی
بمردی کہ پیش آیدت روشنی
کسانیکہ پوشیدہ چشم دل اند
ہمانا کہ زیں توتیا غافل اند

جب آپ کے ساتھی بیس روز کی مسافت کے بعد چودھوان شریف پہنچے تو آپ نے دریافت فرمایا "فیض اللہ دیوانہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آیا خیریت تو ہے؟ تو دوستوں نے عرض کی ... آپ کا دیوانہ ایک عرصہ سے بیمار ہے اور کوشش بسیار کے باوجود بیماری کی وجہ سے امسال زیارت وملاقات سے محروم رہ گیا لیکن زیارت سے مشرف ہونے کی آرزو رکھتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا میرے دیوانے کو سلام ودعا کے بعد کہنا، فقیر خود اس کے پاس پہنچ کر ملاقات کرے گا۔

ساتھیوں نے حسب وعدہ ان کے لئے قدرے خاک پا لی اور وطن واپس آ کر خواجہ تیراہی کو آپ کی آمد کی خوشخبری سنائی۔

مژدہ اے دل کہ دگر باد صبا باز آمد
ہدہد خوش خبر از شہر سبا باز آمد

خواجہ تیراہی نے دوستوں سے اپنی امانت طلب کی اور خاکپائے مبارک لے کر

marfat.com

پانی میں حل کر کے نوش جاں کر لی تو شیخ کامل کی محبت اور خوش اعتقادی کے باعث دو تین روز میں صحت یاب ہو گئے

ع ہے ذوق تجلی اسی خاک میں پنہاں

آپ مرشد کامل کی تشریف آوری کی خبر سن کر پھولے نہ سماتے تھے اور دیوانہ وار بار بار یہ شعر گنگناتے تھے

قاصد رسید نامہ رسید و خبر رسید
در حیرتم کہ جاں بکدامیں کنم نثار

میرے خضر تو آپ ہی ہیں

ایک دفعہ خواجہ تیراہی قدس سرہ' نے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھ کو ایک دوست کی یاد بہت آتی ہے جو زمانہ طالب علمی میں میرا ہم سبق رہا ہے۔ ان کا نام ''حضرت جی'' ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے میری ملاقات ہو جائے۔ وہ سات سال تک درس مکتب میں میرے ساتھ رہا اور اس کی ذات سے مجھے بیشمار دینی و دنیوی فوائد حاصل ہوئے''۔ آپ نے فرمایا:...... ''میرے ساتھ اس وادی (جنگل) میں چلو!''

وادی میں پہنچ کر مراقب ہو گئے تو اچانک دیکھا کہ دور سے دو آدمی چلے آ رہے ہیں۔ قریب پہنچ کر انہوں نے سلام فرمایا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر نہایت ادب سے مصافحہ فرمایا۔ ان دونوں میں ایک ''حضرت جی'' تھے خواجہ تیراہی ان سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے
بہ اُمید رسد امید وارے

marfat.com

آپ قدس سرہٗ نے فرمایا:

''اے دیوانے!! کیا تو نہیں جانتا یہ دوسرا شخص کون ہے؟''

عرض کی! حضور میں نہیں جانتا۔

فرمایا: یہ دوسرے شخص حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ اگر کچھ مانگنا ہے تو ان سے مانگ لو!

عرض کی!'' یا حضرت! میرے خضر تو آپ ہی ہیں مجھے جو کچھ لینا ہے آپ سے ہی لینا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام بھی مجھے آپ ہی کی برکت سے ملے ہیں''

زمانہ چھوٹ جائے لیکن تیرا در نہ چھوٹے گا
کہ ساقی تیرے مے خواروں کو غداری نہیں آتی

گویا کہ خواجہ تیراہی بزبان حال یوں گویا تھے

منت خدائے را کہ تمنائے سالہا
در دل کہ داشتیم باو کامراں شدیم

وفات حسرت آیات

آپ کا وصال باکمال ۷ ذوالحج ۱۲۲۰ھ کو ہوا۔ مادہ تاریخ مظفر (۱۲۲۰ھ) ہے اور مرقد انور چودھواں شریف میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

باقیات صالحات

آپ کے تین فرزند تھے اول خواجہ پیر محمد دوم خواجہ جان محمد سوم خواجہ علی محمد علیہم الرحمۃ۔ وقت وصال خواجہ جان محمد اور خواجہ علی محمد بقید حیات تھے۔ آپ نے دونوں کو حضرت خواجہ تیراہی کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت وتکمیل سلوک کی

marfat.com

وصیت فرمائی چنانچہ دونوں صاحبزادگان والاشان چھ ماہ تک تیزئی شریف (تیراہ) میں اکتساب فیض کرتے رہے۔

مراحل سلوک طے کروانے کے بعد حضرت خواجہ تیراہی قدس سرہ' نے دونوں صاحبزادوں کو بصد اعزاز و اکرام وطن واپس بھیج دیا۔ حضرت خواجہ جان محمد علیہ الرحمہ آپ کے جانشین منتخب ہوئے۔ [1]

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی)، جواہر نقشبندیہ، انوار العلماء، تاریخ مشائخ نقشبند

marfat.com

واصل باللہ

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز

تعارف

آپ کا اسم گرامی محمد فیض اللہ ہے اور تاریخ ولادت غالباً ۱۱۴۳ھ/ ۱۷۳۰ء ہے۔ آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک ''محمد'' عرف ''خان محمد'' تھا۔ اپنے وقت کے عظیم مفتی اور علوم ظاہری میں کامل تھے۔ تدریس میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ کوہاٹ شہر کے نزدیک موضع شادی خیل میں ایک عرصہ تک درس دیتے رہے۔ آپ کے علم و فضل کا ایک عالم گواہ تھا۔

تعلیم

آپ نے اکیس (۲۱) برس کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی۔ آپ فن خطاطی میں بے بھی مثل تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کی شادی ہوگئی۔

marfat.com

احمد شاہ ابدالی کی فوج سے وابستگی

احمد شاہ ابدالی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر ہندوستان پر حملہ کرنے والا تھا۔ آپ نے بھی قلیل عرصہ میں فنونِ حرب کی تربیت حاصل کی اور احمد شاہ ابدالی کی فوج میں شامل ہو گئے۔ تھوڑے عرصہ بعد سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دینے کے لئے قلعہ رام پور میں تعینات کئے گئے۔

باطنی انتساب

آپ قلعہ رام پور میں سپہ سالاری کے فرائض انجام دے رہے تھے کہ ایک دن قلعہ سے باہر حضرت خواجہ سید جمال اللہ قدس سرہ' باغ میں اپنے عقیدتمندوں کے ساتھ سیر کر رہے تھے آپ کی نظران پر پڑی فوراً قلعہ کی دیوار سے اتر کران کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور داخل سلسلہ نقشبندیہ ہونے کی استدعا کی۔

حضرت سید جمال اللہ قدس سرہ' نے آپ کو اپنے دستِ حق پر بیعت فرما کر آپ کی تربیت وتکمیل کے لئے اپنے خلیفہ خاص خواجہ سید محمد عیسیٰ قدس سرہ' کے حوالے کر دیا۔

آپ ایک عرصہ تک خواجہ سید محمد عیسیٰ قدس سرہ' کی خدمت میں رہ کر باطنی تربیت حاصل کرتے رہے۔ جب انہوں نے اپنے آبائی وطن چودھوان شریف جانے کا قصد کیا تو آپ کو حضرت سید جمال اللہ قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر باشی پر مامور کر دیا۔ چنانچہ آپ چار سال تک اس خدمت پر مامور رہے اور مرشد باصفا کی توجہ سے فیضِ عظیم حاصل ہوا۔

وطنِ مالوف کو واپسی

حضرت سید جمال اللہ قدس سرہ' نے آپ کو اجازت وخلافت عطا فرما کر وطن

marfat.com

واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا ''ملک افغانستان جاؤ! اور اہل دنیا کو نورِ ہدایت سے منور کرو!'' اس طرح آپ تقریباً عرصہ اٹھارہ سال بعد وطن واپس آئے تو کوہاٹ شہر کے نواح میں موضع ڈوڈہ میں قیام فرمایا کیونکہ آپ کو اسی جگہ اپنے بزرگوں سے واقفیت تھی اس وقت موضع ڈوڈہ میں تپ کی بیماری عام تھی۔ اس لئے خلقت آپ کی خدمت آنا شروع ہوگئی اور فیضیاب ہوئی۔ لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے آپ سے ظاہری اور باطنی فیض حاصل کیا۔

وفات حسرت آیات

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہ' ۲۰ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۱۹ء کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ مزار مبارک تیزئی شریف تیراہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

تصرفات

سوکھا درخت سرسبز ہوگیا

جن دنوں حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہ' تیزئی شریف میں قیام فرماتے تھے مسجد کے قریب ایک چبوترہ تھا جس پر آپ تشریف رکھتے تھے اور کتاب لکھا کرتے تھے۔ اس چبوترے کے ساتھ دو قد آور درخت تھے۔ زیتون کے یہ درخت کافی عرصہ سے خشک تھے۔ آپ جس وقت پانی پیا کرتے تھے تو بقایا پانی درختوں کے دامن میں ڈال دیا کرتے تھے۔ ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ کے پانی اور دعا کے اثر سے دونوں درخت سرسبز ہوگئے۔

marfat.com

فیضانِ نظر

ایک دفعہ کوہاٹ شہر میں حاجی بہادر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک میں چلہ میں تھے۔ فارغ ہوئے تو تین چار دن روضہ مبارک میں بیٹھے رہے۔ نزدیک ہی ایک سید شہزادہ صاحب بھی قیام فرما تھے۔ رات کے وقت اکثر اوقات ملاقات ہوتی تو سید شہزادہ صاحب عموماً مرشد کامل کے نہ ملنے کا ذکر کرتے۔

ایک دن آپ نے فرمایا:

اولیاء تو بہت ہیں، کوئی حق کا متلاشی نہیں ملتا

شہزادہ صاحب نے عرض کی ''میں عاشق صادق ہوں''

فرمایا: ''عاشق نہیں، معشوق!'' تین دفعہ تکرار کی اور فرمایا ''کسی بزرگ کے متلاشی ہو تو موضع طورو کے علاقہ میں سید صاحب صاحب کمال ہیں ایک نظر میں واصل باللہ کر دیتے ہیں''۔

سید شہزادہ نے عرض کی

''مجھے پتہ بتایئے! میں اسی وقت چلتا ہوں'' گودڑی کاندھے پر رکھ کر تیار ہو گئے۔ حضرت خواجہ نے مزید آزمانے کے لئے فرمایا:

''موضع چوہوان میں ایک اور سید بزرگ ہیں جن کی ولایت سے ایک زمانے نے فیض اخذ کیا ہے''

عرض کیا ''انہی کا پتہ بتائیں میں ابھی جاتا ہوں''

آپ نے جان لیا کہ یہ واقعی طلب صادق رکھتا ہے فرمایا

[illegible] حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ پہلے بیعت فرمایا اور ایک نگاہ دی۔ اس کے بعد شہزادہ صاحب کو کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہی۔ بہت تھوڑے عرصہ میں خلافت سے مشرف ہو کر صاحب مجاز ہوئے۔

marfat.com

خلفاء

آپ کے پانچوں صاحبزادگان

(۱) خواجہ نور محمد (۲) خواجہ گل محمد (۳) خواجہ خان محمد

(۴) خواجہ صالح محمد (۵) خواجہ محمد نور

دیگر خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۶) سید شہزادہ صاحب (جن کا اوپر ذکر ہوا ہے) (۷) شیر محمد

(۸) اخون زادہ محمد شاہ صاحب (۹) مولوی محمد امین صاحب

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

marfat.com

مزار اقدس ...... قطب صمد حضرت باواجی خواجہ نور محمد چوراہی قدس سرہ

marfat.com

مرقد انور ...... قطب صمد حضرت باواجی خواجہ نور محمد چوراہی قدس سرہ

marfat.com

شیخ المشائخ،عظیم البرکت،اعلیٰ حضرت،قطب اوحد

حضرت باواجی نورمحمد قدس سرہ الصمد

تاجدار آستانہ عالیہ چورہ شریف

چورہ شریف کا محل وقوع

چورہ شریف کی یہ مقدس بستی اسرار لاہوت کی یہ پر بہار وادی، مشاطہء حسن قدرت سے آراستہ سنگلاخ اور ہموار چٹانوں کے ابھرے ہوئے سینے پر ایک پرسکون بہتی ندی کے کنارے، خلوتوں کی امین سرزمین کے افق مبین پر ماہِ تاباں کی طرح جلوہ نما ہے جو راولپنڈی سے کوہاٹ کی جانب ۱۰۸ کلومیٹر اور کوہاٹ سے راولپنڈی کی جانب ۷۰ کلومیٹر اور اٹک سے ۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر (ضلع اٹک میں) واقع ہے۔ ریلوے اسٹیشن چورہ شریف سے دومیل کے فاصلے پر (ندی عبور کر کے) ہے۔ اولیاء کا یہ مسکن زائرین کیلئے تسکین قلب ونظر کا سامان مہیا کر رہا ہے اور شہروں کے حسن و جمال اور باغوں کے دلفریب نظارے اس کی سادگی اور بے ساختگی پر قربان ہو رہے ہیں۔

حسن بے پرواہ کو اپنی بے نقابی کے لئے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن

marfat.com

بانی چورہ شریف

سرزمین چورہ شریف کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے فیضیاب فرمانے والے پہلے بزرگ، قطب العالمین، شمس العارفین، قدوۃ الکاملین، حجۃ اللہ علی الارضین، غوث دوراں، خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ نور محمد چوراہی (المعروف باواجی صاحب) رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ مردم خیز خطہ ازل سے ہی امین انوار ولایت تھا۔

حضور قبلہء عالم باواجی صاحب قدس سرہٗ العزیز کو ایک روحانی بشارت کے ذریعے یہاں قیام فرما ہونے کا حکم ملا تھا چنانچہ آپ نے اپنے ایک مخلص مرید میاں فقیر محمد (جو اس مقام سے ایک میل کے فاصلہ پر سکونت پذیر تھا) کو بلا کر ایک مخصوص جگہ کی نشاندہی فرمائی اور وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھنے کا حکم دیا اور اپنے روضہ عالیہ اور اولاد امجاد کی قبروں کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ دکھائی، یہ پیشین گوئی آپ نے یہاں تشریف لانے سے گیارہ سال پیشتر فرمائی تھی جبکہ آپ ابھی تیزئی شریف علاقہ تیراہ میں ہی قیام فرما تھے۔ چنانچہ آپ نے یہاں اپنے وصال سے صرف ڈیڑھ سال پہلے تشریف لا کر اس مردم خیز مٹی کو بخارا اور سرہند کے محبت آمیز پانی میں گوندھ کر جلوہ ہائے فقر و مستی کا معمورہ اور تابش ہائے حسن ازلی کا چورہ بنا دیا۔

ع رہے لاکھوں برس ساقی تیرا آباد میخانہ

ولادت باسعادت

اسم گرامی خواجہ نور محمد (المعروف باواجی چوراہی) والد گرامی کا نام مبارک خواجہ محمد فیض اللہ (تیراہی) تاریخ ولادت ۱۱۷۹ھ مقام ولادت تیزئی شریف علاقہ تیراہ شریف آپ کی والدہ کا اسم گرامی بی بی صغری تھا، جو قاضی عبداللہ (مفتی وبات) کی صاحبزادی تھیں۔ انتہائی نیک خصلت اور پارسا تھیں۔

marfat.com

بشارت

حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ کو استخارہ کے نتیجے میں اشارہ ہوا کہ بی بی صغریٰ کے بطن سے پیدا ہونے والا پہلا فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کا نائب اور کامل وارث ہوگا۔ اس کے ظاہری و باطنی علوم سے ایک عالم فیض یاب ہوگا۔

نیز آپ کی ولادت سے تین روز پہلے حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ کو عالم خواب میں بشارت ہوئی کہ تمہارا فرزند اسلام اور سلسلہ نقشبندیہ کے بے حد فروغ اور تقویت کا موجب ہوگا۔ پیدائش کے بعد حضرت خواجہ خضر علیہ السلام، حضرت سید شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور تینوں حضرات نے حضرت خواجہ فیض اللہ کو فرزند ارجمند کی پیدائش پر مبارک باد پیش فرمائی۔

تعلیم وتربیت

آپ مادرزاد ولی کامل تھے اور فطری طور پر علم لدنی سے بہرہ یاب تھے، تاہم ظاہری طور پر بھی زیور تعلیم سے آراستہ ہونے کے لئے آپ نے اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی کے حضور ہی زانوئے تلمذ طے کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں علوم متداولہ درسیہ پر عبور حاصل کرلیا۔ اسی دوران آپ نے ایک نسخہ قلمی قرآن کریم مکمل تحریر فرمایا جو نہایت خوش خط اور خوبصورت ہے اور آپ کے ذوق علمی، نفاست طبعی اور عربی رسم الخط پر مہارت کا آئینہ دار ہے اور آج بھی چورہ شریف میں حضرت پیر سید ارشاد مدظلہٗ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ راقم الحروف نے نسخہ کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

marfat.com

بیعت

آپ نے اپنے والد گرامی سے ہی نسبت بیعت اخذ کی اور باقاعدہ سلوک نقشبندیہ مجددیہ طے کیا اور اپنے والد ماجد سے ہی طریقت کے چہار خانوادوں کے فیوض و برکات حاصل کئے۔

تیرھویں صدی کے مجدد طریقت

حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد چوراہی قدس سرہٗ کا خاندان علم و عرفان کا بحر بیکراں تھا۔ اسی خاندان کے لازوال فیضان سے پنجاب میں سلسلہ نقشبندیہ کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا اور اس نسبت کی مجددانہ طریق پر ترویج و اشاعت ہوئی۔

حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد چوراہی قدس سرہٗ نے سلسلہ نقشبندیہ کے قدیم طریق سلوک میں سلوک مجددیہ کو اس طرح اجمالاً درج کر دیا تھا کہ فقط ایک ہی توجہ کاملہ سے دونوں سلوک طے کروا دیا کرتے تھے۔ آپ تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرنے کے لئے روحانی لشکروں کو اس طرح تیار فرماتے کہ سالکین خفیہ راہوں سے چشم زدن میں منزل مقصود تک جا پہنچتے۔ آپ کا طریق سلوک حضرت عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کا آئینہ دار تھا

نقشبنداں عجب قافلہ سالارانند
کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

حضرت خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ (آلومہار شریف) فرمایا کرتے تھے کہ حضرت قبلہ عالم سلوک نقشبندیہ اور سلوک مجددیہ کے باہمی حسین امتزاج کی نسبت جاذبہ قویہ کے موجد اور تیرھویں صدی ہجری کے مجدد برحق تھے۔

آپ کی نسبت خاصہ میں صفا اور سکون کے ساتھ توجہ اتحادی اور توجہ انعکاسی کا رنگ پوری طرح نمایاں تھا اور آپ کے فیضان میں جذب کا پہلو غالب تھا۔ یہی وجہ ہے

marfat.com

کہ آپ کے فیض صحبت اور حلقہ تربیت سے لامکان کے شہباز اور طریقت کے آفتاب پیدا ہوئے۔

حضرت صاحبزادہ محمد کبیر علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک خصوصی محفل احباب میں عاشق رسول مولانا محمد صادق چشتی جہلمی نے یہ ایمان افروز بات سنائی کہ میں اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں حاضر تھا۔ بڑی انتظار کے بعد خلوت کی چند گھڑیاں میسر آئیں تو میں نے حضرت سے بڑی رازداری کے ساتھ سوال کیا

حضور اس دور میں علم مجددیت کس کے پاس ہے؟

تو آپ نے بے ساختہ فرمایا حضرت پیر پٹھان خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مجددیت کا علم چورہ شریف کو منتقل ہوا تھا، ابھی تک انہی بزرگوں کے پاس سے واپس نہیں آیا۔ خدا جانے کب تک ان کے پاس رہتا ہے۔

تلك ابائی فجئنی بمثلهم

ارشادات قدسیہ

ایک دن ایک درویش نے عرض کیا کہ حضور یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ دوسرے لوگ صد ہا ریاضات و مجاہدات کر کے بھی اس قدر جوش عشق و محبت اور جذب و فیض حاصل نہیں کر پاتے جس قدر آپ کے غلام و خدام چند روز میں حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:

''دوست یا اولاد اس شخص کی تنگ دست و محتاج ہوتی ہے جن کا باپ یا رفیق غریب و مفلس ہو اور جن کا باپ یا رفیق مالدار ہو ان کو زیادہ تر خلوص و محبت کی ضرورت ہے، محنت کی چنداں حاجت نہیں''۔

marfat.com

✿ فرمایا کہ آدمی کو دو چیزیں درست اور دو چیزیں شکستہ چاہئیں۔

درست چیزیں یہ کہ (الف) دین درست (ب) یقین درست

شکستہ چیزیں یہ کہ (ج) دست شکستہ (د) پا شکستہ۔

الف دین درست سے مراد یہ ہے کہ قولاً فعلاً اعتقاداً شریعت کے موافق ہو۔

ب یقین درست کے معنی مواعید الٰہی پر پورا پورا یقین ہو۔

ج دست شکستہ کا مطلب یہ کہ اشارۃً یا صریحاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔

د پا شکستہ کا مطلب یہ کہ کسی کے پاس کسی غرض سے نہ جاوے یعنی محتاجی نہ کرے

✿ فقر و فاقہ کمال طریقہ ہے۔

✿ فقیر کے ''ف'' سے مراد ''فاقہ'' ''ق'' سے مراد ''قناعت'' اور ''ی'' سے مراد ''یادالٰہی'' ''ر'' سے مراد ریاضت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ امور بجا لائے تو اسے ''ف'' سے ''فضل الٰہی'' ''ق'' سے قرب مولا ''ی'' سے ''یاری خدا'' اور ''ر'' سے ''رحمت الٰہی'' مراد ہے، حاصل ہو ورنہ ''ف'' سے ''فضیحت'' ''ق'' سے ''قہر الٰہی'' ''ی'' سے ''یاس'' اور ''ر'' سے ''رسوائی'' ملے۔

✿ طالب ذوق و شوق اور کشف و کرامت، طالب خدا نہیں۔

✿ جس طرح طلب حلال مومنوں پر فرض ہے اسی طرح ترک حلال عارفوں پر فرض ہے کیونکہ درویشوں کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہے۔

✿ جو مخدوم بننا چاہتا ہے، اس کو چاہئے کہ پیر کی خدمت کرے کیونکہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

ہر کہ خود را دید او محروم شد

جس کسی نے خدمت کی وہ مخدوم بن گیا اور جس نے اپنے آپ کو دیکھا وہ محروم رہا۔

marfat.com

- رضائے پیر و مرشد سبب قبولیت خلق و خالق ہے۔ آزردگی پیر سببِ نفرت حق اور خلق ہے۔
- پیر کی رضاء سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کسی مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔
- ہر روز پچیس ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر ضروری ہے۔
- فقر دل کی مراد سے خالی ہونے کو کہتے ہیں نہ کہ ہاتھ کے خالی ہونے کو۔
- لوگوں کے عیب کو نیکی کی طرف تاویل کرو اور اپنی اچھی باتوں کو عیب کی طرف تاویل کرو۔
- میں تو ہر ایک کو نیک ہی جانتا ہوں جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو انداز فرمود بر روئے آب

میرے دانا پیر و مرشد حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے دریا کے کنارے پر مجھے دو نصیحتیں فرمائی۔

یکے آں کہ بر خویش خود بیں مباش
دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

پہلی یہ کہ تو خود پسند اور خود بین نہ بن۔ دوسری یہ کہ غیر کو بری نظر سے نہ دیکھ۔

- طالبان حق کو چاہئے کہ ایک لمحہ جناب الٰہی سے غافل نہ ہوں تا کہ توجہ الی اللہ بے مزاحمت اغیار ہو کہ اسی کو دوام حضور بھی کہتے ہیں اور کوئی مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے دل میں نہ رہے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ سے دنیا طلب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آخرت سے محروم رکھتا

marfat.com

ہے کیونکہ دوستان الٰہی کیلئے دنیا راحت کی جگہ نہیں، راحت کی جگہ تو آخرت ہے۔

✿ ترک دنیا دل سے ہوتی ہے نہ کہ اسباب سے۔

✿ طالب مولا کو سوائے ذات باری کے کسی اور سے محبت نہیں ہونی چاہئے۔

✿ سب سے بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے۔

✿ ذکر اسم ذات سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور نفی اثبات سے سلوک۔

✿ جس قدر طالب میں شکست و عاجزی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر فیض اس پر زیادہ وارد ہوتا ہے۔

✿ سالک کو چاہئے کہ نیچی نظر رکھ کر چلا کرے۔

خوئے سگاں ہست بہر سو نگاہ
شیر سر افگندہ رود سوئے راہ

کتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر طرف دیکھتے ہیں جب کہ شیر سر کو جھکا کر راستہ میں چلتا ہے۔

✿ زیادہ بولنا اور ہنسنا غفلت سے ہے۔

✿ سلوک حاصل کرنے کی چند شرطیں ہیں۔ استعداد کامل، پیر کامل اور فیض الٰہی

✿ ایک مراد ہوتے ہیں ایک مرید۔ مراد وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچے اور مرید وہ ہے جو خود محنت و ریاضت کر کے مقام حاصل کرتے ہیں۔

✿ مدار کار دو چیزوں پر ہے۔ اوّل، محبت پیر دوم، اتباع شریعت۔

✿ رستگاری عبادت میں نہیں گناہوں سے بچنے میں ہے۔

✿ فقر بڑی دولت ہے یہ دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنی چاہئے۔

✿ خواہ دوست ہو یا دشمن سب سے اخلاق سے پیش آنا چاہیئے۔

marfat.com

وفات حسرت آیات

آپ نے اپنے وصال کے ڈیڑھ سال پہلے بمقام چورہ شریف نقل مکانی فرمائی اور یہیں ۱۲ شعبان ۱۲۸۶ھ کو رحلت فرمائی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

قطعہ تاریخ وصال

رفت نور محمد از دنیا | کہ ہمہ عمر خود نگفتہ دروغ
مست مسکین کہ ہست خادم او | سال تاریخ او بگفت ''فروغ''

معمولات

آپ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آخر تہائی شب نیند سے بیدار ہوتے ۱۲ رکعت نماز تہجد ادا فرماتے۔ ایک تسبیح استغفار پڑھ کر مراقب ہو جاتے۔ پھر ذکر نفی اثبات فرماتے آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ بوقت فجر ادائیگی سنت کے بعد متابعت نبوی میں دائیں پہلو پر کچھ دیر لیٹ جاتے تھے۔ پھر باجماعت نماز فجر ادا فرماتے نماز فجر کے بعد تا ادائے نماز اشراق کسی سے کلام نہ فرماتے۔

اس دوران سورہ فاتحہ، سورۃ البقرہ کا پہلا رکوع، آیت الکرسی، سورۃ یاسین، سورۃ الکافرون، سورۃ اخلاص اور معوذتین اور ایک تسبیح درود شریف پڑھا کرتے تھے ..... نماز اشراق چار رکعت پڑھتے تھے ..... بعد از فراغت طالبان طریقت پر توجہ فرماتے اور مشتاقان بیعت کو داخل طریقہ فرماتے ..... بعد ازاں کھانا تقسیم ہوتا اور خود بھی فقراء کے ساتھ کھانا تناول فرماتے ..... پھر آرام فرماتے بعد از زوال وضو فرما کر نفی اثبات کا ذکر فرماتے ..... چار رکعت سنت ظہر اور عصر سے پہلے لازماً ادا فرماتے ..... نماز ظہر کے بعد یاران طریقت پر توجہ فرماتے ..... نماز ظہر کے بعد ایک مرتبہ سورۃ نوح ضرور پڑھتے .....

marfat.com

نماز عصر کی ادائیگی کے بعد یاران طریقت کے ہمراہ مراقبہ فرماتے ۔۔۔ بعض اوقات نماز مغرب کی امامت خود فرماتے اور پہلی رکعت میں سورۃ الھکم التکاثر اور دوسری رکعت میں والعصر تلاوت فرماتے ۔۔۔ بعد ازاں چھ رکعت نماز اوابین ادا فرماتے اور تمام احباب طریقت کو اس نماز کی نہایت تاکید فرماتے ۔فقراء اور یاران طریقت کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے ۔۔۔ بعدہ سورۃ واقعہ تلاوت فرماتے ۔۔۔ نماز عشاء کے بعد وتر سے قبل یہ دعا پڑھتے تھے سبحان الملک القدوس ،سورۃ ملک ،اسمائے حسنیٰ ،آخر سورۃ بقرہ ،آیت ثم انزل علیکم تاصدور ،سورۃ بنی اسرائیل ،سورۃ کہف اور سورۃ حشر مذکورہ تینوں سورہ قرآنیہ کی آخری آیات ایک مرتبہ تلاوت فرما کر استراحت فرماتے ۔

تصرفات وکرامات

آداب شیخ

ایک دفعہ علمائے تیراہ نے ایک شرعی مسئلہ میں آپ کو منصف بنایا اور فیصلہ کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ان دنوں درویشوں کو علم تفسیر و حدیث و فقہ کے لئے آپ کی خدمت میں ملا شرافت حاضر باش رہتے تھے وہ از خود مسئلہ کے متعلق اپنی تحقیق پیش کرنے لگے ۔ جب ملا شرافت نے بلا اجازت تقریر شروع کی تو آپ کو ناگواری محسوس ہوئی ۔آپ نے انتہائی تحمل سے فرمایا

ملاں شرافت تمہیں سمجھ نہیں آتی ۔ چپ ہو جاؤ!

خدا کی قدرت اسی وقت ملا شرافت علم سے بے بہرہ ہو گئے یارائے تکلم نہ رہا ۔ زبان بند ہو گئی ۔ جو طالب علم اس سے تعلیم حاصل کرتے تھے وہ یہ معاملہ دیکھ کر ششدر رہ گئے ۔انہوں نے چند دن انتظار کیا پھر وہ بھی اپنے گھروں کو رخصت ہو گئے ۔

ملاں شرافت کے اسی حالت میں آٹھ سال بیت گئے ۔

marfat.com

اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ باوا جی قدس سرہٗ اپنی مسجد مبارک میں نماز اشراق ادا کر کے دعا فرما رہے تھے دیکھا کہ ملاں شرافت دیوار صحن مسجد پر سر تسلیم رکھ کر زار و قطار رو رہا ہے اور بزبان حال یوں کہہ رہا ہے

بے گریہ کے شگفتگی دل میسر است
گلشن ز فیض قطرہ بنشود و نماء شود

آپ کو اس کی شدت گریہ زاری، عاجزی اور حالت زار پر رحم آیا اور فرمایا

ملاں شرافت کیا حال ہے؟

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ فضل الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوا اور ملاں شرافت کی زبان کی گرہ کھل گئی۔ آپ کے قدموں پر گرا، قدم بوسی کی اور نہایت درد سے بزبان پشتو یہ شعر پڑھتا جاتا اور روتا جاتا

زہ پہ قید او رنگ نہ یم چہ زہ خلاص شوم
زہ پہ قید دے شیخ لونکارزڈی بابایم
من دل بخال و خط ندہم مہر پیشہ کن
بلبل نیم کہ مست کند رنگ و بو مرا

یہ سن کر حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اسے اپنے گلے سے لگایا اور دعا فرمائی اور حال دریافت فرمایا..... ملاں شرافت نے عرض کی

حضرت ایک حرف بھی یاد نہیں رہا یہاں تک کہ نماز بھی صحیح پڑھنی دشوار ہے۔ دعائے خیر فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو علم نافع دوبارہ نصیب فرمائے

دامن دریوزہ کشادیم باز
پیش کف ہمت عالم نواز

اور زبان معذرت سے کہنے لگا

marfat.com

نہ من زبے عملی درجہاں ملولم و بس
ملالت علماء ہم ز علم بے عمل است

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا جاؤ مسجد میں طلباء کو پڑھانا شروع کرو اللہ تعالیٰ علم میں رسوخ عطا فرمائے گا۔ آپ کی برکت سے ملاں شرافت تیراہی شریف میں بیس سال سے زیادہ علوم عربیہ کی تعلیم دیتے رہے۔

ایں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است
فانی است و گفت او گفت خدا است
گر تو سنگ خارۂ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

۞ ایک مرتبہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ موضع لحاظ تشریف لے گئے جو کہ تیراہ شریف کے وسط میں واقع ہے باشندگان دہ آپ کی خدمت عالیہ میں عرض گزار ہوئے کہ ہمیں پینے کا پانی انتہائی دور سے لانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ہمیں بڑی مشکل ہے کیونکہ ہمارا گاؤں لحاظ برسرکوہ واقع ہے اور پانی نشیب کی طرف ایک میل سے زیادہ دور ہے، براہ کرم ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور بارگاہ الہٰی میں دعا فرمائیں کہ کہیں قریب سے ہمیں پانی مل جائے ---- آپ نے فرمایا

اچھا آج ہم استخارہ کریں گے اور تم لوگ بھی استخارہ کرو جو کچھ خدائے تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اس پر عمل کریں گے۔

استخارہ کا طریقہ

بعض احباب نے عرض کی حضور استخارہ کا طریقہ بتادیجئے آپ نے فرمایا کہ نماز عشاء کے بعد دو رکعت نوافل بہ نیت استخارہ ادا کریں پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون

marfat.com

اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھیں اور یہ دعا پڑھ کر سو جائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا لْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْفِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَالْاَمْرَ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْفِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ

چنانچہ حسب الارشاد ایسا ہی عمل ہوا...... صبح بعد از نماز فجر سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضرت آپ کی طرف سے ہماری مشکل کشائی کا اشارہ ہوتا رہا۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

ورنہ اگر حقیقت ہماری پژمردہ نصیبہ کی دریافت کرنا چاہیں تو ہم بالکل کسی قابل نہیں حافظ کا یہ شعر ہمارے حسب حال ہے

ما آزمودہ ایم دریں ورطہ بخت خویش
بیروں کشیدہ باید ازیں شہر رخت خویش

آپ نے فرمایا ایسا نہیں کہنا چاہئے خداوند کریم کی نعمت و رحمت کا ہمیشہ امیدوار رہنا تصوف کا پہلا رکن ہے۔ کیا تمہیں بزرگوں کا یہ قول یاد نہیں ہے۔

بہ ہنگام سختی مشو نا امید
کز ابر سیہ بارد آب سفید

marfat.com

در چارہ سازی بخود در مبند
کہ بسیار تلخی بود سود مند

یاران طریقت نے عرض کی کہ حضور ہم حاضر ہیں جیسا آپ کا ارشاد ہو فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلو اس پہاڑ کے دوسرے گوشہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر قضائے حاجات کی دعا کریں۔ بعد ازاں یاران طریقت کے ہمراہ مسجد سے روانہ ہوئے قریب میل سے کم اس پہاڑ کے پہنچے ہونگے کہ آپ یکبارگی اسی جگہ ٹھہر گئے اور فرمایا بس اسی جگہ ٹھہر جانیکا حکم ہے۔ آپ نے اس جگہ دو رکعت نماز نفل ادا کئے اور بعد ازاں فاتحہ الکتاب پڑھ کر دستہ بیل جس کو پنجابی میں کہئی کہتے ہیں پکڑ کر ایک پتھر کو نکالنے کیلئے تین ضربیں لگائیں اور ہر ضرب کے ساتھ بسم اللہ شریف پڑھتے رہے۔ بحکم الٰہی پتھر اپنی جگہ سے حرکت میں آیا حاضرین نے مل کر پتھر اپنی جگہ سے ہٹایا اور اس جگہ سے نہایت عمدہ اور صاف پانی کا چشمہ بڑے زور سے جاری ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نہر کی صورت سے پانی کا رستہ آبادی کی طرف بناتے چلو۔ چونکہ مجمع کثیر جمع تھا سب لوگ نہر کھودنے میں مشغول ہوئے۔ حضور باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ تین عدد مادہ گائے بطور قربانی ذبح کیں۔ بعد از نماز عصر جب پانی گاؤں کے قریب پہنچا گیا تو راستہ میں ایک زمیندار نے اپنی زمین میں سے نہر کیلئے رستہ نہ دیا۔ کیونکہ اس رستہ کے علاوہ کوئی اور سبیل نہ تھی۔ سب حاضرین نہایت پریشان ہوئے اور سب اس زمیندار کے پاس جا کر نہایت عجز سے التجا کرنے لگے لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی زبان مبارک سے زمیندار کو یوں ارشاد فرمایا

''نہر کے پانی کا گذر تمہاری زمین کے بغیر نہیں ہوسکتا خلق خدا پر رحم کرو اور اجازت دو''۔

اس نے انتہائی ڈھٹائی سے جواب دیا کہ اگر مجھے قتل کردیں گے تو بھی میں

marfat.com

اپنی زمین سے نہر کو گذرنے کا راستہ نہیں دونگا۔

حضور نے اپنے حاضرین کو فرمایا

اچھا چلو اس نہر کے گذرنے کا راستہ خدا تعالیٰ خود بنا دیگا

قریب نصف شب گذری ہوگی کہ ایک عظیم زوردار آواز سنائی دی، سب لوگ جاگ اٹھے۔ حیران رہ گئے کہ یہ کیسی آواز ہے کسی کو صبح تک نیند نہ آئی۔ جب صبح نماز کیلئے مسجد میں گئے تو دیکھا کہ گاؤں کے نزدیک ایک سوراخ سے صاف وشفاف پانی ابل رہا ہے۔ جب مزید تحقیق کی تو انہیں علم ہوا کہ کل جس جگہ پانی چھوڑ دیا تھا وہاں سے ایک پتھر میں تین گز گول سوراخ ہو چکا ہے جس میں داخل ہوکر پانی غائب ہو جاتا ہے اور زمیندار کی زمین میں پانی کا کوئی نشان موجود نہیں ہے اور زیر زمین وہ پانی گاؤں میں پہنچ چکا ہے۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر سب گاؤں والے آپ کے دست اقدس پر بیعت ہو گئے۔

چورہ شریف کے بزرگوں میں سے ایک جناب پیر سید محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ ۱۹۵۱ء میں تیزئی شریف گئے تو چشمہ مذکورہ بدستور جاری تھا۔

۞ ..... حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے مویشوں کی نگرانی کے لئے ایک درویش ملا شمشیر رہتا تھا ایک مرتبہ آپ کے مویشیوں کو جنگل کی طرف گھاس چروانے کیلئے لے گیا۔ اتفاق سے مویشی ایک زمیندار کے کھیت میں چلے گئے اور دریں اثناء زمین کا مالک آ پہنچا اور مال مویشی اپنے گاؤں میں جو کہ مشہور بہ موضع برلس ہے لے گیا فقیر ملا شمشیر نے ہر چند زاری اور عجز سے کہا کہ یہ مال مویشی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اس کو چھوڑ دو ..... مگر اس شقی ازلی نے پرواہ کی۔

ملا شمشیر ناامید ہوکر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک موضع تیزئی

marfat.com

شریف (جو کہ موضع برلس سے بقدر دو میل ہے) پہنچا اور تمام واقعہ گوش گذار کیا۔ آپ اپنی سمند رنگ کی گھوڑی جو کہ آپ کی خاص سواری تھی، اس پر سوار ہو کر اس زمیندار کے گھر تشریف لے گئے۔ زمیندار نے مکی کی چھلیاں گھوڑی کے آگے رکھ کر حضور کو چارپائی پر بٹھایا۔ آپ نے فرمایا

میری گھوڑی کو کچھ نہ کھلانا تاوقتیکہ ہمارے مال مویشی ہمارے سپرد نہ کردو۔ ادھر گھوڑی نے بھی کچھ نہ کھایا اس بدبخت زمیندار نے کہا اگر باواجی رحمۃ اللہ علیہ ان مویشیوں کے لئے اپنے پیران کو بھی ساتھ لاویں اور میرے قدم پکڑیں میں پھر بھی مال مویشی نہیں دونگا۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا اچھا

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

باواجی اللہ کا نام لیکر گھوڑی پر سوار ہوئے اور گھر تشریف لے آئے۔ اتنے میں زمیندار کا ایک نوجوان چوبیس سالہ لڑکا درد شکم میں مبتلا ہوا اور دو گھنٹہ میں اس کی حالت غیر ہوگئی اہل محلہ نے اس کو کہا اے کم بخت تمہارے گھر سے حضور باواجی ناراض اور ناخوش تشریف لے گئے ہیں جب تک وہ راضی نہ ہوں گے تمہارے بیٹے کو شفا نہ ہوگی۔

زمیندار نے مبلغ پانچ روپے نقد اور ایک بکرا بطور ہدیہ ہمراہ مال مویشی لیے اور آپ کی بارگاہ عالی میں روتا ہوا حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت میرا ایک ہی لڑکا ہے خدا کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت اس کو شفا عطا کرے۔

آپ نے فرمایا کہ تمہارا کام ہمارے اختیار سے باہر ہوگیا ہے کیونکہ تم نے پیران عظام کو بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ یاد کیا ہے۔

اور یہ شعر اس وقت کی حالت کے بالکل موزوں تھا

marfat.com

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد
دریغ سود ندارد و چو کار رفت از دست

آپ ابھی اسی بات میں تھے کہ لڑکے کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔آپ نے فرمایا

اول بظالماں اثر ظلم میرسد
پیش از ہدف ہمیشہ کماں نالہ میکند

اور مثنوی والا فرماتا ہے

تا دل مرد خدا نہ آید بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

درحقیقت یہ مصیبت محض سبب بے ادبی بزرگان کرام و پیران عظام اس کو پہنچی اور بے ادبی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب
کہ دم از عقل سوالے بگو ایمان چیست
عقل در گوش لم گفت کہ ایمان ادب است
چشم بکشاد بہ بیں جملہ کلام اللہ را
آئت آئت ہمہ ایں معنی کہ قرآن ادب است

باقیات صالحات

آپ کے چاروں صاحبزادے خواجہ احمد گل، خواجہ فقیر محمد، خواجہ دین محمد اور خواجہ شاہ محمد قدس اسرارہم باکمال تھے۔یہ ہر چہار حضرات آپ کی رحلت کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے۔آپ کے انتقال کے وقت آپ کے پاس دوسرے صاحبزادے حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے اور سر مبارک آپ کا ان کے زانو پر تھا اور

marfat.com

انہوں نے بدست خود تجہیز و تکفین کی اور مبارک ہاتھوں سے آپ کو لحد شریف میں لٹایا اور آپ کا جو کچھ فیض باطنی اور خزانہ مخفی تھا وہ اسی وقت ان کو عطا کیا گیا۔

حضرت خواجہ باواجی نور محمد قدس سرہ کے خلفاء

صاحبزادگان

1. حضرت خواجہ سید احمد گل
2. حضرت سید فقیر محمد (المعروف باواجی چوراہی)
3. حضرت خواجہ سید دین محمد (المعروف حضرت ملاجی)
4. حضرت خواجہ سید شاہ محمد

خلفاء عظام

- حضرت عجب نور
- حضرت اللہ نور
- ہادی نامدار شاہ (نتھیال شریف)
- خلیفہ حسن علی بھوت مار (افغانستان (بسال نزد اٹک)
- خلیفہ میاں فقیر محمد (سکنہ چورہ شریف)
- خلیفہ میاں احمد فقیر (سکنہ چورہ شریف)
- خلیفہ جان محمد (ساکن کنٹ)
- مولوی فضل دین (موضع خونی چک متصل گجرات)
- خلیفہ خان عالم (باوَلی شریف گجرات)
- میاں صوبہ (کھاریاں ضلع گجرات)
- خلیفہ خدابخش بنی والا (سکنہ پوڑ پسوال ضلع راولپنڈی)

marfat.com

- ✿ ......خلیفہ صاحبزادہ محمد بخش (باؤلی شریف)
- ✿ ......خلیفہ احمد شاہ افغانی
- ✿ ......خلیفہ ملا بہادر گڑھی
- ✿ ......سید مرتضیٰ شاہ (مکان شریف ضلع گورداسپور)
- ✿ ......سید چنن شاہ (آلو مہار شریف سیالکوٹ)
- ✿ ......سید حبیب اللہ شاہ اترولی
- ✿ ......محمد شریف فتح جنگ (ملا محمد نصیر ملک والا)
- ✿ ......حافظ خواجہ الدین (راجووالا)
- ✿ ......حافظ عبداللطیف (پشاور)
- ✿ ......سید حبیب شاہ پونچھ
- ✿ ......ملا مرید بھٹو
- ✿ ......ملا بشیر بھٹو
- ✿ ......قاضی میاں محمد پنڈی
- ✿ ......حاجی سرخرو (رجویہ ضلع جھنگ)
- ✿ ......میاں محمود (لاثانی والا)
- ✿ ......میاں احمد کراچی
- ✿ ......میاں عظیم (سوواں والا)
- ✿ ......میاں محمود (نیوڑی والا)
- ✿ ......حاجی صاحب (ریاسی)
- ✿ ......عبیداللہ (کوٹ چھچی)
- ✿ ......پیر صاحب کہیاں شریف۔ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

marfat.com

مجددثانی،شہباز لامکانی

حضرت خواجہ محمد نامدار شاہ المعروف ہادی پاک قدس سرہٗ

وارثِ اعلیٰ مسند بالا نتھیال شریف (ضلع اٹک)

اسم گرامی ولقب

آپ کا اسم گرامی محمد نامدار شاہ اور لقب ہادی پاک تھا۔

مقام وتاریخ ولادت

آپ کی پیدائش کرنینتال علاقہ گھپی (مضافات پشاور) میں ہوئی آپ فرخ شاہ کابلی کی اولاد سے ہیں۔

حضرت پیر محمد فضل شاہ قدس سرہٗ سجادہ نشین نتھیال شریف نے راقم الحروف (محمد سعید احمد مجددی) کو ایک ملاقات کے دوران بتایا کہ مجھے استخارہ کے ذریعے القائی طور پر بتایا گیا کہ حضرت ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ حضرت حسن مثنیٰ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ المعروف حضرت زید رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔واللہ اعلم

آپ کی تاریخ ولادت ایک محتاط اندازے کا مطابق ۱۲۰۰ھ سے ۱۲۰۹ھ کے درمیان معلوم ہوتی ہے۔

marfat.com

مزار اقدس ...... غوث العالمین خواجہ محمد نامدار شاہ المعروف ہادی پاک قدس سرہٗ

marfat.com

وجہ لقب

''آپ روزانہ یاھادی انت الھادی لیس الھادی الا ھو'' کا ورد کیا کرتے تھے اور اکثر اوقات جذبہ الہیہ میں ''ھادی اللّٰہ'' کا پرجوش نعرہ بلند فرمایا کرتے تھے۔ اسی بناء پر آپ کا لقب ہادی پاک مشہور ہے۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی حاصل فرمائی اس کے بعد مضافات کابل میں ایک قصبہ کاشہ (جو کہ ڈراڈر سے دس میل کے فاصلہ پر واقع تھا) کی ایک دینی درسگاہ سے علوم متداولہ کی تکمیل فرمائی وہیں آپ نے کتاب شرح الیاس بھی پڑھی۔ حضرت خواجہ محمد حبیب اللہ (اترولی شریف، جو آپ کے خلیفہ خاص تھے) نے اپنی تصنیف ''تبلیغ عجیب'' میں تحریر فرمایا کہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل وتکمیل کے بعد آپ نے مسند درس وتدریس سنبھالی۔ آپ کے علم وفضل کا شہرہ سن کر خود حضرت حبیب اللہ، جو ان دنوں فتح جنگ میں قیام پذیر تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علوم ظاہری و باطنی کرتے رہے بعد میں یہی بزرگ آپ کے خلیفہ اول بھی بنے انہوں نے حضرت ہادی پاک کے حالات زندگی، کرامات وتصرفات پر ایک کتاب ''تبلیغ عجیب'' لکھی۔

جذب الٰہی اور بیعت

ابتداء میں آپ درس وتدریس میں مشغولیت رکھتے تھے اور علوم عقلیہ ونقلیہ کے زبردست عالم وماہر تھے اچانک جذبہ الٰہی نمودار ہوا اور ایک رات خواب میں قطب العالمین حضرت باواجی خواجہ نور محمد تیراہی قدس سرہٗ نے زیارت بخشی اور فرمایا

marfat.com

''اے نامدار شاہ جلدی ہمارے پاس آ کر شرف بیعت حاصل کرو''

چنانچہ آپ نے علی الصبح تیاری فرمائی تمام کتابیں طلبہ میں تقسیم کیں اور تلاش مقصود میں نکل پڑے۔ ہر خانقاہ میں جاتے ہر بزرگ کی زیارت کرتے تاکہ خواب والی صورت نظر آ جائے۔ دوردراز کے سفر کئے اور بسیار تردد کے باوجود گوہر مقصود نہ مل سکا۔ آخر ایک دن جب مایوسی کی صورت نے غلبہ کیا تو اسی رات خواب میں دوبارہ حضرت باوا جی تیراہی قدس سرہٗ نے فرمایا

''نامدار شاہ ہم تمہارے منتظر ہیں'' تم ہم سے بہت دور، آگے نکل گئے ہو واپس آؤ ہم تمہارے قریب رہتے ہیں۔ آپ نے عرض کی حضور! خدارا اپنا پورا پتہ اور نشان ارشاد فرمائیں تو آپ نے تیراہ شریف کا پتہ بتایا جس پر آپ فی الفور خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے پہلی نظر میں ہی بے خودی اور وجد طاری ہو گیا۔ حواس درست ہوئے تو آپ نے حضرت باوا جی کی خدمت میں شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد ایک عدد سرمہ دانی اور ایک پیسہ نانک شاہی نذر کیا اور انتہائی عاجزی سے عرض گزار ہوئے کہ یہ پیسہ نانک شاہی مجھ کو ایک مرتبہ جنازہ ادا کرنے کے بعد حیلہ اسقاط میں سے عطا ہوا تھا۔ حضرت باوا جی نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو ہر قسم کی دولت سے نوازے گا۔

خدمت وریاضت

اس کے بعد آپ نے مستقل طور پر لنگر اور مہمانوں کی خدمت اور حضرت باوا جی کی معیت ورفاقت کی درخواست پیش کی جو قبول ہوئی چنانچہ آپ بارہ سال تک خدمت میں ہمہ تن حاضر باش رہے۔ دن کے وقت تیراہ شریف کے ایک پہاڑ میں مصروف ذکر وعبادت رہتے اور کچھ وقت نکال کر جنگل سے لکڑیاں جمع کرتے رات کے وقت لکڑیوں کا گٹھا، مویشیوں کے گوبر اٹھاتے، تھان صاف کرتے، چارہ کھلاتے

marfat.com

اور تہجد کے وقت واپس پہاڑ میں جا کر خلوت نشین ہو جاتے اور اکثر اوقات مخلوق کی نظروں سے اوجھل رہتے۔ اس عرصہ کے دوران آپ کے جسم پر لباس سادہ اور پھٹا ہوا تھا ایک گدڑی تھی جس کے نیچے لباس چھپائے رکھتے اکثر اوقات درختوں کے پتوں اور چشموں کے پانی پر گذارا کرتے کبھی وقت نکال کر دن کے وقت تیراہ شریف میں باواجی کی خدمت گزاری کے لیے حاضر ہوتے اسی دوران ایک دن حویلی کی چھت پر آستانہ عالیہ کی کسی خدمت میں مصروف تھے کہ اچانک حضور باواجی اس طرف تشریف لے آئے تو اس خیال سے کہ میں اوپر ہوں اور آپ نیچے ہیں یہ تو بے ادبی ہے آپ فوراً چھت سے نیچے کود پڑے اور باواجی کے قدموں میں جا گرے باواجی نے اٹھا کر سینے سے لگایا اور ایک ہی توجہ دے کر سارے مقامات باطنی طے کرا دیئے۔

اجازت وخرقہ خلافت

جب حضرت نامدار شاہ ہادی پاک قدس سرہٗ بارہ برس حضرت باواجی خواجہ نور محمد تیراہی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر تکمیل سلوک نقشبندیہ اور تحصیل جذب الٰہیہ کر چکے تو حضرت باواجی کو بارگاہ الٰہی سے حکم ہوا کہ نامدار شاہ کو خلافت دے کر بلاد ہند (پنجاب کشمیر وغیرہما) کی طرف روانہ کرو چنانچہ حضرت باواجی نے آپ کو اجازت خاصہ اور خلافت مطلقہ سے نوازا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ

''تیراہ کے کوہستانوں میں جو کچھ جذب وعشق تھا وہ آخون صاحب محمد نامدار شاہ نے کھینچ لیا ہے اب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہمارا جسم یہاں ہے اور ہماری روح ان کے پاس ہے''۔

تبلیغ وارشاد

حضرت باواجی قدس سرہٗ نے حضرت نامدار شاہ ہادی قدس سرہٗ کو خلافت عطا

marfat.com

فرما کر تبلیغ وارشاد کا فریضہ سونپا اور فرمایا کہ میرے پاس سوالاکھ اولیاء کاملین کا فیض تھا جو میں نے نامدار شاہ کے سینے میں ڈال دیا ہے کیونکہ اس کے سوا کسی شخص میں اتنی استعداد نظر نہیں آتی۔ چنانچہ آپ نے بادی پاک کو پنجاب کشمیر اور دیگر بلاد ہند میں اس مشن کی تکمیل کے لیے جانے کا حکم دیا اور دعا مانگی ''الٰہی جس قدر ترقی ممکن ہے نامدار شاہ کو اس پر فائز فرما''

''صاحب تذکرہ'' حضرت خلیفہ محمد سعید آلومہاروی رقم طراز ہیں کہ حضرت بابا صاحب قدس سرہ، کی خدمت سے آپ جبراً کرہاً رخصت ہو کر کچھ فاصلہ پر رک گئے پنجاب میں رشد وہدایت کی جو خدمت آپ کے سپرد کی گئی تھی شاید اس کی نااہلیت کا گمان غالب تھا' شام کا وقت قریب تھا آسمان پر کچھ بادل بھی نمودار ہو رہے تھے۔ رات کی آمد اور بارش کے خوف سے پہاڑ کے ایک غار میں تشریف لے گئے اندر داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ شیر کا مسکن تھا اور اس میں پسو بھی بہت تھے خیر توکلاً علی اللہ اس میں بیٹھ گئے اور نماز ادا کی' اتنے میں شیر بھی آ گیا اس نے جب آپ کو غار میں دیکھا تو آہستہ آہستہ اس کے اندر داخل ہوا اور آپ کے پاؤں مبارک کچھ دیر چاٹ کر واپس ہو گیا۔ سحری کے وقت اٹھ کر آپ نے نفل ادا کیے اور دعا کی کہ یا اللہ مجھے حضرت باواجی کی زیارت نصیب فرما۔

صبح کو شیر آیا اور پھر آپ کے پائے مبارک چاٹ کر واپس ہو گیا پھر جب تک آپ اس غار میں قیام پذیر رہے وہ شیر اس غار میں نہیں آیا چھ ماہ اسی طرح گزر گئے پس حضرت باواجی صاحب ایک روز آپ کو ملے اور فرمایا کہ میں نے تمہیں پہاڑوں میں رہنے کے لیے نہیں بھیجا تم پنجاب جاؤ اور وہاں اللہ کا نام بتلاؤ۔ اب پنجاب جانے کے سوا چارہ نہ رہا۔ آپ دوبارہ باواجی صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور وہاں سے رخصت ہو کر پنجاب کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں اس مقام سے

marfat.com

گزرے جہاں آپ تحصیل علم ظاہری کے لیے تشریف لے گئے تھے اس مسجد میں پہنچے تو بوڑھے استاد سے ملاقات ہوئی وہ افسوس کرنے لگے کہ تم نے درویشوں کے پیچھے اپنا وقت ضائع کیا اگر دین کا علم حاصل کر لیتے تو دستار فضیلت مل جاتی۔ آپ خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ رات کو جب سب سو رہے تھے تو آپ سحری کے وقت باہر ایک کھیت میں تشریف لے گئے اور وہاں مراقبے میں مشغول ہو گئے مولوی صاحب اور سب لوگ جو اس مسجد میں تھے جذبہ میں مبتلا ہو گئے اور سب کی آنکھ کھل گئی۔ وہ گھبرا کر مسجد سے باہر نکل آئے تو آپ کو وہاں مراقب پایا آپ نے ہنس کر ان کو فرمایا کہ میں نے درویشوں کی خدمت میں رہ کر وقت ضائع نہیں کیا درویشوں ہی کی برکت سے مجھے یہ نعمت عطا ہوئی ہے "اگر چاہوں تو تمام دنیا ایسے ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ میری بات مان لیتا ہے"۔

پہلا تبلیغی روحانی دورہ بطرف پنجاب

حضرت ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ جب اپنے مرشد روشن ضمیر حضرت باواجی خواجہ نور محمد تیراہی قدس سرہٗ کے حکم پر عازم پنجاب ہوئے تو سب سے پہلے آپ سیالکوٹ کے مضافات میں قصبہ رنگ پورہ کی ایک مسجد میں قیام پذیر ہوئے۔ (غالباً اس مسجد کا نام اعوانوں والی مسجد تھا) آپ نے امامت و خطابت کے علاوہ مسجد کی تعمیر و تطہیر وضو کے لیے پانی بھرنے کی خدمت بھی اپنے ذمے لے لی اور نہایت سادگی و گمنامی میں وہاں چند ماہ بسر کیے۔ آخر قدرت کی مشیت کے مطابق آپ کے ظہور کا زمانہ آ پہنچا اور آپ سے بے ساختہ چند کرامات ظہور پذیر ہوئیں جن سے آپ کی ولایت کا ہر طرف شہرہ ہو گیا یہی شہرہ سن کر آلو مہار شریف (ضلع سیالکوٹ) سے حضرت خواجہ سید چن شاہ قدس سرہٗ (جو اوائل شباب ہی سے کسی ولی کامل کی جستجو میں

marfat.com

رہتے تھے) آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے راستے میں یہ تصور پختہ کرتے ہوئے آ رہے تھے کہ میں ایسے شیخ کی بیعت کا شرف حاصل کروں گا جو سید بھی ہو عالم بھی ہو اور کامل بھی، چنانچہ جب آپ اعواناں والی مسجد میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ حضرت ہادی پاک کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم ہے اور آپ تبلیغ فرما رہے ہیں۔

حضرت چنن شاہ قدس سرہٗ آپ کی پشت کے پیچھے خاموشی سے بیٹھ کر دل میں درود شریف پڑھنے لگے تو ہادی پاک نے فوراً پیٹھ پھیر کر فرمایا بعض لوگ آتے ہیں اور پیٹھ کے پیچھے بیٹھ کر درود شریف پڑھتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے اور آپ کو آگے بلا لیا۔ آپ کے کشف کا یہ عالم دیکھ کر حضرت شاہ صاحب بہت متاثر ہوئے اور عرض گذار ہوئے کہ حضرت مجھے اپنی بیعت میں قبول فرمالیں تو فوراً ہادی پاک نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ شاہ صاحب ہم نہ تو سید ہیں اور نہ عالم ہیں اور نہ ہی کامل ہیں شاہ صاحب اور بھی زیادہ مائل و قائل ہو گئے اور پکار اٹھے! حضرت میرے لئے آپ ہی سب کچھ ہیں۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
اوست سید جملہ موجودات را

اس پر ہادی پاک قدس سرہٗ نے دعا پر مجلس ختم کی اور حضرت سید چنن شاہ قدس سرہٗ سے فرمایا کہ میں کسی ضروری کام کے لیے جانا چاہتا ہوں اگر آپ کا ارادہ ہو تو میرے ساتھ چلیں۔ شاہ صاحب موقع غنیمت جان کر بخوشی آپ کے ساتھ ہو لئے آپ بطرف سیالکوٹ چھاؤنی چلے گئے وہاں شاہ صاحب کو ایک جگہ کھڑا کیا اور فرمایا جب تک میں نہ آؤں یہیں کھڑے رہیں۔ چند قدم آگے بڑھے تو ایک مکان سے دو کتے بھونکتے ہوئے کاٹنے کے لیے آپ کی طرف لپکے آپ نے یکے بعد دیگرے دونوں کی طرف انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور ساتھ ہی فرمایا!

marfat.com

''مجھ فقیر سے کیا لینے آئے ہو'' روایت ہے کہ دونوں کتے وجد کی حالت میں تڑپنے لگے اور بھونکنے کی بجائے ہو، ہو کرنے لگے ایک کتیا تھی جو توجہ برداشت نہ کر سکنے کی بناء پر تھوڑی دیر کے بعد وہیں مرگئی اور دوسرا کتا تھا اس کی حالت ایسی ہوئی کہ وہ گردن جھکائے مراقبہ کی حالت میں بیٹھا رہتا اور دوسرے کتے اس کے گرد جمع ہو جاتے اور حلقہ باندھ کر بیٹھے رہتے ۔مخلوق خدا دور دور سے ان کتوں کی حالت زار دیکھنے اور زیارت کرنے آیا کرتی تھی۔

چنانچہ کتے آپ کی توجہ سے تڑپتے رہے اور آپ آگے چلے گئے کسی ضروری کام سے فارغ ہو کر بوقت مغرب واپس لوٹے تو حضرت سید چنن شاہ قدس سرہ' کو وہیں کھڑے منتظر پایا تو آپ نے کیمبل پوری بولی میں فرمایا'' ماہاں دا یار تے بانہوں پکا اے'' واپس مسجد میں تشریف لائے اور نماز کے بعد حضرت صاحب کو حجرے میں لے جا کر بیعت سے مشرف فرمایا اور پوری توجہ دے کر بے شمار فیوض و برکات کا حامل بنا دیا۔

شجرہ فارسی اترولی شریف سے چند اقتباسات

کلمہ دعائیہ

شجرہ فارسی منظوم و منثور دربار عالی اترولی شریف ضلع علی گڑھ (ہندوستان) میں رقم ہے حضرت قبلہ عالم باواجی خواجہ نور محمد تیراہی ثم چوراہی قدس سرہ' اپنے خلیفہ اول حضرت خواجہ ہادی نامدار شاہ قدس سرہ' العزیز کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ میں دعا فرمایا کرتے تھے

''در مجلس آنحضرت ہر گاہ نام نامی آخوں صاحب می آمد ہر بار دست دعا دراز کردہ می فرمودند''

marfat.com

"الٰہی ہر قدر ترقی کہ ممکن آخون صاحب را باں فائز کن"
آپ کی مجلس میں جب آپ کے سامنے ہادی پاک کا نام آتا آپ ہر بار دعا کے لیے ہاتھ اوپر اٹھا کر عرض کرتے
"اے اللہ جس قدر ترقی ممکن ہے نامدار شاہ کو اس پر فائز فرما"۔

روحی محبت کا اظہار

جب ہادی نامدار شاہ قدس سرہ' بغرض تبلیغ وارشاد بلاد ہند اور کشمیر و پنجاب کی طرف روانہ ہو گئے تو حضور باواجی خواجہ نور محمد تیراہی قدس سرہ' مفارقت صوری کے بعد طالبان خدا سے فرمایا کرتے تھے

"ہر چہ دریں کوہستان جذب وعشق بود آخون صاحب بردند حالا باخود چیزے ندارم کالبد اینجا است وجان من نزد اوشان است"۔

ترجمہ: تیراہ کے پہاڑوں میں جتنا جذب اور عشق تھا سب کچھ آخونصاحب (نامدار شاہ) لے گئے ہیں اب میں اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا میرا جسم یہاں ہے اور میری جان اس کے پاس ہے۔

آپ کی توجہ کی تاثیرات کے متعلق مرقوم ہے کہ!

"بیک توجہ اکثر کساں رابمقامات عالی میرسانیدند وبہماں وقت اجازت وخلافت بخشیدہ رخصت میفرمودند"

ترجمہ: آپ (ہادی نامدار شاہ) ایک ہی توجہ کے ساتھ اکثر لوگوں کو مقامات عالیہ تک پہنچا دیتے اور اسی وقت اجازت اور خلافت دے کر رخصت فرماتے۔

marfat.com

مجددثانی

حضرت خواجہ محمد حبیب اللہ شاہ قدس سرہ' ساکن اترولی شریف علی گڑھ (بھارت) نے اپنی کتاب ''تبلیغ عجیب'' میں تحریر فرمایا کہ حضرت خواجہ ہادی نامدار شاہ قدس سرہ' جب بلاد ہند میں تبلیغی دورہ فرماتے ہوئے دہلی سے واپس لوٹے تو راستے ہیں پانی پت سے گزر ہوا۔ حضرت بوعلی قلندر پانی پتی قدس سرہ' نے وہاں کے مشائخ میں سے ایک بزرگ کو خواب میں فرمایا کہ

''مجدد ثانی آمد و رفت وشماملاقات نکردید''

یعنی مجدد ثانی (دوسرا مجدد) آیا اور چلا گیا اور تم نے ملاقات نہ کی۔ چنانچہ اس شیخ نے اپنے مریدوں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ تم میں سے جو خدا کا طالب ہے حضرت آخون نامدار شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گوہر مقصود حاصل کرے۔ میں بوجہ بیماری معذور ہوں اور حرکت کرنے سے قاصر ہوں ورنہ میں بھی حاضر ہوتا اور آپ کی زیارت وفیض عام سے بہرہ ور ہوتا۔ (ماخوذ از شجرہ فارسی منظوم ومنثور دربار عالیہ اترولی شریف ضلع علی گڑھ، بھارت)

وصال

آپ کی عمر مبارک تقریباً پچاس سال یا کچھ اوپر تھی تھوڑے وقت کے اندر قدرت نے آپ سے وہ کام لیا جو بڑی بڑی تحریکیں سرانجام نہیں دے سکتیں۔

آپ نے مرشد برحق حضور باواجی خواجہ نور محمد تیراہی قدس سرہ' کی زندگی میں ہی وصال فرمایا۔ زندگی کے آخری تین سال آپ نے نتھیال شریف میں گزارے وصال کے وقت آپ کی زبان پر کلمہ طیبہ کے علاوہ ''حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل نعم

marfat.com

المولیٰ و نعم النصیر " کاورد جاری رہااور جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔
"انا للّٰہ وانا الیہ راجعون " آپ کی تاریخ وصال سات جمادی الاول بروز
منگل ۱۲۵۹ ہجری ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

حضرت نامدار شاہ زمان
فیض نور محمدی چوں یافت
ہادی و رہنمائے عرفان گشت
از رخش نور عشق حق یافت
نقشبندی و مجددی لیکن
فیض او در ہمہ طرق یافت
ہفتمی از جمادی الاولیٰ بود
روز سہ شنبہ سوئے خلاق تافت
سر باطل برید و طالب گفت
دائمی وصل عاشق حق یافت
(۱۲۵۹ھ)

راقم الحروف (محمد سعید احمد مجددی) نے بھی آپ کی تاریخ وصال کے متعلق
۱۹۶۰ء میں ایک قطعہ تحریر کیا تھا جو درج ذیل ہے

واصل بحق شد شہباز لامکاں
حضرت شاہ محمد نامدار رہنما

marfat.com

از وفات آں شہنشاہ زماں
فتاد شور الم بحسرت و آہ
بدیں صدمہ پائے تصوف بلرزد
بدیں صدمہ غوغا فتاد در ملکوت سما
بہ ہجرِ آں نورِ چشم طالباں
در آہ و بکا اند عاشقان با وفا
چوں سعید ز ہاتف پرسید سن وصال
رحمۃ اللہ علیہ ازوے آمد ندا
۱۲۵۹ھ

کرامات

شہباز لامکاں

قلمی نسخہ ''تذکرہ مشائخ امینیہ'' مصنف حضرت خواجہ صوفی محمد علی قدس سرہٗ گوجرانوالہ ..... کتاب ''تذکرہ'' مصنف حضرت خلیفہ محمد سعید آلومہاروی ..... اور ''تبلیغ عجیب'' مصنف حضرت خواجہ حبیب اللہ شاہ اترولی شریف علی گڑھ بھارت میں مرقوم ہے کہ حضرت قبلہ عالم باواجی خواجہ نور محمد تیراہی قدس سرہٗ، حضرت خواجہ ہادی نامدار شاہ نتھیالوی قدس سرہٗ کے متعلق فرمایا کرتے تھے

''میں نے علاقہ پنجاب میں ایک شہباز چھوڑا ہوا ہے اس کی بلند پروازیاں اور قلابازیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔''

چنانچہ اس شہباز لامکاں کی وہ بلند پروازیاں، کرامات کی صورت میں ہدیہ قارئین ہیں

marfat.com

✿ قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ صوفی محمد علی قدس سرہٗ (گوجرانوالہ) اپنے قلمی نسخہ ''تذکرہ مشائخ امینیہ'' میں بمطابق روایت قطب الاولیاء حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہٗ یوں رقم طراز ہیں

دہلی کا حاجی

دہلی کا ایک متمول شخص حج بیت اللہ کے بعد اپنے قافلہ کے ساتھ واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں جدہ کے قریب اپنے قافلہ سے پیچھے رہ گیا جبکہ قافلے والے بحری جہاز میں سوار ہو گئے اور جہاز چل پڑا، یہ شخص اندھیری رات میں سمندر کے کنارے پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں لرزہ براندام تھا۔ ادھر فوراً بارگاہ الٰہی سے حضرت خواجہ ہادی نامدار تھیالوی قدس سرہٗ کو باطنی طور پر ارشاد ہوا کہ میرا ایک بندہ پریشانی کی حالت میں جدہ کے ساحل پر سمندر کے کنارے بے سہارا کھڑا ہے اس کی مدد کے لیے جلدی پہنچو۔ چنانچہ آپ باطنی تصرف کے ساتھ فوراً وہاں پہنچے اور ایک معمولی سی جھونپڑی میں چراغ روشن کر کے یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔

وہ حاجی مسافر ابھی رات بسر کرنے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک طرف نگاہ اٹھی تو کیا دیکھا کہ اندھیرے میں ایک جھونپڑی کے اندر چراغ کی روشنی نظر آئی تو فوراً اس جانب لپکا۔ جھونپڑی کے اندر ایک نہایت ہی نورانی صورت، بزرگ ہستی نظر آئی اس مسافر نے اپنا ماجرا سنا کر رات بسر کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ بڑی خوشی سے ہمارے پاس رات گزارو۔ ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ اچانک ہوا کا جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا اور آپ نے فرمایا کہ مسافر بھائی فکر نہ کرو ہمارا چراغ تو بجھ گیا ہے مگر وہ دیکھو سامنے کچھ مدہم مدہم روشنیاں نظر آ رہی ہیں۔ اس نے دیکھا تو واقعی تھوڑی دور سامنے روشنیاں نظر آئیں فرمایا ان کے درمیان ایک ذرا تیز

marfat.com

روشنی بھی نظر آ رہی ہے.....اس نے کہا جی ہاں فرمایا جلدی جلدی جاؤ اور یہ دیا بھی ساتھ لیتے جاؤ وہاں سے روشن کر کے لاؤ۔اب مسافر کی گھبراہٹ دور ہوئی اور چراغ روشن کرنے کیلئے چل پڑا، ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ آپ نے پیچھے سے آواز دی کہ بھائی راستہ میں پانی کی ایک دو نالیاں آئیں گی ذرا قدم اٹھا کے رکھنا اور اگر مجھے ملنے کی خواہش ہوئی تو رنگ پورہ سیالکوٹ میں آ کر ملاقات کر لینا۔مسافر آپ کی اس بات کو سمجھ نہ سکا اور چراغ جلانے کے شوق میں مسلسل قدم آگے بڑھاتا رہا جب وہ روشنیوں کے قریب پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ تو اپنے شہر کے دروازے پر کھڑا ہے اور اس کے عزیز واقارب دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور اپنے بزرگ حاجی کے استقبال میں مصروف ہیں۔

وہ شخص چراغ ہاتھ میں تھامے اس عجیب وغریب صورت حال پر گہری سوچ میں مبتلا ہو گیا کہ میں تو ابھی جدہ میں سمندر کے ساحل پر کھڑا تھا اور ایک بزرگ انسان کے کہنے پر یہاں چراغ جلانے کے لیے آیا تھا۔راستے میں سمندر تو نالی کی شکل میں نظر آیا اور یہ لمبا راستہ کیسے طے ہو گیا یہ تو اسی جھونپڑی والے بزرگ کی عجب کرامت معلوم ہوتی ہے۔لوگوں نے اس کی ہیئت کذائی پر تشویش کا اظہار کیا تو پوچھنے پر اس مسافر حاجی نے سارا ماجرا کہہ سنایا سب لوگوں میں ایسے کامل بزرگ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا چنانچہ اگلے روز ایک قافلہ دہلی سے رنگ پورہ سیالکوٹ کی طرف روانہ ہوا۔یہاں پہنچ کر کافی دیر تلاش کے بعد کسی شخص نے بتایا کہ رنگ پورہ میں اس حلیہ اور شکل کا ایک شخص مسجد کی خدمت کرتا ہے اور صبح وشام مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہی ہو یا اس کے ذریعے آپ منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔

چنانچہ وہ سب لوگ رنگ پورہ کی مسجد میں پہنچے تو حاجی صاحب نے فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی سمندر پار جھونپڑی والے بزرگ ہیں۔بے تابانہ آگے بڑھے اور قدموں میں جا گرے ہادی پاک نے فرمایا حاجی صاحب خیریت سے پہنچ گئے تھے؟

marfat.com

پھر حاجی صاحب دست بستہ عرض کرنے لگے کہ حضور پہلے مجھے بمعہ احباب اپنی بیعت میں داخل فرمائیں؟ حضور ہادی نامدار شاہ نتھیالوی قدس سرہٗ نے سب کو حلقہ بیعت میں داخل فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور روحانی توجہات سے ان کے دلوں میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہوا تو ہادی پاک قدس سرہٗ نے نماز پڑھائی دوران نماز جذب ورقت کا یہ عالم تھا کہ سب مقتدی زار وقطار رونے لگے۔ جب نماز ختم ہوئی اور آپ نے داہنی جانب سلام پھیرا تو اس طرف کے تمام مقتدی جذب وحال سے بے خود ہو گئے اور جب بائیں جانب سلام پھیرا یہی حال بائیں جانب کے مقتدیوں کا بھی ہوا۔

آخر یہ لوگ ایک دو دن کے بعد اجازت لے کر واپس دہلی پہنچے۔ یہی واقعہ بالآخر آپکے دہلی کی جانب سفر کا سبب بنا اور وہاں ہزارہا افراد آپ کے دست حق پرست پر تائب اور بیعت ہوئے اور سلسلے کو فروغ ملا۔

دودھ کے بدلے حج

دربار عالیہ تیراہ شریف میں حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد قدس سرہٗ کی بارگاہ میں یاران طریقت اور خلفاء کرام کا بھرپور اجتماع تھا۔ حضرت خواجہ ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ بھی اپنے خلفاء خاص حضرت خواجہ سید چنن شاہ نوری قدس سرہٗ آلومہار شریف۔ خلیفہ حضرت خان عالم (باولی شریف) اور دیگر خلفاء کے ہمراہ تشریف فرما تھے اسی مجلس میں ایک مولوی صاحب حاضر ہوئے جو کہ حج بیت اللہ کے لیے جا رہے تھے اور حضرت باواجی خواجہ نور محمد قدس سرہٗ کی بزرگی کا چرچا سن کر دعائے خیر کے لیے حاضر ہوئے۔ مولوی صاحب نے جب مجلس میں بے پناہ رونق دیکھی، عقیدت مندوں کا ہجوم اور سامنے نذرانوں کا ڈھیر دیکھا تو دل میں سوچنے لگا کہ یہ تو اچھا خاصا کاروبار ہے

marfat.com

اور دوکانداری معلوم ہوتی ہے یہاں معرفت الٰہیہ کا کیا تصور ہوسکتا ہے۔ جب کچھ دیر بعد مولوی صاحب جانے لگے تو خیال آیا کہ ذرا ایک مسئلہ پوچھ لوں۔ کہنے لگا کہ حضرت ایمان کیا چیز ہے؟

''تو حضرت باواجی نے فرمایا کہ مولوی صاحب ''ایمان کھانے پینے کا نام ہے''

مولوی صاحب جلتے ہوئے اٹھے کہ یہاں بزرگی کہاں کہ ان کو تو ایمان کا بھی پتہ نہیں مطلق بے علم ہیں۔ یہ سوچ کر غصے میں اٹھے اور چلتے بنے واپس گھر آ کر حج کی تیاری میں مصروف ہوئے اور قافلہ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوگئے۔ حج سے فارغ ہوکر اسی قافلہ کے ہمراہ وطن کی طرف چل پڑے۔ اس زمانے میں لوگ جدہ سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تک ریگستانی علاقے میں پیدل یا اونٹوں پر سفر کرتے تھے۔

مولوی صاحب قافلہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ اچانک قضائے حاجت کے سلسلے میں کسی پہاڑ کی اوٹ میں گئے اور جب اٹھے تو قافلہ جا چکا تھا۔ قافلہ کی تلاش میں بڑے دوڑے بھاگے لیکن ناکام رہے...... گرمی کی شدت اس پر بھوک پیاس کا غلبہ...... ریگستانی علاقہ...... تھک گئے...... ضعف طاری ہوا...... مولوی صاحب کی آنکھوں کے سامنے موت رقص کرنے لگی۔ ادھر حضور ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ کو غیب سے ندا آئی کہ جو مولوی حضرت باواجی قدس سرہٗ کے دربار میں بے ادبی اور بدظنی کا مرتکب ہوا تھا حج سے واپسی پر فلاں جگہ بھوک پیاس کے غلبے میں سخت پریشان ہے قدرت کو اس کی ہدایت مقصود ہے۔ فوراً پہنچو اور اس کی ہر ممکن مدد کرو۔

آپ اللہ تعالیٰ کے اذن سے باطنی روحانی تصرف کے ساتھ فوراً وہاں پہنچے اور حکمت ایزدی کے تحت ایک چرواہے کی شکل وصورت میں بھیڑ بکریاں چراتے ہوئے ریگستانی ٹیلوں کی اوٹ سے ظاہر ہوئے۔ مولوی صاحب کی آنکھیں چرواہے کو دیکھ کر کچھ کھانے پینے کے لیے کھل گئیں۔ فوراً چرواہے سے کہا اے اللہ کے بندے مجھے

marfat.com

بھوک پیاس نے نڈھال کر رکھا ہے سخت کمزور اور مضمحل ہوں مہربانی کر کے کسی بکری کا دودھ نکال کر مجھے پلاؤ۔

چرواہے نے کہا دودھ مفت نہیں ملتا اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ حاجی صاحب بولے میں قافلہ سے بچھڑ گیا ہوں میرے پاس کچھ نہیں مسافر اور غریب ہوں فی سبیل اللہ تھوڑا سا دودھ پلا دو۔ چرواہا بولا کہ تم تو بڑے امیر ہو تمہارے پاس تو بہترین دولت ''حج بیت اللہ'' ہے جس کی دربار الٰہی میں بڑی قیمت ہے، بڑا درجہ ہے اپنا حج میری ملک کردو۔ حاجی صاحب تڑپ کر بولے کہ میں دین بیچ کر یہ سودا کیسے کرلوں؟ چرواہے نے کہا تو پھر دودھ نہیں مل سکتا۔ حاجی صاحب بے تابی کے عالم میں بولے کہ اچھا چوتھا حصہ حج کا لےلو اور دودھ پلادو چرواہے نے کہا کہ ہرگز ایک گھونٹ کی بھی امید نہ رکھیں خواہ آپ میرے سامنے تڑپ کر مرجائیں۔ حاجی صاحب کی جان لبوں پر آئی تھی فوراً بولے اچھا آدھا حج لےلو چرواہے نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ آخر کار حاجی صاحب سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ فی الحال جان بچالی جائے زندگی رہی تو حج پھر بھی ہوجائے گا چنانچہ حاجی صاحب کو مجبوراً دودھ کے بدلے اپنا سارا حج چرواہے کی ملک کرنا پڑا۔

دودھ پینے کے بعد حواس بحال ہوئے، دل میں خیال آیا کہ جب میں موضع تیراہ شریف میں ایک مرد فقیر کے پاس گیا تھا اور ان سے دریافت کیا تھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے میری بدظنی بھانپ کر فراست سے جواب دیا تھا کہ ایمان کھانے پینے کا نام ہے'' اس فقیر کی بات تو بالکل درست نکلی' اور وہ مسئلہ تو مجھ پر ہی صادق آیا، میں نے تو دودھ کے پیالے کی خاطر حج بھی قربان کردیا۔ ادھر حاجی صاحب سوچتے رہے اور چرواہا بکریوں سمیت نظروں سے غائب ہوگیا۔ حاجی صاحب نے پختہ ارادہ کرلیا کہ اگر سلامتی کے ساتھ واپس وطن پہنچ گیا تو پہلے اس مرد کامل سے معافی طلب کروں گا چنانچہ مشیت خداوندی کے مطابق جب وہ واپس ہوئے تو سیدھے حضرت

maarfat.com

خواجہ نور محمد قدس سرہ' کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

دیکھا کہ اسی طرح محفل سجی ہے خلفاء اور علماء کا اجتماع ہے خلق خدا فیض یاب ہو رہی ہے حاجی صاحب بے ساختہ باوا جی قدس سرہ' کے قدموں میں جا گرے اور رونا چلانا شروع کر دیا۔ آپ نے تسلی دے کر پوچھا کہ مولوی صاحب بتاؤ تو سہی بات کیا ہے؟...... مولوی صاحب نے اپنی داستان غم سنا دی کہ میں نے بڑی مشکل پیسہ پیسہ جمع کر کے حج ادا کیا تھا مگر راستے میں دودھ کے پیالے کے عوض حج دے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بس مولوی صاحب! حج کی خاطر اتنے پریشان ہو رہے ہو ذرا ان آدمیوں میں سے پہچانو تو سہی کونسا آدمی ہے جس کے آگے آپ نے دودھ کے بدلے حج فروخت کیا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا حضور وہ یہاں کہاں...... وہ کوئی اعرابی تھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا دیکھو تو سہی شاید وہ یہیں مل جائے۔ اب مولوی صاحب اٹھے اور سارے اجتماع پر نظر ڈالتے گئے جب نظر حضرت ہادی نامدار شاہ قدس سرہ' پر پڑی تو پکار اٹھے کہ یا حضرت یہی وہ اعرابی چرواہا ہے جس نے میرا حج لیا ہے۔

نقل ہے کہ وہ مولوی صاحب تائب ہو کر حضرت باوا جی کے حلقہء بیعت میں داخل ہوئے اور ایک باعمل عالم دین اور مرد فقیر بن کر اس دنیا سے بامراد رخصت ہوئے۔

نابینا حاجی

ایک نابینا حافظ کھاریاں ضلع گجرات سے بغرض حج بیت اللہ شریف گیا ہوا تھا فریضہ حج سے فارغ ہو کر وطن واپسی کے لیے ان کے پاس نہ زاد راہ تھا اور نہ ہی کوئی ساتھی۔ پریشانی کے عالم میں لوگوں کو پکارنے لگا کہ ہے کوئی دردمند جو مجھے میرے وطن پنجاب کھاریاں میں پہنچا دے۔ قریب سے حضرت خواجہ ہادی نامدار شاہ قدس سرہ' رجال غیب کی صورت میں ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ حافظ صاحب کل صبح اس مسجد کے

marfat.com

دروازہ پر ٹھہرنا ہم آپ کو آپکے وطن کھاریاں پہنچانے کا انتظام کردیں گے۔

حافظ صاحب دوسرے روز علی الصبح مسجد کے دروازے پر اپنے محسن کا انتظار کررہے تھے اسی اثناء میں حضور ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ تشریف فرما ہوئے اور فرمانے لگے کہ آؤ حافظ صاحب تمہارے وطن پہنچنے کا انتظام کریں حافظ صاحب بخوشی اپنے محسن کے ساتھ بازو پکڑ کر چلنے لگے ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے ہوا تھا تو ہادی پاک قدس سرہٗ نے فرمایا:

''آؤ حافظ صاحب میرے پاؤں پر اپنے پاؤں رکھو'' حافظ صاحب نے ایسا ہی کیا معاً آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپکے گاؤں سے باہر جھاڑیاں ہیں، کہا ہاں فرمایا یہ جھاڑیاں آ گئیں۔حضور ہادی پاک قدس سرہٗ فرمانے لگے حافظ صاحب اس وقت آپ جس جگہ پر چل رہے ہو یہ جگہ غور سے معلوم کرو کونسی جگہ ہے؟ فلاں درخت یا کنواں آپ کے قصبہ کے قریب ٹھیک ہیں اور حافظ صاحب نے جو جو نشانیاں بتلائیں تھیں وہ موجود پائیں۔آپ نے فرمایا اچھا حافظ صاحب سپردخدا

حافظ صاحب حیرت میں گم ہوگئے اور کہنے لگے اے مرد کامل آپ اپنا پتہ یا نشانی تو بتلا جائیں حضور ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ بولے کہ حافظ صاحب یہ آپ کا قصبہ ہے اپنے گھر کو جاؤ مجھ فقیر سے میرا پتہ پوچھ کر کیا لینا ہے۔

حافظ صاحب آپ کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے نہیں حضور میں نہیں جانے دوں گا جب تک آپ پورا پتہ نہ بتائیں۔آپ نے فرمایا اگر فقیر کو ضرور ملنا ہو تو رنگ پورہ سیالکوٹ میں آ کر مل لینا۔یہ کہا اور آپ ظاہری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔حافظ صاحب خوشی اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں گھر پہنچے رشتہ دار اور اعزاء و اقرباء حیران ہوئے کہ حافظ صاحب اتنی جلدی حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر کیسے آ گئے جبکہ ابھی تو حجاج کرام کی واپسی میں کئی دن باقی ہیں۔بعض لوگوں نے یہ

کہنا شروع کر دیا کہ یہ حج پر گئے ہی نہیں راستے سے ہی واپس لوٹ آئے۔ جب لوگوں کا اصرار بڑھا تو حافظ صاحب نے سارا قصہ من وعن سنا دیا جس سے لوگوں کے دلوں میں ایسے مرد کامل کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ چنانچہ ایک دن حافظ صاحب اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ رنگ پورہ سیالکوٹ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں بھی اس مرد کامل کی کرامت کا تذکرہ سن کر کثیر تعداد میں گاؤں کے لوگ قافلہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جب لوگ رنگ پورہ پہنچے تو گاؤں کے لوگ اتنی تعداد میں مردوں اور عورتوں کو دیکھ کر گاؤں سے باہر جمع ہو گئے اب تمام قافلے والے حافظ صاحب کی طرف متوجہ ہوئے کہ اب حافظ صاحب اس مرد کامل کو پہچانیں گے کیسے؟ ہادی پاک قدس سرہٗ اس وقت کنوئیں سے پانی بھر رہے تھے اور کسی سے محو گفتگو تھے حافظ صاحب نے آپ کی آواز پہچان لی اور آپ کے قدم پکڑ لئے۔

بعدازاں تمام اہل قافلہ نے ارادت میں داخل ہونے کی درخواست پیش کی آپ نے سب کو اپنے حلقہ، بیعت میں داخل فرمایا۔ آپ کی اسی کرامت کا جب تحصیل کھاریاں میں شہرہ عام ہوا تو قصبہ بادلی شریف سے حضرت خواجہ خان عالم بھی حضور ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور شرف بیعت وغلامی حاصل کیا۔

بدعتی سے پرہیز

آپ زہد وتقویٰ میں یگانہ روزگار تھے مسلک حق اہل سنت پر سختی سے پابند اور بدعات سے بہت پرہیز کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کا ایک عقیدت مند آپ کی زیارت کے لیے آ رہا تھا کہ راستہ میں اہل تشیع ماتم کر رہے تھے وہ راستہ میں انہیں دیکھنے کے لیے ٹھہر گیا۔ جب آپ کی مجلس میں پہنچا تو آپ نے ملنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ بدعتیوں سے ملنا جائز نہیں۔ اس نے توبہ کی اور آئندہ بدعقیدہ لوگوں کے

marfat.com

ساتھ میل جول سے اجتناب اور ان کی مجالس میں شرکت نہ کرنے کا عہد کیا تو خواجہ صاحب راضی ہوئے۔

جذامی سے محبت

ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں آپ اپنے کسی عقیدت مند کے ہاں جانے کی دعوت پر مدعو تھے اور مکان کے بالا خانے میں تشریف فرما تھے کہ اسی اثناء میں ایک سائل حاضر ہوا جو جذام کے مرض میں مبتلا تھا، اس نے کھانے کا سوال کیا۔ مالک مکان نے اس کو انتظار کے لیے کہا لیکن وہ کمزور اور بیمار تھا صبر نہ کر سکا اس نے پھر سوال کیا تو مالک مکان نے اس کو دھکا دے دیا وہ گر پڑا اور اس کی چیخ نکلی۔ حضرت ہادی پاک قدس سرہٗ اس کی چیخ سن کر بالا خانے سے نیچے اتر آئے وجہ پوچھی صورت حال کا جائزہ لے کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ بالا خانے پر لے جا کر دستر خوان پر اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جبکہ دوسرے لوگ اس کے جذامی ہونے کی وجہ سے ساتھ بٹھانا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ کے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھانے کی برکت سے اسی وقت وہ جذامی تندرست ہو گیا اور اس کا جذام جاتا رہا۔

مالک مکان اور اہل مجلس آپ کی یہ عظیم کرامت دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے اور فقیر سے بھی معذرت کرنے لگے۔

غوث اعظم کی گیارہویں

ایک مرتبہ حضرت خواجہ ہادی نامدار شاہ تھیالوی قدس سرہٗ اپنے پیر و مرشد حضرت باواجی خواجہ نور محمد تیراہی قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے تیراہ شریف کی طرف روانہ ہوئے آپ کے عقیدت مندوں کی بھی کثیر تعداد آپ کے ہمراہ تھی، دوران سفر

marfat.com

رات آ گئی سب احباب بھوک سے بے تاب ہو گئے آپ نے سب کو صبر کی تلقین فرمائی اور تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ رازق ہے وہ ضرور انتظام فرمائے گا۔ایک عقیدت مند سے فرمایا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر دیکھو شاید کوئی آبادی نظر آ جائے چنانچہ ایک دو درویش پہاڑ کے اوپر چڑھے اور دیکھا کہ کوئی شخص مشعل ہاتھ میں لئے پھر رہا ہے اور آواز دے رہا ہے کہ یہاں کوئی مسافر آدمی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہماری جماعت تیراہ شریف جارہی تھی ہمارے سالار قافلہ حضور ہادی نامدار شاہ قدس سرہ' ہیں یہاں ہمیں رات آ گئی ہے تمام قافلہ بھوک کی وجہ سے پریشان ہے۔اس شخص نے جب ہادی پاک قدس سرہ' کا نام سنا تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میرے پاس کھانے پینے کا سامان ہے اسے اٹھاؤ اور مجھے بھی ساتھ لے چلو چنانچہ ہادی پاک قدس سرہ' کی خدمت میں وہ سارا سامان پیش کیا گیا آپ نے تمام اہل قافلہ کو کھانا تقسیم فرمایا کھانا کافی پر تکلف تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا کہ بھائی تم نے ہمیں کھانا بھول کر تو نہیں کھلا دیا تم یہاں کس کی تلاش میں کھانا لیے گھوم رہے تھے؟

تو اس نے عرض کی حضور مجھے آپ ہی کی تلاش تھی میں ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم دلاتا ہوں۔کل رات خواب میں مجھے حضور سیدنا غوث پاک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی آپ نے مجھے فرمایا کہ کل ہمارا ایک بیٹا ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ یہاں سے گزرے گا اس کے ساتھ زائرین کا ایک قافلہ ہوگا ہماری گیارہویں کا سارا لنگر ان کو کھلا دینا۔چنانچہ میں لنگر تیار کر کے شام سے آپ کی انتظار میں تھا اب رات کافی گزر چکی تھی اور میں انتظار کرتے کرتے تھک چکا تھا کہ اچانک آپ کے ساتھیوں کی آہٹ سنی تو میں نے آواز دی اس طرح آپکی خدمت میں حاضر ہو گیا۔آپ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور ساتھیوں سے فرمایا کہ دیکھا! ہمارے بزرگوں کو ہمارا کتنا خیال ہے۔[1]

---

[1] تذکرہ مصنفہ خلیفہ محمد سعید آلو مہار شریف

marfat.com

احترام شیخ

حضرت خواجہ ہادی نامدار شاہ قدس سرہ' اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ نور محمد تیراہی قدس سرہ' کی حیات ظاہری میں ہی دار فانی سے عالم بقا کی طرف سفر کر گئے چنانچہ آپ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد آپ کے پیر و مرشد حضرت باواجی قدس سرہ' آپ کی قبر انور پر فاتحہ خوانی کے لیے تھیال شریف تشریف فرما ہوئے۔ ابھی حضرت خواجہ نور محمد تیراہی قدس سرہ' آپ کی قبر اطہر سے کچھ فاصلہ پر ہی تھے کہ اچانک آپ کی تربت انور حرکت کرنے لگی تو باواجی قدس سرہ' نے دوڑ کر اپنا دست مبارک تربت شریف پر رکھا اور فرمایا!

''اے اللہ کے عاشق صبر کرو'' چنانچہ قبر ساکن ہوگئی۔ بعد میں آپ نے فرمایا ..... اگر میں تربت پر ہاتھ نہ رکھتا تو اللہ کا یہ عاشق تربت سے باہر نکل کر مجھے ملتا ..... تو اس دن سے تربت شریف پھٹنے کا نشان اور ایک پتھر پر آپ کے ہاتھ مبارک کا نشان بطور یادگار قائم ہوگیا ..... کافی عرصہ لوگ اس مبارک نشان کی زیارت کرتے رہے اس کے بعد آپ کی تربت پر جب گنبد تعمیر کیا گیا تو پہلی عمارت شہید ہونے پر وہ پتھر قدرتی طور پر غائب ہوگیا۔ واللہ اعلم [1]

باقیات صالحات

آپ نے اپنے باقیات میں دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی کو چھوڑا۔ صاحبزادگان کے اسماء گرامی، خواجہ غلام نبی شاہ (یہ مجذوب الحال بزرگ تھے) وخواجہ محمد فضل شاہ (یہ سالک کامل بزرگ تھے) صاحبزادی کا نام معلوم نہیں۔

---

[1] قلمی نسخہ تذکرہ مشائخ امینیہ

marfat.com

خلفائے عظام

آپ کے خلفاء بے شمار ہیں ہمیں صرف 31 خلفاء عظام کے اسماء گرامی دستیاب ہوسکے ہیں افسوس کہ تفصیلات نہ مل سکیں۔ ایک چھوٹی سی کتاب جس کا نام ''مختصر حالات خواجگان باؤلی شریف'' ہے جس کے مرتب فرمانے والے حضرت قدوۃ المشائخ مولانا پیر محمد فاضل نقشبندی مجددی سجادہ نشین ڈھانگری شریف ضلع میر پور آزاد کشمیر ہیں اس میں حضرت مولوی ظفر الدین صاحب علیہ الرحمہ خلیفہ مجاز دربار عالیہ روپڑ شریف کی فارسی نثر کے حوالے سے مندرجہ ذیل چھبیس خلفاء عظام کے اسمائے گرامی ملے ہیں فارسی نثر کا نمونہ بعینہ پیش ہے۔ لقب ایشاں ہادی صاحب نام محمد نامدار سرچشمۂ فیض ہزار مظہر نور پروردگار ...... مذہب حنفی داشتہ وخرقۂ خلافت وفیوض ظاہری وباطنی از حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ حاصل نمودہ ...... بموجب امر پیر روشن ضمیر خود در ہندوستان سیر کردہ ہزار با خلقت را راہ نمود واپس آمدہ در ملک کشمیر سیر فرمودہ وچنداں خلیفہ راصاحب ارشاد فرمودند ...... وفات ایشاں قبل از پیر روشن ضمیر شدہ ہفتم جمادی الاول در ۱۲۵۹ھ رحلت فرمودند۔

حضرت خواجہ نامدار قدس سرہ 'راچنداں خلیفہ صاحب ارشاد داشتند

۱ خلیفہ خواجہ شیخ احمد نیو سکنہ روپڑ کلاں

۲ خلیفہ حضرت خواجہ فضل احمد سکنہ ہزارہ

۳ خلیفہ حضرت خواجہ محمد خان عالم باؤلی شریف

۴ حضرت خواجہ سید چنن شاہ آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ

marfat.com

۵ ..... خواجہ حبیب اللہ کوملی

۶ ..... خواجہ عبدالرحمٰن کوملی

۷ ..... خواجہ قاسم خان

۸ ..... خواجہ شاہ محمد لدہانہ

۹ ..... خواجہ مرتضٰی رتوی

۱۰ ..... خواجہ الٰہی بخش لدہانہ

۱۱ ..... مولوی امام الدین

۱۲ ..... مولوی صدرالدین سرہند شریف

۱۳ ..... مولوی الٰہی بخش سکنہ تھانیر

۱۴ ..... میاں محمد بخش ہندوستان

۱۵ ..... شاہ محمد سکنہ ملک پور

۱۶ ..... مولوی فدا بخش ملتانی

۱۷ ..... اخون احمد، مسقط ملک عرب

۱۸ ..... اخون صاحب سکنہ ریاسی

۱۹ ..... محمد شاہ سکنہ ٹہلا پور

۲۰ ..... مولوی شیر محمد

۲۱ ..... مولوی خان ملک وال

۲۲ ..... مرتضٰی سکنہ رملہ

۲۳ ..... میاں سلام الدین

۲۴ ..... میاں رحیم الدین سکنہ کشمیر

۲۵ ..... ملنگ شاہ سہال

marfat.com

۲۶..... الف دین سکنہ بجر ریتال

ایں خلفائی صاحب ارشاد بودند لیکن بندہ را ہمیں دستیاب شدند۔

علاوہ ازیں راقم الحروف کے پیرومرشد زبدۃ الاولیاء حضرت خواجہ صوفی محمد علی قدس سرہٗ (مزار شریف واقع دربار عالیہ حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہٗ محلہ مبارک شاہ بیرون کھیالی گیٹ متصل کلاں قبرستان گوجرانوالہ) کے دست اقدس سے تحریر فرمودہ قلمی نسخہ ''تذکرہ مشائخ امینیہ'' سے مزید تین خلفاء کے اسماء گرامی حاصل ہوئے جو درج ذیل ہیں۔

۲۷..... حضرت میاں بڈھا موضع ڈھوڈا ضلع سیالکوٹ

۲۸..... حضرت حافظ فتح دین موضع جوڑا ضلع گجرات

۲۹..... حضرت خواجہ خلیفہ عبدالصمد خان عرف رنمست خان مصنف ''مثنوی تحفۃ العاشقین'' وتحفۃ العارفین

یہ بزرگ حضرت ہادی پاک قدس سرہٗ کی بارگاہ میں ہندوستان سے پیدل چل کر آپ کے وصال سے تھوڑی دیر پہلے نتھیال شریف حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوئے آپ نے اسی وقت توجہ دے کر درجہ تکمیل تک پہنچا دیا اور ساتھ ہی ہر چہار سلاسل میں اجازت وخلافت بھی عطا فرمادی اور قطب الارشاد کے مرتبے پر فائز فرما دیا، یہ آپ کے آخری خلیفہ تھے۔ آپ نے مثنوی تحفۃ العاشقین میں اپنی نسبت کا یوں اظہار فرمایا ہے

نقشبندم صاحب ارشاد در ہر سلسلہ

بست نسبت باجناب نامدار محترم

۳۰ حضرت خواجہ پیر سید نوران شاہ ولی قدس سرہٗ نور پور شاہاں سوہاوہ

marfat.com

راقم الحروف نے بارہا حضرت خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ' (آلومہار شریف) کی زبان اقدس سے سنا کہ سوہاوہ (ضلع جہلم) کے قریب جی ٹی روڈ پر واقع بستی نور پور شاہاں میں ایک بلند ترین ہستی اور ولی کامل حضرت خواجہ پیر سید نوران شاہ قدس سرہ' کا مزار ہے یہ بزرگ بھی حضرت ہادی نامدار شاہ نتھیالوی قدس سرہ' کے خلیفہ مجاز ہوئے ہیں۔ حضرت خطیب الاسلام کئی مرتبہ ان کے سالانہ عرس پر حاضری دیتے رہے۔

۳۱..... حضرت قبلہ باواجی خواجہ محمد قاسم قدس سرہ' موہڑہ شریف (نزد مری)

راقم نے حضرت صاحبزادہ پیر محمد فضل شاہ سجادہ نشین نتھیال شریف کی زبانی متعدد بار سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود کئی مرتبہ حضرت باواجی خواجہ محمد قاسم موہڑوی قدس سرہ' سے سنا ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے کئی بار حضرت خواجہ ہادی پاک کی زیارت اور حصول فیض کی سعادت حاصل ہوئی بالآخر آپ نے مجھے اجازت وخلافت سے بھی نوازا "والحمد لله على ذالك" آپ کے اکتیس خلفاء کے اسماء گرامی ہدیہ قارئین ہیں لیکن ہمیں سوائے پانچ سات خلفاء کے باقی خلفاء کرام کے حالات زندگی معلوم نہیں ہو سکے۔

ان کے علاوہ بے شمار صاحبان علم ومعرفت، مقتدر علماء ومشائخ اور خلفائے کرام واولیائے عظام آپ کے فیضان باطنی کے وارث ہوئے ہیں جن کی توجہات و تصرفات سے ایک جہاں فیضیاب ہوا اور آج تک ان کے روحانی فیوض وبرکات جاری ہیں۔ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت باواجی تیراہی قدس سرہ' فرمایا کرتے تھے کہ سب چراغ بجھ جائیں گے مگر نتھیال کا چراغ جلتا رہے گا آج کل دربار عالیہ نتھیال شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر الطاف حسین شاہ مدظلہ العالی ہیں جو نہایت پاکیزہ نفس، عالی کردار، خوش خلق، مہمان نواز اور صاحب دل درویش ہیں۔

marfat.com

باب پنجم

مشائخِ آلو مہار شریف

marfat.com

عشق و مستی کا حسیں دلکش نگر آلومہار

اے سر زمین اولیاء اے خطہ آلو مہار
شوکت خورشید تیرے ایک ذرے پر نثار
حضرت شیخ مجدد کی ولایت کا امیں
عشق و مستی کا حسیں دلکش نگر آلو مہار
جلوۂ نور محمد کا یہ سارا بانکپن
تاج فرق اولیا اس آستانے کا غبار
ہادی راہ ہدی کی پاک نظروں کے طفیل
ہو گیا اس آسماں کا ہر ستارہ نامدار
اولیائے گلشن چمن شہی تم پر سلام
ہے تمہارے فیض سے بزمِ طریقت میں بہار
جنکی آغوش ولایت ہے امین اہل دل
جس طرح پنہاں صدف میں گوہر صد آبدار
اولیاء اس سر زمین کے گلشن آل رسول
اے حسین پاک تیری نکہتوں کا یہ نکھار
کشور پنجاب کا جھومر ' وطن کی آبرو
سید فیض الحسن اہل نظر کا تاجدار
اپنے منگتوں کو نوازا آپ نے ہے کس قدر
ہے سعید بے نوا بھی تیرے ادنیٰ منگتوں میں شمار

نتیجہ فکر حضرت ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہٗ العزیز

marfat.com

362-A

آستانہ عالیہ آلو مہار شریف

marfat.com

جامع مسجد نقشبندیہ مجددیہ آستانہ عالیہ آلومہار شریف

marfat.com

آلومہار شریف کا محل وقوع

سرزمین اولیاء آلومہار شریف ڈسکہ سے سیالکوٹ جاتے ہوئے چار پانچ میل کے فاصلے پر بائیں کنارے لہلہاتے کھیتوں کے درمیان واقع ہے ساتھ ہی مشہور اڈا موترہ ہے، آج کل بھیلو مہار اڈہ پر اتر کر آلومہار شریف جانا پڑتا ہے۔ مغربی جانب دریائے چناب کا شفاف پانی لئے ہوئے نہر لوئر چناب گزرتی ہے۔ مزار پرانوار گاؤں کے جنوب مغربی کونے میں مرجع خلائق ہے۔ مزار اقدس گھنے درختوں کے درمیان عجیب روح پرور منظر پیش کرتا ہے، پختہ سڑک مزار اقدس کی دہلیز چومتی ہے۔

marfat.com

حضرت سید محمد جیون شاہ قدس سرہ'

(المعروف شاہ شیر سوار)

اشراف سادات آلومہار شریف میں پہلے بزرگ حضرت سید محمد جیون شاہ قدس سرہ' ہوئے ہیں جو حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔آپ کا خاندان خراسان میں حکومت کے اعلیٰ مناصب پر فائز تھا۔منشائے ایزدی کے مطابق اس خاندان نے حکمرانی کو خیرآباد کہہ کر فقرودرویشی کی زندگی اختیار کرلی۔ چنانچہ یہ خاندان خراسان سے ہجرت کر کے پہلے بھکراور پھرآلومہار شریف میں قیام پذیر ہوا۔

اس خاندان کے پہلے بزرگ حضرت سید محمد جیون شاہ قدس سرہ'، ایک روایت کے مطابق حضرت امام علی الحق شہید سیالکوٹی قدس سرہ' کے دور میں یا ان کے ہمراہ بسلسلۂ تبلیغ وجہاد یہاں تشریف لائے اور علاقہ میں علم وعرفان کی شمع روشن کی۔ان کے متعلق یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ وہ شیر پر سواری کیا کرتے تھے اور سانپ کا چابک ہاتھ میں رکھا کرتے تھے اور اپنے دور میں ''شہ شیر سوار'' کے نام سے مشہور تھے۔

marfat.com

مزار اقدس ...... حضرت خواجہ سید محمد جیون شاہ المعروف شہ شیر سوار قدس سرہ

marfat.com

مرقد انور ...... شمس الہند حضرت خواجہ سید حسن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہ

marfat.com

خواجہ خواجگان شمس الہند

حضرت خواجہ سید محمد چنن شاہ نوری

دائم الحضوری قدس سرہٗ العزیز

ولادت باسعادت

شمس الہند حضرت سید چنن شاہ قدس سرہٗ کی تاریخ ولادت کے بارے میں کسی حتمی تاریخ کا تعین نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ آپ کی عمر مبارک تقریباً سو سال ہوئی ہے۔ چونکہ یہ آفتاب ولایت 1889ء یا 1890ء میں غروب ہوا اس لیے آپ کی تاریخ ولادت 1789ء یا 1790ء میں متعین کی جا سکتی ہے۔ [1]

اٹھارویں اور انیسویں صدی کے حالات

آپ کی ولادت کا وہی زمانہ ہے جب مغلیہ سلطنت کے اقتدار کا سورج زوال پذیر ہی نہیں بلکہ غروب ہو چکا تھا۔ رنجیت سنگھ کی یورشوں نے پنجاب بھر میں بے اطمینانی کی کیفیت پیدا کر رکھی تھی۔ یہ حالات رنجیت سنگھ کے مہاراجہ بننے کی شہادت دے رہے تھے۔ انیسویں صدی کے ابتداء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ پنجاب پر قابض ہو چکا تھا۔

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص: ۱۶۲ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ محررہ ۱۹۶۰ء مخزونہ ابوالبیان لائبریری

marfat.com

رنجیت سنگھ کا خصوصی ہدف مسلمان تھے۔ دوسری طرف فرنگی استعمار ہندوستان میں اپنے پنجے مضبوط کر چکا تھا۔ اندریں حالات سنت الٰہیہ کے مطابق حضرت شمس الہند قدس سرہٗ کی صورت میں مسلمانوں کے روحانی عروج کے لیے ان کو یہ عظیم رہنما عطا کیا گیا۔

آلومہار شریف میں آمد

آپ کے خاندان کا اصل وطن خراسان تھا۔ خراسان میں آپ کے آباء واجداد حکمران تھے۔ نیرنگیٔ دوراں نے اقتدار سے محروم کر کے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ آپ کا خاندان بھکر میں آباد ہوا۔ پھر کچھ مدت قیام کے بعد پنجاب میں آلومہار شریف تشریف لائے اور یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ اس خاندان سادات میں کاملین پیدا ہوتے رہے مگر حضرت شمس الہند قدس سرہٗ کے وجود مسعود سے آلومہار شریف کو شہرت دوام ملی۔

تعلیم وتربیت

وہ نامور انسان جنہیں قدرتِ خداوندی بھٹکتی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ سونپتی ہے ان کی حنا بندی بھی مشاطۂ قدرت خود فرماتی ہے۔ حضرت خواجہ شمس الہند بھی انہیں چند افراد میں سے ایک تھے۔ ستارۂ بلندی آپ کی لوح پیشانی پر بچپن ہی سے ہویدا تھا۔

لاہور کے میاں دسوندی علیہ الرحمہ جو عمر میں آپ سے بڑے تھے ان سے خواجہ رکن الدین علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ آپ بچپن ہی سے بلا کے ذہین، نہایت فطین، خاموش طبع اور تنہائی پسند تھے۔ عام بچوں کی عادات کے برعکس آپ شرارت، لہو ولعب اور گالی گلوچ وغیرہ سے مجتنب رہتے۔[1]

آٹھ نو سال کی عمر میں آپ قرآن حکیم کی تعلیم سے فارغ ہو کر کتب متداولہ کی

---

1 تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۶۲

marfat.com

تحصیل میں اپنے شب و روز صرف کرنے لگے قرآن، حدیث، فقہ، علوم عقلیہ اور نقلیہ میں مہارت تامہ کے بعد اپنے برادر سید دیدار علی شاہ علیہ الرحمہ کے ہمراہ پشاور تشریف لے گئے۔ وہ حکومت کے ایک بڑے عہدہ پر فائز تھے۔ انہوں نے حضرت شمس الہند کو بھی اپنے ماتحت ملازمت دلوادی مگر اللہ تعالیٰ کو آپ سے کچھ اور ہی کام لینا تھا۔ ملازمت کے دوران تلاش حقیقت کی جستجو رہتی، دل بے چین اور روح بے قرار رہتی، ملازمت مقصودِ حقیقی کی راہ میں رکاوٹ محسوس ہونے لگی۔ مرشدِ کامل کی پیاس لمحہ بہ لمحہ بڑھنے لگی حتیٰ کہ پشاور کے گردونواح کے جنگلات اور پہاڑوں میں مرشد کامل کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگے۔

جہاں کہیں کسی اہل دل کا نام سنتے دیوانہ وار وہاں حاضر ہو جاتے۔ اسی دوران خبر ملی کہ دریائے کابل کے کنارے ایک انتہائی باکمال بزرگ موجود ہیں۔ آپ فوراً انکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بزرگ فرمانے لگے شاہ صاحب آپکا حصہ کہاں ہے اور آپ تلاش کہاں کر رہے ہیں؟۔ اس بات نے شوق کو مزید بڑھا دیا۔ ملازمت آپ کی طبیعت کو پہلے ہی راس نہیں آئی تھی لہٰذا آپ ملازمت چھوڑ کر آلومہار شریف واپس تشریف لے آئے۔ [1]

تلاشِ مرشد

دریائے کابل والے بزرگ کے فرمان کے مطابق آپ آلومہار شریف واپس تشریف لائے اور تلاش مرشد میں سرگرداں رہنے لگے۔ ایک دن آپ اپنے برادر سید دیدار علی شاہ صاحب کے ہمراہ سیالکوٹ شہر گئے۔ آپ کے بھائی اپنے کام میں مشغول ہو گئے مگر حضرت شمس الہند قدس سرہٗ اپنے مقصودِ حقیقی کی جستجو میں منہمک ہو گئے۔ دریں

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص: ۱۲۳

marfat.com

اثناء کسی نے خبر دی کہ محلہ رنگ پورہ سیالکوٹ میں ایک مرد کامل تشریف لائے ہوئے ہیں یہ سننا تھا کہ آپ بے قرار ہو کر ان سے ملنے کو روانہ ہوئے۔ عجیب اتفاق تھا کہ آپ جس گلی اور جس بازار سے گزرتے، ہر طرف بادی کامل حضرت بادی نامدار شاہ قدس سرہٗ کا چرچا تھا۔ اثناء راہ مرشد کامل کے معیار کے متعلق سوچنے گئے کہ

مرشد کامل سید ہو، عالم فاضل ہو، تب بیعت کروں گا، ورنہ تلاش جاری رکھوں گا۔

آپ کشاں کشاں اس حجرہ مبارک تک آ پہنچے جہاں حضرت بادی نامدار شاہ قدس سرہٗ کا نزول اجلال تھا۔ حجرہ میں داخل ہوتے ہی حضرت بادی نامدار قدس سرہٗ کے چہرہ انور پر پہلی نظر پڑی تو ان کے رعب وجلال سے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ آپ حضرت کے پیچھے جا بیٹھے اور درود پاک کا ورد شروع کر دیا۔

جوں ہی آپ نے درود پاک شروع کیا تو حضرت بادی نامدار فرمانے گئے بعض اللہ کے بندے پیٹھ پیچھے درود پاک پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، اور ادب واحترام کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ شمس الہند قدس سرہٗ یہ سنتے ہی چونک اٹھے۔ آرزوئے بیعت دل میں مچلنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد بیعت کے لیے عرض کیا تو حضرت بادی نامدار قدس سرہٗ فرمانے لگے!

''شاہ جی ماں تے نہ سید ہاں نہ عالم ہاں ماں تے پٹھان فقیر ہاں،،

حضرت شمس الہند قدس سرہٗ عرض کرنے لگے یہ خیال آپ کی زیارت سے قبل تھا لیکن اب تو میرے لیے سب کچھ آپ ہی ہیں

نظر جنہاں دی کیمیا سونا کر دے وٹ
ذاتاں دتیاں رب دیاں کیا سید کیا جٹ

marfat.com

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را
او ست سید جملہ موجودات را

حضرت ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ فرمانے لگے شاہ جی ایک کام یاد آ گیا ہے ٹھہرو آ کر آپ سے بات کریں گے۔ آپ عرض کناں ہوئے اگر حکم ہو تو بندہ بھی ہم رکابی کا شرف حاصل کرے؟ حضرت نے اجازت مرحمت فرمائی چھاؤنی کی طرف جا رہے تھے چھاؤنی کے قریب پہنچ کر فرمانے لگے ''ذرا ٹھہرو میں آتا ہوں''۔ تھوڑی دور ایک بنگلہ سے اچانک دو کتے نکلے اور آپ پر حملہ کی غرض سے بھونکنا شروع کر دیا۔ آپ نے یکے بعد دیگرے دونوں کی طرف انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور ساتھ ہی فرمایا ''مجھ فقیر سے کیا لینے آئے ہو''۔

روایت ہے کہ دونوں کتے وجد میں تڑپنے لگے اور حضرت ہادی نامدار قدس سرہٗ آگے بڑھ گئے۔ کافی دیر کے بعد عصر کے وقت واپس تشریف لائے تو حضرت خواجہ چنن شاہ قدس سرہٗ وہیں انتظار کر رہے تھے۔ حضرت ہادی نامدار قدس سرہ' آپ کو دیکھ کر فرمانے لگے!

''ماہاں دا یار تے بہوں پکا اے''

واپس حجرہ میں تشریف لائے اور حضرت سید چنن شاہ قدس سرہٗ کو بیعت فرما کر خصوصی توجہ فرمائی ہی تھی کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ وجد و حال سے افاقہ ہوا تو آپ فنا فی الشیخ کی منزل میں گم ہو گئے۔ مرشد کی محبت کا غلبہ اور صحبت کا جذبہ شدید ہو گیا۔ ایک دن کسی خاص مجلس میں آپ حاضر تھے کہ ایک شخص نے ہادی پاک کی خدمت میں ایک بچھیری بطور نذرانہ پیش کی آپ نے ارشاد فرمایا اے عزیز! میں مسافر ہوں اور اکیلا ہوں ایسی حالت میں اس گھوڑی کو کون سنبھالے گا۔؟

حضرت شمس الہند نے عرض کی کہ یہ گھوڑی مجھے عنایت فرما دی جائے میں اس کی

marfat.com

خدمت کروں گا اور جوان ہو جانے پر پیش خدمت کر دوں گا۔ چنانچہ حسب درخواست وہ گھوڑی آپ کو دے دی گئی آپ نے گھر پہنچ کر اپنے ہاتھوں سے گھاس اکٹھا کرنے، گھوڑی کو پانی پلانے سمیت تمام دیگر خدمات بھی اپنے ذمہ لے لیں۔ گھوڑی کی خدمت کے لیے گائے خریدی گئی اس کے دودھ میں بتاشے ملا کر گھوڑی کو پلا دیا جاتا۔

دو سال کے عرصے میں گھوڑی تندرست و توانا اور خوب فربہ ہو گئی حضرت ہادی نامدار قدس سرہٗ کی سیالکوٹ آمد پر حضرت شمس الہند نے گھوڑی کو نئی زین اور سامان سے آراستہ کیا اور خوب سجا سنوار کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ہادی پاک نے پوچھا یہ گھوڑی کہاں سے آئی؟۔ آپ نے عرض کیا حضور یہ وہی گھوڑی ہے جو آپ نے خدمت کے لیے مجھے عطا فرمائی تھی ہادی پاک نے خوش ہو کر فرمایا ''واہ شاہ جی'' آپ کے ان لفظوں سے ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور حضرت شمس الہند کو یک لخت کشف کونی کا مرتبہ مل گیا۔ اس کے بعد ہادی پاک گھوڑی پر سوار ہو کر کسی مرید کے گھر تشریف لے گئے گھوڑی کی خوش خرامی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے ہادی پاک نے مزید فرمایا! واہ شاہ صاحب'' آپ فرماتے ہیں کہ ان الفاظ پر میرے انفسی مراحل بھی طے ہو گئے۔ چنانچہ گھوڑی کی خدمت کے صلے میں حصول فیض و برکت ایک خاندانی اصول بن گیا۔

ایک مرتبہ حضرت ہادی نامدار شاہ نتھیالوی قدس سرہٗ نے دربار عالیہ تیراہ شریف کی حاضری کا ارادہ فرمایا اور اپنے ہمراہ حضرت سیدنا چنن شاہ قدس سرہٗ کو لے کر روانہ ہوئے جب ہادی پاک اپنے مرشد برحق خواجہ، خواجگان حضرت خواجہ نور محمد تیراہی المعروف باواجی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو راز و نیاز کی باتوں کے دوران عرض پرداز ہوئے کہ حضور میں آلو مہار سے ایک شہباز کو اپنے ساتھ لایا ہوں۔ آپ کی خدمت میں یہ بہترین تحفہ پیش کرتا ہوں اس کو اپنے سلسلہ کے فروغ کیلئے قبول فرمائیں

marfat.com

اور مزید فیض بھی عطا فرمائیں۔ حضور باواجی نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا
نامدار! عجب تحفہ لائے ہو یہ تو سورج ہے۔ (غالباً اسی وجہ سے آپ کو شمس الہند کہا جاتا ہے)

دربار چوراہی میں خدمت

حضرت ہادی نامدار قدس سرہ، حضرت باواجی قدس سرہ کے سامنے آپ کے اوصاف بیان کرتے رہے۔ حضرت باواجی قدس سرہ فرمانے لگے آج رات استخارہ کے بعد شاہ صاحب کو کوئی خدمت سپرد کی جائے گی۔ صبح آپ نے فرمایا شاہ جی لنگر پکوایا کرو اور تقسیم کیا کرو۔

آستانہ عالیہ کی خدمت سرانجام دینے میں حضرت ہادی نامدار قدس سرہ کی جو حالت ہوئی بعینہ وہی حالت حضرت خواجہ سید چنن شاہ قدس سرہ کی بھی ہوگئی حتیٰ کہ آپ کے کپڑے بوسیدہ ہو کر ہاتھ لگانے سے ریزہ ریزہ ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر حضور باواجی نے اپنا جوڑا اور نعلین مبارک عنایت فرمایا۔ آپ نے قمیض تو زیب تن فرمالی مگر نعلین پہننا خلاف ادب سمجھ کر اسے سینہ پر باندھ لیا۔[1]

دربار چوراہی سے خلافت

اس لباس کی بھی وہی حالت ہوگئی تو یاران طریقت میں سے کسی نے اطلاع کر دی۔ حضور باواجی قدس سرہ نے تمام دوستوں کو جمع کیا۔ فرمانے لگے چنن شاہ کو بلاؤ آپ فوراً حاضر خدمت ہوئے۔ حضور باواجی نے حکم دیا "یہ قمیض اتار دو لو یہ نئے کپڑے پہن لو" یہ سننا تھا کہ راز افشاء ہونے کے غم میں آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور آپ نے کچھ ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا یہ دیکھ کر حضور باواجی قدس سرہ

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص: ۱۷۷ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

نے اپنے دست مبارک سے آپ کی قمیض اتاری۔ تو حاضرین مجلس نے دیکھا کہ مرشد کریم کے عطا کردہ نعلین مبارک آپ کے سینہ پر بندھے ہوئے ہیں۔ عقیدت و محبت کا یہ بے مثال منظر دیکھ کر اہل مجلس پر ذوق وشوق اور سوز و گداز کی کیفیات کا ورود ہوا۔ حق ھو کے نعرے بلند ہوئے، اہل مجلس پر حالتِ وجد طاری ہوئی۔ آپ کیفیت وجد میں بے ہوش ہو گئے۔ حضور باوا جی قدس سرہٗ انتہائی شفقت سے آپ کے جسم پر دست اقدس پھیرنے لگے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو آپ کو خلافت عظمیٰ سے نواز کر فرمانے لگے

''رات کے بعد جس طرح سورج جہان کو روشن کرتا ہے اسی طرح چنن شاہ دنیا کو روشن کردے گا''[1] یہ فرما کر دربار سے رخصتی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ بارہ برس لنگر کی خدمت کرنے کے بعد یہ اعزاز پا کر واپس لوٹے۔

مسند ارشاد

حضور باوا جی قدس سرہٗ نے مع یاران طریقت آپ کو رخصت فرمایا جدائی کے صدمے سے آپ کی آنکھیں برسنے لگیں حضور باوا جی نے سینے سے لگا کر تسلی دی۔ بادل نخواستہ آپ دربار عالیہ تیراہ سے روانہ ہوئے ابھی تک آپ کی طبیعت میں جذب وجنوں کا غلبہ تھا۔ اثناء راہ جنگل میں ایک غار پر نظر پڑی اندر چلے گئے۔ غار کا ماحول خوب پسند آیا تو وہیں عبادات ذکر وفکر اور مراقبات میں مشغول ہو گئے

ہے رسم عاشقی میں الگ سب سے بیٹھنا

تین دن یوں ہی گزر گئے اچانک حضور باوا جی چوراہی قدس سرہٗ کی زوردار آواز سنائی دی

''اے چنن شاہ! ہم نے تمہیں غیروں کے گھروں میں مراقبہ کے لیے نہیں بھیجا

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص: ۱۷۸ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمۃ

marfat.com

پنجاب میں تبلیغ کے لیے بھیجا ہے''۔

یہ آواز سن کر آپ فوراً اٹھے اور غار سے باہر تشریف لائے کیا دیکھا کہ ایک شیر سر جھکائے غار کے سامنے کھڑا ہے۔آپ کو دیکھ کر قدموں پر لوٹنے لگا۔آپ شیر کی پشت پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمانے لگے بھائی مجھے علم نہیں تھا کہ یہ تمہاری رہائش گاہ ہے لو اپنا گھر سنبھالو۔

یہاں سے آپ سیدھے نتھیال شریف حاضر ہوئے، قبلہ عالم ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ سے ملاقات ہوئی، چند دن قیام کے بعد حضرت قبلہ ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ نے بھی خلافت عطا فرمائی، یوں دو طرفہ فیض سے مخمور ہو کر آپ آلومہار شریف واپس تشریف لائے۔[1]

فیض عام

آپ کا آلومہار شریف تشریف لانا تھا کہ ہر سو آپ کا فیض نور کی طرح پھیل گیا ہر خاص و عام دیوانہ وار آلومہار شریف کا رخ کرنے لگا۔لوگ جوق در جوق جمع ہونے لگے جو یہاں پہنچ جاتا آپ کی نگاہِ کیمیا اثر سے منزل فنا پر فائز ہو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا۔عشق مجازی میں گرفتار عاشق حقیقی بن گئے۔طالب دنیا آپ کی صحبت میں آ کر طالب مولا بن گئے۔ایک شور تھا، چرچا تھا، دھوم تھی، ہجوم تھا، کوئی گھوڑیاں چرا کر فیض پا رہا تھا۔کوئی خدمت کر کے روحانی منازل طے کر رہا تھا، کوئی آپ کے لباس پر مقرر تھا تو کوئی وضو پر۔کوئی لنگر کی خدمت پر مامور تھا تو کوئی لنگر کے ٹکڑے کھا کر دین و دنیا پا گیا۔کئی غربت کے مارے شہنشاہ ہو گئے۔

غرض کہ کوئی ایسا سائل نہ تھا جو نامراد لوٹ جائے۔اپنے کاسے اور ظرف کے

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۸۰، ۱۸۹ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

مطابق ہر کوئی فیض پا رہا تھا۔ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ جوق در جوق بیعت ہو کر اپنی بخشش کا سامان کرتے۔ روزانہ تقریباً دو سو آدمی لنگر کھاتے۔ جب تک آپ آلو مہار شریف تشریف رکھتے ایک عرس کا سا سماں بندھا رہتا۔ دوران سفر کثیر تعداد میں علماء کرام اور خلفاء عظام کو شرف ہم رکابی ملتا۔ [1]

حلیہ مبارک

خانوادۂ سادات سے تعلق کی وجہ سے حسن اور رعنائی آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ نسبت طریقت نے حسن کو دو آتشہ بنا دیا تھا۔ چہرہ کیا تھا مطلع انوار، کلیوں کی مسکراہٹ، چشم غزالاں، آنکھوں میں سرخ ڈورے اور اس پر مستزاد کہ سرگیں، ریش نورانی، کشادہ و منور پیشانی، ہونٹ تازہ گلاب کی طرح کھلے ہوئے۔ جب تبسم فرماتے تو نہایت خوشنما معلوم ہوتے۔ مشاطہ قدرت نے حسن کی رعنائی میں کوئی کمی نہ چھوڑی تھی مگر بایں ہمہ آپ کے حلیہ کو عشاق بیان نہیں کر سکتے تھے کیونکہ آپ کے چہرہ انور پر نظر نہیں جمتی تھی۔ بے ساختہ نظریں اٹھ جاتیں تو عشاق محویت اور مستی کے عالم میں ہوش کھو بیٹھتے۔ سرو قد تھے، مجمع میں چلتے ہوئے سب سے بلند اور نمایاں نظر آتے۔ [2]

لباس مبارک

ہمیشہ سفید براق پارچہ جات زیر استعمال رہتے۔ لباس میں عالمانہ وقار اور مشائخ کا سا انداز شامل ہوتا۔ نیز لباس کی وضع قطع عین سنت کے مطابق ہوتی۔ سر پر گول چھوٹی سی پگڑی کھلے بازوں والا کرتہ اور کھلے پائنچوں والا ہندوستانی وضع کا پائجامہ استعمال کرتے۔ لباس کے اوپر فرغل۔ سردیوں میں موٹے اور گرمیوں میں باریک کپڑے کا پہنتے دو تین جوڑوں سے زیادہ پارچہ جات زیر استعمال نہ لاتے۔ عموماً

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۸۱ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ [2] ایضاً ص: ۱۸۱

marfat.com

جمعۃ المبارک کو حجامت بنواتے اور صاف دھلا ہوا لباس زیب تن فرماتے۔ کنگھی، سرمہ اور خوشبو عموماً استعمال فرماتے، موسم سرما میں چمڑے کے موزے بھی پہنتے۔

خوراک

ابتدائے نسبتِ طریقت سے لے کر تا وصال آپ ہمیشہ کم خوراکی پر عمل پیرا رہے ہمیشہ قوت لا یموت پر اکتفا فرماتے۔ستر سال کی عمر کے بعد آپکا معمول تھا کہ ایک گائے ہمیشہ سفر و حضر میں ساتھ رہتی، گائے کے ایک پاؤ دہی کے ساتھ ناشتہ فرماتے جبکہ دو پہر کو ایک چھوٹی سی خمیری روٹی تناول فرماتے جس پر گائے کا مکھن لگاتے کبھی سالن اور کبھی بغیر سالن کے استعمال فرماتے اور رات کو گائے کا آدھ سیر دودھ نوش فرماتے یہ معمول تا دم انتقال قائم رہا۔کھانے پینے میں سادگی کا یہ عالم تھا کہ جو بھی روکھا پھیکا سامنے آجاتا بلا تکلف تناول فرمالیتے۔اس میں نہ کوئی فرمائش تھی نہ اہتمام۔

معمولات

حضرت شمس الہند نماز تہجد حجرہ مبارک میں ادا فرماتے۔نماز فجر تک ذکر نفی اثبات اور مراقبہ میں مشغول رہتے۔نماز با جماعت کا خصوصی اہتمام فرماتے۔اکثر کسی صالح یا عالم آدمی کو امامت کے لیے فرماتے۔اگر کبھی کوئی جماعت کروانے والا نہ ہوتا تو خود امامت کرواتے مگر سلام پھیرنے پر دائیں اور بائیں طرف کے نمازیوں کو وجد ہو جاتا اور راہ سلوک بھی طے ہوتی۔آپ کی امامت میں نماز ادا کرنے سے لوگوں کو وہ فیض ملتا جو کئی برسوں کے مجاہدوں سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

نماز فجر با جماعت ادا فرمانے کے بعد تلاوت کلام پاک نماز اشراق اور حلقہ ذکر کرواتے۔اس کے بعد بیعت کے لیے آنے والے عقیدت مندوں کو بیعت فرماتے بعد ازاں گھر تشریف لے جاتے اور مہمانوں کے لیے کھانے کا بندوبست کرتے۔

marfat.com

کھانا خود تقسیم فرماتے۔ تکمیل تقسیم کے بعد کھانے کی اجازت فرماتے۔ کھانے کے بعد دوستوں کو رخصت فرماتے۔ دوپہر کو سنت نبوی کے مطابق قیلولہ فرماتے۔ ظہر کی نماز با جماعت ادا فرمانے کے بعد قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے، دلائل الخیرات پڑھتے، زائرین اور ارادتمندوں کو تبلیغ فرماتے، پند و نصیحت کے ساتھ روحانی ارتقاء کے راز افشاء فرماتے۔

نماز عصر با جماعت ادا کرنے کے بعد ختم خواجگان اور دیگر وظائف اور ختم بسم اللہ شریف بصورت حلقہ پڑھتے، اگر کچھ وقت بچتا تو حلقہ ذکر کرتے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد نماز اوابین ادا فرماتے بعد ازاں لنگر تقسیم فرماتے۔ نماز عشاء با جماعت ادا کرنے کے بعد خواہش مند حضرات کو بیعت فرماتے۔ بعد ازیں کافی دیر آرام فرما کر کبھی باہر جا کر اور کبھی مصلیٰ پر ہی ذکر و مراقبہ فرماتے۔ [1]

کیفیت مراقبہ

خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہٗ نے بیان فرمایا ہے کہ آلومہار شریف کے ایک بہت ہی عمر رسیدہ سکھ نے مجھے بتایا تھا کہ اوائل نسبت طریقت میں حضرت شمس الہند اس خیال سے کہ لوگ مخل نہ ہوں، گنے کے کھیت میں ساری ساری رات مراقبہ فرماتے حتیٰ کہ موسم سرما کی شدید سرد راتوں میں آپ کی چادر پر کہر جم جاتی لیکن آپ کی محویت اور یکسوئی میں فرق نہ آتا۔

نوری دائم الحضوری

اکثر بزرگوں سے سننے میں آیا ہے کہ کمال لطافت و نورانیت کی وجہ سے سورج کی روشنی میں آپ کا سایہ بھی نظر نہیں آتا تھا

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۸۲ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

؎ چوں فنا در فقر پیرایہ شود
او محمد وار بے سایہ شود

روضہ عالیہ آلومہار شریف کے متصل جنوب مغرب کی طرف ایک چھوٹی سی تین گنبدوں والی خوبصورت مسجد تھی ۔حضرت سید چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہ العزیز اپنے ہاتھوں سے اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے رہے۔اب وہ مسجد شہید کر کے اس کی جگہ ایک بڑی جامع مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کے تمام تعمیری اخراجات حضرت صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ مدظلہٗ جگر گوشہ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہٗ نے خود برداشت فرمائے ہیں۔

اس مسجد کی تعمیر کا واقعہ راقم الحروف (محمد سعید احمد مجددی) نے حضرت پیر سید رحمت علی شاہ آف پنج گرائیں شریف سے خود سنا تھا کہ آپ کے ایک مرید خاص ڈپٹی فیض الحسن مال آفیسر سیالکوٹ نے ازخود تعمیر کے لیے اینٹیں منگوا کر بنیادوں کی کھدائی کر کے حضرت کی خدمت میں اپنے دست اقدس سے سنگ بنیاد رکھنے کی درخواست پیش کردی جسے آپ نے منظور فرمالیا اور اس کے بعد گاہے بگاہے تعمیر مسجد میں خود بھی حصہ لیتے رہے۔تعمیر مکمل ہونے پر آپ نے چند عقیدت مندوں کی موجودگی میں ڈپٹی فیض الحسن سے فرمایا'' بیٹا تم نے تعمیر مسجد کا ایک مقدس فریضہ تو سرانجام دیا ہے مبارک ہو،مگر تم نے تعمیر کے دوران اس بندہ حقیر کو بھی آزمائش میں ڈالے رکھا۔تمہیں کیا معلوم کہ ہم اس کار خیر میں حصہ لینے کے لیے کتنی بار عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف اور وحدت سے کثرت کی طرف رجوع کرتے رہے اور اس سے ہمارے دوام حضور میں کتنا رخنہ پیدا ہوا،آئندہ محتاط رہنا''۔

ملحوظہ

راقم الحروف (محمد سعید احمد مجددی) نے اس واقعہ سے یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ

marfat.com

حضرت سیدنا چنن شاہ نوری قدس سرہٗ یقیناً دائم الحضوری تھے۔ گویا کہ تعمیر مسجد میں حصہ لینا ایک امر خیر ہونے کے باوجود آپ کیلئے "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے زمرہ میں آتا تھا۔ نیز بندہ راقم الحروف نے حضرت مولانا محمد شریف نقشبندی (گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ) کی ذاتی بیاض میں آپ کا نام سید چنن شاہ نوری رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا پایا۔ اسی طرح کتاب "اسرار تصوف" مصنف جناب صوفی غلام حسین گجراتی میں آپ کے نام کے ساتھ دائم الحضوری لکھا ہوا ہے۔ جس پر اس بندہ عاجز کے دل پر یقینی طور پر یہ چیز وارد ہوئی کہ آئندہ کے لیے آپ کو سیدنا چنن شاہ نوری دائم الحضوری علیہ الرحمہ کے مقدس نام اور القاب سے یاد کیا جانا چاہیے۔

روحانی تربیت کا طریقہ

آپ اکابر اولیاء نقشبندیہ کی طرح جذب وسلوک کا مجمع، شہسوار عرصۂ تجرید وتفرید، غواصِ بحرِ توحید اور امین ولایتِ محمدیہ تھے۔ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)

آپکی صحبت میں بیٹھنے والے دنیا و مافیہا سے بے تعلق اور بے خبر ہو جاتے۔ آپ کی مجلس میں استغراق ومحویت اور مستی و بے خودی کا یہ عالم ہوتا کہ سروں پر پرندے بیٹھ کر اڑ جاتے اور محسوس نہ ہوتا۔ آپ کی توجہ، سالکین کو دائم الحضوری کے مرتبے پر فائز کر دیتی۔ آپ کی محفل قال کی بجائے حال کی آئینہ دار ہوتی۔ تربیت، زبان سے کم اور نگاہ سے زیادہ فرماتے۔ توجہ باطنی کے ذریعے لوگوں کی فطرتیں اور تقدیریں بدل دیتے۔ جو بھی آپ کی مجلس نور وسرور میں آجاتا وہیں کا ہو کے رہ جاتا۔ ساقی کی دریا دلی اور صہبا کی کیفیت آفرینی کا یہ عالم تھا کہ سنگدل سے سنگدل انسان بھی کیف ومستی سے محروم نہ رہتا۔

سلوک نقشبندیہ پرانے بزرگوں کے طریق کے مطابق طے کرواتے۔ لمبی اور

marfat.com

تفصیلی سیر کی بجائے پہلے روز سے ایک ہی توجہ میں سارے مقامات طے کروا دیئے جاتے اور حجابات اٹھا دیئے جاتے۔ آپ کا حجرہ، بستر، لباس بلکہ قرب وجوار کے شجر و حجر بھی آپ کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول معلوم ہوتے۔ آپ مردہ دلوں کے مسیحا تھے۔ آپکے حلقہ تربیت سے چار سو افراد نے خلیفہ مطلق اور ولی کامل بن کر خطہ پنجاب کو دینی فکر و شعور اور روحانی ذوق و سرور سے معمور کیا۔

میں چمن میں کیا گیا گویا دبستان کھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے غزل خواں ہو گئیں

خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہٗ سے روایت ہے کہ حضرت شمس الہند سیدنا چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہٗ اپنے حجرہ مبارکہ میں اکثر مراقب رہتے اور ادراک بسیط کی منزلوں میں گم رہتے۔ جب نماز کے لیے حجرہ سے باہر تشریف لاتے تو جس پر پہلی نظر پڑ جاتی اس کے لطائف میں ذکر جاری ہو جاتا، یقیناً آپکی توجہ اکسیر اور نظر کیمیا تھی۔

فریضہ حج کی ادائیگی اور دربار رسالت سے تحفہ

حضرت سیدنا چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہٗ نے جس دور میں فریضہ، حج کی سعادت حاصل کی اس دور میں موجودہ رسل و رسائل اور سفر کی سہولتیں ناپید تھیں، دشوار گزار منزلوں سے گزر کر خشکی کے راستے پیدل چل کر یہ سفر طے کرنے میں کئی ماہ لگ جاتے۔

کتاب ''اسرار تصوف'' سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا چنن شاہ نوری دائم الحضوری علیہ الرحمہ جب سفر حج کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ حجاج کا ایک قافلہ تیار ہوا اس قافلے میں آپ کے مرشد برحق حضرت ہادی نامدار شاہ تھیالوی رحمۃ

marfat.com

اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے بھی شامل تھے۔

مدینہ منورہ میں حاضری کے دوران آپ روزانہ کئی مرتبہ روضہ اطہر کے سامنے صلوٰۃ وسلام عرض کرتے۔ بعض دفعہ بڑھاپے اور علالت کی بناء پر اپنے رہائشی مکان سے ہی حاضری دیتے۔ انہی ایام کا ذکر ہے کہ ایک دن آپ شدید نقاہت کی بناء پر حاضر نہ ہو سکے تو صاحبزادہ عالی جاہ ننھیال شریف کو ہدیہ سلام کے ساتھ حاضری کے لیے بھیجا۔

واپسی پر صاحبزادہ عالی جاہ نے فرمایا کہ ہم نے آج ظاہری آنکھوں سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے اور آپ نے ضیافت کے طور پر چند سرخ انار عطا فرما کر حکم فرمایا ہے کہ

''یہ انار ہمارے مہمان چنن شاہ کو ہماری طرف سے تحفہ دینا''

چنانچہ آپ نے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا فرمودہ تحفہ دل وجان سے قبول کرتے ہوئے اس کرم نوازی پر وجد میں آ کر ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیمار بوڑھے کو ضعیف سمجھتے ہوئے کس قدر نگاہ لطف وکرم سے نوازا ہے

؎ کرم کردی الٰہی زندہ باشی

یہ واقعہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی حضوری ومنظوری کا غماز ہے۔

جنت کی بشارت

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرا جو مرید کم از کم اکیس بار روزانہ صبح اسم ذات کا ورد کرے گا میں اس کو جنت کی بشارت سناتا ہوں۔

marfat.com

وصال پر ملال

آپ نے سو برس عمر پائی۔ بالآخر نماز مغرب پڑھتے ہوئے آخری سجدے میں یہ آفتابِ روحانیت ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا اور اپنی ضیاء پاش کرنوں سے کئی چاند اور ستارے روشن کر گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

چن ڈب دیاں ڈب دیاں ڈب جاندا
چلک نور دی تاریاں تے سٹ جاندا

آپ کی تاریخ وصال بروز پیر ماہ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ ۵ کاتک شمسی بمطابق 1890ء ہے۔

حضرت شمس الہند قدس سرہٗ کے وصال کا جو قطعہ تاریخ حضرت مولانا شیخ عبداللہ علیہ الرحمہ (م ۱۹۲۱ء/ ۱۳۳۹ھ) نے آپ کے مرید صادق ملک فضل الدین نقشبندی مجددی (تاجر کتب و مالک اللہ والے کی قومی دکان منزل نقشبندیہ کوچہ ککے زئیاں کشمیری بازار لاہور) کی فرمائش پر تحریر کیا۔ اس کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں یہ عکس ہمیں قاضی لائبریری گکھڑ منڈی گوجرانوالہ سے ملا ہے۔

marfat.com

تاریخ وصال مقبول بارگاہ ذوالجلال قدوۃ السالکین زبدۃ الکاملین سلطان العارفین پیر طریقت ہادئ حقیقت رہنمائے سالکان پیشوائے عارفان عالیجاہ جناب حضرت پیر چنن شاہ قدس سرہ آلو مہاروی

قرۃ العینِ رسولِ نور چشم مرتضےٰ	نخل بستانِ طریقت سرو باغ انما
شاہ سوار عرصۂ لاہوت چنن شاہ پیر	صد شجر را ہمچو صندل کرد بوئش جانفزا
زیب فرمائے بساطِ نقشبندی یا دہ دل	سادگی و نقشبندی را وجودش متعا
ہر دو چشمش باز در عرفاں چو ماہے ہو	سر نشینِ اولیا چوں نقطہ بر والضحےٰ
چوں اخیر سورۂ والفجر و ہم بعدِ عصر	شد خطابش از جناب خالقِ ارض و سما
در نماز شام گردید استغالش زیں سبب	شد جہاں تاریک شام افتاد و شب شد از قضا
اقتدا با جد امجد کرد اندر ماہ روز	در ربیع الاول و روزِ دوشنبہ اے فتا

شیخ مسکیں چوں بفکر سال وصلش زد قلم
ھب لنا یا رب من افضالہ آمد ندا

حسب فرمائش مرید صادق الیقین نیاز آگین خاکسار فضل الدین سگے زئی تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت
ــ سا بجا ہراث   کشمیری بازار لاہور در نقش طبع یافت

دکشور پریس

کمالات و کرامات

خدمت شیخ کا صلہ

ایک خادم کافی عرصہ تک حضرت شمس الہند قدس سرہٗ کی گھوڑی کی خدمت کرتا رہا ایک دن اس کے دل میں خیال آیا کہ اتنی طویل خدمت کے بعد مجھے فیضِ طریقت ملنا چاہیے تھا۔ شائد میں محروم و بدقسمت ہوں کہ ابھی تک روحانی ترقی کی راہ نہیں کھل سکی۔ اس خیال کے بعد وہ شام کو گھوڑی کے سامنے چارہ ڈالنے گیا تو گھوڑی نے پیار سے اس کے کان کے ساتھ منہ لگا کر ہنہنانا شروع کر دیا۔ چنانچہ اسی وقت اس کا قلب جاری ہو گیا تمام حجابات اٹھ گئے اور وہ کامیابِ منزل ہو گیا۔

برکاتِ توجہ

کتاب ''اسرار تصوف'' مصنف جناب غلام حسین گجراتی سے منقول ہے کہ سیالکوٹ میں ایک نجیب الطرفین شخص بنام ڈپٹی فیض الحسن مال آفیسر کے عہدے پر فائز تھا۔ نہایت اعلیٰ خاندان اور امیر کبیر گھرانے کا فرد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مال و نعمت کے ساتھ ساتھ دینی اعزاز سے بھی نواز رکھا تھا جو کسی پیر کامل کی تلاش میں سرگرداں تھا۔

ایک رات اچانک خواب میں ایک حسین و جمیل قد آور بزرگ ترین نورانی شخصیت کی زیارت ہوئی اور سید صاحب کو اپنے پاس حاضر ہونے کا اشارہ فرمایا خواب سے بیدار ہوئے تو ایک لگن اور محویت سی چھا گئی۔ ہر وقت اس خواب میں ملنے والی شخصیت کی زیارت کا شوق دامن گیر رہتا تا آنکہ اسی تلاش میں ایک دن کسی دوست کے ہمراہ آلومہار شریف پہنچے جونہی حضرت شمس الہند کے نورانی چہرے پر نظر پڑی، خواب والی صورت پہچان کر ایک نعرہ بلند کیا اور قدموں میں گر کر حلقہ بیعت میں داخل

marfat.com

ہو گئے۔

قلب میں ذکر جاری ہوا اور دنیا کی محبت رخصت ہوئی۔ اسی وقت واپس گیا اور دوسرے دن حاضر ہوا تو ایک گھوڑا ایک گھوڑی اور پانچ سو روپیہ کے علاوہ چالیس گھماؤں زمین بمع کنواں واقع موضع ماچھی کے ضلع گوجرانوالہ لنگر کی خدمت کے لیے ہدیہ پیش کیا آپ نے مطلق انکار فرمایا مگر اسکے والہانہ اصرار پر قبول فرمایا بعد میں یہی شخص سلسلہ عالیہ کا بہترین خدمت گزار ثابت ہوا اور دین و دنیا کی برکتوں سے مالا مال ہوا اور ایک ولی کامل بن کر دنیا سے رخصت ہوا نیز اسی خوش نصیب نے آلومہار شریف میں روضہ عالیہ کے قریب مسجد بھی تعمیر کرائی تھی۔

آگ میں ڈالنے سے رومال کا صاف ہونا

خلیفہ محمد اعظم (فتو والی) فرماتے ہیں میں نے اپنے جد امجد حضرت خواجہ احمد دین سے یہ کرامت سنی۔ خواجہ احمد دین فرماتے ہیں کہ حضرت شمس الہند نوری قدس سرہٗ ایک گاؤں میں قیام پذیر تھے کہ انہوں نے مجھے رومال دھونے کے لیے ارشاد فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ بندہ اور چند ساتھی رومال دھونے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں خیال آیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگا ہوا رومال حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تنور میں ڈالا تو وہ اسی طرح رہا اور صاف ہو گیا مگر جلا نہیں، حضرت شمس الہند بھی تو انہیں کے نواسے ہیں یہ خیال آنا تھا کہ ہم نے آگ جلائی اور اس میں رومال ڈال دیا تھوڑا سا دھواں اٹھا اور رومال صاف ہو گیا۔ میل اتر گیا رومال رہ گیا ہم رومال لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ دیکھ کر فرمانے لگے فقیروں کا امتحان نہیں لیتے۔ ہم حیران ہوئے کہ ہماری اس حرکت کی آپ کو کیسے خبر ہوئی؟ آپ نے فرمایا تعجب کی کونسی بات ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع کا نتیجہ ہے۔ [1]

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۹۴، ۱۹۵ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

روحانی توجہ

خواجہ احمد دین اپنا دوسرا چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بغرض بیعت حاضر ہوا۔ آپ بیعت فرمانے لگے تو عرض کیا قبلہ میری بیوی بھی ساتھ ہوتی تو ہم اکٹھے بیعت ہو جاتے۔ آپ فرمانے لگے اسے بھی بیعت کرلیں گے۔ بیعت کرنے کے بعد فرمایا جاؤ اپنے گھر کی خبر لو۔ اس کا گاؤں آلومہار شریف سے تقریباً چار کوس دور تھا۔ وہ چلا گیا۔ گھر پہنچا تو بیوی بے ہوش پڑی تھی لوگ جمع تھے معاملہ سمجھ گیا لوگوں کو ہٹایا جب بیوی ہوش میں آ گئی تو پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگی فلاں وقت تھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے۔ بیعت کیا، اسم ذات کا ذکر بتایا تو میں بے ہوش ہوگئی۔ خاوند کہنے لگا اگر دیکھو تو پہچان لوگی کہنے لگی ہاں۔ دونوں آلومہار شریف حاضر ہوئے دیکھتے ہی کہنے لگی یہی بزرگ ہیں دونوں میاں بیوی نے یہاں ہی زندگی گزار دی۔[1]

جنات کی شرارت اور شمس الہند کا تدارک

خواجہ رکن الدین فرماتے ہیں کہ حضرت شمس الہند کے اصطبل میں ایک دن حضرت صاحبزادہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ گھوڑوں کو چارہ ڈال رہے تھے کہ اچانک آپکی نظر گھوڑیوں کے بالوں پر پڑی وہ گوندے ہوئے تھے اور ایسی شرارتیں جنات اکثر کیا کرتے۔ آپ وہ بال روزانہ کھولتے رہتے۔ اس دن آپ فرمانے لگے جنات نے بڑا تنگ کیا ہوا ہے تو جس طرف آپ کھڑے تھے جنات نے اس طرف سے شہتیر گرادیا۔ عین اس وقت حضرت شمس الہند قصبہ تمبڑیال میں تشریف فرما تھے۔

حضرت نے وہیں سے تصرف فرماتے ہوئے اس شہتیر کو جس کے نیچے صاحبزادہ صاحب اور گھوڑیاں تھیں پکڑے رکھا باقی چھت گرگئی چھت کے گرنے کی

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۹۶ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

آواز سن کر لوگ دوڑے آئے۔ دو بھائی گوہر شاہ اور بلند شاہ نے شور کر کے پورا گاؤں اکٹھا کر لیا۔ لوگ مٹی ہٹانے لگے حضرت خواجہ محمد امین شاہ قدس سرہٗ نے آواز دی بھائی میں صحیح سلامت ہوں قبلہ والد صاحب کا ہاتھ شہتیر کو تھامے ہوئے ہے۔

حضرت خواجہ رکن الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جنات بھی حضور کی بیعت سے مستفیض ہوتے تھے اور اکتساب فیض کرتے تھے۔ بعد میں حضرت شمس الہند علیہ الرحمہ نے انہیں دربار کے باغیچہ میں منتقل کر دیا جواب تک وہاں ہیں۔ [1]

جنات کا اکتساب فیض

حضرت شمس الہند قدس سرہٗ سے صرف انسان ہی اکتساب فیض نہیں کرتے بلکہ آپ کی صحبت میں جن بھی حاضر ہوتے اور فیض یاب ہوتے جب کہ عام لوگوں کو اس بات کا علم تک نہ تھا۔ اسکا انکشاف اس وقت ہوا جب ایک دفعہ ایام عرس قریب آ گئے اور انتظامات مکمل نہ تھے۔ خصوصاً ایندھن کی بہت کمی تھی مجلس مشاورت میں کافی تجاویز سامنے آئیں۔ آپ کے مریدین میں سے ایک نے کہا حضرت تمام ایندھن کا انتظام میں کرونگا تو حضرت مطمئن ہو گئے۔

دوسرا دن ہوا تو حویلی میں پیپل کا ایک بہت بڑا درخت پڑا ہوا تھا۔ حضرت نے ملاحظہ فرمایا اور پوچھا یہ کون لایا ہے؟ خدام اس خادم کو جس نے ایندھن لانے کا وعدہ کیا تھا لے آئے۔ آپ نے فرمایا بھائی یہ کہاں سے لائے ہو، چوری کا ایندھن ہمیں نہیں چاہیے۔ وہ کہنے لگا نہیں حضرت یہ چوری کا نہیں بلکہ یہاں سے دور دراز ایک ہندوؤں کا گاؤں ہے یہ درخت مدتوں سے کٹا پڑا تھا ہندوؤں نے اس کٹے ہوئے درخت کی پوجا شروع کر رکھی تھی میں نے تو شرک کا خاتمہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص: ۱۹۸ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

ہم حرام مال نہیں کھا سکتے جہاں سے لائے ہو چھوڑ آؤ۔ وہ معافی کا طلبگار ہوا اور عرض کرتا ہے کہ حضرت صبح یہاں نہ ہوگا۔ اس دن لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ انسانی شکل میں جن ہے اور یہ واقعہ بہت ہی مشہور ہے۔[1]

جن کا حملہ اور شمس الہند کا دفاع

موضع سبز پیر میں حضرت سید محمد امین شاہ قدس سرہ تشریف فرما تھے کہ ایک آسیب زدہ آدمی حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے دم فرمایا تو آسیب دور ہو گیا گھر گیا تو پھر وہی حالت، پھر آیا پھر آسیب دور ہو گیا۔ ایسا کئی دفعہ ہوا کہنے لگا حضرت جب آپ کے پاس آتا ہوں تو جن دور ہو جاتا ہے واپس جاتا ہوں تو جن لوٹ آتا ہے آپ نے فرمایا تم میرے پاس ہی بیٹھے رہو جن کو غصہ آ گیا وہ آپ پر حملہ آور ہوا اس وقت حضرت شمس الہند موضع جیٹھکی قصبہ سمبڑیال تشریف فرما تھے۔ آپ نے نظر کشفی سے اپنے لختِ جگر پر جن کو حملہ آور ہوتے دیکھا۔ تو جن کو زور سے تھپڑ مارا جس سے زوردار دھما کہ ہوا گھوڑیاں ڈر گئیں خلیفہ محمد بخش آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے حضرت یہ کیا ہوا؟ آپ فرمانے لگے جن مجھ پر حملہ آور ہوا تو میرے والد گرامی نے اسے تھپڑ رسید کیا جس سے یہ آواز پیدا ہوئی۔[2]

جنات پر ہیبت

حضرت پیر سید رحمت علی شاہ علیہ الرحمہ (موضع پنج گرائیں ضلع سیالکوٹ) سے روایت ہے کہ حضرت سید چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہ نے اپنے روحانی تصرف کے ذریعے جنات کو حکم دیا کہ میرے علاقہ آلومہار شریف اور مضافات کے لوگوں کو ہرگز تنگ نہ کریں نیز آپ نے متوسلین کو فرمایا تھا کہ اگر کسی کو کوئی سرکش جن

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۹۷، ۱۹۸ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ [2] ایضاً ص ۲۰۱

marfat.com

تنگ کرے تو صرف میرا نام لینے سے جن بھاگ جائے گا۔ چنانچہ حضرت پیر سید رحمت علی شاہ نے فرمایا کہ میں نے اس عمل کو کئی بار آزمایا ہے اور بحمد ہ تعالیٰ مجرب پایا ہے۔

طعام میں برکت

حضرت خواجہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شمس الہند قدس سرہٗ ایک گاؤں میں تشریف فرما تھے۔ آپکا ایک عقیدت مند جو انتہائی غریب تھا۔ حاضر خدمت ہوا۔ اور سرگوشی کے عالم میں عرض گزار ہوا۔ حضور اس قابل تو نہیں کہ آپ کے تمام عقیدت مندوں کو کھانا کھلا سکوں۔ مگر دل میں تڑپ ہے کہ آپ کے قدم رنجہ فرمانے سے غریب خانہ پر رحمتوں کا نزول ہوگا آپ بمعہ ایک خادم میرے گھر کو رونق بخشیں تو میری تقدیر بدل جائے آپ نے کمال شفقت سے دعوت قبول فرمائی اور فرمایا جاؤ تیاری کرو اس نے ایک پاؤ دال بیوی کو دی اور کہا کہ حضرت شمس الہند قدس سرہٗ کی دعوت پکا دو۔ آپ اور آپ کا ایک خادم تشریف لائیں گے۔ کھانا تیار ہو گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی حضور کھانا تیار ہے تشریف لائیں آپ نے فرمایا جاؤ دستر خوان بچھاؤ اور برتن رکھو ہم سب آتے ہیں۔

یہ سن کر وہ انتہائی پریشان ہوا۔ میں نے تو حضرت صاحب اور ایک خادم کی دعوت پکائی ڈیڑھ دو سو آدمی کیسے کھائیں گے مگر جواب نہ دے سکا۔ سیدھا گھر چلا گیا بیوی نے پریشان دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ کہا ہم نے تو حضرت صاحب کی دعوت کی تھی مگر آپ دو سو آدمی ساتھ لا رہے ہیں بیوی بولی تمہیں کس بات کی فکر ہے؟ جو لا رہے ہیں وہی انتظام بھی کر لیں گے۔ اس دوران آپ مع خدام تشریف لے آئے۔ آپ نے تمام خدام کو دو قطاروں میں بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ بعض لوگوں نے مذاق اڑایا ایک پاؤ دال یہ کس کس کو دے گا۔ خدام کو ترتیب دینے کے بعد حضرت شمس الہند

marfat.com

فرمانے لگے روٹیاں اور دال میرے پاس لے آؤ میں خود تقسیم کروں گا۔ آپ نے اپنی چادر مبارک روٹیوں پر ڈال دی اور فرمایا برتن لاؤ۔ اپنے دست مبارک سے دال کے پیالے بھرنے شروع کر دیے تمام آدمیوں کو دال عطا فرمانے کے بعد دو دو فی کس کے حساب سے روٹیاں تقسیم کیں۔ سب لوگ کھا چکے فرمایا سب گاؤں والوں کو بھی بلاؤ جو کھانا چاہے آ جائے۔

حضرت خواجہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نامعلوم کتنے افراد نے دال روٹی کھائی مگر اس چنن شاہی خزانے میں کمی نہیں آ رہی تھی۔ لنگر کی تقسیم کے بعد آپ اپنے خادم کو فرمانے لگے خود بھی کھاؤ اور اپنے ہمسایوں کو بھی کھلاؤ اب تمہیں کمی نہیں رہے گی۔ ایسی ہی ایک کرامت کا ظہور کچا دروازہ گوجرانوالہ مستری غلام حسین کے گھر میں بھی ہوا۔ [1]

آپ نے ستر آدمیوں کو بیک وقت تین گھروں میں کھانا کھلایا

ایک مرتبہ آپ ضلع سیالکوٹ کے علاقہ سلہر کے ایک گاؤں میں رونق افروز تھے آپ کا شہرہ سن کر ایک غیر مقلد مولوی مسئلہ علم غیب اور حاضر ناظر دریافت کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا، اور کہنے لگا میں آپ سے مسئلہ پوچھنے آیا ہوں، آپ نے فرمایا مولوی صاحب ابھی آئے ہو ذرا آرام کر لو۔ دوپہر کا کھانا فقیر کے ہمراہ کھانا پھر مسئلہ بھی بتا دیں گے۔ عقیدت مندوں کا بے پناہ ہجوم تھا ہر کوئی یہ چاہتا تھا کہ آج حضرت صاحب کھانا ہمارے گھر تناول فرمائیں اور مہمان نوازی کی سعادت ہمارے حصے میں آئے۔ چنانچہ ایک عقیدت مند حاضر خدمت ہوا کہ جناب دوپہر کے کھانے کی سعادت

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۰۳، ۲۰۴ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

ہمیں بخشیں۔آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، جاؤ انتظام کرو۔اس کے جانے کے بعد دوسرا شخص حاضر خدمت ہوا اور اس نے بڑے عاجزانہ لہجے میں یہی درخواست کی آپ نے قبول فرمائی اور اس کو بھی کھانا پکانے کی اجازت دے دی اس کے بعد تیسرا شخص حاضر ہوا کہ حضور آپ کی دعوت کے لیے میرا دل بہت تڑپ رہا ہے۔آپ تمام دوستوں کے ہمراہ آج دوپہر کا کھانا میرے گھر تناول فرمائیں۔آپ نے اس کی دعوت بھی قبول فرمائی اور حکم دیا کہ جاکر انتظامات کرو ہم تھوڑی دیر بعد آ رہے ہیں۔وہی غیر مقلد وہابی مولوی یہ ساری گفتگو سن کر پریشان ہو رہا تھا اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کتنے ظلم کی بات ہے اور ان پیروں فقیروں نے کیسا جادو کا جال پھیلا رکھا ہے۔یہ غریب زمیندار بیچارے بے سمجھی میں برباد ہو رہے ہیں۔بہر حال وہ پورے نقد و نظر سے آپ کے تمام معاملات و معمولات کا جائزہ لیتا رہا اور آپ کے خلاف منظم پراپیگنڈے کی سکیمیں سوچتا رہا کچھ دیر کے بعد وہی پہلا آدمی حاضر ہوا کہ حضور کھانا تیار ہے۔آپ نے فرمایا جاؤ دستر خوان بچھا دو اور کھانا برتنوں میں ڈال کر لگا دو۔چند لمحوں کے بعد دوسرا آیا آپ نے اسے بھی یہی فرمایا پھر تیسرا آیا تو آپ اس کے ساتھ بمع اپنے ستر احباب کے تشریف لے گئے۔سب نے کھانا کھایا، کھانے سے فراغت کے بعد آپ مسجد میں نماز ظہر کی ادائیگی کے لیے تشریف لائے۔نماز کے بعد مسجد میں تینوں آدمیوں نے آپ کی اپنے اپنے گھروں میں دعوت و برکت اور آمد کا تذکرہ کیا تو ان کی آپس میں تکرار بڑھ گئی۔ہر کوئی ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ حضرت صاحب نے تو ہمارے گھر دعوت قبول فرمائی اور کھانا تناول فرمایا ہے۔

مولوی صاحب حیران ہو کر بولے کہ دوستو! کھانا تو ہم نے ایک ہی گھر میں کھایا ہے تم کہتے ہو کہ ہمارے گھر میں کھایا جبکہ میں خود کھانے میں شریک تھا انہوں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ بھی تو ساتھ شریک تھے اور ہمارے گھر میں حضرت شمس الہند کے

marfat.com

ساتھ آئے تھے۔ مولوی صاحب نے حضرت صاحب کی یہ محیر العقول کرامت دیکھ کر اپنے عقیدہ وہابیہ سے توبہ کرلی آپ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔[1]

نفسانی وسوسے کا علاج

حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شمس الہند قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ تیزئی شریف سے واپسی پر شہرِ لاہور تبلیغی دورے پر جانے کا پروگرام بنایا۔ جب آپ نے لاہور قدم رنجہ فرمایا تو آپ کی آمد کی خبر آناً فاناً ہر سو پھیل گئی چودھریاں والی مسجد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق سینکڑوں کی تعداد میں آنے لگی اور جو کوئی بھی آتا ایک ہی نظر سے آپ کے فیض سے معمور ہو کر چلا جاتا حضرت شمس الہند کا لاہور میں بعض اوقات مہینہ مہینہ قیام ہو جاتا تو آپ اپنے وظائف کے اوقات میں حجرہ نشین ہو جاتے اور اپنے پیارے خلیفہ محمد صدیق علیہ الرحمۃ کو لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے اپنا نائب بنا دیتے آپ کی توجہ کی برکت سے خلیفہ صاحب کے اردگرد خلقت کا ہجوم ہو جاتا حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ چند دن حضرت شمس الہند قدس سرہٗ پر ایسی کیفیت وارد ہوئی کہ آپ کے چہرہ انور پر نظر نہ ٹکتی اور ایسا وقت آیا کہ آپ حجرہ شریف کے اندر ہی یادالٰہی میں زیادہ وقت گذارتے۔ خلیفہ صاحب فتنہ ہجوم خلق میں مبتلا ہو کر ایک وسوسے کا شکار ہو گئے اور دوران تبلیغ جوش خطابت میں آ کر فرمانے لگے کہ اگر میں شاہ صاحب کے ہم رکاب نہ ہوتا تو کوئی بندہ آپ کو کھانا بھی نہ کھلاتا میری وجہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب اللہ کی مخلوق میں پر رونق ہیں یہ گفتگو سن کر ایک اہل دل درویش پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ خلیفہ صاحب اس کے رونے پر اور جوش میں آئے کہ شاید میری تبلیغ کا مجلس میں اثر ہوا ہے اور اسی وجہ سے اس دوست کو درد پیدا ہوا ہے کچھ دیر کے بعد مجلس برخاست ہوئی خلیفہ صاحب نے دعا فرمائی اور جو

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۸۷ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

لوگ جانے والے تھے ان کو اجازت بخشی۔

ادھر حضرت شمس الہند قدس سرہ نے حجرہ سے باہر کسی حاجت کے لئے اپنے خادم کو بلایا اور خادم وہی تھا جو خلیفہ صاحب کی بات سن کر رو پڑا تھا وہ خادم آپ کی آواز سنتے ہی دوڑ کر حاضر خدمت ہو، اور قدموں پر سر رکھ کر رونے لگا آپ نے شفقت فرماتے ہوئے سر پر دست مبارک پھیرا اور رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ مگر خادم کی ہچکیاں تھیں کہ بند نہ ہوتیں تھیں آپ کے بار بار تسلی دینے کے بعد خادم نے عرض کیا حضور! آج خلیفہ صاحب کے اردگرد خلقت کا ہجوم تھا اور وہ وعظ و نصیحت فرماتے ہوئے جوش خطابت میں آکر کہنے لگے اگر شاہ صاحب کے ساتھ میں نہ ہوتا تو شاہ صاحب کو کوئی بندہ کھانا بھی نہ کھلاتا یہ صرف میری وجہ سے ہے کہ شاہ صاحب ہر جگہ مشہور ہو رہے ہیں۔

یہ سن کر آپ فرمانے لگے بھائی پھر ہم تو خلیفہ کی طفیل روٹی کھاتے ہیں اچھا بھائی اب ہم اس وقت حجرہ سے نکلیں گے جب رب العزت کے دربار پاک سے روٹی کی دعوت کا بلاوا ہوگا اس سے پہلے حجرہ میں سے نہیں نکلیں گے آپ نے دوبارہ حجرہ بند فرمادیا اور اندر یاد الہی میں مصروف ہو گئے۔

آپ نے حجرے کا دروازہ بند فرمایا اُدھر خلیفہ صاحب کے پاس خلقت کا آنا جانا بالکل بند ہو گیا دوپہر سے شام ہوئی۔ رات سے صبح ہوئی۔ پھر صبح سے شام ہوئی، رات کے اندھیرے میں سوچنے لگے دو دن گزرے اور اب دوسری رات آگئی ہے کوئی آدمی آتا ہی نہیں ہے کہاں اتنی مخلوق اور اب دو دن سے آدمی نہیں آتا اور پھر الا ہو رجیسے پر رونق شہر میں۔ اب خلیفہ صاحب کو سمجھ آگئی کہ مجھے تو شیطان نے دھوکہ دیا ہے جو نازیبا الفاظ میں نے حضرت صاحب کے متعلق کہے تھے یہ تو میری سراسر غلطی ہے اگر میرا عمل کامل ہوتا تو میرے اردگرد خلقت کا ہجوم ہوتا یہ تو صرف آپ کی برکت تھی۔

marfat.com

ہائے میں لٹ گیا خلیفہ صاحب حجرہ کی طرف دوڑے اور چوکھٹ پر اپنا سر رکھ کر زار وقطار رونے لگے۔ ان کا واویلا سن کر لوگ جمع ہوئے۔

خلیفہ صاحب بآواز بلند عرض کرنے لگے حضرت جی معاف فرما دو ان کی آہ وزاری دیکھ کر جتنے لوگ اکٹھے ہوگئے وہ بھی حضرت شمس الہند کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے حضور خلیفہ صاحب کو معاف فرما دو آئندہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ دو روز کے بعد آپ نے اپنے حجرے کا دروازہ کھولا تو خلیفہ صاحب آپ کے قدموں سے لپٹ کر زار وقطار رونے لگے۔ اور عرض کرنے لگے حضور آئندہ ایسی گستاخی نہ ہوگی۔

آپ نے فرمایا بھائی ہم تو روٹی تیرے طفیل کھاتے تھے اب جس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں روٹی بھیجیں گے اس وقت کھالینگے خلیفہ صاحب کی بابت لاہور شہر اور قلعہ گوجر سنگھ کے عقیدت مندوں نے آپ کی خدمت عالیہ میں سفارش کی کہ خلیفہ محمد صدیق کو معاف فرما دیں۔ آپ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے نہ صرف خلیفہ صاحب کو معاف فرمایا بلکہ بخوشی علاقہ سرہند شریف کی طرف جانے کا حکم دیا اور فرمایا آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مزار اقدس کا انتظام وانصرام جا کر سنبھالیں وہ علاقہ فقیر نے آپ کے لئے تجویز کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مزار کے انتظام کی برکت سے اس علاقہ میں آپ کا فیض بہت عروج کریگا آپ وہیں رہیں اور اشاعت دین کا کام کیا کریں یوں آپ نے خلیفہ صاحب کو اپنی ہم رکابی سے رخصت کیا۔[1]

حضرت سلیمان علیہ السلام کے نقیب سے ملاقات

ایک مرتبہ آپ ضلع گجرات کے ایک گاؤں موضع شیخ چکانی میں اپنے عقیدت مندوں کے ہاں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے ہمراہ خلفائے عظام، علمائے کرام اور یاران طریقت کا ہجوم تھا۔ راستہ میں اچانک اپنی گھوڑی سے نیچے اترنے لگے پھر

---

1 تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (قلمی) ص ۱۹۱، ۱۹۲ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

دوبارہ سوار ہو گئے اور آگے چل دیئے۔ چند علماء اور خلفاء نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو کشفی نظر سے دیکھ کر سمجھا کہ یہ کوئی نبی ہے تو میں تعظیم کے لیے اترنے لگا مگر انہوں نے مجھے اترنے سے روکا اور کہا کہ حضرت آپ بوڑھے ہیں میں خود آتا ہوں آپ تکلیف نہ کریں۔ ملاقات کے دوران میں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا نقیب ہوں آپکی ملاقات اور استقبال کے لیے حاضر ہوا ہوں کیونکہ آپ محمدی ولی ہیں۔ [1]

امام علی الحق سے ملاقات

خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہٗ نے ایک مجلس میں بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شمس الہند قدس سرہٗ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ والا جاہ حضرت سید محمد امین شاہ قدس سرہٗ اور دیگر تمام خلفاء ہمراہ تھے۔ جب آپ دربار حضرت امام علی الحق کے قریب پہنچے تو دربار کی طرف سے نہایت ہی خوبصورت لباس میں ملبوس ایک بزرگ تشریف لائے۔ حضرت شمس الہند قدس سرہٗ سے ملاقات کی اور واپس چلے گئے۔ صاحبزادہ صاحب نے دریافت کیا یہ کون تھے؟ تو آپ نے فرمایا یہی تو قطب زماں حضرت امام علی الحق علیہ الرحمہ ہیں۔ [2]

نگاہِ ولی

ایک مرتبہ آپ دوران سفر اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ ضلع سیالکوٹ کے ہنر پیر سلہر نامی گاؤں میں کچھ دیر کے لیے ٹھہرے اور وہاں کے لوگوں میں تبلیغ فرمائی۔ آپ کے روحانی تصرف سے اس گاؤں کے تمام لوگ آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہو

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۹۶، ۱۹۷ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ [2] ایضاً ص ۱۹۷

marfat.com

گئے۔ وہاں کے لوگ پہلے ایک جاہل پیر کے مرید تھے۔ جب اس پیر کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بڑا سٹپٹایا۔ اس نے اپنے ایک مرید کو اس کام کے لیے تیار کیا کہ آئندہ جب وہ پیر (حضرت شمس الہند قدس سرہٗ) اس گاؤں میں آئے تو اس کو مار کر گاؤں سے نکال دے۔

اگلے برس جب آپ اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ دوبارہ اس گاؤں میں آئے تو اس جاہل پیر کا سرکش مرید لاٹھی لے کر آپ کی جانب بڑھا ایک عقیدت مند نے دیکھ کر کہا کہ حضرت یہ بدمعاش آدمی ہے اگر اس نے آپکی بے ادبی کی تو ہماری اور اس کی لڑائی ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا بھائی لڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو آنے دو دیکھا جائے گا وہ بڑے زور و شور سے آیا اور مسجد کے باہر دروازے پر کھڑا ہو گیا آپ نے ایک نظر بھر کر اس کو دیکھا تو وہ حالتِ وجد میں اچھلا اور دروازے کے قریب ایک گندے برساتی تالاب میں جا گرا۔ وجد کی حالت میں اس تالاب سے کبھی باہر کبھی پانی کے اندر دو دو گز اونچا اچھلتا اور چیخیں مارتا۔ اس کے گھر والے آپ کی منت سماجت کرنے لگے مگر آپ فرماتے کہ بھائی ذرا اس کو صاف ہو لینے دو۔

بعد میں وہ آپ کے قدموں پر آ گرا۔ آپ نے اس کو حلقہء بیعت میں داخل فرمایا اور ایک ہی نظر میں اولیاء اللہ کی صف میں کھڑا کر دیا۔ وہ تا زندگی آپکی غلامی کا دم بھرتا رہا اور ساری عمر دین اسلام کی خدمت میں مصروف رہا

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند [1]

توجہ کا اثر

حسن محمد جو آپ کے ارادت مندوں سے تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۰۸۔۱۰۹ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

سید نا چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہٗ کوٹلی سیداں ضلع سیالکوٹ میں اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہاں کے سید اور کئی دوسرے جعلی پیر آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مریدوں کو آپ کے خلاف خوب بھڑکایا۔ چنانچہ ایک سرکش نوجوان لاٹھی لے کر حملہ کی غرض سے آپ کی طرف بڑھا آپ نے جونہی اس پر نظر ڈالی وہ جذب میں مبتلا ہو گیا اور اپنا ارادہ بھول گیا۔ آپ نے اسے بیعت فرمایا اور ساتھ ہی خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ بعض خاص مریدوں نے کہا کہ حضرت ہم مدتِ دراز سے حضور کی خدمت میں ہیں اور یہ شخص آتے ہی خلافت کا مستحق کیسے ہو گیا؟۔

آپ نے فرمایا بھائی یہ سر کی بازی لگا کر آیا تھا آپ لوگوں میں سے کوئی شخص اتنی قربانی کے لئے تیار نہیں۔ اس نے اللہ کے واسطے سر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے سر سے ممتاز فرما دیا۔[1]

چور قطب بن گئے

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت شمس الہند قدس سرہٗ بحالت سفر ضلع گجرات کے کسی گاؤں میں تشریف فرما تھے کہ آلومہار شریف کے اصطبل میں امیر الدین نامی شخص جو مشہور ڈاکو تھا آن گھسا جس گھوڑی کو کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ساتھ ہی خود بھی لیٹ جاتا۔ جب چوری کے ارادہ سے توبہ کرتا تو آزاد ہو جاتا مگر لالچ بری بلا ہے پھر جب گھوڑی کھولنے کا ارادہ کرتا تو اس کے ہاتھ خود بخود رسی میں بندھ جاتے۔ آخر وہ اسی طرح گھوڑی لے کر بندھے ہاتھوں چل پڑا اور رات بھر سفر کرتا رہا لیکن جب صبح ہوئی تو اپنے آپ کو اسی اصطبل اور حویلی میں پا کر حیران ہو گیا۔ شرم کے مارے توبہ کر کے گھوڑی

---

1. تذکرہ صدیق زماں الجزء الاول ص ۹۹ مولف خلیفہ محمد سعید نقشبندی علیہ الرحمہ مطبوعہ سیالکوٹ

marfat.com

کو اسی جگہ باندھ کر آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گیا تو آپ مسکرا کر حاضرین سے فرمانے لگے بھائی! اس جوان نے آج ساری رات بہت محنت سے سفر کیا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اس کی محنت کا حق ادا کریں، جوان یہ سن کر چیخیں مار کر رویا، چلایا اور قدموں پر نثار ہونے لگا۔ آپ نے نظر کیمیا اثر سے اس کو دیکھا اور سینے سے لگا کر چور سے قطب بنا دیا۔ امیر الدین نے سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ آپ کی قبر موضع بدھو پور میں ہے جو آلومہار شریف سے پانچ چھ میل کے فاصلے پر ہے۔

خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہٗ

حضرت شمس الہند کے اکلوتے صاحبزادے تھے اور آپ کے کمالات روحانیہ کے کامل وارث تھے آپ کا تذکرہ آئندہ صفحات پر آ رہا ہے۔

خلفاء عظام

حضرت شمس الہند قدس سرہ کے حلقہ تربیت سے چار سو افراد خلافت مطلقہ سے سرفراز ہوئے۔ جنہوں نے خطہ پنجاب کو دینی فکر اور روحانی ذوق سے معمور کیا تمام کے اسمائے گرامی تو نہ مل سکے۔ جو میسر آئے وہ درج ذیل ہیں۔

۱ حضرت محمد صدیق علیہ الرحمہ (آلومہار شریف)

۲ حضرت فقیر محمد علیہ الرحمہ (گورالہ شریف شکر گڑھ)

۳ حضرت مولانا خواجہ احمد دین علیہ الرحمہ (فتو والی شکر گڑھ)

۴ حضرت میاں فیض رسول علیہ الرحمہ (دادوالی گوجرانوالہ)

۵ حضرت پیر امانت علی علیہ الرحمہ (گدگور شریف)

۶ حضرت سید نبی احمد شاہ علیہ الرحمہ (کھنوال ضلع جہلم)

۷ حضرت سید روشن شاہ پنج گرائیں علیہ الرحمہ (ڈسکہ)

marfat.com

۸ ..... حضرت سید جعفر علی شاہ علیہ الرحمہ (گجرات)

۹ ..... حضرت میاں محمد الہ داد علیہ الرحمہ (دوبرجی آرائیاں سیالکوٹ)

۱۰ ..... حضرت علامہ سید محمد عالم شاہ علیہ الرحمہ (چکوڑی شریف کھاریاں)

۱۱ ..... حضرت خواجہ محمد اکبر علی علیہ الرحمہ (پیر کریاں پاکپتن شریف)

۱۲ ..... حضرت محمد بخش علیہ الرحمہ (باہو چک نزد گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

۱۳ ..... حضرت کریم بخش علیہ الرحمہ (کوٹ نورانز د گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ)

۱۴ ..... حضرت فقیر محمد علیہ الرحمہ (کوٹ پیرو)

۱۵ ..... حضرت محمد بخش علیہ الرحمہ

۱۶ ..... حضرت میاں نبی بخش علیہ الرحمہ

۱۷ ..... حضرت حکیم مولا بخش علیہ الرحمہ

۱۸ ..... حضرت بابا امیر الدین ولی علیہ الرحمہ (بدھو پور ضلع سیالکوٹ)

۱۹ ..... حضرت مولانا غلام رسول علیہ الرحمہ (قلعہ سوبھا سنگھ تحصیل پسرور)

۲۰ ..... حضرت مولانا حسن محمد نقشبندی علیہ الرحمہ (موضع دلم تحصیل گوجرہ)

۲۱ ..... حضرت مولانا محمد عمر نقشبندی علیہ الرحمہ صاحب تفسیر امینی (اڑتالی ورکاں ضلع گوجرانوالہ)

۲۲ ..... حضرت مولانا قاری عبدالعلی نقشبندی علیہ الرحمہ (گوجرانوالہ)

۲۳ ..... حضرت فضل دین نقشبندی علیہ الرحمہ (لاہور)

۲۴ ..... حضرت نھو شاہ نقشبندی علیہ الرحمہ (لاہور)

۲۵ ..... حضرت پیر محمد نقشبندی علیہ الرحمہ

۲۶ ..... حضرت غوث محمد نقشبندی علیہ الرحمہ

۲۷ ..... حضرت حافظ محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمہ (ملکوال)

۲۸ ..... حضرت عبدالرزاق نقشبندی علیہ الرحمہ

marfat.com

خواجہ خواجگان شمس الہند
حضرت سید محمد چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہٗ
کے خلفاءِ عظام کا منظوم تذکرہ

پنجابی اشعار میں خلفاء کا یہ تذکرہ ہمیں محترم جناب صوفی محمد مزمل نقشبندی مجددی آف فتووال نے مہیا فرمایا انہوں نے اس کو ''نور الابصار'' مؤلف حضرت مولانا نور عالم وزیر آبادی سے نقل کیا

کراں ہن ذکر کجھ حضرات خلفاء
ہووے دلدار شائد رحم فرما

میرا دلدار ہے دلدار محبوب
پیار رب دا محبوب مرغوب

خلیفے شاہ دے مشرق تے مغرب
کرن یاد الٰہی روز تے شب

خلیفہ اولیں سب تھیں پیارا
ہے صدیق محمد نام بھارا

خلیفہ ہور ہے درجات عالی
سکونت ہے جہاں دی داد والی

خلیفہ پیر جعفر شاہ نامی
رہے گجرات اندر اوہ مدامی

marfat.com

خلیفہ ہے محمد بخش کامل
ہویا فضل الٰہی اس نوں شامل

خلیفہ ہور ہے اک صاحب حال
سکونت ملک دھنی پنڈ کتھوال

نبی شاہ نام از قوم سید
پیارا رب دا ہے مرد جید

خلیفہ مولوی صاحب کمال محمد
محمد عمر باشندہ رو تالی

خلیفہ ہور ہے قاری تے حافظ
جو ہے عبدالعلی مشہور واعظ

خلیفہ فضل دین لاہور اندر
تے نتھو شاہ بھی اوس شہر اندر

خلیفہ حضرت پیر محمد
خلیفہ حضرت غوث محمد

تے اسماعیل مگھو وال اندر
جو حافظ ہے عجب احوال اندر

خلیفہ پیر امانت شاہ علی ہے
تے احمد دین خلیفہ مولوی ہے

از خلفایاں دگر ہے صاحب سوز
رہے جذبہ میں مستغرق شب و روز

marfat.com

محمد عالم اس دا نام مشہور
خلیفہ خاص ہے نور علیٰ نور

چکوڑی وچ رکھے مسکن پچھانی
کرے تدریس بھی ایہہ جان جانی

خلیفہ عبدالرزاق اور کریم بخش
خداوندا طفیل ان کی خطا بخش

دیگر حضرات خلفاء بے شماراں
جنہاں دے نام تھیں مینوں نہ ساراں

ہمیشہ رہن اندر وجد و حالات
سجن دے شوق وچ بس غرق دن رات

ہمیشہ کرن سب ذکر الٰہی
انہاں نوں مل گئی ایہہ بادشاہی

marfat.com

حضرت شمس الہند قدس سرہٗ کے دست مبارک سے تحریر فرمودہ تین مکتوبات مبارکہ کا عکس جو آپ نے اپنے خلیفہ میاں فیض الرسول دادو الی کے نام ارسال فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلامت

محبت و مودت دستگاہ میاں صاحب فیض رسول

بعد از سلام سنت واضح رای باد خط مرسلہ شما رسید حقیقت معلوم شد

فقیر ہر دم و ہر حال دعا گوی و از حق جل و علا بفضل و کرم خود [illegible]

جمعیت ظاہر و باطن عنایت فرمایند و غم و الم حادثات دنیاوی

دور و دفع سازد ذکر حسبی صلی اللہ علیہ وسلم و ختم شریف حضرت [illegible]

قدس سرہ و خواجہ محمد [illegible] قدس سرہم خواندہ باشند

رفقاء انشاء اللہ تعالی فقیر از توجہ و نظر شفقت و مہر دریغ نخواہد کرد

خاطر جمع دارند آنکہ طلب نمودہ اید کہ ملازم نواب صاحب ملیر کوٹلہ

برای ملازمت او بتوکل خدا بروند کہ برکت پیران و فضل خدا

نیک خواہد شد بہ عبداللہ واضح باد کہ فقیر ہر وقت برای دعا

[illegible] حفظ و امان باشند دیگر تمام

دوستان و برخورداران محمد امین و محمد حسن و اہل و عیال [illegible] سلام

و مژدہ صحت [illegible] خواہان و کرم دریغ [illegible] ملاقی الفقیر [illegible] احمد

بسم الله الرحمن الرحیم

زاد الله شوقکم
صاحبزاده رسول
میان فیض
میان صاحب

محبت و مودت آگهی و شوق قبول

بعد از سلام سنت و شوق ملاقات و دعای فزون از ان
واضح رای باد که مرسله آن عزیز محبت ماده که از بدخشان بما رسید
موجب خرمی و خورسندی شد الله جل و علا شانه
دنبال خیر نمایند و اجر عظیم عنایت فرمایند و برای محمد شریف
دعای برخوردار نموده ام و بهمین خواهیم الله تعالی شانه
قبول فرمایند بجمیع دوستان پیرکوت و گیلانی [illegible]
حاکم علی و محمد علی و غلام علی و امیر دین سلام
بعد شوق برسد و تاریخ شادی ۲۲ ماه عید فطر
مقرر است حق تعالی بفضل و کرم خود سرانجام
فرمایند زیاده دعا زیاده دعای تم الدعای
همک بشد تا ال [illegible] یک السلام [illegible]

[illegible] ارم این سرفرازنامه از طرف جناب حضرت دستگیر [illegible]
بما قبل از آمده بود

هو الرحیم

[illegible]

مخلص [illegible]

بعد از استدعای سلامتی دل فقیر [illegible] شوق
فرستاده شما رسید این دستور [illegible]
است حاشا و کلا که این دل فقیر کاری می
نخواهد اگر این وقت را غنیمت شمارید
صحبت فقیر چند روزه از نعمت عظمی دارید که
هر چند صحبت فقیر میسر و حاصل شود از نعمت کلی دینی
و دنیاوی افضل است ملاقات حاصل نمایید
فقیر را افسوس هزار دل نرود که اگر دانستمی که این
جدایی شدن [illegible] رفتن از خدمت حضرت [illegible]
جدا نبودی وقت [illegible] باز [illegible]

آستانہ عالیہ آلومہار شریف کا خوبصورت گنبد

marfat.com

مرقد انور ...... قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ

marfat.com

قطب الاقطاب، حجۃ العارفین، غوث العالمین

حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہُ العزیز

المعروف حضرت ثانی

زبدۃ العارفین، حجۃ اللہ فی العالمین، خواجہ خواجگان، حضرت سید محمد امین شاہ قدس سرہ الرحمہ، شمس الہند حضرت خواجہ قدس سرہ، کے اکلوتے فرزند ارجمند تھے۔ زہد وعبادت، ذکر وفکر اور اخلاق واطوار میں سلف صالحین کی حقیقی تصویر اور اپنے والد گرامی کا عملی نمونہ تھے۔ آپ کا چہرہ دیکھ کر خدا یاد آ جاتا مجلس میں بیٹھنے والے کی آنکھیں اشکبار اور دل محو ذکر ہو جاتا۔ آپ کی نظر کیمیا اثر سے لاکھوں درماندۂ راہ صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ آپ جس طرف رخ فرماتے مخلوق خدا پروانہ وار ادھر کا رخ کرتی۔ آپ جہاں بھی قیام فرماتے وہاں ایک عرس کا سماں ہوتا۔

ولادت باسعادت

آپ کی تاریخ ولادت باسعادت کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ آپ کی عمر 84 سال ہوئی اور وفات حسرت آیات 23 مارچ 1913ء میں ہوئی۔ اس لحاظ سے آپ کی ولادت کا سال تقریباً 1829ء قرار دیا جا سکتا ہے۔ سلسلہ واقعات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت شمس الہند قدس سرہ کے سلسلہ طریقت سے منسلک ہونے

marfat.com

سے قبل متولد ہو چکے تھے۔

مادرزاد ولی

راقم الحروف[1] نے یہ کرامت حضرت صوفی غلام حیدر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز آلومہار شریف و شیخ پور شریف) سے سنی۔ انہوں نے استاد محمد دین رنگ ساز سے، انہوں نے حضرت خواجہ پیر سید محمد حسین شاہ قدس سرہ سے سنی۔

روایت ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ نے ولادت کے بعد والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا، بسیار کوشش کے باوجود آپ دودھ پینے پر رضامند نہ ہوئے، تشویش لاحق ہوئی تو حضرت شمس الہند قدس سرہ کی خدمت میں ماجرا پیش کیا گیا۔ آپ اپنے حجرے میں مصروف عبادت تھے، مسکراتے ہوئے فرمانے لگے! صاحبزادہ میرے ساتھ روٹھا ہوا ہے کہتا ہے کہ پہلے فیض دو پھر دودھ پیوں گا۔ جاؤ اس کو میرے پاس لے آؤ، آپ نے مولود کو ہاتھوں پہ اٹھایا اور اپنی زبان بچے کے منہ میں رکھ دی۔ صاحبزادہ صاحب نے رغبت سے زبان کو چوسنا شروع کر دیا فرمایا!

اب لے جاؤ راضی ہو گیا ہے۔ واپس جا کر والدہ کا دودھ پینا شروع کر دیا۔

حضرت ہادی پاک کا فرمان

آپ کے ایام رضاعت میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ ہادی نمدار شاہ قدس سرہ، آلومہار شریف تشریف فرما ہوئے اور حضرت شمس الہند قدس سرہ کے گھر قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت ہادی پاک نے آپ کو اپنی گود میں اٹھا کر پیشانی کو بوسہ دیا اور سینہ اطہر سے لگا کر بے ساختہ پکار اٹھے۔

''شاہ صاحب آپ کا یہ صاحبزادہ سلسلہ مجددیہ کو خوب روشن کرے گا۔''[2]

---

[1] شارح مکتوبات امام ربانی ابوالبیان علامہ محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ [2] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۳۷ مولفہ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ محررہ ۱۹۶۰ مخزونہ ابوالبیان لائبریری

marfat.com

حصول فیض

حضرت خواجہ محمد امین شاہ قدس سرہ اپنے والد گرامی کے زیر سایہ منازلِ سلوک کی راہ طے فرماتے رہے۔ حضرت شمس الہند قدس سرہ کا معمول تھا کہ آپ ہر سال چورا شریف تشریف لے جاتے۔ آپ خلیفہ محمد صدیق اور حضرت صاحبزادہ والا شان کو بھی ساتھ لے گئے، حضرت باواجی نور محمد چوراہی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضری کے بعد عرض کی، حضرت یہ محمد صدیق میرا نہایت ہی پیارا خلیفہ ہے، اسے فیض سے نوازیں۔ حضرت باواجی قدس سرہ نے خلیفہ صاحب کو نظر بھر کر دیکھا۔ فرمانے لگے شاہ صاحب! جو آپ نے اسے عطا کر دیا ہے وہ ہی بہت کچھ ہے مزید گنجائش نہیں ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شمس الہند قدس سرہ' نے بار بار اصرار کیا مگر حضرت باواجی قدس سرہ وہی جواب دہراتے رہے اس کے بعد آپ نے حضرت صاحبزادہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ کو پیش کیا۔

حضرت باواجی قدس سرہ' نے فوراً سینہ سے لگایا اور کافی دیر سینہ سے لگائے رکھا اور فرمایا اس کا ظرف بہت بڑا ہے میں نے اس کو چورہ شریف کا فیض عطا کر دیا ہے۔ اور آپ نے صاحبزادے کو چودہ (۱۴) سلاسل کی اجازت دی۔ اس کے بعد حضرت شمس الہند قدس سرہ پھر عرض کرتے ہیں کہ حضرت کچھ تو خلیفہ محمد صدیق کو عطا کر دیں مگر حضرت باواجی قدس سرہ' نے پھر انکار فرمادیا اور دوبارہ حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ' کو سینہ اقدس سے لگایا اور فرمایا! ان کے ظرف کی کیا بات ہے ان کے خادموں کے خادم بھی اولیاء ہوں گے۔[1]

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۹۰ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندیہ قدس سرہ محررہ ۱۹۲۰ء مخزونہ ابوالفیاض الاجمیری

marfat.com

لقب حضرتِ ثانی کی وجہ تسمیہ

حضرت خواجہ رکن قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت شمس الہند قدس سرہ نے اپنے آخری ایام میں اپنے نورِ نظر حضرت سید محمد امین شاہ قدس سرہ کو اپنے پاس بٹھا کر فرمایا۔ ''بیٹا بڑھاپے کی وجہ سے میرے جسم میں ضعف طاری ہو رہا ہے جب تک میرے جسم میں طاقت تھی۔ اللہ رب العزت کے فضل سے میں دین مصطفیٰ کی تبلیغ کرتا رہا۔ برخوردار میری عدم موجودگی میں آپ نے لنگر خانہ اور خانگی معاملات کو بطریق احسن سنبھالا۔ میں آپ سے ہر طرح خوش ہوں کہ مجھے رب العزت نے ایک صالح اور یگانہ فرزند عطا فرمایا ہے۔ میرا وقت وصال اب قریب ہے اور میری خواہش ہے کہ تمہیں تبلیغ دین کرتے ہوئے دیکھوں۔ میں آپ کیلئے دربارِ ایزدی میں سربسجود ہو کر دعائے خیر و برکت مانگتا ہوں۔ اُمید ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں میری دعائیں انشاء اللہ منظور ہونگی تو جناب خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ نے اپنے والد بزرگوار کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے تبلیغ دین کی اجازت طلب کی۔ حضرت شمس الہند نے ضلع سیالکوٹ کے علاقہ سلہر کی طرف اجازت فرمائی۔ بزرگ ترین خلفائے عظام اور بہت سے خدام کو شرفِ ہم رکابی حاصل ہوا۔ حضرت شمس الہند نے اپنی خاص قد آور عربی گھوڑی پر حضرت صاحبزادہ صاحب کو خود سوار کرایا اور گھوڑی سے ارشاد فرمایا۔

اے مینی! تو نے میری بڑی خدمت کی ہے اب میں اپنے بچے کو تجھ پر سوار کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین کی خاطر بھیج رہا ہوں! جاؤ اللہ کے حوالے۔ یہ نورانی قافلہ صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ روانہ ہوا۔ سب سے آگے ''مینی گھوڑی'' پر بلند قد آور حسین شہزادہ صاحب ان کے پیچھے پندرہ سولہ بہترین گھوڑیاں تھیں اور نہایت ہی پابند شریعت خلفائے عظام، علمائے کرام اور یارانِ طریقت کا ایک دینی قافلہ بڑی شان و شوکت سے جا رہا تھا۔ حضرت شمس الہند صاحبزادہ صاحب کو جاتا دیکھ کو خوش

marfat.com

ہو رہے تھے۔ اور بارگاہِ ایزدی میں اپنے لختِ جگر اور دوسرے یارانِ طریقت کے حق میں دُعائیں مانگ رہے تھے۔ اُس دن سے جملہ یارانِ طریقت حضرت صاحبزادہ صاحب کو ثانی صاحب کے لقب سے پکارنے لگے۔ حضرت ثانی صاحب منزل بہ منزل راستہ طے کرتے ہوئے جملہ یارانِ طریقت کے ہمراہ موضع سبز پیر میں تشریف فرما ہوئے اردگرد کے گاؤں اور قصبوں کے لوگ آپ کا شہرہ سن کر جمع ہونے لگے اور علاقہ سلہر میں آپ کی تشریف آوری کی وجہ سے گاؤں، گاؤں آپ کی بزرگی کا شہرہ مچ گیا۔ آپ ہر وقت تبلیغ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اور خلق خدا کو احکامِ خداوندی سناتے، جو بھی آتا آپ کے فیض صحبت سے فیض یاب ہو کر جاتا اور رضائے الٰہی کی سعادت پاتا

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیا [1]

فیضان شمس الہند کے امین

حضرت شمس الہند قدس سرہ کے وصال کا جب وقت قریب آیا تو حضرت ثانی قدس سرہ حافظ آباد کے علاقے میں تبلیغی دورہ پر تھے۔ آپ کو حضرت شمس الہند قدس سرہ کی علالت سے عمداً بے خبر رکھا گیا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ آخری وقت جو فیض رسانی کا انتہائی اہم موقعہ ہوتا ہے وہ ہمیں نصیب ہو جائے۔ مگر بعض مخلص یارانِ طریقت نے بروقت اطلاع کر دی۔ حضرت ثانی قدس سرہ اسی وقت عازم آلومہار شریف ہو گئے۔

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۱۹۹۔۲۰۰ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ

marfat.com

شام کو آلومہار شریف پہنچ کر ہمہ تن خدمت میں مصروف ہو گئے۔ آدھی رات کے وقت تمام خدام جا کر سو گئے مگر حضرت ثانی حضرت شمس الہند قدس سرہ کی خدمت میں موجود تھے۔ اچانک آپ کو بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو ایک خادم کو آواز دی تو حضرت ثانی قدس سرہ نے جواب دیا۔ پھر دوسرے خادم کو پکارا۔ دوبارہ آپ ہی نے جواب دیا۔ اسی طرح کئی خدام کا نام لیا مگر حضرت ثانی قدس سرہ کے علاوہ کوئی بھی موجود نہ تھا۔

بالآخر حضرت شمس الہند قدس سرہٗ نے حضرت ثانی کو پہچان لیا فرمایا! آ گئے ہو، کب آئے تھے؟ آپ نے عرض کیا حضور شام کو حاضر خدمت ہو گیا تھا حضرت شمس الہند قدس سرہ فرمانے لگے! آؤ سینے سے لگ جاؤ۔ آپ فوراً شمس الہند حضور کے سینے سے لپٹ گئے۔ فرمایا۔

''محمد امین جو کچھ مجھے ملا ہے وہ تمام فیض تمہیں منتقل کرتا ہوں۔ اب اس کو پھیلانا اور بندگان خدا تک پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے''۔

چنانچہ فوراً ہی حضرت ثانی قدس سرہ پر کشف حقائق ہوا حقیقت و معرفت کے مراحل طے ہو گئے۔ آپ پر فیض بخشی اور فیض رسانی کا باب کھل گیا۔

حضرت شمس الہند کے وصال کے بعد مشکلات

حضرت شمس الہند قدس سرہ کے وصال کے بعد صرف دس دن میں ہی آٹھ خدام چلے گئے کچھ خدام رہ گئے انہیں برادری نے دھمکیاں دے کر بھگا دیا۔ کچھ نادان لوگ کہنے لگے اب حضرت شمس الہند قدس سرہ کے بعد کیا رہ گیا ہے۔ اسی دوران آپ تبلیغی سفر پر روانہ ہو گئے۔ تمام جانور گردونواح میں روانہ کر دیئے گئے۔ گھوڑیوں کا ایک اصطبل تھا اب ان کی خدمت اور حفاظت کا بھی مسئلہ درپیش تھا۔ آپ والد گرامی کی منی

marfat.com

گھوڑی پر سوار ہو گئے اور حضرت خواجہ رُکن الدین قدس سرہ نے گھوڑی کی باگیں پکڑ لیں انتہائی رقت انگیز منظر تھا کہ جہاں دو تین سو افراد کا قافلہ روانہ ہوتا تھا آج صرف دو افراد پر مشتمل قافلہ ہے۔ آپ سبز پیر گاؤں کی طرف روانہ ہوئے راستے میں ایک گاؤں میں قیلولہ کے لیے ٹھہرے۔

نماز ظہر کی ادائیگی فرمائی ہی تھی کہ تمام خدام روتے چلاتے حاضر ہو گئے حضرت ہمیں معاف فرمادیں ہم ہلاک ہو گئے آپ نے فرمایا! بات کیا ہوئی؟ عرض کرتے ہیں کہ حضرت شمس الہند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ''جو محمد امین کا نہیں وہ میرا بھی نہیں وہ غم واندوہ کی حالت میں سفر میں ہے اور تم اپنے گھروں میں آرام کر رہے ہو۔'' آپ اسی گاؤں میں دس روز قیام فرما کر واپس آلومہار شریف تشریف لے آئے۔

تقریب سجادہ نشینی

شمس الہند حضرت سیدنا محمد چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے ایصال ثواب کے لیے منعقد ہونے والے ختم چہلم شریف کے موقع پر نقشبندی مشائخ، خلفاء اور مریدین کا آلومہار شریف میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں آپ کے نورِ نظر، لخت جگر حجۃ العارفین، قطب الاقطاب حضرت خواجہ پیر سید محمد امین شاہ المعروف حضرت ثانی قدس سرہ کی سجادہ نشینی کی باقاعدہ تقریب منعقد ہوئی اور ہزاروں علماء، پیران عظام اور خلفاء کرام کی موجودگی میں شمس العارفین، غوث العالمین، حجۃ اللّٰہ فی الارضین، مقبول صمد، شیخ امجد، قطب اوحد، حضرت باوا جی، خواجہ فقیر محمد قدس سرہ الامجد (وارث مسند چورہ شریف) نے اپنے دست مبارک سے آپ کے سر اقدس پر دستار خلافت باندھی اور ساتھ ہی حضرات چورہ شریف کے فیضان کا بھی امین اور وارث بنا دیا۔ اس عظیم روحانی اجتماع میں مشائخ

marfat.com

چورہ شریف کے علاوہ مشائخ نتھیال شریف اور حضرت شمس الہند قدس سرہ کے خلفاء نے بھی بھرپور شرکت فرمائی۔ کہتے ہیں صالحین کا اس قدر عظیم اجتماع پھر نہ ہو سکا۔ ہر طرف سے مبارک باد کی صدائیں بلند ہوئیں اور گلشن چنن شاہی کے تا قیامت سدا بہار رہنے کی دعائیں کی گئیں

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ
رہے لاکھوں برس ساقی تیرا آباد مۓ خانہ

پہلا تبلیغی و رُوحانی دورہ

دستار خلافت سے مشرف ہو کر آپ نے مشائخ نقشبندیہ کے معمول ''سفر در وطن'' کے مطابق تبلیغی اور روحانی سفروں کا آغاز فرمایا۔ آپ کا پہلا تبلیغی دورہ شہر وزیر آباد کی طرف ہوا۔ اس سفر میں خلیفہ محمد بخش (گجرات) خلیفہ کریم بخش، مولانا غلام رسول (واھلیانوالے)، مولانا جلال دین (موضع شیخ پور ضلع گجرات)، شاعر اسلام حافظ عبد العلیٰ (گوجرانوالہ) اور دیگر کئی خلفاء شرف ہم رکابی سے مشرف تھے۔

وہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ شہر وزیر آباد کے عقیدت مند لوگ ایک دیوانی عورت بنام ''مائی حسن بی بی'' کو ساتھ لائے جو مضبوط جسم و جان کی مالکہ تھی اور اپنے سینے کے ساتھ اپنے دو سالہ مردہ بچے کو لگائے خوب چوم رہی تھی۔ عقیدت مندوں نے صورت حال یوں بیان کی! حضرت اس مائی کا یہی بچہ تھا جو قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا ہے۔ ہم اس بچے کو قبرستان میں دفن کر آئے تھے مگر یہ حواس باختہ دیوانی عورت قبر کھود کر بچہ نکال لائی ہے۔ زبردست طاقتور ہے ہم نے ہزار جتن کیے ہیں مگر یہ بچے کو نہیں چھوڑتی، ہم اس کی حالت زار سے بہت پریشان ہیں۔ حضور والا! اس پر نظر عنایت فرمائیں اگر اس کا دیوانہ پن ٹھیک ہو جائے اور بچے کو بھی چھوڑ دے تو ہم اس کے ورثاء

marfat.com

اس کو دربار آلومہار شریف میں عورتوں کے لنگر کی خدمات کے لیے وقف کر دیں گے۔

حضرت ثانی کو اس عورت کی حالت زار پر نہایت رحم آیا ایک زبردست توجہ والی نظر سے مائی کی جانب دیکھا تو وہ عورت وجد میں آ گئی اور اس کی زبان سے اَللّٰہ ھُو کے نعرے بلند ہو گئے۔ آپ نے پھر توجہ فرمائی تو عورت ہوش میں آتے ہی پکار اٹھی کہ حضرت! میرا بچہ فوت ہو چکا ہے اس کو قبرستان میں دفن کر دینا چاہیے اس کا پاگل پن بھی جاتا رہا اور مردہ بچے کو بھی دفن کے لیے چھوڑ دیا چنانچہ آپ کے حکم پر وارثوں نے بچے کو دفن کر دیا اور ''مائی حسن بی بی'' کو دربار عالیہ آلومہار شریف میں لنگر کی خدمت کے لیے خود جا کر چھوڑ آئے اس مائی نے دربار شریف کے لنگر کی خدمت کے لیے اپنا تن من اور دھن قربان کر دیا۔ ہروقت ذکر الٰہی سے قلب جاری رہتا، صوم وصلوٰۃ کی پابندی رہتی۔ گاہے گاہے وارث خود خبر گیری کر جاتے۔ مائی کا نام عام لوگوں کی زبان پر ''مائی حساں'' یا ''حسو'' مشہور ہو گیا تھا۔ راقم الحروف کے مرشد ولی نعمت حضرت خواجہ صوفی محمد علی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ فقیر نے بچپن میں ''مائی حسن بی بی'' کی زیارت کی تھی وہ نہایت پاکیزہ کردار والی باخدا عورت تھیں، بے پناہ خدمات کے بعد بڑھاپے کی نقاہت کی بنا پر واپس وزیرآباد چلی گئیں تھیں اور وہیں فوت ہو گئیں۔ وزیرآباد کے قبرستان میں ان کی قبر بنی۔ "اللھم اغفرھا"[1]

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

تبلیغی وفود اور مساجد میں قیام

آپ نے طریقہ صالحین کے مطابق تبلیغ دین اسلام کے لیے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ خلفاء اور مریدوں کے تبلیغی وفود بیرونی علاقہ جات میں بھیجتے اور خدمت

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۲۷، ۲۲۸، مولفہ صوفی حضرت محمد علی نقشبندی قدس سرہ محررہ ۱۹۶۰ء مخزونہ ادارہ ابویان لائبریری

marfat.com

دین اسلام کا منظم طریقے سے کام جاری کیا۔ سلوک نقشبندیہ کے مطابق ''سفر در وطن'' کا وظیرہ اپنا رکھا تھا۔ جس گاؤں یا علاقہ میں تشریف لے جاتے اسکی جامع مسجد میں بہ نیت اعتکاف قیام فرماتے اور نمازیوں کو اللہ کے ذکر وفکر کی تلقین فرماتے۔ کسی اہل دیہہ پر بوجھ نہ بنتے اور مسلسل ایک ماہ یا اس سے زیادہ قیام فرماتے پورے علاقے کو جب تک نمازی اور دیندار نہ بنا لیتے آگے نہ جاتے نتیجتاً پورے ماحول میں انقلاب آ جاتا۔

خلفاء کا وسوسہ اور ندامت

حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہ راوی ہیں کہ حضرت ثانی قدس سرہ، گجرات، جہلم اور راولپنڈی کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہوئے تو وزیر آباد سے ہوتے ہوئے گجرات میں حافظ محمد بخش کے گھر قیام فرمایا۔ دوران گفتگو چند خلفاء کہنے لگے جن تصرفات کا اظہار حضرت شمس الہند قدس سرہ' کے ہاں ہوا کرتا تھا ان کا اظہار حضرت ثانی سے نہیں ہوتا۔ یہ سن کر آپ کو انکی بے یقینی پر تاسف ہوا، چند منٹ مراقب رہے پھر مصلی سے اُٹھے اور خواجہ رکن الدین کو فرمایا! لوٹا پکڑو اور باہر چلیں۔ خلفاء پریشان ہو گئے گھر سے نکل کر ایک گراؤنڈ کے قریب سے گزرے۔ وہاں پولیس کے چند سپاہی پریڈ کر رہے تھے جونہی آپ کی نگاہ ان پر پڑی تمام حالت وجد میں تڑپنے لگے اور بے خودی میں اَللّٰہ ھُو کے نعرے بلند کرنے لگے۔ ہوش میں آنے پر حضرت کی تلاش میں چل نکلے اور قدموں میں گر کر تائب ہوئے حلقہ غلامی میں شامل ہو گئے۔ خلفاء بھی حضرت ثانی کے پیچھے نکل آئے تھے انہوں نے یہ منظر دیکھا تو نادم ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے۔

marfat.com

طوائف کا توبہ کرنا

آپ میدان سے آگے بڑھے تو خلق خدا کا ہجوم پیچھے ہولیا، مسلم اور غیر مسلم دو رویہ قطاریں بنائے دیدار کے مزے لوٹ رہے تھے۔ راستہ میں ایک طوائف (بازاری عورت) کا مکان تھا مکان کی چھت سے اسکی بیٹی نے شور مچایا امی باہر بازار میں دیکھو ''کتنے سوہنے پیر آرہے ہیں۔'' اسکی ماں نے چھت سے نیچے جھانک کر دیکھا تو پکار اٹھی قربان جاؤں یہ آلومہار شریف کے پیر معلوم ہوتے ہیں۔

آپ نے اس عورت کی یہ والہانہ آواز سنی۔ اُوپر دیکھا تو وہ آپ کی نگاہِ ولایت کی تاب نہ لا سکی اور حالت وجد میں بازار میں آگری مگر اسے کوئی چوٹ نہ آئی۔ جب ہوش میں آئی تو بے ساختہ قدموں میں گری اور کلمہ پڑھ کر گناہ کی زندگی سے تائب ہوگئی اور اپنا تمام مال واسباب جھولیاں بھر کر لٹاتی رہی اور حالت فقر میں بقیہ زندگی یادِ خدا میں مصروف رہی۔[1]

اسی دوران آپ شہر سے باہر شمال کی طرف چل پڑے راستے میں نماز ظہر کا وقت ہوگیا ایک مسجد سے آذان کی آواز سنی نماز کیلئے مسجد میں داخل ہوئے۔ نماز باجماعت ادا کرکے جب سلام پھیرا، دائیں طرف رُخ پھیرا تو دائیں طرف والے نمازیوں کو وجد ہو گیا۔ بائیں طرف سلام پھیرا تو بائیں طرف والے نمازی وجد و حال میں غلطاں ہونے لگے حتیٰ کہ ساری مسجد کے نمازی ذکر الٰہی میں مصروف ہوگئے، مسجد کے در و دیوار سے بھی اَللّٰہ ھُو کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ ہوش آنے پر تمام نمازی حلقہ بیعت میں داخل ہوگئے۔

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۳۸_۲۳۹ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ تحریر ۱۹۶۰ء بمقام ابوالعیان الاجمیری

marfat.com

چورہ شریف نتھیال شریف کی حاضری

حضرت ثانی قدس سرہ شہر گجرات سے رخصت ہو کر پروگرام کے مطابق ضلع گجرات کے دیہاتوں اور شہر جہلم تحصیل چکوال موضع کھڑوال وغیرہ سے ہوتے ہوئے ضلع کیمبلپور اپنے پیران عظام حضرت خواجہ بادی نامدار شاہ قدس سرہ کے مزار اقدس نتھیال شریف پر حاضر ہوئے فاتحہ خوانی کے بعد رخصت ہوئے اور چورہ شریف حضرت خواجہ نور محمد قدس سرہ کے مزار پر انوار پر فاتحہ خوانی کیلئے حاضر ہوئے تو بمقتضائے وقت ایک دردمند عاشق نے یہ نظم پڑھی مجمع پر عجیب کیف طاری تھا۔

آج کی مجلس بھی کیا پر لطف و پر اسرار ہے — خواجہ محمد امین کی ذات عالی حاضر دربار ہے
دیکھئے راحت پذیر اس گنبد رفیع کے سایہ تلے — خواجہ نور محمد، نور راہ کی ذات پر انوار ہے
پیشوائے اولیاء واقف اسرار الٰہ — چورہ شریف منبع فیوض جس کا عالی دربار ہے
کرنوں نے جنکے فیض کی، عالم منور کر دیا — سبحان اللہ کیسا ہی مقدس یہ چمن زار ہے
فیض جاری ہے جنکا واسطے ہر خاص و عام — جنکے صدقہ، فیض سے یہ گلشن آلومہار ہے
موجزن سینہ میں جنکے روحانیت کا سیلاب نور — علم ظاہر و باطن میں جو یکتائے روزگار ہے
گلشن ولایت کی باغبانی ہے جس کے سپرد — بہشت عقیدت جنت معرفت جنکا دربار ہے
ہیں گدا در پہ کھڑے اور سب کا یہ اصرار ہے — اک نگاہ کیمیا کی ان کو انتظار ہے

ذکر و مراقبات اور فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر حضرت ثانی قدس سرہ نے واپس آلومہار شریف آنے کا قصد کیا اور واپسی پر مقام در مقام دین نبوی کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہوئے تقریباً چار ساڑھے چار مہینے کا سفر طے کر کے آلومہار شریف میں تشریف فرما ہوئے آپ کی تشریف آوری سے سارے دربار شریف میں چہل پہل نظر آنے لگی ہر طرف راستوں، سڑکوں، دربار کی گلیوں میں دیندار لوگوں کی رونق ہی رونق تھی ہر سو ذکر الٰہی کی صدائیں گونجنے لگیں۔ [1]

---

۱ تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ۳۴۰-۳۴۱ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ محررہ ۱۹۶۰ء

marfat.com

گوجرانوالہ کا تبلیغی دورہ

یارانِ طریقت کے پُر زور اصرار پر حضرت ثانی قدس سرہ نے شہر گوجرانوالہ کے تبلیغی دورے کا پروگرام بنایا جب آپ گوجرانوالہ تشریف فرما ہوئے تو آپ کی بزرگی کا شہرہ سن کر بے شمار خلق خدا فیض یاب ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوئی۔ لاتعداد لوگ حلقہء ارادت میں داخل ہوئے آپ کا شہرہ سن کر شہر کے انگریز ڈی سی نے دَر پردہ خاص خاص آدمیوں سے پوچھ گچھ شروع کی کہ کہیں حکومت کے خلاف تحریک تو نہیں چلنے والی کیونکہ ہر وقت انبوہ کثیر آپ کی زیارت وفرمودات سننے کے لئے حاضر خدمت رہتا تھا دو ہفتے تبلیغ دین کے بعد آپ نے لاہور کا پروگرام بنایا۔ کیونکہ وہاں کے عقیدت مند جن میں ڈاکٹر مرزا انور علی سرفہرست تھے۔ آپ کی خدمت میں بے پناہ اصرار کر رہے تھے آپ جلوس کی شکل میں ریلوے اسٹیشن پہنچے آپ کی اس ہمہ گیر مقبولیت کو دیکھ کر انتظامیہ ششدر رہ گئی اور انہوں نے لاہور شہر کے حاکم کو رپورٹ بھیجی کہ ایک انتہائی باثر شخصیت لاہور آ رہی ہے۔ آپ کا حلقہء عقیدت فیصل آباد، ساہیوال، سیالکوٹ، نارووال، گجرات اور گوجرانوالہ کی طرح لاہور میں بھی کافی وسیع تھا۔ آپ جب بھی لاہور تشریف لے جاتے تو زندہ دلانِ لاہور دیوانہ وار اسٹیشن کا رُخ کرتے۔ عقیدت مندوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب رہتا۔

شہر لاہور میں استقبال

جب ریل لاہور اسٹیشن پر پہنچی تو ہزاروں کی تعداد میں خلق خدا آپ کے استقبال کیلئے پلیٹ فارم پر موجود تھی تل دھرنے کو جگہ نہ تھی سب کی بے قرار نگاہیں حضرت ثانی قدس سرہٗ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ لوگ دیوانہ وار ریل کے ساتھ چمٹ گئے۔ نعرہ ہائے

marfat.com

تکبیر ورسالت بلند ہونے لگے۔آپ کے استقبال میں درج ذیل احباب طریقت پیش پیش تھے۔ ڈاکٹر مرزا انور علی (متولی مسجد وزیر خان)، ملک فضل دین (کتب فروش کشمیری بازار)، جان محمد کتب فروش)، میاں غوث محمد، منشی عبدالحق، اور کریم بخش (اکاؤنٹنٹ قلعہ گوجر سنگھ) آپ ریل سے باہر تشریف لائے احباب نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے عقیدت مند لوگ عشق ومحبت میں پروانوں کی طرح لپک رہے تھے اور ایڑیاں اُٹھا کر جلوۂ جاناں اور رُخ تاباں کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے تڑپ رہے تھے۔ سارے اسٹیشن پر عجیب رنگ ونور کی فضا چھائی ہوئی تھی۔ ہر طبقہ کے لوگ جن میں ملازم پیشہ بھی تھے اور اعلیٰ آفیسر بھی، بڑے بڑے سرمایہ دار بھی تھے اور صوفی اور درویش بھی۔آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

آپ کی رِفعت شان اور انگریز کا اِظہار تعجب

اتفاقاً آپ کی تشریف آوری کے موقع پر انتہائی اعلیٰ حکومتی عہدے پر فائز ایک انگریز آفیسر یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ بہت متاثر ہوا اور بے ساختہ پکار اُٹھا یہ شخصیت کون ہے؟ چند سال قبل میں نے ایسی ہی نورانی صورت و وجاہت کی حامل ایک ہستی دیکھی تھی اک عقیدت مند نے یہ سنا تو وہ بولا جناب وہ ان کے والد بزرگوار حضرت شمس الہند سید چنن شاہ نوری دائم الحضوری کی ذات بابرکات تھی اور یہ اُن کے صاحبزادے حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ ہیں۔[1]

شہر لاہور میں آپ کا قیام ملک فضل دین (اللہ والے کی قومی دکان والے) کے ہاں تھا۔ کثیر خلق خدا نے آپ کے دست حق پرست پر سعادت بیعت حاصل کی۔ جگہ جگہ محافل ذکر وفکر سجنے لگیں آپ کی صحبت کی برکت سے کئی ہندو اور سکھ مشرف با اسلام

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ ص ۲۴۹۔۲۵۰ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ محررہ ۱۹۶۰

marfat.com

ہوئے۔آپ نے تقریباً تین ہفتے لاہور میں قیام فرمایا۔جس کی وجہ سے آپ کے اوصاف وکرامات کا شہرہ دُور ونزدیک تک پھیل گیا۔آپ کی بے پناہ مقبولیت سے حکومت کو مزید پریشانی لاحق ہوئی۔[1]

سرہند شریف کی حاضری

شہر لاہور میں تین ہفتے قیام کے بعد حضرت ثانی قدس سرہٗ امرتسر اور لدھیانہ سے ہوتے ہوئے سرہند شریف پہنچے۔ ہر مقام پر عوام آپ کی زیارت اور حصولِ برکت کیلئے حاضر ہوتے اور آپ کے مواعظ حسنہ سے ہدایت پاتے۔حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ العزیز کے مزارِ پُرانور حاضری دی تو آپ کے ہمراہ جلیل القدر خلفاء اور جید علماء بھی موجود تھے۔مزارِ اقدس پر ذکر، مراقبہ فرمایا بعد ازاں فاتحہ پڑھی۔

دریں اثناء خلیفہ محمد صدیق صاحب جنہیں حضرت شمس الہند قدس سرہ نے سرہند شریف لدھیانہ اور انبالہ کی طرف بغرض تبلیغ بھیجا ہوا تھا نیز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے دربار عالیہ کی نگرانی بھی انہی کے ذمہ لگائی تھی وہ حاضر خدمت ہوئے حضرت ثانی قدس سرہ نے تمام انتظامات کا معائنہ فرمایا اور خلیفہ صاحب کی کاوشوں پر اظہار مسرت فرمایا۔[2]

سفر دہلی

سرہند شریف سے آپ نے سفر دہلی کا ارادہ فرمایا۔ یاران دہلی کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہو چکی تھی۔تمام احباب دہلی ریلوے اسٹیشن پر دیدہ ودل فرش

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ ص ۲۵۵ مؤلفہ حضرت خواجہ محمد علی نقشبندی قدس سرہ محررہ ۱۹۶۰ مخزونہ ابوالبیان لائبریری

[2] ایضاً ص ۲۵۷

marfat.com

راہ کئے کھڑے تھے جونہی آپ ریل سے اُترے آپ کے وجود مسعود کی برکت سے ریلوے اسٹیشن پر ذوق وشوق کی کیفیات کا ورود ہونے لگا۔ لوگوں کی توجہ آپ کی طرف مبذول ہوئی آپ کا شاندار استقبال ہوا آپ کی آمد پر دہلی کے بے شمار لوگ آپ کی زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوئے۔ سینکڑوں کی تعداد میں حلقۂ بیعت میں داخل ہوئے بسا اوقات آپ خواجہ بے رنگ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی قدس سرہٗ العزیز کے مزار اقدس پر حاضری دیتے۔

ایک مرتبہ دوران حاضری آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ کی توجہ پُر اثر سے تمام حاضرین پر حالت وجد طاری ہوگئی اور آپ کے چہرہ انور پر رعب وجلال کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ چہرہ انور کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنا محال ہوگیا یہ منظر دیکھ کر آپ کے ایک مرید نے یہ اشعار پڑھے۔

کیا سوہانا وقت ہے کیا سوہانی ہے فضا
حاضر ہے دربار باقی باللہ پہ مردِ خدا

قابل دید منظر ہے دربار باقی باللہ کا
ضربِ ھُو سے گونج اُٹھا دربار باقی باللہ کا

مرقد انور ہے جس کا مطلع انوار ھُو
مرکز تجلیات و مرکز اسرار ھُو

مخزن سرِّ ولایت جس کا عالی دربار ہے
فیض سب سینہ میں، جسکے سید ابرار ہے

جسکے دَر پہ آتے ہیں شاہ بھی گدا کیواسطے
فیض کا دَر کھلا ہے ہر شاہ و گدا کے واسطے

وہ کہ مجدد الف ثانی کا شیخ پاک ہے
مستفیض فیض ہے جس کے ہند و پاک ہے

وہ کہ نقشبندیوں کی سرتاج جس کی ذات ہے
ہے یہ سلسلہ اُس کا جو یار صاحب لولاک ہے

حضرت ثانی نے کچھ دیر کے بعد دُعائے خیر فرمائی اور مزار مقدس سے مجلس برخاست ہوئی اور جائے رہائش پر پہنچ کر آپ نے یارانِ طریقت سے پنجاب واپس جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا رات بسر کر کے علی الصبح ریلوے اسٹیشن پر تشریف فرما ہوئے اور سینکڑوں کی تعداد میں یارانِ طریقت آپ کو ریل پر سوار کرنے کیلئے حاضر ہوئے جب

marfat.com

ریل پلیٹ فارم سے رُخصت ہونے لگی تو خاص یارانِ طریقت حالت اُداسی میں ریل کو چلتے ہوئے دیکھتے رہ گئے کیونکہ حضرت ثانی کا یہ دورہ انتہائی مختصر تھا۔ دربار آلومہار شریف میں پہنچتے ہی سب سے پہلے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ سیدنا چنن شاہ نوری قدس سرہ کے دربارِ اقدس پر حاضر ہوئے مراقبہ اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے تو اس وقت ایک مرید صادق نے اُٹھ کر نہایت درد کے ساتھ چند اشعار پڑھے جن سے حاضرین کے دلوں میں بہت اثر ہوا۔

حاضر ہوئے ہیں خواجہ محمد امین آلومہار میں — اپنے والد چنن شاہ بزرگوار کے دربار میں
جلوہ فگن ہوئے ہیں پیارے پیارے دلربا انداز میں — والد ماجد سے سرگوشی ہے کس راز میں
کارواں بہاروں کا اب حاضر دربار ہے — کیا ہی شگفتہ لمحہ ہے کیا عجب دیدار ہے
روشن ہے سب کا دشت دل منظر دربار سے — دِل کے غنچے کھل رہے ہیں چمن آلومہار سے
چشمہ فیضان حق چنن شاہی دربار ہے — منبع اسرار ہے مخزنِ انوار ہے
جن کی ذات اقدس پہ فقر و غنا کو ناز ہے — اہل حق کو ناز ہے اہل نظر کو ناز ہے
بحر عرفان و حقیقت کا یہ گوہر نایاب ہے — فیضیاب جس کے فیض سے سب خطہ پنجاب ہے
سائلو بھر لو جھولیاں فیض چنن شاہی سے — ملتی ہے بھیک گداؤں کو دربار چنن شاہی سے[1]

انگریز حکومت کی تشویش

آپ جس طرف بھی رخ فرماتے ہزاروں افراد اُمڈ آتے گلیوں اور بازاروں میں عوام کا اس قدر ہجوم ہوتا جیسے کوئی ملک گیر کانفرنس منعقد ہو رہی ہو۔ حضرت ثانی قدس سرہٗ واللہ تعالیٰ نے خصوصی تسخیر عطا فرمائی تھی۔ آپ کے دور میں آلومہار شریف میں قافلوں کے قافلے پیدل اور ننگے پاؤں آتے۔ اس بے پناہ ہجوم نے انگریز حکومت

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ ص ۲۵۶ تا ۲۵۸ مؤلفہ حضرت خواجہ محمد علی نقشبندی قدس سرہ مطبوعہ ۱۹۶۰ء از ابوالبیان لائبریری

marfat.com

میں تشویش پیدا کردی شائد بغاوت کا پروگرام تو نہیں بن رہا۔ چنانچہ حکومت نے تحقیقات کا حکم جاری کردیا اور وار برٹن نامی شخص کو جاسوس مقرر کیا گیا۔ وار برٹن جاسوسی کیلئے فقیروں کے بھیس میں آلومہار شریف آیا۔ آپ نے آنے سے قبل ہی اہل خانہ کو فرمایا کہ آج ایک فقیر آئے گا اسکا کاسہ خوب بھر دینا چنانچہ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ جب وہ آیا تو گھر سے خیرات لیکر باہر دیوان خانہ کے پاس سے گزرا۔ آپ کا ایسا رُعب وجلال اُس پر طاری ہوا کہ آپ سے کوئی بات دریافت کرنے کی جرات نہ کرسکا اُس نے کئی چکر لگائے۔ گورنمنٹ کے خلاف اُسے کوئی بات نظر نہ آئی۔ بالآخر اپنے اصلی لباس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں نے پورے انڈیا میں آپ جیسا صاحب کردار انسان نہیں دیکھا۔ [1]

خدام کی آزمائش

کچھ عرصہ بعد وہی انگریز وار برٹن دوبارہ حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اپنا کوئی شاگرد میرے ساتھ بھیجیں کہ ہم اس کی خدمت کرسکیں آپ نے عطاء محمد کو روانہ فرمایا وار برٹن نے عطا محمد کو ورغلانے اور پھسلانے کی ہزار کوشش کی مگر مرد کامل کے صیقل شدہ دل کیسے زنگ آلود ہوسکتے تھے؟ اس نے عورتوں پیسے اور کلب کے ذریعے آزمایا مگر ناکام رہا دراصل وہ مرد کامل کی تعلیم وتربیت اور تاثیر محبت کو دیکھنا چاہتا تھا۔ [2]

مرکز فیض نقشبندیہ

یہ اَمر واضح رہے کہ دربار عالیہ آلومہار شریف خطہ پنجاب میں سلسلہ نقشبندیہ کی اولین خانقاہ ہے اور پنجاب میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے خاصے خانوادے یہاں سے

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۶۰ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ محررہ ۱۹۶۰ء۔

[2] ایضاً ص: ۲۶۱

marfat.com

بالواسطہ اور بلاواسطہ فیض یاب ہوئے ہیں کیونکہ یہ آستانہ مرکز فیض نقشبندیہ ہے۔

اجتماع اولیاء

حضرت شمس الہند اور حضرت ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور ہمایوں میں آلومہار شریف میں تہجد کے وقت اولیاء کا اجتماع ہوتا تھا۔ وہ نماز تہجد یہاں آ کر ادا فرماتے اور مراقبات اور منازل سلوک کے سلسلے میں حضرت شمس الہند اور حضرت ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ سے اکتساب فیض کرتے چنانچہ اِن اولیاء کرام میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی امیر ملت حضرت محدث علی پوری، حضرت پیر سید روشن علی شاہ (پنج گرائیں ڈسکہ) حضرت میاں سعید الدین (دوبرجی آرائیاں سیالکوٹ) اور حضرت حاجی امام دین (سیالکوٹ) علیہم الرحمہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ سیالکوٹ، ڈسکہ، پسرور، جامکے دیہہ اور مضافات کے صالحین کا تہجد کے وقت عظیم اجتماع ہوتا۔

پیر لاثانی اور محدث علی پوری

حضرت پیر لاثانی علیہ الرحمہ تو مسلسل تین برس بلاناغہ حاضری دیتے رہے آپ نماز عشاء کے بعد علی پور شریف سے روانہ ہوتے اور نماز تہجد آلومہار شریف میں پہنچ کر ادا کرتے اور ذکر و مراقبات کے بعد نماز فجر سے فارغ ہو کر واپس علی پور شریف تشریف لے جاتے۔ بسا اوقات آپ روضہ عالیہ کے گرد کھیتوں اور گھوڑوں کے اصطبل کی کھرلیوں میں چھپ کر اور فرش خاک پر بیٹھ کر محویت اور مستی کے مزے لیتے۔ حضرت ثانی قدس سرہ اپنے درویشوں کو فرماتے کہ جاؤ فلاں کھرلی کے پیچھے یا فلاں کھیت سے حضرت لاثانی کو تلاش کر کے لاؤ۔ بعض اوقات اسی قسم کے واقعات حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمہ کو بھی پیش آئے اور وہ بھی حضرت ثانی علیہ الرحمہ کیساتھ تبلیغی دوروں

marfat.com

میں شریک سفر و حضر رہ کر فیضیاب ہوتے رہے۔ تین برس گزرنے کے بعد ایک دن حضرت ثانی قدس سرہ نے حضرت رکن الدین علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ جاؤ حضرت پیر لاثانی اور محدث علی پوری علیہم الرحمہ سے کہہ دو کہ آلومہار شریف کی طرف سے تمہیں مکمل فیض مل چکا ہے اب چورہ شریف کے تاجدار حضرت خواجہ فقیر محمد قدس سرہ کی طرف رجوع کرو۔ ا

یہ دونوں بزرگ ابتداء میں حضرت شمس الہند قدس سرہ کے خلیفہ حضرت محمد صدیق قدس سرہ کے خلیفہ حضرت مرزا سکندر بیگ (موضع چک جگت رائے متصل علی پور سیداں) کی بیعت تھے جو کہ مدتوں حضرت شمس الہند کی خدمت اور صحبت میں رہے ۲ انہوں نے تکمیل فیض کے بعد آلومہار شریف اور آلومہار شریف والوں نے چورہ شریف پیش کر کے دستار خلافت سے سرفراز کروایا اور اس نسبت کے بزرگوں کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ اپنے مریدین کو اپنے مشائخ سے اسی طریق کے مطابق فیض دلاتے رہے ہیں۔

میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ پر توجہ

حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ رقم طراز ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر جذب وجنوں کا ایسا غلبہ ہوا کہ میں گوجرانوالہ سے شرقپور جا پہنچا۔ صبح سویرے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ کی زیارت کے لئے ان کی رہائش پر حاضر ہوا۔ آپ بالا خانے سے نیچے تشریف لائے اور جس شخص میں کوئی غیر شرعی حرکت دیکھتے اس کو شدت سے ڈانٹے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اتنی سختی نہیں کرنی چاہیے پیار محبت سے سمجھا دیں تو بہتر ہے تو میاں صاحب میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔

ا تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۹۶ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ

۲ تذکرہ صدیق زماں جز رابع ۴۶ مصنفہ خلیفہ محمد سعید قدس سرہ

marfat.com

بزرگو! ناراض کیوں ہو رہے ہو تم چنن شاہی بوٹی ہو اور میرے قلب پر ہاتھ
سے دو تین ٹھوکریں لگائیں کہ اس کو پکاؤ اور مشق کرو۔

میں حیران ہو گیا کہ اتنے صاحب کشف و حال ہیں کہ میرے اعلیٰ حضرت کی تعریف کرنے لگ گئے ہیں اِس کے بعد مجھے فرمانے لگے کہ میں بھی تمہاری طرح حالت جذب وجنون میں رہا ہوں ایک دفعہ بے ہوشی کے عالم میں سرہند شریف کی گلی میں پڑا ہوا تھا کہ مجھے حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ' آلومہاروی نے بکمال تصرف بازو سے پکڑ ا اُٹھایا اور ایک ہی نگاہِ کرم فرما کر اس حالت جذب وجنون سے نکال دیا۔[1]

مقامِ توکل

آپ کامل مقام توکل پر فائز تھے۔کسی چیز کے ملنے کی خوشی اور کسی چیز کے نہ ملنے کا غم دل سے نکل چکا تھا اور آپکا ذات خدا پر مکمل توکل تھا۔چنانچہ آپ کے ایک بہت بڑے عقیدت مند ڈپٹی فیض الحسن سیالکوٹ کے مال آفیسر تھے ایک دفعہ انہوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ لنگر کے اخراجات بہت زیادہ ہیں اور بظاہر آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں۔اگر حکم ہو تو میں لنگر کے نام کچھ رقبہ لکھ دوں کیونکہ بہت زیادہ مقدار میں سرکاری رقبہ فالتو موجود ہے۔آپ نے پوچھا ڈپٹی صاحب کتنا رقبہ آپ لنگر سے منسلک کریں گے؟ انہوں نے عرض کی سات آٹھ مربے تو میں اپنے ذاتی اختیار سے الاٹ کر سکتا ہوں آپ نے جواب دیا ڈپٹی صاحب! آپ مجھے رقبہ محدود دے رہے ہیں اور میں نے خدا سے غیر محدود مانگ رکھا ہے۔کون مزارعین اور کاشتکاروں کے جھنجھٹ میں پڑے؟ کراچی سے طورخم تک میرا ہی رقبہ ہے کاشت لوگ کریں گے۔

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۳۷۸ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ'

marfat.com

حاصل کاشت میرے ہاں پیش کریں گے اور انشاء اللہ میرا کام چلتا رہے گا چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں پختہ مکان نہ بنایا اور نہ بنانے کی اجازت دی۔ روضہ مبارک کی عمارت بھی بہت مختصر اور معمولی تھی اسکی توسیع بھی آپ کی وفات کے بعد عمل میں آئی۔

فتنہ مرزائیت پر فتح یابی کیلئے محدث علی پوری کی آلومہار شریف حاضری

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز حکومت کے ایما پر جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے برصغیر میں فتنہ پھیلا رکھا تھا۔ یہ ۱۹۰۸ء کے ابتدائی دنوں کی بات ہے جب حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ' پر فالج کا حملہ ہو چکا تھا اور آپ کافی کمزور ہو چکے تھے اسی مسئلہ پر رہنمائی کے لئے حضرت محدث علی پوری قدس سرہ' حاضر ہوئے حضرت ثانی قدس سرہ اور تمام خدام مراقبہ میں تھے محدث علی پوری بھی مراقب ہو گئے۔ حضرت ثانی قدس سرہ نے مراقبہ سے سر مبارک اٹھایا تو فرمانے لگے۔

مجاہد اسلام کیسے آنا ہوا؟

حضرت محدث علی پوری قدس سرہ' نے عرض کی ''فتنہ مرزائیت ترقی کرتا جا رہا ہے ہم فیصلہ کن مباہلہ یا مناظرہ کرنا چاہتے ہیں آپ ہمارے ساتھ چلیں''۔

حضرت ثانی فرمانے لگے شاہ جی! میں بیمار بھی ہوں اور فالج نے بہت کمزور بھی کر دیا ہے۔ آپ جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو شاندار فتح عطا فرمائے گا اور مرزا کو ذلیل وخوار کرے گا۔ اور میری طرف سے اُس شیطان کو کہہ دینا کہ اے اسلام کے باغی باز آ جا ورنہ تیری ہلاکت کا سبب یہی تیری بغاوت ہے اور دیکھو ساتھ حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کو بھی لے لو۔ حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمہ گولڑہ شریف پہنچے اور حضرت

marfat.com

ثانی صاحب کا پیغام دیا وہ فوراً تیار ہو گئے۔

وصال

آپ تبلیغی دورہ پر خانقاہ ڈوگراں سے ہوتے ہوئے گوجرانوالہ اپنے خادم خاص بابو کرم الٰہی کی بچی کی رسم نکاح میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے تقریباً آدھی رات ہوئی کہ آپ کی طبیعت خراب ہوگئی آپ نے صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہ' کو بلایا آپ حاضر خدمت ہوئے فرمایا! آج سے امامت تمہارے سپرد ہے دنیاوی عدالت چھوڑ کر مخلوق کی ہدایت کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ۔

نصیحت کے بعد وضو فرمانے کے لیے پانی طلب فرمایا۔ خادم پانی لے کر حاضر ہو گیا وضو فرمانے کے بعد نماز تہجد ادا فرمائی اور درود و وظائف اور ذکر و مراقبہ میں نماز فجر تک مشغول رہے نماز فجر کی دو سنتیں ادا فرمائیں فرض نماز شروع فرمائی ایک رکعت صحیح ادا فرمائی اور دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر مبارک نہ اٹھ سکا۔ (اِنا للہ وَاِنا اِلیہ رَاجعون) آپ نے چوراسی سال کی عمر میں ماہ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو وصال فرمایا۔

آپ کی نماز جنازہ میں لاکھوں عقیدت مندوں نے شرکت کی، پہلے پولیس گراؤنڈ گوجرانوالہ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی دوسری مرتبہ آلو مہار شریف میں ادا کی گئی۔ آپ کو حضرت شمس الہند علیہ الرحمہ کی مرقد انور کے ساتھ مغرب کی طرف دفن کیا گیا۔ [1]

آپ کا عرس مبارک ہر سال 23 مارچ کو نہائت تزک واحتشام کے ساتھ آلو مہار شریف میں منعقد ہوتا ہے۔

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ۳۴۱-۳۴۲ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ

marfat.com

قطعہ تاریخ وفات

محمد امین پیر آلو مہار
زچشمان ظاہر پرستان نہفت

دل طالباں و عزیزانِ خود
بہ تیر غم و درد الفت سفت

زجاں بہ باختن گشت واصل بحق
نیابد کسے دولتِ وصل ہفت

زجاں رفت آرام و صبر و شکیب
بدل رنج و دردِ الم گشت جفت

بہ تسکینِ صاحب دلاں تا سیا
خبر دہ کہ جاں ماند اگر خاک خفت

خرد از سر جہد تاریخِ فوت
بجنت محمد امین رفت گفت

(۱۳۳۱ھ)

marfat.com

حلیہ مبارک

آپ اپنے والد گرامی کا عملی نمونہ تھے نہایت خوبصورت وجیہہ اور پُر جلال چہرہ، پیشانی کشادہ، ناک دراز وقدرے باریک، آنکھیں موٹی، ریش گھنی اور سفید، سر کے بال خوبصورت زُلف شانوں تک لٹکتے۔ رُعب وجلال کی وجہ سے کسی کو آنکھ اُٹھا کر نظریں ملانے کی جراٗت نہ ہوتی۔ اسی بناء پر اکثر چہرہ مبارک چھپائے رکھتے لیکن اس پر جمال کی رعنائیاں اور حسن خلق وجود ومروت کی جلوہ سامانیاں مستزاد۔

لباس مبارک

سادہ مگر شاندار لباس زیب تن فرماتے۔ کبھی تہبند، کبھی شلوار، کرتہ کھدر کا، ململ کا عمامہ شریف اور کلاہ چہارتر کی بھی استعمال فرماتے۔ ہاتھ میں عصا شریف رکھتے۔

معمولات

حضرت ثانی قدس سرہٗ تاحیات صوم وصلوٰۃ کے پابند رہے اور حالت سجدہ میں ہی واصل باللہ ہوئے۔ علاوہ ازیں نماز اشراق، چاشت، تہجد، اوابین کے بھی پابند تھے۔ عصر تا مغرب ختم خواجگان، ختم بسم اللہ شریف اور ختم یا ستار پڑھتے۔ کیونکہ آپ کا درجہ ستاری تھا ہر ختم کے ساتھ اول وآخر سات سات دفعہ سورۃ فاتحہ اور ایک تسبیح درود شریف پڑھتے نماز عشاء کے وتر سے پہلے یہ دُعا پڑھا کرتے۔ سبحان الملك القدوس اور نماز عشاء سے فارغ ہوکر یاران طریقت کے ساتھ طویل مراقبات فرماتے رات کے تیسرے پہر بیدار ہوکر نماز تہجد بارہ رکعت ادا فرماتے۔ صبح سویرے تلاوت قرآن پاک کرتے اور دُعائے گنج العرش بھی پڑھتے ظہر اور عصر کے درمیان دیگر وظائف اور دلائل الخیرات پڑھتے۔ باقی ماندہ اوقات میں خلق خدا کو تبلیغ وہدایت فرماتے۔

marfat.com

اَخلاق واطوار

حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ اپنے زمانے کے قطب تھے۔ عبادت و ریاضت، ذکر وفکر آپ کا معمول تھا۔ کم خوری، کم خوابی، اورکم گوئی کی تلقین فرماتے اورخود بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ یاران طریقت سے اس قدر خوش اخلاقی سے پیش آتے کہ ہر فرد یہ سمجھتا کہ حضرت کو سب سے زیادہ محبت مجھ سے ہے۔ اکیلے کھانا بہت کم کھاتے، سخاوت کے پیکر تھے، آپ خلق عظیم کے آفتاب تھے جو بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا فیض یاب ہی ہوتا۔

درویشوں اورمہمانوں کی خدمت

آپ کا معمول یہ تھا کہ مہمانوں کے لیے گھر سے چنگیر میں تنور کی روٹیاں اور سالن خود اٹھا کر لاتے اور جس طرح ماں اپنے تمام بچوں کے درمیان بیٹھ کر کھانا تقسیم کرتی ہے اسی طرح آپ بھی تقسیم طعام فرماتے، عموماً فی کس دوروٹیاں اورایک چھوٹے برتن میں سالن سب کو دیا جاتا اور آپ ازراہ شفقت ودلجوئی عموماً سب کے ساتھ ایک ایک نوالہ سالن میں ڈبو کر کھا لیتے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ کسی کو نوازا گیا اور کسی دوسرے کو محروم رکھا گیا اور کھانا عموماً اس کے ساتھ ختم کرتے جو بظاہر سب سے زیادہ مسکین اور مفلوک الحال ہوتا۔

سفر میں معمولات خوردونوش

سفر میں معمول یہ تھا کہ جو کچھ سامنے آتا بلا تکلف تناول فرما لیتے ایک دفعہ کسی معتقد کے گھر میں دعوت تھی اوراس زمانے کے معمول کے مطابق عموماً چاولوں پر پسی ہوئی کھانڈ اور گھی ڈال کر مہمانوں کی تواضع کی جاتی تھی غلطی سے گھر والوں نے اس خیال سے کہ اپنے پیر صاحب کی کھانڈ کو جھوٹا نہ کیا جائے اس کو چکھنے سے گریز کیا اور پسی

marfat.com

ہوئی چینی کی بجائے پسا ہوا نمک چاولوں پر ڈال دیا اور اچھی موٹی تہہ جما دی۔ آپ نے بلا کبیدگی خاطر چاولوں کو تناول کیا اور بہت ہی تعریف فرمائی کہ بڑے مزے کا کھانا ہے۔ جب گھر والوں کو اپنی غلطی کا علم ہوا تو انہوں نے بہت معذرت کی لیکن آپ نے ارشاد فرمایا! میٹھا کھاتے کھاتے دل اکتا گیا تھا آج نمک کھا کر منہ کا ذائقہ بدلا اور زیادہ لطف آیا۔ باسی روٹی اچار یا مسور کی دال کے ساتھ اسی رغبت سے تناول فرما لیتے جس طرح پلاؤ یا مرغ کھایا جاتا ہے۔

عموماً سب مہمانوں کے لیے ایک جیسا کھانا ہوتا اور آپ کے لیے کوئی الگ چیز نہ پکائی جاتی۔ کم خوری ہمیشہ آپ کا شعار رہا۔ لیکن کثرت ذکر اور کمال فکر سے چہرہ نورانی اور درخشاں رہا اور صحت و مرض میں بھی چہرے کی چمک دمک میں کبھی کمی نہ آئی۔

ملفوظات قدسیہ

بروایت خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ

توجہ اِتحادی کا اثر

اگر طالب کی فطرت اور استعداد میں کمی ہو اور اسے یک لخت توجہ اتحادی سے نوازا جائے تو تعمیر کی بجائے تخریب ہو جاتی ہے اور طالب اس توجہ کو برداشت نہ کرتے ہوئے مجذوب ہو جاتا ہے یا حواس کھو بیٹھتا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اور نان بائی کا قصہ یاد آ گیا جو اکثر اوقات رات گئے آنے والے مہمانوں کو کھانا کھلایا کرتا تھا۔ ایک دن آپ نے خوش ہو کر فرمایا بھائی تم نے میرے مہمانوں کی اتنی خدمت کی ہے کچھ معاوضہ لے لو۔ اس نے عرض کی بس اس

marfat.com

کا ایک ہی معاوضہ ہے کہ مجھے اپنے جیسا بنالو، آپ نے فرمایا کہ یہ مطالبہ نہ کرو کہ میری صلاحیت واستقلال میں اور تیری صلاحیت واستقلال میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ تم میری اتحادی توجہ کو برداشت نہیں کرسکو گے لیکن وہ مصر رہا کہ اب تو میں سوال کرچکا ہوں اور وہی لوں گا جو میں نے مانگا ہے۔ اس پر آپ اس نان بائی کو حجرے میں لے گئے اور اس پر اتحادی توجہ ڈالی اسکا یہ اثر ہوا کہ وہ بالکل محویت کلی کے عالم میں چلا گیا اور ہوش وحواس کھو بیٹھا اور تین دن اسی حالت میں رہ کر انتقال کر گیا۔

توجہ اتحادی کی ایک مثال

آپ نے فرمایا اس پر مجھے ایک اور بات یاد آئی کہ ایک بزرگ تھے ان سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں عملی مثال سمجھانے کے لیے دو آدمیوں کو تانبے کے دو برتن دیے جو پرانے اور زنگ خوردہ تھے اور دونوں کو حکم دیا کہ ان کو صاف کر کے لے آؤ۔ پہلا آدمی ذرا جلد باز تھا اس نے جاتے ہی اوپلوں کی آگ میں برتن کو تاؤ دیا اور لوہے سے خوب رگڑ کر برتن کو چمکا کے شام تک حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا اور دوسرے آدمی نے روزانہ برتن کو گرم پانی اور سوڈے سے بتدریج آہستہ آہستہ صاف کیا اور وہ بھی دس دن کے بعد برتن لے کر حاضر ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ اس نے وقت ضائع کیا پہلا آدمی تو ایک ہی دن میں برتن صاف کر کے لے آیا۔ اور اس نے دس دن لگا دیے تو اس بزرگ نے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں عملاً اس کا نتیجہ دکھاتا ہوں اس نے دونوں برتنوں میں دودھ ڈال کر جب تیز آگ پر برتن رکھے تو جو آدمی ایک دن میں برتن صاف کر کے لے آیا تھا۔ کیونکہ تیز آگ کی وجہ سے اس کا تلا کمزور ہو چکا تھا۔ لہٰذا تیز آگ کو برداشت نہ کرسکا اور نیچے گر گیا اور دوسرا برتن سلامت رہا۔ آپ نے فرمایا کہ اچانک توجہ سے کمزور استعداد کے طالبین کا یہی حال ہوتا ہے کہ ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں لیکن صاحب

marfat.com

استعداد لوگ فیض کو حاصل بھی کرتے ہیں اور برداشت بھی کرتے ہیں۔

توجہ بقدر استعداد دینی چاہیے

ایک بادشاہ کا لڑکا کسی لڑکی پر عاشق ہو گیا اور سرمستی عشق میں ہوش و حواس کھو بیٹھا حالانکہ اس نے اس کو دور سے لب بام دیکھا تھا۔ بادشاہ کو علم ہوا تو اس نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے اس نے لڑکی کا شہزادے سے عقد کر دیا۔ جب ان کے آمنے سامنے ہونے کا وقت آیا تو بادشاہ کو وزیر نے آکر مشورہ دیا کہ شہزادہ اسے دور سے دیکھ کر ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے اس کے وصل کی تاب نہ لا سکے گا اسکا حال اس سے بھی ابتر ہو جائے گا بہتر یہ ہے کہ دونوں کے لیے دو ملحقہ کمرے بنائیں جائیں اور ان کی مشترکہ دیوار میں ایک چھوٹی سی کھڑکی رکھی جائے جس سے اس کی عروس اس کو بتدریج اپنا تھوڑا سا جلوہ کبھی کبھار دکھا دیا کرے تاکہ اسکی قوت برداشت میں پختگی آ جائے اور پھر ان کو آمنے سامنے ہونے اور ملنے جلنے کا موقع دیا جائے۔

فرمایا طالب کا بھی یہی حال ہے کہ مرشد کامل کی توجہ سے جب حسن ازل کی معرفت کی ادنیٰ تجلی اس پر پڑتی ہے تو اس کو برداشت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اسی مرحلہ پر شیخ کامل اس کی حفاظت کرتا اور اس کی صلاحیت کو بڑھاتا ہوا بتدریج اسے منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

سلوک نقشبندیہ کی پہلی منزل ولایت صغریٰ ہے

حضرت ثانی قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ سلوک نقشبندیہ میں سالک کی پہلی منزل کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نقشبندی خاندان میں سلوک کی ابتدائی منزل ولایت صغریٰ ہے۔ فنائے قلب اور فنائے نفس کی تکمیل کے بعد سیر الی اللہ کی منازل شروع ہو جاتی ہیں جن کی پہلی منزل ولایت صغریٰ ہے اس سے بلند تر منزل ولایت کبریٰ ہے

marfat.com

اور بہترین منزل ولایت علیا ہے جو کہ ملائکہ مقربین اور انبیاء کی ولایت ہے اور اس کی انتہا، سیر فی اللہ سے موسوم ہے۔ حضرت مجدد قدس سرہ نے اس سے ماوری مقامات کی نشاندہی کی ہے لیکن وہ مقامات عوام اور متوسط الحال لوگوں کے فہم وذہن اور رسائی سے بلندتر ہیں۔ بہرحال نقشبندی خاندان کا ابتدائی عمومی سلوک ولایت صغریٰ کی تکمیل تک ہی محدود ہے اور اسکے بعد مرشد کامل، طالب صادق کو اجازت وخلافت سے نوازدیتا ہے۔

توکل کی تین اقسام

ایک مجلس میں توکل علی اللہ پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایک توکل اولیاء کاملین کا ہوتا ہے، ایک مستورالحال اولیاء کا ہوتا ہے اور ایک عوام کا ہوتا ہے

انبیاء کرام علیہم السلام کا توکل تمدنی اور معاشرتی ضروریات کو قائم رکھنے کے لیے ایک خاص نوعیت کا حامل ہوتا ہے مثلاً وہ حضرات جو عروج کی کامل منزلیں طے کر لیتے ہیں وہ عالم اسباب کی احتیاج سے بلند ہو جاتے ہیں اور اپنی ضروریات میں کسی وسیلے کے محتاج نہیں ہوتے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر من وسلویٰ کا نزول ہوا جس کے حصول میں کسی سعی وامر اور مادی کسب کا تعلق نہ تھا یا معجزانہ طریقے پر تسکین ضروریات جس میں ازدیاد طعام ہے، موسمی بارشیں، دفع بلیات، حصول شفاء بغیر اسباب ظاہری کے حاصل ہو جائیں لیکن عوام کی تعلیم کے لیے انبیاء کرام کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ظاہری اسباب کو بروئے کار لائیں تاکہ مذہبی تمدنی نظام، کائنات میں جاری وساری رہے۔ چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمہ نے اپنے اشعار میں اسی کیفیت کو بیان کیا ہے۔

marfat.com

گفت پیغمبر با آواز بلند
بر توکل زانوے اشتر بہ بند
گر توکل می کنی در کار کن
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

کسی نے پوچھا کہ جو صاحبانِ عجز و درویش سب کچھ چھوڑ کر کسی جنگل و بیابان کی تنہائی میں بیٹھ جاتے ہیں پھر ان کے رزق کا کیا وسیلہ ہوتا ہے اس پر آپ نے ایک مثال دے کر فرمایا کہ یہ تو اپنے اپنے مقام اور یقین پر مبنی ہے۔

توکل کی پہلی مثال

ایک دفعہ ایک درویش کامل سفر میں جا رہے تھے کہ ان پر پیاس کا غلبہ ہوا انہوں نے ایک بے آباد کنویں کو دیکھا جس میں پانی تو موجود تھا لیکن پانی نکالنے کے لیے ڈول اور رسی نہ تھی اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک ہرن پانی پینے کے لیے آیا اس نے آسمان کی طرف دیکھا کنویں کے پانی میں جوش آیا اور کنواں لبالب بھر گیا ہرن سیر ہو کر پانی پی کر چلتا بنا۔ وہ درویش اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا وہ خوش ہوا کہ اب مجھے بھی پانی پینے کا موقع مل گیا۔

جب وہ کنوئیں کی منڈیر کے قریب پہنچا تو پانی پھر نیچے اتر گیا۔ اس نے بارگاہ رب العزت میں التجا کی کہ بار الٰہ میں انسان بھی ہوں اور مسلمان بھی ہوں اور حتی الامکان تیرے قوانین و ماننے والا بھی ہوں پھر کیا وجہ ہے کہ ہرن کے لیے معجزانہ طور پر پانی کا انتظام ہو گیا اور میں پھر پانی سے محروم رہا؟ اوپر ہاتف غیب سے جواب آیا کہ ہرن نے رسی اور ڈول پر بھروسہ نہیں کیا بلکہ صرف میری ذات پر توکل کیا ہے تو میں نے اس کے توکل کے مطابق بغیر اسباب کے پانی منڈیر تک پہنچا دیا اور تم نے ڈول اور رسی

marfat.com

کا خیال کیا پس اب ڈول اور رسی لے آؤ اور تم بھی جی بھر کر پانی پی لو۔ اس پر اس درویش نے اپنی غلطی اور توکل میں ناتمامی کا اعتراف کیا اور اس مرحلے سے ترقی کر گیا۔

توکل کی دوسری مثال

توکل کی دوسری مثال آپ نے یہ فرمائی ہے کہ جب تک آدمی یہاں کے مقام توکل پر نہ پہنچ جائے اسے دنیا سے الگ ہو کر بیٹھنا یا ترک اسباب کرنا منع ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک عزلت گزیں مرد درویش کی ملاقات کو گئے جو دیر سے جنگل کی تنہائی میں بیٹھا تھا۔ رخصت کے وقت اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کھانے کا وقت ہے کھانا کھا کر جانا۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں کھانا کیسے آئے گا یہاں تو آٹا، چولہا، پانی اور کھانے کا سامان کچھ بھی موجود نہیں۔ اس پر اس درویش نے حیرت کا اظہار کیا اور پوچھا کہ یہ چیزیں کیا ہوتی ہیں اور کس کام آتی ہیں؟ آپ نے ان کی ضروریات اور طریقہ استعمال اس کو سمجھایا لیکن اس درویش نے چند اسماء الٰہی کا ورد کیا اور آسمان سے مائدہ اترا، دستر خوان بچھ گیا انواع اقسام کے کھانے آ گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو تناول فرمایا اور ساتھ ہی بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ اس درویش بے نوا کے لیے تو آسمان سے کھانا آ جاتا ہے اور میرے لیے کسب و محنت کا حکم ہے ارشاد ہوا کہ تمہارا درجہ اس درویش سے بہت بلند ہے لیکن دنیا کی تعلیم و تربیت کے لیے میں نے تم کو عالم اسباب سے متعلق کر رکھا ہے تاکہ تہذیب و تمدن کا فروغ ہو۔

سیدہ رابعہ بصری علیہا الرحمہ کا توکل

اس پر آپ نے سیدہ رابعہ بصری علیہا الرحمہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کے ہاں مہمان آ گئے ان کے پاس دو ہی روٹیاں تھیں وہ آپ نے خیرات کر دیں اور خود

marfat.com

دروازے پر بیٹھ گئیں۔ کسی نے پوچھا کہ رابعہ یہاں کیوں بیٹھی ہیں؟ فرمایا کہ میں نے اپنے مولا سے سودا کیا ہے میرے گھر مہمان آئے تھے تو میں نے اللہ کے نام پر یہ دو روٹیاں دے دیں اب اس کے وعدے کے مطابق بیس روٹیاں آئیں گی اور میں اپنے مہمانوں کو کھانا کھلا دوں گی۔ کسی نے کہا کہ خدا کا وعدہ دس گنا دنیا میں دینے کا ہے لیکن فوری دینے کا نہیں۔ سیدہ رابعہ نے فرمایا کہ جس مقام پر رابعہ فائز ہے وہاں بلا تاخیر وعدہ پورا ہو جاتا ہے۔ اتنے میں ایک آدمی کچھ سالن اور روٹیاں لے کر آ گیا۔ اس نے عرض کی سولہ روٹیاں ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ روٹیاں میری نہیں کیونکہ میری روٹیاں ہوتیں تو بیس ہوتیں۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک آدمی سالن اور روٹیاں لے کر آ گیا اس نے پہلے آدمی سے کہا کہ یہ روٹیاں رابعہ کے لیے نہیں کسی اور کے لیے ہیں رابعہ کے لیے روٹیاں میں لے کر آیا ہوں جو گنتی میں بیس نکلیں۔ یہ آپ کے ایمان کی پختگی اور توکل کی دلیل تھی۔ چنانچہ حضرت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ بہت بڑے کامل ولی اللہ تھے اور کثرت سے فتوحات آیا کرتی تھیں جو سب فقراء اور مساکین پر خرچ ہو جاتیں۔ یہی حال خواجہ بہاؤ الحق زکریا سہروردی ملتانی علیہ الرحمہ کا تھا ان کی فتوحات بھی بے پناہ تھیں ان کا لنگر بھی بڑا وسیع تھا اور دستر خوان بڑا فراخ تھا۔ چنانچہ بے شمار مال آتا اور شام تک خرچ ہو جاتا۔

کثرت کرامات کاملین کیلئے کمال نہیں

پھر آپ نے فرمایا کہ کاملین مقام عروج کے کمال تک پہنچ کر پھر نزول فرماتے ہیں تو جو کامل نزول نہیں کرتے وہ عالم اسباب سے اوپر رہتے ہیں اور ان سے کرامات اور خوارق عادات کا ظہور زیادہ ہوتا ہے لیکن جو کامل نزول کے مقام پر آ جاتے ہیں وہ عالم اسباب اور ان کی ذمہ داریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن تبلیغ و ہدایت کے نقطہ نگاہ

marfat.com

سے نامکمل نزول والوں سے ان کا مقام بلند ہو جاتا ہے۔ وہ باہمہ ہو کر بھی بے ہمہ ہوتے ہیں اور خلوت در انجمن کے مقام پر فائز ہوتے ہیں اور سلوک میں ان کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فقراء سے کرامات اور خوارق کا ظہور کم ہوتا ہے لیکن یہ کمی ان کے قرب ذاتی اور رفعت مقام میں حائل نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کے ناقص ہونے کی دلیل ہے۔

اسباب سے استفادہ توکل کے منافی نہیں

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو میدان جنگ میں زرہیں بھی اتار دیا کرتے تھے لیکن خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زرہیں پہنا کرتے تھے۔ یہ توکل کے منافی نہ تھا بلکہ اسباب سے استفادہ کی تعلیم امت کو دی جا رہی تھی۔

صحبت، نسب اور کسب میں فرق

ریاکار اور ظاہردار مشائخ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ نسبی وراثت نہیں بلکہ کسبی دولت ہے لیکن اگر نسب اور کسب یہ دونوں مل جائیں تو سونے پر سہاگے کا کام ہو جاتا ہے چنانچہ سرور کائنات علیہ السلام اور صالحین کرام کی اولاد میں اکثر فیوض کی کثرت دیکھنے میں آئی ہے اور اگر کہیں اس کے خلاف ہوا ہے تو یہ استثنائی معاملہ ہے لیکن انتقال فیض کا اصل طریقہ اور حصول دولت باطنی کا اصلی ذریعہ تو روحانی رابطہ اور باطنی نسبت ہے چنانچہ دیکھنے میں آیا ہے کہ صحبت و نسبت سے جو دولت عظیم حاصل ہوتی ہے وہ محض نسبی تعلق سے حاصل نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام کا فیض، صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر منحصر تھا۔ چنانچہ خواجہ اجمیری سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت خواجہ

marfat.com

گنج شکر، حضرت خواجہ باقی باللہ سے امام ربانی مجدد الف ثانی اور قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم، حضرت خواجہ نور محمد چوراہی سے حضرت خواجہ شاہ محمد ہادی نامدار شاہ اور حضرت خواجہ سید محمد چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہم کا فیض اسی باطنی نسبت کا نتیجہ تھا یہی معمول چلا آ رہا ہے اور یہی معمول چلتا رہے گا۔

دنیا کی بے ثباتی

دنیا کی بے ثباتی بے قدری اور بے وقعتی آپ کے عمل سے بھی نمایاں تھی۔ اور آپ کی گفتگو بھی اکثر اسی موضوع پر ہوا کرتی تھی۔ ایک دفعہ بے ثباتی دنیا کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت سلطان الاولیاء خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کا تذکرہ فرمایا کہ آپ کے عہد میں بادشاہ وقت کو پیشاب کی بندش کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ بہت علاج معالجے کے بعد بھی کچھ افاقہ نہ ہوا، نوجوان بادشاہ کی والدہ نے حضرت خواجہ صاحب سے دعا کی التجاء کی۔ بادشاہ خود آپ سے برسر پرخاش تھا خلقت کے ہجوم اور ارادت کی بناء پر آپ سے حسد رکھتا تھا اسی لحاظ سے آپ نے ملکہ سے فرمایا کہ بادشاہ کو کہو کہ اپنی ساری حکومت میرے سپرد کر دے تب میں اس کیلئے دعا کر دوں گا بادشاہ نے شدت تکلیف کی بناء پر سپردگی حکومت کا معاہدہ لکھ دیا آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور بادشاہ نے بندش بول کے موذی مرض سے نجات پائی۔ حضرت خواجہ نے معاہدہ بادشاہ کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ اس کو پھاڑ دو جس چیز کی قیمت پیشاب کے چند قطروں جیسی ہے وہ اس قابل نہیں کہ اس کی طرف نگاہ التفات کی جائے۔

ترک دنیا کا صحیح تصور

وہ ترک دنیا جس سے اہل وعیال کی ذمہ داریوں میں کوتاہی ہو اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کمی ہو مذموم ہے لیکن وہ ترک دنیا کہ سب کچھ ہوتے ہوئے آدمی کے

marfat.com

دل میں اس کی محبت نہ ہو وہ محمود ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی علیہ الرحمہ کے گھوڑے سونے چاندی کے میخوں سے باندھے جاتے تھے۔ بادشاہ نے اعتراضا لکھا کہ یہ اچھا فقر ہے کہ گھوڑوں کے لیے سونے چاندی کے کھونٹے مہیا کئے جاتے ہیں تو آپ نے جواب میں بادشاہ کو لکھا

در گل اند اختیم نہ در دل اند اختیم

یعنی میں نے یہ کھونٹے مٹی میں لگا رکھے ہیں دل میں نہیں لگا رکھے۔

خواجہ ابوالحسن خرقانی کا عمل

پھر آپ نے خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ آپ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک فقیر بے نوا، جس کے پاس ایک کاسہ اور اوڑھنے کی چادر تھی اور زاد سفر میں سے اس کے پاس کچھ نہ تھا حاضر خدمت ہوا اس نے آپ کے فقر اور درویشی کی بہت تعریف سنی تھی لیکن جب آپ کے ظاہری جاہ و حشم اور مال کو دیکھا تو دل میں سوچا یہ تو بڑے دنیا دار نکلے، درویشی ہوتی تو ان کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا آپ نے اس کے دل کی بات کو بھانپ لیا اور پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا حج کو جا رہا ہوں آپ نے فرمایا:

یہ بہت اچھا ہوا مجھے حج کے لیے کسی ہم سفر کی ضرورت تھی آپ مل گئے رفاقت میں سفر اچھا کٹے گا۔ وہیں مسجد سے اٹھ کر اس کے ساتھ ہو لئے کوئی پچیس کوس جانے کے بعد اس فقیر بے نوا کو خیال آیا کہ میرا کاسہ تو آپ کی مسجد میں رہ گیا ہے وہ میرے شیخ کی یادگار ہے جو پانی پینے اور کھانا کھانے کے کام آتا تھا، اس کے بغیر میرا گزر اوقات مشکل ہے میں اسے لینے واپس جاتا ہوں۔ آپ نے بہت اصرار فرمایا کہ واپس آنے جانے میں اتنا وقت لگے گا کہ حج کا موقعہ نکل جائے گا۔ لیکن بہر حال وہ لوٹ گیا

marfat.com

اور آپ حج کو چل دیئے۔ جب آپ واپس لوٹے تو راستے میں پھر اس سے ملاقات ہوئی تو اس وقت آپ نے جواب دیا کہ میرا مال ومنال اور میرے اہل وعیال کی کثرت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں حائل نہ ہوئی اور آپ کو صرف ایک پیالے کی محبت نے حج سے محروم رکھا تو حقیقتاً دنیا دار تم ہو یا میں۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کیا خوب فرمایا ہے

چیست دنیا از خدا غافل بودن
نے معاش و نقرہ و فرزند و زن

اس پر امیر المومنین امام العارفین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے اشعار بڑی حجت ہیں!

رضینا بالقسمة الجبار فینا
لنا علم و للجھال مال

یعنی میں اس تقدیر پر بڑا خوش ہوں کہ اللہ کریم نے ہم کو علم کی دولت سے نوازا اور جاہلوں کو مال ومتاع دے کر ٹال دیا۔

ناقص فقیر اور ترک دنیا

ترک دنیا کے سلسلے میں آپ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک فقیر پہاڑ کی چوٹی پر دس سال تک معتکف رہا۔ اللہ کریم غیب سے اسکے خورد ونوش کا اہتمام کرتا رہا۔ دس سال کے بعد بارگاہ رب العزت سے اسکا امتحان لیا گیا کہ وہ ابھی مقام توکل میں پختہ ہوا ہے یا نہیں۔ جب ایک دن مائدہ آسمانی نہ آیا تو فقیر نے سوچا کہ کسی خاص وجہ سے اللہ کریم نے آج کا رزق نہیں بھیجا۔ دوسرے دن بھی جب آسمان سے نزول مائدہ نہ ہوا تو فقیر کے دل میں شبہ پیدا ہو گیا کہ شاید خدا کے خزانے میں کچھ کمی آ گئی ہے اسلئے

marfat.com

کفایت شعاری سے کام لیا جا رہا ہے۔ تیسرے دن بھی جب فاقہ گزرا تو فقیر کو خیال گزرا کہ اللہ مجھ کو بھول گیا ہے اور بغیر اسباب کے کھانے پینے کا اہتمام نہ ہو سکے گا ظاہر ہے کہ خدا پر بھول چوک اور نسیان کا فتویٰ تکفیر تک لے جاتا ہے۔ بہر حال چوتھے دن فقیر پہاڑ سے اتر کر دامن کوہ میں واقع ایک بستی میں تلاش رزق کے لیے پہنچا اور ایک دروازے پر دستک دی گھر کے مالک نے وجہ پوچھی تو فقیر نے کہا کہ میں تین دن سے فاقے سے ہوں اور صرف آج کا رزق مانگتا ہوں اس سے زیادہ کی مجھے حاجت نہیں گھر والے نے تین روٹیاں اسکے کشکول میں ڈال دیں مالک مکان کا کتا جو کئی سال سے اسی دروازے پر پہرہ دے رہا تھا وہ یہ سوچ کر فقیر کے پیچھے ہولیا کہ پہرے داری کی محنت تو میں کرتا ہوں اور اس کی اجرت فقیر مفت میں لے جا رہا ہے۔ کتا غرایا اور اسے کاٹنے کو آیا۔ فقیر نے اپنے تحفظ کے لیے ایک روٹی اسکے آگے پھینک دی کیونکہ اس نے سن رکھا تھا۔

دہن سگ بالقمہ دوختہ بہ

یعنی کتے کا منہ لقمہ ڈال کر ہی بند کیا جا سکتا ہے۔

کتے نے سوچا یہ فقیر تو ڈرپوک اور کمزور ہے ایک دفعہ غرانے سے اس نے ایک روٹی ڈال دی مزید غرانے سے باقی روٹیاں بھی ڈال دے گا۔ چنانچہ وہ پھر غرایا تو فقیر نے دوسری روٹی بھی اس کے آگے ڈال دی وہ جلدی جلدی روٹی کھا کے فقیر کے پیچھے ہولیا۔ فقیر نے تیسری روٹی بھی اس کے حوالے کرتے ہوئے شکایتاً کہا

''میں نے سن رکھا تھا کہ کتے بڑے حریص ہوتے ہیں لیکن آج عملی طور پر پتہ چل گیا کہ میں نے تین دن کے فاقے کے بعد تیرے مالک سے تین روٹیاں حاصل کیں اور تو نے تینوں ہی چھین لیں''

کتے کو اللہ تعالیٰ نے زبان دی اور اس نے کہا جس کے دروازے سے تم روٹیاں

marfat.com

مانگ کر لائے ہو میں بھی دس سال سے اس کے دروازے پر بیٹھا ہوں۔ گرمی ہو یا سردی مار ہو یا پیار سب کچھ برداشت کر کے میں اس مالک کا دروازہ چھوڑ کے دوسرے دروازے پر کبھی نہیں گیا اور تو اپنے رازق و مالک اللہ کریم کے دروازے پر دس سال بیٹھ کر مفت کھانا کھاتا رہا تیرے لئے مائدہ آسمانی آتا رہا لیکن صرف تین دن کے التواء سے تو اپنے مالک کا دروازہ چھوڑ کر میرے مالک کے دروازے پر بھیک مانگنے کو آ گیا، کتا تو ہے یا میں ہوں؟ میری شکل کتوں والی ہے لیکن صفات انسانوں والی ہیں مگر تیری شکل انسانوں والی ہے اور اوصاف کتوں والے ہیں۔

تقدیر مبرم اور تقدیر معلق

ایک دفعہ تقدیر کے متعلق بات ہو رہی تھی کسی نے کہا کہ حضور غوث پاک قدس سرہٗ نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ میں تقدیر مبرم میں بھی تبدیلی کر سکتا ہوں۔ آپ نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ کسی نیاز مند نے آپ سے کسی مشکل کے حل کے لیے التجائے دعا کی آپ نے دعا فرمائی تو لوح محفوظ پر لکھا دیکھا کہ اس کا کام نہیں ہوگا اس کے باوجود آپ نے تین مرتبہ دعا فرمائی تو آخر میں دیکھا کہ نوشتہ لوح محفوظ مٹ گیا اور اس کے کام ہونے کا فیصلہ لکھا گیا اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ لوح محفوظ پر تو معاملہ تقدیر مبرم کا لکھا تھا لیکن علم الٰہی ذاتی میں تقدیر معلق تھی اس لیے ایک مرد کامل کی دعا سے یہ تبدیل ہو گئی۔

مخلوق سے انقطاع کا مفہوم

ایک محفل میں آپ نے فرمایا کہ مخلوق سے ترک تعلق کا مطلب یہ نہیں کہ انسان تمدنی ذمہ داریوں یا حقوق العباد کو چھوڑ کر دنیا سے الگ تھلگ بیٹھا رہے۔ دراصل یہ دنیا

marfat.com

سے انقطاع نہیں بلکہ دھوکہ ہے مخلوق کے انقطاع سے مطلب دراصل تطہیر قلب ہے تاکہ دل میں خدا کی یاد کے بغیر کچھ نہ ہو اور آدمی باہمہ ہوتے ہوئے بھی بے ہمہ ہو جائے (یعنی مخلوق میں ہوتے ہوئے بھی جدا ہو جائے)۔

ابراہیمی المشرب اولیاء

آپ نے فرمایا کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی (علیہ السلام) کے نقش قدم پر باطنی طور پر چلتا ہے اور انکی خصوصی صفات سے مستفیض ہوتا ہے۔ مثلاً ابراہیمی مشرب کے فقراء میں ایثار و قربانی اور محبت خلق کی صفات غالب ہوتی ہیں جس طرح انہوں نے حق کے لیے اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا پھر اپنے ننھے منے بچے کو وادی بے آب و گیاہ میں چھوڑ کر چلے آئے اور پھر نو سال کی عمر میں خود انکو اللہ کی راہ میں قربان کر دینے پر تیار ہو گئے اور انہیں لٹا کر انکے حلق پر چھری پھیر دی۔ دراصل خالق کائنات کی تدابیر بھی عجیب ہوتی ہیں بظاہر شر میں سے خیر پیدا فرما دیتا ہے اور بظاہر تخریب میں تعمیر کا پہلو نمایاں ہوتا ہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو تخت مصر تک پہنچانے کے لیے ابتداء یوں فرمائی کہ بھائیوں کے حسد کی وجہ سے ان کو ایک غیر آباد کنوئیں میں پھنکوا دیا اور پھر مصر جانے والے قافلہ کے ہاتھوں ان کو کنوئیں سے نکلوا کر بازار مصر تک پہنچایا اور مصر میں غلاموں کی طرح بکوایا اور عزیز مصر کے گھر میں پہنچایا۔ اس شاہی ماحول میں ان کی تربیت کروا کر ان کو رموز سلطنت سے آگاہ فرمایا پھر شکوک (ملامت مصر (مصر کی ملامت کرنے والی خواتین) کی وجہ سے جیل میں پہنچایا اور پھر ایک سچے خواب کی تعبیر کی بناء پر شاہ مصر کے روبرو پہنچایا جس نے آپ کو اپنا معتمد بنایا اور شاہ مصر کے خواب کی صحیح تعبیر بیان فرما کر اس کا مزید قرب حاصل کیا اور انجام کار تخت مصر پر فائز ہوئے۔

marfat.com

یوسفی المشرب اولیاء

جو فقراء حضرت یوسف علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے والے ہوتے ہیں ان میں شاہی جاہ وجلال کی نمود ہوتی ہے اور وہ شاہی لباس میں منصب فقر پر فائز ہوتے ہیں اور دنیا کو فیض یاب کرتے ہیں۔

موسوی المشرب اولیاء

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم فقراء میں جلال اور تصریف فی الاشیاء کا غلبہ ہوتا ہے جس طرح آپ نے اپنے عصا کی ضرب سے بارہ چشمے جاری کیے اور پھر عصا کو اژدھا کے روپ میں بدل کر جادوگروں کی کرشمہ سازی کی وجہ سے نظر آنے والے سانپوں کو وہ اژدھا ہڑپ کر گیا۔ عصائے موسوی کی ایک ضرب سے سمندر میں راستہ پیدا ہو گیا اور ان کی قوم کے لیے من وسلویٰ کا نزول ہوا اسی طرح موسوی المشرب فقراء میں شان تقلیب اور معجزہ نمائی بشکل کرامت کا ظہور غالب ہوتا ہے۔

عیسوی المشرب اولیاء

ولایت عیسوی کے فقراء میں ترک دنیا اور مسیحائی دفع امراض کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے اور دنیا ان سے اس طرح فیض یاب ہوتی ہے۔

ولایت محمدی کی شان

ولایت محمدی میں تکمیل شان ولایت محمدی سے ہوتی ہے اور اس میں تمام اخلاقی، تمدنی اور معاشرتی اوصاف بدرجہ اتم موجود ہوتے ہیں اور حقوق اللہ کی پاسداری کا غلبہ ہوتا ہے بہر حال ولایت محمدی تمام ولایت کی جامع ہے اور تمام سے برتر ہے۔

marfat.com

باریا کرامت اور بے ریا قناعت

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک مرد کامل نے ایک بڑی دیگ بنوائی قحط کا زمانہ تھا اور ان کا معمول تھا کہ ایک دفعہ دیگ پکواتے اور دن بھر تقسیم فرماتے خواہ کتنے مہمان آجائیں وہ دیگ ختم نہ ہوتی۔ کچھ قحط کی وجہ سے بھوکے لوگوں کی کثرت تھی کچھ ان کی کرامت کا تذکرہ سن کر لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا۔ ایک روز ایک مرد درویش محفل میں آیا تو انہوں نے حسب معمول اس کو میزبانی کے لیے بلوایا اس نے انکار کر دیا حتیٰ کہ وہ خود اسے بلانے گئے تو اس نے کہا کہ میں تو صرف انسانوں کے ہاتھ سے پکا ہوا کھاتا ہوں تو اس مرد کامل نے کہا کہ کیا میں انسان نہیں؟

اس نے کہا ذرا نظر باطن سے اپنے اندر کی کیفیت کو دیکھو انہوں نے دیکھا تو اپنے آپ کو مور کی شکل میں پایا تو اس درویش نے کہا تم ابھی مور کی طرح اپنی نمائش کے لیے دیگ کی کرامت دکھا رہے ہو۔ رازق تو اللہ کریم ہے کیا تم کو اس کی تقسیم میں کچھ شک ہے؟ چنانچہ اس بزرگ نے شدت تاسف میں دیگ کو توڑ دیا اور صحیح مقام توکل اختیار کر لیا۔

کرامت سے استقامت بہتر ہے

آپ نے فرمایا کہ خرق عادت اور کرامات، درویشی کے لوازمات میں سے نہیں ہیں۔ درویش جب مقام عروج پر پہنچتا ہے تو عالم اسباب سے بلند ہو جاتا ہے اور بغیر وسائل و اسباب کے کام سر انجام دینے لگتا ہے لیکن مقام نزول پر وہ عالم اسباب میں آجاتا ہے اور عام لوگوں کی طرح ہر کام کو مبنی بر رضا سمجھتے ہوئے کام لیتا ہے لیکن اس کا نزول، مخلوق کی ہدایت، تعلیم و تربیت اور رہنمائی کے لیے ہوتا ہے۔ اس میں وہ صاحب استقامت ہوتا ہے اس لیے بزرگوں نے فرمایا ہے ''الاستقامۃ فوق

marfat.com

الکرامت ''یعنی استقامت کرامت سے بہتر ہوتی ہے۔

وظائف و معمولات کی پابندی

ایک معترض آدمی تین ماہ کی مدت حضرت ثانی قدس سرہ کی خدمت میں رہا اور جاتے وقت اس نے کہا کہ میں نے آپ کے ہاں مولویت ہی دیکھی ہے فقر و کرامات کا کچھ اثر نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا! سفر و حضر اور مرض و صحت میں کبھی تم نے میرے مذہبی فرائض اور طریقت کے معمولات میں کوئی کمی دیکھی ہے؟ اس نے جواب نفی میں دیا تو آپ نے فرمایا! یہی میری کرامت ہے۔

دُنیا سے استغناء

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تعلیمات مجددیہ کے مطابق دنیا اور دنیا کے حسن و جمال کو مرتبہ وہم میں پیدا کیا گیا ہے اور وہم کی ناپائیداری واضح ہے اسی لیے اہل اللہ نہ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور نہ ہی اس کی رغبت رکھتے ہیں۔ ان کی زندگی سادہ ان کے اطوار طبعی اور ان کی ضروریات محدود ہوتی ہیں۔ خورد و نوش اور رہائش و لباس میں انکی روش سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سادگی پر مبنی اور بنیادی ضروریات تک محدود ہوتی ہے۔ کیونکہ کائنات کے روحانی حکمران اور مقصد تخلیق کائنات حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک نے قوت لا یموت اور ایک معمولی حجرے پر قناعت فرمائی۔ سونے چاندی کے ڈھیر آئے اور شام تک مستحقین میں تقسیم فرما دیئے گئے اگر کسی دن عدالت میں ذرا تکلف بھی کیا گیا تو وہ برائے نام ہوتا تھا۔

marfat.com

کرامات وتصرفات

گھوڑی کی خدمت اور مقام تکمیل

فیض بخشی اور فیض رسانی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں مرشد کی گھوڑی کی خدمت سے فیض پہنچنے کا معمول ہے کیونکہ حضرت شمس الہند قدس سرہ نے بھی اپنے مرشد حضرت ہادی نامدار قدس سرہ کی گھوڑی سنبھالنے سے ہی فیض حاصل کیا۔ ہمارا بھی ایک درویش تھا ایک گھوڑی اس کے ذمہ تھی دس سال متواتر گھوڑی کی خدمت کرنے کے بعد اس نے اپنے دل میں کوئی تبدیلی نہ پائی اور کسی سے کوئی شکایت بھی نہ کی کہ اتنی طویل مدت خدمت کے بعد بھی مجھے فیض نہیں پہنچا۔

شام کو جب گھوڑی کو چارہ ڈالنے گیا تو گھوڑی اس کے کان سے منہ لگا کر اپنی آواز میں ہنہنائی اسے کشف حقیقت ہو گیا۔ حضرت ثانی نے فرمایا کہ خدمت ضائع نہیں جاتی۔ خدمت میں عظمت بھی ہے اور نور ہدایت بھی بشرطیکہ اس میں خلوص اور حسن نیت ہو۔

نورانی راستہ

ایک رات سیالکوٹ سے حاجی امام دین (مرحوم) نماز عشاء کے بعد آستانہ عالیہ شریف کی طرف نماز تہجد کے لیے روانہ ہوئے۔ سردی کا موسم تھا سخت بارش اور اندھیری رات میں راستہ بھول گئے سخت پریشانی کے عالم میں کچھ دیر بھٹکتے رہے آخر کار پیر و مرشد حضرت ثانی قدس سرہ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر پکارا کہ حضرت! میں تو اب نماز تہجد سے محروم ہونے والا ہوں کرم فرمائیں۔ فوراً ایک نور از

marfat.com

راستہ ہموار ہوگیا۔ حاجی امام دین صاحب اس نورانی راستہ پر چلتے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد بخیر وعافیت آلومہار شریف پہنچ گئے۔ حضرت ثانی قدس سرہ‘ آپ کے انتظار میں تھے فرمانے لگے حاجی صاحب! آ گئے ہو راستے میں کوئی زیادہ پریشانی تو نہیں ہوئی؟ حاجی صاحب قدموں میں گر کر عرض کرنے لگے حضور! آپ جیسا رہبر موجود ہو تو پریشانی کیسی؟ [1]

باران رحمت کا نزول

ایک دن حضرت ثانی قدس سرہ موضع ’’عادیاں‘‘ علاقہ کالر کے دورے پر تشریف لائے عادیاں کے یاران طریقت نے باران رحمت کے نزول کی خواہش ظاہر کی کیونکہ اس علاقہ میں کچھ عرصہ سے سخت گرمی کا موسم تھا۔ گرم لو چلتی تھی، خشک سالی کا عالم تھا۔ انسان اور حیوان بے حد پریشان تھے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر اسی وقت بارش کی دعا مانگی اور خلیفہ کریم بخش سے فرمایا خلیفہ صاحب لوگ پریشان ہیں بارش برسنے کی دعا کیوں نہیں کرتے؟ خلیفہ صاحب نے فوراً با آواز بلند عرض کی لو حضرت جی! انشاء اللہ بارش آئی چنانچہ اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور تھوڑی دیر کے بعد بارش برسنے لگی۔ دراصل خلیفہ صاحب کو حضرت ثانی قدس سرہ کی دعا کی قبولیت کا یقین تھا اور جانتے تھے کہ بارش ضرور ہوگی۔

لباس میں شفاء

آپ اکثر جموں وکشمیر کے علاقوں میں تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے۔ وہاں جموں میں آپ کا ایک دھوبی عقیدت مند تھا جو بکمال رغبت آپ کے کپڑے دھوتا بچا ہوا پانی بوتلوں میں بھر لیتا اور ہر قسم کے مریضوں کو پلاتا فوراً شفاء ہو جاتی تھی۔

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۹۷ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ

marfat.com

ایک دن دھوبی آپ کے کپڑے لے گیا جو اتفاق سے جموں کے راجے کے کپڑوں میں مل گئے چنانچہ آپ کا کرتہ مبارک راجے کے پاس جا پہنچا۔اس نے کرتہ سنبھال لیا۔دھوبی کرتا تلاش کرتا ہوا راجے کے پاس پہنچا تو اس نے بتایا کہ ایک عجیب قسم کی ململ کا کرتہ آیا ہے ایسی ململ آج تک میں نے نہ دیکھی نہ سنی یہ کہاں سے لایا ہے؟ دھوبی نے بتایا کہ یہ میرے قبلہ حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ کا کرتہ ہے۔جموں کا راجہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یہ ململ آپ نے کہاں سے لیا؟ تو آپ نے قدرے توقف کے بعد فرمایا راجہ صاحب! یہ ململ دنیا کے کپڑوں سے نہیں ہے۔

مرید کی خبر گیری

مرزا انور علی سول ہسپتال گوجرانوالہ میں سول سرجن کی ڈیوٹی پر معمور تھے اغوائے شیطانی کی بنا پر حضرت ثانی قدس سرہ کے متعلق دل میں تذبذب پیدا ہوا۔اسی حالت میں نماز پنجگانہ تہجد اور وظائف طریقت جو ہمیشہ پابندی سے بجا لاتا تھا اپنے نفس کے دھوکہ میں آ کر سب کچھ کھو بیٹھا ایک رات بے فکری اور غفلت سے خوب مزے کی نیند سو رہا تھا اچانک عالم خواب میں ڈاکٹر صاحب کا کمرہ روشن ہوا اور حضرت ثانی تشریف فرما ہوئے اسے زبردست ڈانٹا۔فرمانے لگے کہ ''تجھے شرم نہیں آتی ایسی غفلت میں سو رہا ہے نماز تہجد تو درکنار پنجگانہ نماز کی ادائیگی بھی چھوڑ بیٹھا ہے جلدی اُٹھو اور نماز اَدا کرو۔ڈاکٹر صاحب کی فوراً آنکھ کھلی گھبراہٹ کے مارے ادھر اُدھر کمرہ میں دیوانہ وار شیخ کامل کو تلاش کرنے لگے آخر اسی گھبراہٹ میں صبح ہوئی دوڑتے بھاگتے گوجرانوالہ سے دربار آلومہار شریف میں پہنچے تو معلوم ہوا آپ سمبڑیال میں ہیں وہاں جب آپ کو نہ پایا تو دیوانہ وار سمبڑیال گیا وہاں بھی قبلہ حضرت صاحب بھاگتا پھر رہا تھا بہر حال حضرت ثانی قدس سرہ نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ ڈاکٹر کو پکڑ لاؤ وہ خادم پکڑ کر آپ کی خدمت میں لے آیا ڈاکٹر آتے ہی قدموں میں گر کر

marfat.com

رونے چیخنے لگا ڈاکٹر بولا جناب معاف فرمادو آئندہ مجھ پر ایسی غفلت نہ ہوگی آپ نے فرمایا ڈاکٹر کیا تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میری اس غفلت اور بے پرواہی کو کوئی دیکھنے اور جاننے والا نہیں ڈاکٹر صاحب بڑے آزردہ حال ہوئے اور عرض کرنے لگے جناب اب غفلت دُور ہوگئی ہے آئندہ ایسی حرکت نہ ہوگی معاف فرمائیں۔ آپ نے اپنا دست شفقت پھیر کر ڈاکٹر صاحب کا انقباض قلبی مکمل طور پر رفع فرمادیا ڈاکٹر مرزا انور علی صاحب اور اس کا لڑکا ظفر علی جج ہائی کورٹ دونوں باپ بیٹا ہمیشہ کے لئے آپ کے غلام بنے رہے۔[1]

مرید کو برائی سے بچالیا

ایک شخص بختاور نامی حضرت ثانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت ہوا کچھ عرصہ آستانہ عالیہ پر مقیم رہا۔ گھوڑیوں کے لیے دانہ چارہ مہیا کرنے کی خدمت پر مامور رہا۔ ایک دن اچانک شیطانی وسوسہ پیدا ہوا، اور بغیر اجازت کے فرار ہوکر ملتان چلا گیا وہاں محنت مزدوری کرتا رہا اور آوارہ گردی میں وقت ضائع کرتا رہا۔ جب کچھ رقم اس کے پاس جمع ہوگئی تو عیاشی کی رغبت ہوئی ایک بازاری عورت کے گھر چلا گیا جب دونوں برائی کے ارتکاب پر تیار ہوگئے تو اچانک حضرت ثانی قدس سرہ نمودار ہوئے اور پورے جلال کے عالم میں آپ نے بختاور کے منہ پر طمانچہ رسید کیا اس کی چیخیں نکل گئیں۔ روتا، چیختا اُٹھ کر بھاگا اور سیدھا آلومہار شریف میں پہنچ کر ایک کھیت میں چھپ کر روتا رہا۔ مارے شرم کے سامنے نہ ہوا کہ کس طرح حضرت کو منہ دکھاؤں؟

حضرت ثانی قدس سرہٗ نے ایک خادم سے فرمایا کہ جاؤ فلاں کھیت میں بختاور چھپا ہوا ہے اس کو پکڑ کر لے آؤ۔ چنانچہ بختاور زاروقطار روتا ہوا حاضر ہوا اور معافی

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۵۳ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ

marfat.com

مانگنے لگا آپ نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا! بھائی تم ہمیں چھوڑ گئے تھے مگر ہم نے تمہیں نہیں چھوڑا بالآخر یہی توبہ کر کے صالحین کے زمرہ میں شامل ہو گیا۔ [1]

خزانہ غیب میں تصرف

حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن موضع عادیاں کے نمبردار نے مجھ سے کہا کہ خواجہ حضرت ثانی قدس سرہ سے ہمیں زمین کا معاملہ لے کر دیا جائے۔ خواجہ صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ عادیاں کے نمبردار کو زمین کا معاملہ مطلوب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نمبردار سے کہو چند دن بعد آئے ابھی میرے پاس رقم موجود نہیں ہے۔ وہ چلا گیا اور اسی وقت علاقے کا میراثی (ڈوم) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا حضرت! میں سید ہوں میری لڑکی جوان ہے اس کا عقد کرنا ہے میں تنگ دست ہوں شہید کربلا سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں مجھے دوسو روپے برائے اخراجات شادی عنایت فرمائے جائیں (ان وقتوں میں دوسو روپے کی رقم خاصی اہمیت رکھتی تھی) آپ نے اسی وقت مصلی پلٹا اور نیچے سے دوسو روپے نکال کر میراثی (ڈوم) کے حوالے کئے اور وہ چلتا بنا۔ خدام نے جمع ہو کر عرض کی حضور! یہ شخص سید نہ تھا آپ کو دھوکا دے گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ سید نہیں مگر اس نے جس نام کا واسطہ دے کر دھوکہ دیا ہے میں اس نام پر ہر دھوکہ کھانے کو تیار ہوں۔ خدام نے عرض کی حضور! نمبردار کے معاملے کے لیے تو رقم موجود نہ تھی اس کے لیے کہاں سے آگئی؟ آپ نے فرمایا کہ وہ میری ذاتی رقم نہ تھی بلکہ خزانہ غیب میں تصرف کر کے دی تھی کیونکہ مجھے حضرت سیدنا امام حسین علیہ

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۳۰۱-۳۰۲ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ

marfat.com

السلام کا نام سن کر حیا آ گئی تھی۔[1]

وہابیت سے توبہ

لاہور میں آپ کے ایک عقیدت مند مرید میاں جان محمد (کتب فروش) کا بھائی مولوی محمد اسماعیل غیر مقلد وہابی تھا اور وہ اکثر میاں جان محمد کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتا تھا اسکے علاوہ عقائد اہل سنت و بزرگان دین کے متعلق بھی طرح طرح کی باتیں کیا کرتا۔ پہلی مرتبہ جب آپ لاہور تشریف لائے تو میاں جان محمد کا بھائی مولوی محمد اسماعیل چند ماہ سے سخت بیمار تھا شہر کے تمام بڑے بڑے ڈاکٹروں سے مایوس ہو کر بستر مرگ پر پڑا زندگی کے دن پورے کر رہا تھا۔ جب اس کو جب حضرت ثانی قدس سرہ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو اپنے بھائی جان محمد سے کہنے لگا کہ آپ اکثر اپنے پیر و مرشد کی تعریف کرتے رہتے ہیں وہ اگر واقعی مردِ کامل ہیں تو میرے لیے ان سے دعا کراؤ۔ اگر میں انکی دعا سے صحت یاب ہو گیا تو وہابی عقیدہ سے ہمیشہ کے لیے توبہ کرلوں گا اہل سنت و جماعت حنفی عقائد کو اپنا لوں گا اور ہمیشہ کے لیے انکا غلام و خادم بن کر رہوں گا۔ میاں جان محمد نے اپنے بھائی کی یہ باتیں آپ تک پہنچائیں اور دعا کے لیے درخواست کی آپ نے دعا بھی فرمائی اور پینے کے لیے تعویذ بھی دیا۔ چند دنوں کے بعد اسماعیل مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا اور حلقہ بیعت میں داخل ہو کر ہمیشہ کے لیے وہابی عقائد سے تائب ہو گیا۔[2]

ایسا ہی ایک واقعہ شہر گجرات میں بھی پیش آیا۔ میاں امام دین عطار اور حضرت خواجہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ

شہر گجرات میں ایک عورت حضرت ثانی قدس سرہ کی مخلص ارادت مند تھی شرف بیعت کے بعد وہ ہر وقت یادِ الٰہی اور ذکر و مراقبہ میں مشغول رہتی تھی اس عورت کا خاوند

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۳۰۴ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ [2] ایضاً ص ۳۵۱

marfat.com

غیر مقلد ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اس کا تمسخر اڑایا کرتا وہ عورت اس تمسخر کو صبر سے سہہ لیتی۔ ایک دن شہر گجرات میں حضرت ثانی قدس سرہٗ کی آمد کا سن کر وہ عورت اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ بندۂ خدا تم ہر روز مجھے پریشان کرتے ہو آج میرے پیر و مرشد تشریف لائے ہوئے ہیں میرے ساتھ ان کے رُوبرو چلو اور کوئی فیصلہ کرلو تاکہ روز روز کا تنازعہ ختم ہو جائے خاوند نے کہا بہت اچھا اور اپنی بیوی کے ساتھ اپنا چھوٹا بھائی بھیج دیا اس وقت حضرت ثانی قدس سرہ حافظ محمد بخش کے مکان میں تشریف فرما تھے جب عورت وہاں پہنچی تو بعد از سلام اپنا مسئلہ آپ کے گوش گزار کیا کہ میرے شوہر نے اپنا بھائی ساتھ بھیجا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کو آنے دو تو جب عورت کا دیور سیڑھی چڑھنے لگا اچانک اُس پر آپ کی نگاہِ توجہ پڑی اور وہ حالت وجد میں اُچھل کر نیچے زمین پر گر پڑا اور جب اسے ہوش آیا تو حضرت ثانی قدس سرہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرنے لگا کیونکہ وہ بھی عقیدۂ وہابیہ رکھتا تھا پاس ہی میاں امام دین صاحب عطار بیٹھے تھے تو انہوں نے ازراہِ تمسخر اس آدمی کو کہا بھائی ان کو سجدہ مت کرو تم کافر ہو چلے ہو فوراً اُٹھو، فوراً اُٹھو، تھوڑی دیر بعد اس عورت کا خاوند بھی اپنے بھائی کے دیر ہونے کی وجہ سے آن حاضر ہوا اس پر بھی حضرت ثانی قدس سرہ کی ایسی نگاہِ کامل پڑی کہ وہ بھی وجد کی حالت میں تڑپنے لگا اور آپ کے آگے سجدہ کی حالت میں غلطان ہونے لگا آخر کچھ دیر کے بعد آپ نے دونوں بھائیوں پر دست شفقت پھیرا تو ان کے حواس درست ہوئے اور آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے وہابیت سے توبہ کر کے آپ کے سچے عقیدت مند بن گئے۔[1]

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۵۰ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ

marfat.com

کھانے میں برکت

انہی مولوی محمد اسماعیل کے متعلق یہ واقعہ بھی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت ثانی قدس سرہ کی دعوت کا اہتمام کیا۔ تقریباً چالیس افراد کا کھانا تیار کیا گیا جب آپ کو گھر لے جانے کے لیے حاضر ہوا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہاں سینکڑوں کی تعداد میں عقیدت مند موجود ہیں۔ مولوی صاحب نے آکر عرض کی کہ حضرت کھانا تیار ہے۔ جب آپ اُٹھ کر چلے تو تمام عقیدت مند بھی آپ کے ہمراہ چل پڑے۔ لوگوں کی اتنی بڑی تعداد دیکھ کر مولوی محمد اسماعیل نے گھبرا کر عرض کی حضور! میں نے تو صرف چالیس یا پچاس افراد کا کھانا تیار کرایا ہے یہ تو تقریباً پانچ سو کے قریب ہیں۔

آپ نے فرمایا یہ میرے مہمان ہیں اوراب ساتھ ہی جائیں گے آپ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کے لنگر کا انتظام خود کریگا۔ چنانچہ جب گھر پہنچے تو آپ نے اپنی چادر مبارک اپنے کندھے سے اتاری اور دیگ کے اوپر ڈال دی اور فرمایا کھانا تقسیم کرو۔ چالیس افراد کا کھانا تقریباً پانچ سو افراد نے کھا لیا اور کھانا پھر بھی اسی طرح موجود رہا۔ مولوی محمد اسماعیل نے جب یہ کرامت دیکھی تو عرض کرنے لگا کہ آج تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ معجزہ نگاہوں کے سامنے آرہا ہے کہ جب غزوہٗ خندق کے موقع پر بمعہ اصحاب کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر دعوت پر تشریف لے گئے تو آپ کے لعاب کی برکت سے چند افراد کا کھانا سینکڑوں افراد نے کھایا تھا۔ آج معلوم ہوا کہ اولیاء کرام واقعی وارثانِ نبوت ہوتے ہیں اور نبیوں کے معجزوں کی طرح ان کے ہاتھوں سے کرامات کا اظہار ہوتا ہے۔ انہی مولوی محمد اسماعیل صاحب نے حضرت ثانی قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں آنے کے بعد تصوف پر ایک بہترین کتاب بھی تصنیف کی۔ [1]

---

[1] تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (قلمی) ص ۲۵۲، از حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ

marfat.com

منظور حسین مجذوب

منظور حسین مجذوب چودہ پندرہ برس کا حافظ قرآن نہایت ذہین وفطین نوجوان تحصیل علم کے لیے چکوال سے لاہور شہر کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں گجرات شہر میں حضرت ثانی قدس سرہ کے ایک خادم شیخ امام دین عطار سے ملاقات ہوئی ان سے مثنوی شریف کے اشعار سنے اور درد و سوز کی کیفیت دیکھی تو اس خواہش کا برملا اظہار کیا کہ یہ درد اور سوز جہاں سے آپ نے پایا ہے مجھے بھی وہاں لے چلیں۔ چنانچہ ان کے بتانے پر آستانہ عالیہ آلومہار شریف حضرت ثانی کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا! بیٹا تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کی منظور حسین، فرمایا! اچھا تو ''منظور حسین'' ہے، تین مرتبہ یوں فرمایا اور محبت کی نظر سے دیکھا، دست شفقت پشت پر رکھنے کی دیر تھی کہ منظور حسین واقعی منظور حسین بن گیا۔

تیری پہلی نظر کا وار توبہ
دل اب تک دعائیں دے رہا ہے

منظور حسین سب کچھ بھول کر جذب و مستی کے عالم میں آپ ہی کے قدموں میں رہنے لگا اور اس کے والدین اپنے اکلوتے لخت جگر کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہوئے آلومہار شریف تک پہنچے تو اپنے بیٹے کو حالت جذب ومستی میں دیکھا۔ والد نے لاکھ کوشش کی کہ بیٹا ساتھ چلے مگر بیٹے نے جانے سے انکار کر دیا۔ باپ نے بیٹے سے کہا چلو یہاں کیا رکھا ہے میں نے بڑے بڑے بزرگ دیکھے ہیں کسی کے پاس کچھ نہیں۔ بیٹے نے برجستہ جواب دیا کہ آپ نے بڑے بزرگ دیکھے ہیں مگر افسوس کہ آج تک آپ کو کسی نے نہیں دیکھا۔ اگر کوئی بزرگ آپکو دیکھ لیتا تو آپ کو بھی پتہ چل جاتا کہ یہ لوگ کیا ہیں۔

marfat.com

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

لڑکے کے معقول جواب پر باپ چپ ہوگیا اور لڑکے کو لے جانے کیلئے حضرت ثانی قدس سرہ سے اجازت چاہی آپ نے منظور حسین کو فرمایا تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ تو وہ آپ کا فرمان ٹال نہ سکا اور اپنے باپ کے ساتھ چکوال چلا گیا جب لڑکا اپنے گھر پہنچا تو شیخ کامل کے عشق میں یوں ڈوبا کہ اس پر حالت جنون طاری ہوگئی اس کے والدین رات دن رکھوالی کرنے لگے مگر اس کی حالت جنون بڑھتی ہی چلی گئی آخر تنگ آ کر ماں باپ نے اسے مکان کے اندر بند کر دیا۔

ایک رات منظور حسین حضرت ثانی قدس سرہ کے عشق و محبت میں بے انتہا روتے ہوئے آپ کو پکارنے لگا کہ قبلہ حضرت جی کیا مجھ کو بھول گئے ہو للہ مجھے دیدار سے محروم نہ فرمائیں اس کے بعد یہ اشعار پڑھنے لگا۔

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کے زبیکسے ماتمے برو خبرے
پری بادِ صباء عرض عبودیت ماء
بجا ہے کہ زہجرش بالم موھولم
بعد ازاں گو کہ دعائے گوئے شما میگوئد
گرچہ دوریم ز خدمت بخدا مجبوریم

ابھی منظور حسین یہ معروضات پیش کررہا تھا کہ اچانک کمرہ روشن ہوا اور حضرت ثانی قدس سرہ جلوہ گر ہوئے فرمانے لگے بیٹا میں تجھے بھولا نہیں میں تو تیرے پاس ہوں اس کی پشت پر دست شفقت پھیرا اور ارشاد فرمایا کہ بیٹا آلومہار شریف چلے آؤ آپ کی اجازت ہوتے ہی لڑکے نے دروازہ کھلا پایا بہت خوش ہوا اور جلدی جلدی گھر

marfat.com

سے باہر نکل کر دوڑتا بھاگتا صبح تک دربار آلومہار شریف پہنچ گیا آپ نے فوراً منظور حسین کو سینہ سے لگالیا کیونکہ آپ بھی اس کیلئے فکرمند تھے تمام حال دریافت کرنے کے بعد فرمایا کہ بیٹا منظور حسین راستہ میں دریائے جہلم اور دریائے چناب کیسے پار کئے ہیں منظور حسین بولا کہ جناب دریا تو میں نے کوئی نہیں دیکھے صرف دو چھوٹی سی نالیاں میرے راستہ میں آئیں تھیں وہ میں نے پھلانگ کر پار کر لی تھیں۔

منظور حسین کے والد نے دیکھا تو کمرہ خالی پایا بڑا حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ منظور حسین کا پیر مردِ کامل ہے اور کمرہ سے دروازے کا تالا بنا چابی کھل جانا ہی ان کی کاملیت کی نشانی ہے منظور حسین ضرور آلومہار شریف پہنچ گیا ہوگا باپ پورے یقین کے ساتھ حضرت ثانی قدس سرہ کی خدمت میں آلومہار شریف حاضر ہوا۔ اسے دیکھ کر آپ فرمانے لگے کہ بعض لوگ صاحب علم ہو کر بھی اپنی اولاد کے دشمن بن جاتے ہیں اور دوبارہ منظور حسین کے باپ کے رُوبرو فرمانے لگے کہ بھائی منظور حسین تو رات کی رات میں سوڈیڑھ سو میل کا سفر اور دریائے جہلم اور چناب کو کیسے عبور کر آیا؟ منظور حسین عرض کرنے لگا کہ جناب میں رات کو بہت رویا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سربسجود ہو کر گڑگڑا کر دعا مانگی اور نہایت ہی درد کے عالم میں آپ کو یاد کیا اتنے میں کمرہ روشن ہوا آپ کی جلوہ گری ہوئی اور دروازہ فوراً کھل گیا بس میں موقع غنیمت جان کر نکل بھاگا اور جوشِ محبت سے بھاگتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں آپ نے پوچھا کہ دریا کیسے پار کئے عرض کی حضور! مجھے تو دریا نظر نہیں آئے البتہ دو چھوٹی چھوٹی نالیاں آئیں وہ میں پار کر کے حاضر ہو گیا ہوں یہ باتیں سن کر لڑکے کا باپ آپ کے قدموں میں گر پڑا اور عرض کرنے لگا حضور میرے اس بچہ کے لئے دعا فرماؤ میرا دنیا میں یہی نورِ چشم ہے میرے گھربار کی رونق یہی ہے اس کی وجہ سے میں بہت آزردہ خاطر ہوں اگر مجھ پر نظر کرم ہو جائے تو کیا اچھا ہو۔ کسی شاعر نے کیا خوب

marfat.com

کہا ہے۔

دل طالب درد است دوا بلکہ تو باشی
بیمار از انم کہ شفا بلکہ تو باشی
رنجیدن شاہیں ز گدا رسم قدیم است
شاہے کہ زنجد ز گدا بلکہ تو باشی

حضرت ثانی قدس سرہ منظور حسین کے والد کا عاجزانہ حال بغور ملاحظہ فرماتے رہے اور اس کی اس آزردہ حالت پر آپ کو ترس آیا وہ پھر عرض گزار ہوا کہ حضور براہِ کرم منظور حسین کو میرے ساتھ روانہ فرما دیں۔آپ فرمانے لگے بیٹا منظور حسین جاؤ خدا حافظ تمہارا باپ آزردہ ہے اسے آزردہ نہ ہونے دو ارشاد ہوتے ہی منظور حسین باپ کے ہمراہ روانہ ہو گیا اور چند دنوں کے بعد قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ اِنا للہ وَانا الیہ رَاجعون۔ جب حضرت ثانی قدس سرہ کو اس کی وفات کی خبر ملی تو سن کر از حد افسوس کا اظہار فرمایا اور انہی دنوں میں جناب قبلہ آپ کے ہاں ایک فرزند تولد ہوا تو آپ نے منظور حسین مجذوب کی یاد میں اپنے پیارے فرزند کا نام مبارک بھی ''منظور حسین'' رکھا۔[1]

باقیات صالحات

حضرت ثانی قدس سرہٗ کے چار صاحبزادگان اور دو صاحبزادیاں تھیں جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

صاحبزادگان

(۱) حضرت قطب الکونین صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہٗ

(۲) حضرت صاحبزادہ سید نور حسین شاہ قدس سرہٗ

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۸۰۔۲۸۱ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ

marfat.com

(۳) حضرت صاحبزادہ سید فضل حسین شاہ قدس سرہ'

(۴) حضرت صاحبزادہ سید منظور حسین شاہ قدس سرہ'

صاحبزادیاں

(۱) سیدہ نور فاطمہ علیہا الرحمہ

(۲) سیدہ محمد بی بی علیہا الرحمہ [1]

صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہ'

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ پیر سید محمد امین شاہ قدس سرہٗ کے فیوضات کے کامل وارث تھے آپ کا تفصیلی تذکرہ آئندہ صفحات پر آ رہا ہے۔

صاحبزادہ سیدہ نور حسین شاہ قدس سرہ'

آپ اپنے والد گرامی حضرت ثانی قدس سرہ' کے بہت لاڈلے اور پیارے صاحبزادے تھے مادر زاد ولی، ذہین وفطین اور انتہائی حسین وجمیل تھے انوارِ ولایت چہرے سے ہویدا تھے جو بھی ایک دفعہ آپ کی زیارت کر لیتا آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو جاتا گفتگو انتہائی میٹھی اور پُر اثر تھی جو ایک دفعہ آپ کی مجلس میں بیٹھ جاتا آپ ہی کا گرویدہ ہو جاتا۔ ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء کو عالم جوانی میں بعمر ۱۴، ۱۵ سال دارالفنا سے دارالبقا کی طرف کوچ فرمایا آپ کی قبر مبارک روضہ عالیہ کے برآمدے میں بطرف جنوب دروازہ پاک کے بائیں طرف موجود ہے۔

کرامت بعد از وصال

حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ رقم طراز ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۳۲۷ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ

marfat.com

کو میرے ساتھ انتہائی پیار تھا مجھے آپ کی گود میں کھیلنے کا شرف حاصل ہوا۔ میری عمر ابھی تین یا چار سال تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا مگر اتنی کم عمری میں بھی آپ کا پیار و محبت میرے دل پر نقش تھا عالم جوانی میں جبکہ مجھ پر جذب و جنوں کا غلبہ تھا ایک دن آپ کی یاد تازہ ہوئی اور سارا دن آپ کے ہجر و فراق میں آنسو بہاتے گزرا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ اس ہجر و فراق کی کیفیات میں کافی رات گزر گئی جب مجھے نیند آئی تو اچانک میرا کمرہ روشن ہو گیا اور حضرت صاحبزادہ سید نور حسین شاہ قدس سرہ جلوہ فرما ہوئے۔ مجھے اپنے سینہ اقدس سے لگایا پیار فرمایا دلاسہ دیا اور فرمانے لگے۔

''محمد علی'' میرے پاس تمہارے لئے جو فیض تھا میں نے تمہیں دے دیا آپ کے ساتھ ہی آپ کے ہم عمر ایک نوجوان کھڑے تھے آپ نے انہیں فرمایا کہ آپ کے پاس محمد علی کے لئے جو فیض ہے اسے عنایت فرمائیں تو آپ کے ارشاد کے مطابق فوراً ہی انہوں نے مجھے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ لو بھائی ہم نے بھی تمہارا حصہ تمہارے مِلک کیا اور مجھ سے رخصت ہو گئے۔ میری آنکھ کھل گئی آپ کی زیارت سے مجھے چین و سکون نصیب ہوا۔ [1]

آپ کا قطعہ تاریخ وصال حضرت علامہ شیخ عبداللہ علیہ الرحمہ (م ۱۹۲۱ء/ ۱۳۳۹ھ) قاضی تحصیل کھاریاں نے تحریر فرمایا اس کا عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں یہ ہمیں قاضی لائبریری گکھڑ منڈی (گوجرانوالہ) سے حاصل ہوا۔

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۳۱۵ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ

marfat.com

تاریخ وفات حضرت صاحبزادہ نور الحسین شاہ صاحب مرحوم آف آلومہار
از طبع مولوی شیخ عبداللہ صاحب قاضی تحصیل کھاریاں

قلم خود بلرزد چہ املا کنم
رقم چوں بسوزد چہ انشا کنم

دہاں گشت چوں داغ لالہ سیاہ
زباں لال و مانند سوسن تباہ

بشہرِ محرم کہ شد قتل عام
بفوجِ جناب حسینؑ امام

بہ بست و سیوم یک شنبہ بُو
خبر بد رسید و ز دل خاست دود

کہ سیّد جواں نام نور الحسین
کہ پاکیزہ رو بود و با زیب و زین

ز اولادِ امجاد عالیمقام
زہے شاہ کا چمن علیہ السلام

بعمر جوانی ز حکم قضا
ز دار الفنا شد بدار البقا

مصیبت کند بر شریفاں نزول
خصوصاً بر ایں اہلبیت رسولؐ

دریغا کہ از گردشِ روزگار
نماند کسے ثابت و برقرار

ہمہ چیز و کس جملہ گردد فنا
فقط ذاتِ حق راست دائم بقا

نبود از پئے شیخ گرچہ فراغ
ولیکن پئے امر حضرت چراغ

۱۳۲۲ھ

نوشتم بتاریخ نور البصر
کہ دہ دل چکیدہ ز داغ جگر

بسال مسیحی چنیں شد مدد
کہ گویم خدا پاک بخشش کند

۱۹۰۴ء

صاحبزادہ سید فضل حسین شاہ قدس سرہ'

آپ حضرت ثانی قدس سرہ' کے فرزند سوئم تھے اجداد کا رُوحانی فیضان چہرہ سے عیاں ہوتا تھا۔ سادگی پسند اور حلیم الطبع تھے کم گفتن پر عمل فرماتے۔ صاحب کشف و کرامات تھے خلق کثیر نے آپ سے فیض پایا۔ آپ کے خادم لال دین زرگر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ سانگلہ ہل کے ایک گاؤں میں تشریف فرما تھے گرمیوں کا موسم تھا آپ کا شہرہ سن کر میں بھی آپ کے جائے قیام پر حاضر ہوا۔ چھت پر حلقہ ذکر کروا رہے تھے آپ کی توجہات کی بدولت بے شمار افراد پر وجد طاری تھا یہ روحانی کیفیات دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ مردِ کامل ہیں میں نے عرض کی حضور شرفِ بیعت سے نوازیں۔ آپ نے مجھے اسم پاک سکھایا اور توجہ دی اس زبردست توجہ کے اثر سے مجھ پر وجد طاری ہوگیا میں اُچھلا اور چھت سے نیچے جاگرا۔ ابھی زمین تک نہ پہنچا تھا کہ آپ نے پھر توجہ فرمائی اور آپ کی زبان سے ''اللہ'' کا نعرہ بلند ہوا اور میں نیچے سے اوپر کھچا کھچا چھت پر دوبارہ آ گیا۔ یہ عجیب کرامت تھی۔

آپ کا وصال پُر ملال ۱۸ شوال ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۹۲۰ء کو آلومہار شریف میں ہوا آپ کی قبر مبارک روضہ عالیہ آلومہار شریف کے برآمدہ میں جنوب کی طرف ہے حضرت صاحبزادہ سید منشا حسین شاہ قدس سرہ' آپ کے اکلوتے صاحبزادے تھے جو اپنے والد کے کمالات کے آئینہ دار تھے آپ کے وصال کے موقع پر ان کی عمر ۴-۵ سال تھی۔ [1]

حضرت صاحبزادہ سید منظور حسین شاہ قدس سرہ'

آپ حضرت ثانی قدس سرہ' کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ حضرت ثانی قدس

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۳۱۸ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ'

marfat.com

سرہٗ کے انتقال پر ملال کے موقع پر آپ کی عمر تقریباً بارہ سال کے قریب تھی آپ کی کفالت اور رُوحانی تربیت آپ کے برادرِ اکبر حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہ نے فرمائی۔ وزیر آباد میں سادات کے ایک اعلیٰ گھرانے میں آپ کا نکاح ہوا۔ آپ انتہائی سادہ مزاج رکھنے والے تھے جذب و سلوک کے حامل اور انتہائی سیف زبان تھے حضرت صوفی محمد علی نقشبندی رقمطراز ہیں کہ اس تحریر کے وقت (۱۹۶۰ء میں) جناب صاحبزادہ سید منظور حسین شاہ کی عمر شریف ساٹھ سال ہے اور بڑے بزرگوں میں آپ ہی بقیدِ حیات ہیں۔[1]

ان کے دو صاحبزادگان تھے۔

(۱) صاحبزادہ سید فدا حسین شاہ

(۲) صاحبزادہ سید طالب حسین شاہ

حضرت ثانی کے خلفائے عظام

خواجہ رُکن الدین قدس سرہٗ

آپ ۱۸۴۶ء مطابق ۱۲۶۶ھ موضع ماچھیکے سندھواں ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام مولانا نور محمد اور جد امجد کا نام خواجہ عمر بخش تھا جو سلسلہ قادریہ (شیر گڑھ ضلع ساہیوال) کے خلفاء میں سے تھے۔

خواجہ رُکن الدین، مسند آلومہار شریف کے تاجدار قطب العالم حضرت خواجہ سید چنن شاہ قدس سرہ کی دُعا سے پیدا ہوئے تھے، یہ دُعا آپ نے موضع ماچھیکے سندھواں میں قیام کے دوران خواجہ عمر بخش کی درخواست پر فرمائی تھی اور مولانا نور محمد کے ہاں اس

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۳۵۸ مولفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ

marfat.com

عظیم فرزند کے تولد کی بشارت بھی سنائی تھی۔ مولود کے کانوں میں حضرت خواجہ عمر بخش نے اذان کہی اور اپنے خادم کو آلومہار شریف خوشخبری سنانے کے لئے بھیج دیا۔ بچے کی پیدائش کی خبر سن کر حضرت خواجہ سید چنن شاہ آلومہار شریف سے موضع ماچھیکے تشریف لائے اور کوئی میٹھی چیز چوس کر بچہ کے منہ میں ڈالی۔

اِسم گرامی

مولود مسعود کا نام رُکن الدین تجویز کیا جو واقعتاً بعد میں رُکن دین ہی ثابت ہوا اور اسم بامسمّٰی ٹھہرا

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارہ بلندی

بچپن اور تعلیم و تربیت

آپ نے قرآن پاک اپنے والد ماجد مولانا نور محمد سے پڑھا اور ابتدائی دینی تعلیم حضرت میاں غلام محمد علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ جو موضع نتھ والا ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور فوج کی ملازمت چھوڑ کر خدمت دین کے سلسلے میں یہاں مقیم ہو گئے تھے اور ایک عالیشان مسجد اور درسگاہ قائم کر رکھی تھی اسی مسجد میں مولانا نور محمد، میاں غلام محمد، میاں خیر محمد اور میاں قادر یار شاعر وغیرھم حضرت اعلیٰ خواجہ سید چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے جن میں سے میاں قادر یار مرحوم حضرت اعلیٰ کی صحبت اور دُعا سے پنجاب کے ایک مشہور پنجابی شاعر اور صوفی ہو گزرے ہیں۔ (جن کی تصانیف، روشن دل، پکی روٹی، معراج نامہ اور نور نامہ کے ناموں سے کافی شہرت پذیر ہوئیں)۔

marfat.com

سلسلہ نسب اور خاندانی حالات

خواجہ رُکن الدین نسبتاً صدیقی ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے جب حضرت محمد بن قاسم رحمتہ اللہ علیہ سندھ فتح کر کے واپس چلے گئے تو سندھ کی عنان اقتدار جن لوگوں کے ہاتھوں میں آئی وہ حضرت خواجہ رُکن الدین کے اشراف خاندان تھے اسی حکمران خاندان نے اپنے دور حکومت میں دریائے سندھ کے کنارے ایک شہر آباد کیا تھا جس کا نام منصورہ تھا اس خاندان نے راجدھانی کی صورت میں یہاں اپنی حکومت کی بنیادیں استوار کی تھیں اس خاندان میں شاہی اور فقیری کے دونوں سلسلے برابر چلتے رہے۔

اس خاندان کے سندھ پر حکمرانی کرنے والے افراد میں شہزادہ شمس الدین عرف ڈول بادشاہ کا نام خاصا مشہور ہوا ہے۔ جس نے عشق مجازی میں مبتلا ہو کر سلطنت کو خیرآباد کہہ دیا تھا (جس کی داستان عشق پر پنجابی شعراء نے کئی قصیدے لکھے تھے۔)

اسی شہزادے پر یہ سلطنت زوال پذیر ہوئی اور اس کے بعد فقر و درویشی کا سلسلہ شروع ہوا۔ غالباً قدرت کو اس خاندان سے کوئی دینی و روحانی کام لینا منظور تھا۔ چنانچہ اسی شہزادے کی اولاد سے ایک بہت بلند پایہ، صاحب کرامت بزرگ ہوئے ہیں جن کا مزار سندھ میں سکھر کے پل کی مغربی جانب دریا کے اندر واقع ہے۔

اس کے بعد قانون عروج و زوال کے مطابق یہ خاندان کئی حصوں میں بٹ گیا تھا۔ کچھ لوگ راجپوت جنجوعہ برادری میں خلط ملط ہو گئے اور کچھ سرداری اور جاگیرداری نظام سے وابستہ ہو کر گزر اوقات کرنے لگے اس خاندان کا ایک حصہ خالص فقر و درویشی اور خدمت اسلام کی طرف مائل ہو گیا اس خاندان کے ایک بزرگ حضرت خواجہ آسائش علیہ الرحمتہ کو چک ابوالخیر (نزد لاہور) چک ہندو اور چک وڑائچ (نزد

marfat.com

کا مونکی) آبائی ورثے میں بطور جاگیر ملا تھا آپ کے صاحبزادے حضرت رحمت علی اور آپ کے پوتے حضرت خواجہ عمر بخش رحمۃ اللہ علیہ نے غلبہ فقر اور جذبہ ترک دُنیا کی بنا پر اس جاگیر کو چھوڑ کر خلوت گزینی اختیار کر لی تھی اور سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے رزق حلال کے لئے تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور موضع ماچھیکے سندھواں ضلع گوجرانوالہ کو تجارت کے لئے موزوں مقام سمجھ کر یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔

موضع ماچھیکے کا محل وقوع

حضرت خواجہ کا آبائی گاؤں موضع ماچھیکے سندھواں ہے جو ضلع گوجرانوالہ کے ایک مشہور قصبہ ایمن آباد سے تین چار کلومیٹر پر واقع ہے اس دور میں ایمن آباد اور ماچھیکے اس شاہراہ اعظم کے قریب واقع تھے جو لاہور سے پشاور کی طرف جاتی تھی جسے شیر شاہ سوری نے بنوایا تھا اسی طرح ایک شاہراہ جموں وکشمیر (سری نگر) کو جاتی تھی موضع ماچھیکے میں شارع عام پر چوکی عالمگیری واقع تھی تجارتی اعتبار سے یہ مقام خاصی اہمیت کا حامل تھا اسی لئے حضرت خواجہ عمر بخش رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں سکونت اختیار فرمائی۔

بیعت وخلافت

خواجہ صاحب کا بچپن چونکہ اولیاء کرام کے زیر تربیت گزر رہا تھا کبھی حضرت خواجہ سید چنن شاہ آلو مہار شریف سے تشریف لاتے تو گود میں اُٹھاتے سر پہ دست شفقت پھیرتے اور دُعائیں دیتے اور کبھی خواجہ عمر بخش اور مولانا نور محمد کی تربیت کا رنگ چڑھتا رہتا اور میاں غلام محمد کی تعلیم وتدریس کا اثر گہرا ہوتا رہتا۔ یہ خاندان پہلے ہی علمی اور روحانی عظمتوں کا حامل تھا خاندانی نسبت اور علماء واولیاء کی صحبتیں سونے پر

marfat.com

سہاگہ کا کام کر گئیں۔

اس لئے بچپن میں ہی آپ عادات واطوار کے لحاظ سے دوسرے بچوں سے یکسر مختلف تھے عام کھیل کود میں حصہ نہ لیتے شرم وحیا کے پیکر تھے دوران تعلیم اکثر آنکھیں نم رہتیں درد وسوز کی کیفیت نمایاں نظر آتی جب عمر بارہ برس ہوئی تو غلبہ شوق نے آ گھیرا حضرت عشق نے ڈیرا جمایا درس وکتاب کو چھوڑ کر ایک رات نماز عشاء کے بعد ما چھیلے سے نکل کھڑے ہوئے اور بارہ کوس کا فاصلہ طے کر کے نماز تہجد سے پہلے آلومہار شریف پہنچ گئے اور حضرت خواجہ سید چنن شاہ قدس سرہ' کے حجرہ اقدس سے باہر بغیر دستک دیئے پیکر ادب بن کر دست بستہ کھڑے ہو گئے ادھر آپ نے نماز تہجد کے لئے وضو سے فارغ ہو کر خادم سے فرمایا کہ جاؤ باہر دیکھو، کوئی بچہ کھڑا ہے؟ خدم نے جھانک کر دیکھا تو عرض کیا حضور! ایک چھوٹا سا لڑکا کھڑا ہے آپ فوراً باہر تشریف لے آئے خواجہ صاحب کو سینے سے لگا کر فرمایا بیٹا! آج ساری رات تم نے ہمیں بے قرار رکھا ہے سخت سردی کا موسم ہے آؤ میرے بستر میں آرام کرو اور خود نماز تہجد میں مصروف ہو گئے۔

لیکن خواجہ صاحب کو آرام کہاں، جذب ومستی کے عالم میں وجد کناں حضور قبلہ عالم کے چہرۂ انور کو دیکھتے رہے نماز فجر سے فارغ ہو کر آپ نے اپنی روحانی فرزندی اور بیعت میں شامل فرمالیا اور حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ کو بلا کر فرمایا، یہ بیٹا میں تمہارے سپرد کرتا ہوں میں نے اپنی طرف سے جو حصہ فیض اس کے مقدر میں تھا دے دیا ہے اب اس کی ظاہری وباطنی تکمیل وخلافت تمہارے ذمے ہے۔

چنانچہ اب خواجہ رُکن الدین علیہ الرحمۃ یہیں کے ہو کر رہ گئے حضرت شمس الہند قدس سرہ' کی خدمت وملازمت میں وضو کی ڈیوٹی پر مامور ہوئے اور بے شمار روحانی کمالات حاصل کیے۔

آپ کے وصال کے بعد حضرت ثانی خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ کی خدمت

marfat.com

وصحبت اختیار کر لی جلوت وخلوت کے امین بن کر سفر وحضر کے ساتھی رہے تمام خاندانی امور اور آستانہ عالیہ کے انتظامی معاملات آپ کے سپرد کر دیئے گئے عمر کے آخری ایام میں آپ نے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو خلافت سے نوازا اور بغرض تبلیغ وارشاد کشمیر کے علاقہ جموں کی طرف بھیج دیا۔

کرامات

آپ کی کرامات کا سلسلہ خاصا وسیع ہے یہاں چند کرامات درج ذیل ہیں۔

خواجہ رُکن الدین علیہ الرحمۃ نے کشمیر کے علاقہ میں ظاہری و باطنی فیوض و برکات تقسیم کرنے شروع کئے طالبانِ حق آپ کی طرف رجوع کرنے لگی آپ اس قدر صاحب جلال وجذبہ واقع ہوئے کہ جو شخص آپ کے حلقہ بیعت میں داخل ہوتا پہلی توجہ سے ہی مجذوب ہو جاتا آپ نے اس علاقے کے پچاس افراد کو بیعت کیا وہ سارے ہی مجذوب ہو گئے جب حضرت ثانی خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہٗ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فوراً واپس بلا لیا اور حکم دیا کہ تم صرف تبلیغ کر سکتے ہو، بیعت کا سلسلہ تمہارے ایک فرزند کے سپرد کیا جائے گا۔ (یہ اشارہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا۔)

دربار رسالت سے دوبارہ زندگی عطا ہوئی

حضرت ثانی قدس سرہٗ کے حکم کے مطابق آپ کے صاحبزادہ والا جاہ حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کے تمام اُمور حضرت خواجہ رُکن الدین علیہ الرحمۃ کے سپرد تھے انہی دنوں پنجاب میں طاعون کی وبا پھیل چکی تھی خواجہ صاحب بھی طاعون کی وبا سے الم رسیدہ تھے موضع نھتو کوٹ نزد مریدکے برات کے ہمراہ پہنچے فریضہ نکاح انجام پذیر ہوا واپسی پر بذریعہ ریل برات جب گوجرانوالہ پہنچی تو خواجہ

marfat.com

صاحب طاعون کے پھوڑے کی شدت نڈھال ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہٗ نے برات کو چند گھنٹے گوجرانوالہ ٹھہرنے اور خواجہ صاحب کے علاج معالجہ کا حکم دیا چنانچہ حضرت حافظ امام دین علیہ الرحمۃ (امام مسجد شیخ غلام رسول کچا دروازہ گوجرانوالہ) کے ہاں چند گھنٹے قیام کے بعد برات کو مجبوراً آلومہار شریف روانہ ہونا پڑا۔ اور خواجہ صاحب کی نگہداشت کے لئے حافظ امام دین صاحب کو مامور فرمایا ادھر گوجرانوالہ کے طبیبوں نے مرض لا علاج قرار دے دیا اور ادھر براتیوں نے آلومہار شریف پہنچتے ہی حضرت قبلہ خواجہ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں صورتحال کی نزاکت عرض کر دی ادھر رات ایک بجے حافظ امام دین صاحب کے ہاں خواجہ رُکن الدین رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔

جونہی حضرت ثانی کو خواجہ صاحب کی شدید علالت کی خبر ملی آپ کو بے حد تشویش لاحق ہوئی وضو فرما کر سیدھے حضرت سیدنا خواجہ چمن شاہ قدس سرہٗ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر دُعا مانگی کافی دیر مراقب رہنے کے بعد نہایت خوشی کے عالم میں خدام کو تسلی آمیز خبر سنائی اور حکم دیا کہ جلدی گوجرانوالہ پہنچیں اور خواجہ صاحب کو فوراً (جس حالت میں بھی ہوں) آلومہار شریف لے آئیں انشاءاللہ تعالیٰ فضل و کرم ہوگا اس طرف خواجہ رُکن الدین نے ٹھیک تین بجے رات آنکھیں کھول کر اپنے سرہانے مغموم حالت میں بیٹھے ہوئے حافظ امام دین صاحب کو السلام علیکم کہا حافظ صاحب حیرت میں مبتلا ہو گئے چونک کر بولے حضرت! آپ تو وصال فرما چکے تھے یہ کیا صورتحال ہے؟ فرمایا درست ہے مگر میرے ساتھ عجیب معاملہ پیش آیا کہ عالم بے ہوشی میں میرے پاس چند نورانی صورت والے بزرگ تشریف لائے اور میرا بازو پکڑ کر فرمانے لگے ہم اللہ کے حکم سے یہاں آئے ہیں اور تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش کرنا ہے فوراً ہمارے ساتھ چلو میں فوراً خوشی خوشی ان کے ساتھ روانہ ہوا آناً فاناً دربار رسالت میں

marfat.com

حاضری ہوگئی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلہ خواجہ سید چنن شاہ اور حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس اللہ اسرارھما بارگاہ رسالت میں حاضر ہیں اور عرض کر رہے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''ابھی ہمیں خواجہ رکن الدین کی ضرورت ہے'' چنانچہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بزرگوں سے فرمایا خواجہ رُکن الدین کو ان کے مقام پر واپس پہنچا دو ان کی باری نہیں ابھی ہم نے ان سے دنیا میں کچھ کام لینے ہیں'' بمطابق حکم رسالت وہ بزرگ مجھے یہاں آ کر چھوڑ گئے ہیں میں نے آنکھ کھولی ہے تو آپ کو روتے دیکھ رہا ہوں۔ حافظ صاحب نے جب یہ باتیں سنی تو بے ساختہ وجد کی حالت میں اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔

یہ عجب واقعہ جہاں حضرات آلو مہار شریف کے بے مثال رُوحانی تصرف کا ثبوت پیش کرتا ہے وہاں حضرت خواجہ رُکن الدین کی عظیم کرامت اور دربار رسالت میں آپ کی مقبولیت کا بھی پتہ دے رہا ہے۔

وفات

حضرت خواجہ رُکن الدین علیہ الرحمۃ نے ۱۳۰ برس کی طویل عمر پاک ۱۹۵۵ء میں وفات پائی نماز عشاء پڑھتے ہوئے نماز کے آخری سجدے میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا، آپ روحانی تبلیغی دورہ کے سلسلے میں منڈی فیض آباد میں قیام پذیر تھے وہیں آپ کا وصال ہوا حضرت خواجہ صوفی محمد علی قدس سرہ' (آپ کے فرزند ارجمند اور خلف الرشید) نے آپ کو گوجرانوالہ میں لا کر کلاں قبرستان کے ایک کونے میں دفن فرمایا۔ جہاں آج کل ایک عظیم رُوحانی خانقاہ مسجد اور دینی درسگاہ قائم ہے خلق خدا کثیر تعداد میں اس چشمہ صافی سے فیض یاب ہو رہی ہے اور یہی پر آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۶ مارچ کو ہر سال انتہائی تزک واحتشام سے منعقد ہوتا ہے۔

marfat.com

حضرت ثانی قدس سرہ' کے دیگر خلفاء میں سے جن کے اسمائے گرامی مل سکے وہ درج ذیل ہیں

۱۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد عمر رتالوی رحمۃ اللہ علیہ رتالی ورکاں ضلع گوجرانوالہ (آپ نے تفسیر محمد امینی پنجابی میں تصنیف کی)

۲۔۔۔۔حضرت مولانا فضل الرحمان رحمۃ اللہ علیہ (موضع لوہار کے شریف تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ)

۳۔۔۔۔حضرت مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ (موضع شیخ پور شریف ضلع گجرات)

۴۔۔۔۔حضرت شاعر اسلام، حافظ عبدالعلی المعروف حافظ جھنڈا رحمۃ اللہ علیہ مصنف گلدستہ حافظ جھنڈا (گوجرانوالہ)

۵۔۔۔۔حضرت فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ عرف فقیر صاحب (کوٹ پیرو ضلع گوجرانوالہ)

۶۔۔۔۔حضرت میاں مراد علی رحمۃ اللہ علیہ (موضع ٹھٹھہ اعظم دینا نگر روڈ گوجرانوالہ)

۷۔۔۔۔حضرت مولانا حافظ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ (موضع کیلیانوالہ ضلع شیخوپورہ) مزار گلبرگ ڈی ون قبرستان لاہور۔

۸۔۔۔۔حضرت مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ (گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ)

۹۔۔۔۔حضرت کرم دین رحمۃ اللہ علیہ (موضع بھکھڑے والی ضلع شیخوپورہ)

۱۰۔۔۔۔حضرت مولانا علم دین رحمۃ اللہ علیہ (چک نمبر 27 نزد منڈی ڈھاباں سنگھ ضلع شیخوپورہ)

۱۱۔۔۔۔حضرت محمد دین رحمۃ اللہ علیہ (گورالہ شریف ضلع شکر گڑھ)

۱۲۔۔۔۔حضرت مولانا احمد دین رحمۃ اللہ علیہ (گورالہ شریف شکر گڑھ)

۱۳۔۔۔۔حضرت پیر سید اکبر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (پنج گرائیں شریف تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

۱۴۔۔۔۔حضرت مولانا حکیم محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ (پیر کوٹ متصل گکھڑ منڈی گوجرانوالہ)

marfat.com

اس کتاب کے جملہ حقوق بموجب ایکٹ نمبر ۲۵ ۱۸۶۷ء محفوظ ہیں

سلسلہ تصوف نمبر ۲۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

هٰذِهِ الرِّسَالَة

فِي

اثباتِ تصوّرِ شیخ

از تصنیف لطیف جناب پیر دستگیر ہادیٔ دین متین سید محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

خلف الرشید جناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین منہاج العابدین ہادیٔ مضلین

شہباز اوج تفرید عنقائے قاف تجرید ابو الوقت حضرت پیر چنن شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

آلو مہاروی نقشبندی مجددی

بفرمائش

مریدان صادق الاعتقاد و الیقین کمترین ملک چنن الدین و تاج الدین ککے زئی

خلف الرشید ملک فضل الدین تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں ــــــ بازار کشمیری

لاہور

در مطبع محمدی پریس لاہور باہتمام ... محمد ... کے چھپوایا

بار سوم ــــ قیمت ۲/ ــــ دو آنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاراں ہزار حمد وثنا اُس ذات پاک کو جس نے ایک لفظ کُن سے اپنی معرفت کے لئے ہژدہ ہزار عالم کو کتم عدم سے عرصہ ظہور میں روشن کر دکھلایا۔ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (میں خزانہ چھپا ہوتھا پس میں نے دوست رکھا اس بات کو کہ پہچانا جاؤں پس پیدا کیا میں نے خلقت کو) اور دنیا وموالید ثلاثہ یعنی حیوانات ونباتات وجمادات سے خصوصاً آسمان کو بمصداق وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ (اور تحقیق سجایا ہم نے آسمانِ دُنیا کو چراغوں سے) آفتاب ومہتاب وسیارات سے منور فرمایا۔ اور زمین کو جن وانسان ووحوش وطیور سے مزین کیا۔ چنانچہ مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فلک را انجمن افروز انجم
زمیں را زیب انجم دہ بمردم

پھر سب میں خلیفہ حق حضرت ابوالبشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بفحوائے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ (اور تحقیق ہم نے مکرم کیا بنی آدم کو) برگزیدہ کر کے اپنے جمیع اوصاف سمیع وبصیر وغیرہ سے مطابق آیہ کریمہ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (پس کیا ہم نے اس کو سننے والا اور دیکھنے والا) موصوف کر کے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (تحقیق میں زمین میں خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں) کا خطاب بخش کر اپنا نائب بنایا۔ اور وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ (اور میں نے اُس میں اپنی رُوح پھونکی پس وہ اُس کے لئے سجدہ کرنے والے ہیں) کا رُتبہ عطا فرما کر مسجود ملائک ٹھہرایا۔ گویا خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ (پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر) کا مصداق راست آیا۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی میں فرماتے ہیں۔

marfat.com

کیف مد الظل [1] نفس اولیا است — کو دلیل نور خورشید خداست
سایۂ یزداں بود بندہ خدا — مردہ ایں عالم زندہ خدا
عقل کل و نفس مردِ [2] خداست — عرش و کرسی را مداں کز وے جداست
مظہر حق است ذاتِ پاک او — زو بجو حق را ازو دیگر مجو
طہر [3] بیتی نشانِ پاکی اَست — گنج نور اَست از طلسمش خاکی اَست
برتر انداز عرش و کرسی و خلا — ساکنانِ مقعد صدق و صفا
صد نشاں دارند و محو مطلق اند — چہ نشاں بل عین دیدارِ حق اند
چشم را باروے او ے دار جفت — گرد منگیزاں زراہِ بحث و گفت
یار را با یار چوں بنشستہ شد — صد ہزاراں سرِ دل دانستہ شد
لوحِ محفوظ اَست پیشانئے یار — راز کونینش نماید آشکار

---

[1] اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا

ترجمہ: کیا تو نے دیکھا نہیں اپنے رب کی جانب کیونکہ اس نے سایہ پھیلا دیا اور اگر چاہتا تو بنا دیتا اس کو ٹھہرا ہوا پھر ہم نے ٹھہرا دیا اس پر آفتاب کو رہنما

[2] مراد ازیں اولیاء اللہ اند کہ بعد از نفس کشی خود را بمرتبہ موتو اقبل ان تموتو رسانیدہ اند

[3] تم دونوں میرے گھر کو پاک صاف کرو

marfat.com

عزیزے فرماید۔

آں بادشاہ اعظم در بستہ بود محکم پوشیدہ دلق آدم ناگاہ بر در آمد

اے مظہر جمالت ذرات عالمے را ہر ذرّہ راز مہرت خورسید حسن پیدا

چوں ظاہر از دو عالم حسن رخ تو پیداست کو دیدہٴ کہ جیند ہر سو جمال پیدا

قولہ تعالیٰ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ (پس جہاں منہ پھیرو وہاں ذاتِ خدا ہے) اور سورۂ نور میں اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے) جب خداوند تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اپنے نور سے مخلوق کو منور اور مالا مال کرے۔ تو جناب سرورِ کائنات وفخر موجودات، رحمت عالمیان، صفوت آدمیان، تمہ، دور زمان احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرما کر رحمت دو جہان کی ٹھیرایا۔

قولہ تعالیٰ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (اور ہم نے آپ کو رحمت جہانوں کیلئے بھیجا ہے) اور وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (اور قریب ہے کہ تجھ کو تیرا ربّ دیگا پس تو راضی ہوگا) کا حکم فرما کر شافع روزِ محشر بنایا۔

سبحان اللہ! خدا نے انسان کو کیا اعلیٰ رتبہ عطا فرمایا۔ اس واسطے آدمی کو لائق ہے کہ خداوند جل شانہٗ کو کسی وقت نہ بھولے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ط (اے ایمان والو اللہ کا بہت ذکر کرو اور اس کو پاکی سے دن رات یاد کرو۔)

عمر کا جانو غنیمت اک نفس جو گیا آتا نہیں پھر باز بس

کر ہمیشہ اے جواں تو یادِ حق گر خبر ہے تجھ کو عدل و داد حق

رکھ تو قائم ذکر صبح و شام کو کر نہ ضائع عمر کے ایام کو

یادِ حق کی ہے غذا اس رُوح کی ہے یہی مرہم دل مجروح کی

دم جو غفلت میں گیا رحمٰن کے ہے وہ بیشک ہمدم شیطان کے

marfat.com

اے پسر ذکر خدا بسیار کر	تا تو پائے ہر دو عالم میں قدر
اے امیں بس کر نہ کر کچھ قیل وقال	اِک اشارت بس جو ہے مردِ کمال
خدا کے عشق میں قربان ہونا	خدا کے عشق میں دل جان کھونا
خدا کی طرف دل اپنا لگاؤ	محبت ماسوئی اللہ سے اُٹھاؤ
محبت ذات کی ہے فرض یارو	کرو منظور میری عرض یارو
محبت غیر کی دام ہوس ہے	محبت ماسوئے بالکل عبث ہے
محبت غیر کی دِل سے اُٹھاؤ	خیال اپنا اُسی کی طرف لاؤ
خدا کے نام پر قربان ہونا	خدا کی راہ میں دل و جان کھونا
خدا کی ذات تب تصدیق ہووے	خدا کی صفت جب تحقیق ہووے
خدا کی صفت میں جب تم کرو غور	خدا کی ذات ملجائیگی فی الفور

حدیث شریف میں وارد ہے۔ تَفَکَّرُوْا فِیْ صِفَاتِہٖ وَلَاتَفکَّرُوْافِیْ ذَاتِہٖ (فکر کرو یعنی سوچو اس کی صفات میں اور نہ سوچو اس کی ذات میں) اور قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۔ (اے محمد کہدے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔)

پھر پارہ چہارم کے تیسرے پاؤ کے اخیر میں زمین وآسمان کی پیدائش کے فکر کرنے میں وارد ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (بیشک آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے اختلاف میں البتہ داناؤں کے لئے نشانی ہے۔ جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور

marfat.com

اپنے پہلوؤں پر اور فکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں)۔

ان ہر دو آیات شریفہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کا دیکھنا اُس کی ذات کا دیکھنا ہے کیونکہ وہ ذات ہر حدوث سے منزہ و پاک ہے۔ بیچون و بیچگون ہے یہ آنکھیں ہماری عارضی اور ظاہر بین اس نور پاک کو نہیں دیکھ سکتیں۔ صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اُس کے دیکھنے اور پہچاننے کا یہ طریقہ نکالا ہے کہ جیسا سراغ سے مال مل جاتا ہے ویسا ہی مخلوق کے دیکھنے سے خالق کا نشان مل جاتا ہے۔ مولوی جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

سر مدمغ عشق دردمنداں دانند ۔۔۔ نہ خود منشاء و خود پسنداں دانند
از نقش تواں بسوئے نقاش شدن ۔۔۔ ایں نقش غریب نقشبنداں دانند
نقش کو دیکھ کر نقاش پاوے ۔۔۔ بنا نقشوں نہیں نقاش آوے
فکر کا حکم ہے قرآں میں آیا ۔۔۔ دیکھو قرآن میں کیا فرمان آیا
تصور فکر کا معنےٰ ہے یارو ۔۔۔ تصور ذِکر کی ہے شرط یارو
بنا شرطوں ہووے مشروط فانی ۔۔۔ بنا مشروط کے ہے شرط فانی

چونکہ اِنسانِ اکرم و اشرف المخلوقات ہے اور بمقتضائے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ جملہ کائنات سے افضل اور برتر ہے پس اس کا دیکھنا اور اس کی محبت، خدا کا دیکھنا اور خدا کی محبت ہے۔ بلکہ ذِکر خدا کے ساتھ خاص بندۂ خدا کا دیکھنا شرط ہے اور شرط بغیر مشروط کے فوت ہو جاتی ہے اور مشروط سوائے شرط کے معدوم سمجھی جاتی ہے پھر بندگانِ خدا جو ہر وقت ذِکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اُن کے چہرۂ مبارک کی طرف خیال رکھنا بھی شرط ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کے پارہ پندراں سورۂ کہف میں وارد ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۔ (ضبط کر اپنے نفس کو اُن لوگوں کے

marfat.com

ساتھ کہ اپنے ربّ کو رات اور دن یاد کرتے ہیں اِخلاص سے اور مت پھیر اپنی آنکھوں کو اُن سے)

اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ بندگانِ خدا کا دیکھنا اور ان کی محبت کا خیال رکھنا ہر وقت فرض ہے اسی خیال رکھنے کو فکر کہتے ہیں اور اِسی کو تصور کہتے ہیں۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بندگانِ خدا کے دیکھنے کی تعریف فرماتے ہیں۔
حدیث شریف۔ھُمُ الَّذِیْنَ اِذَارُؤُا ذِکْرَ اللّٰہِ ۔(یہ وہ لوگ ہیں کہ جب دیکھے جاویں تو اللہ یاد آوے۔

پھر دوسری حدیث شریف میں فرماتے ہیں۔
اِنَّ النَّظْرَ عَلٰی وَجْھِہِمْ عِبَادَۃٌ (تحقیق نظر یعنی دیکھنا اُن کے چہرہ پر بڑی عبادت ہے)

حضرت شاہ عبدالحق صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح باب حفظ اللسان والغیبۃ میں اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں۔ خِیَارٌ مِّنْ عِبَادَ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُا ذِکْرَ اللّٰہِ (اللہ کے برگزیدہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن کو دیکھا جائے تو اللہ جل و علا یاد پڑے)

اور فکر کے بارہ میں بہت سی آیات مقدسہ اور احادیث شریفہ وارد ہیں۔ تَفَکَّرُ سَاعَتِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ (ایک ساعت کا فکر دو جہان کے عمل سے اچھا ہے۔)

حدیث دیگر تفکَّرُ سَاعَتِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ السَّنَتَیْنِ (ایک ساعت کا فکر دو سال کی عبادت سے بہتر ہے۔)

پھر سورۃ الروم کے رکوع اوّل میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

marfat.com

وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ (کیا انہوں نے غور نہیں کیا اپنے دِل میں کہ اللہ نے نہیں پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے مگر تدبیر سے اور ایک وقت مقرر پر اور بیشک بہتیرے آدمی اپنے پروردگار سے ملنے کے منکر ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ میں فرمایا ہے کہ یہ کل مخلوق میرا نشان ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (اور اسی کی نشانیوں میں یہ بھی ہے کہ اُس نے پیدا کر دیا تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے بیبیوں کو تا کہ تم آرام پاؤ اُن کی طرف اور پیدا کر دیا تمہارے درمیان پیار اور مہربانی بیشک اس میں نشانیاں ہیں اُن کیلئے جو غور کرتے ہیں۔)

پھر اسی کے آگے فرمایا۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ (اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری بولیوں اور تمہاری رنگتوں کا مختلف ہونا بھی ہے بیشک اس میں نشانیاں ہیں سمجھنے والوں کیلئے)۔

خداوند تعالیٰ بار بار تاکید سے فرماتے ہیں کہ میری تخلیق میں فکر و کرو اور مخلوق کو دیکھو تو تم کو میرا خالق ہونا ثابت ہو جائے گا جیسا کہ جب کسی کا مال گم ہو جائے تو کھوج سے نشان مل جاتا ہے۔

حدیث مصطفیٰ شاہد ہے اس پر دیکھو اس مرد کامل کو نظر کر
کہ جس کی دید سے حق یاد آئے خدا کے ماسوا سب کچھ بھلا دے
تصور صوفیا کہتے اسی کو تصور باصفا کہتے اسی کو
تصور شیخ ہادی راہِ مولا تصور پیر دلبر سب سے اولا

marfat.com

یہ سیدھا راستہ خلد بریں ہے — کہ جس کا دیکھنا افضل تریں ہے
سوا نقشوں نہیں نقاش آوے — نقش کو دیکھ کر نقاش پاوے

سب موجودات اللہ کا نشان ہے۔ مگر اشرف المخلوقات انسان ہے۔ پس افضل المخلوقات کا دیکھنا سب سے بہتر ہے۔ جس کی شان میں حدیث قدسی وارد ہے۔ اَلاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ' (آدمی میرا بھیدا ہے اور میں اُس کا بھید ہوں۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولی حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَیَ الْحَقَّ ۔ (جس نے مجھ کو دیکھا پس اُس نے حق کو دیکھا۔)

دیکھا جس نے محمد مصطفیٰ کو — دیکھا اُس نے حقیقت میں خدا کو
جو ہو عاشق حبیب کبریا کا — وہی عاشق ہے ربّ دوسرا کا
محمد مصطفیٰ خیرالوریٰ ہے — محمد شافع روزِ جزا ہے
محمد مصطفیٰ پیدا نہ ہوتے — نہ ہوتا کچھ اگر سرور نہ ہوتے
ہے سب ایجاد عالم ان کی خاطر — ہے کل مخلوق ظاہر اُن کی خاطر
رسول اللہ کے چارے یار غمخوار — تصدق جان کر اپنی توں سو بار
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر — رسول اللہ کے پیارے وہ بہادر
امام حسنین نورالعین حضرت — شباہت میں ہیں عین العین حضرت
علی کے لاڈلے سبط نبی کے — پیارے فاطمہ بنت نبی کے

اے عزیزو! صوفی لوگ وہ خدا پرست ہیں وہ عشق مولیٰ میں محو مطلق ہیں۔ یہ لوگ مراقبہ کے وقت ذکر کے ساتھ فکر کو لازمی اور ضروری شرط ہے۔ یہ تعظیمی محبت کا خیال بباعث صحبت دوامی کے ہمیشہ دِل میں جما یا رکھتے ہیں یعنی اپنے مرشد کی صورت کا خیال (تصور) اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ تا کہ برے خیالوں اور برے فعلوں سے بچ جائیں۔ جب تک نیک خیال کسی کے دل میں جما رہتا ہے تب تک اُس کے دل میں

marfat.com

کوئی خیال فاسد دخل نہیں پاتا بڑے بڑے عالم، عابد و زاہد اور بندگان خدا کا جب نفس سرکش، غالب اور قادر ہو جاتا ہے، تو کود پڑتا ہے اور سنبھالا نہیں رہتا۔ جب ایک مومن، موحد بندۂ خدا جو خدا کو حاضر و ناظر بھی جانتا ہو اور یہ بھی سمجھتا ہو کہ خدا مجھے اس برے فعل کو دیکھتا ہے پھر بھی اس پر نفس سرکش قابو پالیتا ہے ہاں اگر ایسے وقت ان کے پاس کوئی لڑکا نابالغ آٹھ نو سال کا بھی ہو تو ان کو اس سے شرم آتی ہے۔ افسوس جب ایک بچے سے نفس کی سرکشی کے وقت حیا دامنگیر ہوتی ہے تو پھر جب کہ صورت مرشد میں پیش نظر ہو اور مرتکب معاصی ہو ہرگز ہرگز نہیں۔ اسی واسطے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ (اور اس عورت نے ارادہ بد کیا یوسف سے اور یوسف بھی ارادہ کر ہی چکا تھا اگر نہ ہوتا کہ اس نے دیکھ لی دلیل اپنے پروردگار کی)۔

مولوی محمد صاحب تفسیر محمدی میں آیت بالا کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اک آکھن انگل منہ وچہ پا کے منع یوسف نوں کیتا
اک آکھن سینے تو ہتھ ماریا شہوت مت گئی میتا
اکثر کہن جو ہوئی صورت یوسف نوں دس آئی
اس کہیا توں نبیاں اندر لکھیوں ایہ کی کرن کمائی

سبحان اللہ! اللہ جل شانہٗ نے انسان کو بڑا اعلیٰ رتبہ عطا فرما کر اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کے معزز خطاب سے ممتاز کیا۔ انہی کی شان میں اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ اور وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ فرمایا۔ اور خلق آدم علٰی صُوْرَتِهٖ اور وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ انسان ہی کے حق میں فرمایا۔

خلافت کا تھا جب انعام ہویا ملائک کو تھا تب اعلام ہویا

marfat.com

خلیفہ جب کہ آدم کو بنایا فرشتوں سے اُسے سجدہ کرایا
دیکھو انسان کو کیا فخر ہویا شیطاں انکار سے بیوقر ہویا
ہوان کے ماننے سے ثابت ایماں ہو وہ بندہ خدا سچا مسلماں
اگر اللہ اللہ میں عمر ساری بغیر از حب احمد تو ہے ناری
ارے توحید میں ثابت قدم رہ مگر عاشق محمد دمبدم رہ
اگر آدم کو نہ یہ فخر ہوتا بھلا ابلیس پر کیوں جبر ہوتا
جو منکر شان و عزت آدمی ہے وہ مرذودِ خدا مرد لعیں ہے
دیکھو جس کا ہوا شیطان ہمدم رہے مردود وہ ملعون ہردم
شیطاں کو عار جب آدم سے آئی سبھی مخلوق سے لعنت دوائی
ہوا مردود ہر ما وَ شما کا ہوا مغضوب و مردود خدا کا

اے عزیزو! خدا کے خوف سے ڈرو اور بندگانِ خدا کو حقارت سے نہ دیکھو اور اُن کی تعظیم وتکریم سے انکار مت کرو۔ اُن کی تعظیم اور اُن سے محبت رکھنے والوں کو مشرک، پیر پرست بناتے ہو۔ خداوند تعالیٰ سب کو راہِ مستقیم پر لائے اور ہدایت کا رستہ اپنے فضل وکرم سے دِکھائے اور شیطان کی طرح راندۂ درگاہ نہ بنائے۔

اے عزیزو! شاید تم کو ابلیس کا حال یاد نہیں رہا۔ کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتکریم نہ کرنے سے مردود ومغضوب الٰہی ہوا۔

پس اے طالبانِ خدا مجھ کو ڈر ہے کہ تم بھی ابلیس کی طرح نہ ہو جاؤ۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے خداوند تعالیٰ کیا فرماتا ہے۔ مَنْ یَّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (جو تابعداری کرے رسول کی پس اُس نے تابعداری کی اللہ کی)

پھر پارہ حم (۲۶) میں ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (اے مومنو! مت آگے

marfat.com

بڑھو خدا کے اور رسول اُس کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔)

نیز ارشاد ہے۔ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔(اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مت بلند کرو آواز اپنی کو نبی کی آواز پر اور مت آواز بلند کرو اوپر اس کے بیچ بولی کے جیسا کہ بلند کرتے ہیں بعض تمہارے واسطے بعض کے ایسا نہ ہو کہ کھوئے جائیں عمل تمہارے اور تم نہ جانتے ہو۔)

مندرجہ بالا حکم قرآنی محض آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی نہیں بلکہ کل بندگانِ خدا کے واسطے ہے جو خدا تعالیٰ کے تابعدار ہیں۔ مثنوی شریف میں مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

از خدا جوئیم توفیق ادب ۔۔۔ بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ۔۔۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ایک اور صاحب فرماتے ہیں۔

باادب باش تابزرگ شوی ۔۔۔ کہ بزرگی نتیجۂ ادب است

یہ فکر اور ادب جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اسی کو تصور کہتے ہیں جو طالب المولیٰ بوقت ذکر فکر رکھتے ہیں یعنی اپنے مرشد کی صورت کا خیال دل میں جماتے ہیں۔ اسی تصور کی برکت سے ظاہر اور باطن کے فائدے اٹھاتے ہیں۔ جس سے یہ ظاہر بین خشک ملاں محروم رہتے ہیں۔ تصور کی کہاں تک تعریف کی جائے تھوڑی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الرَّحْمٰنِ (مومن ایک آئینہ ہے خدا کا)

marfat.com

اسی ایمان کے متعلق اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ (اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اُس کے کے)

لہذا چند ابیات تصور کے لکھتا ہوں۔

تصور کی حقیقت گر تو جانے — تصور رہبر مولا، تو مانے
نہ کر انکار اس سے یار جانی — تصور مومنیں کی ہے نشانی
تصورِ شیخ ہادی راہ خدا ہے — تصور دافع رنج و بلا ہے
تصور سے تو اُڑ آسمان جائیں — تصور سے مزہ ایمان پائیں
تصور نفس کو کشتہ بنائے — تصورِ نفس کو مومن بنائے
تصور بن نہیں کچھ یار بنتا — تصور بن نہیں انساں بنتا
تصور قاعدہ ہے صوفیا کا — تصور مائدہ ہے اَتقیا کا
تصور قاعدہ کلیہ یارو — سو اس کے نہ اپنا مغز مارو
تصور کا حکم قرآں میں آیا — حدیثوں میں حکم یہ صاف پایا
تصور نفس کو مردہ بنائے — تصور روح کو زندہ بنائے
تصور نردباں ہے معرفت کا — تصور رہنما ہے معرفت کا
تصور سے ملے صحبت دوامی — تصور سے ہووے یہ نفس فانی
مجازی سے حقیقت طرف جاوے — حقیقت سے بقا کی طرف آوے
بقا پھر طرف حیرت کی لے جاوے — تحیر اس کو پھر جلدی ملاوے

پس اے عزیز! ہر انسان کو واجب بلکہ فرض ہے کہ بندگان خدا کی محبت و مودت کا نقش اپنے دل میں بووے اور اُن کی صحبت اختیار کرے۔ بندگان خدا کی محبت عین خدا کی محبت ہے اور ان کی صحبت عین خدا کی صحبت ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

marfat.com

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
گو نشیند در حضور اولیا

پس ہر انسان پر لازم ہے اور خاص کر طالب مولیٰ کے واسطے فرض عین ہے کہ ہر وقت اپنے مرشد کی صورت ومحبت کو دل میں جمائے رکھے کیونکہ کل کتب تصوف میں اس کو یعنی رابطہ شیخ کو رکن اعظم لکھا ہے۔

مولانا مولوی عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ مثنوی تحفۃ العاشقین میں فرماتے ہیں ۔

رابطہ کیا ہے یہ عینک ہے پسر
نور وحدت صاف آتا ہے نظر

لفظ فی خلق السما کہتا ہے حق
عالم راسخ سے پڑھ اس کا سبق

رابطہ کیا ہی دوا ہے اے پسر
دے شفا دل کے مرض کو یہ مگر

مانع وسواس ہے یہ رابطہ
ماسوا حق کے نہ دے یہ راستہ

ہے غذائے باطنی کا یہ امام
نفس امارہ کو کردے یہ تمام

چند معتبر کتب کے نام نامی واسمائے گرامی بطور شہادت کے لکھتا ہوں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قول الجمیل میں اور حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی اپنے مکتوبات کے ۲۳ مکتوب میں اور مولانا مولوی جامی نفحات الانس اور رشحات میں اور حضرت کلیم اللہ صاحب کہ فاضل اجل مرشد ان مرشد امام فخر الدین اورنگ آبادی کے ہیں اپنی کتاب کشکول میں اور حضرت محمد اسحاق محدث دہلوی مایۂ مسائل میں۔ اور مولوی عبد الغفور اپنی کتاب تکملہ حاشیہ نفحات میں اور حضرت اخوند درویزہ ارشاد الطالبین میں اور حضرت قطب الدین دمشقی مایۂ مسائل میں اور حضرت یعقوب چرخی اپنی تفسیر میں۔اور حضرت امام محمد غزالی احیاء العلوم میں۔ اور جناب شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں اور دیگر کتب تصوف میں سے بخوبی ثابت ہے۔جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

تمت بالخیر

marfat.com

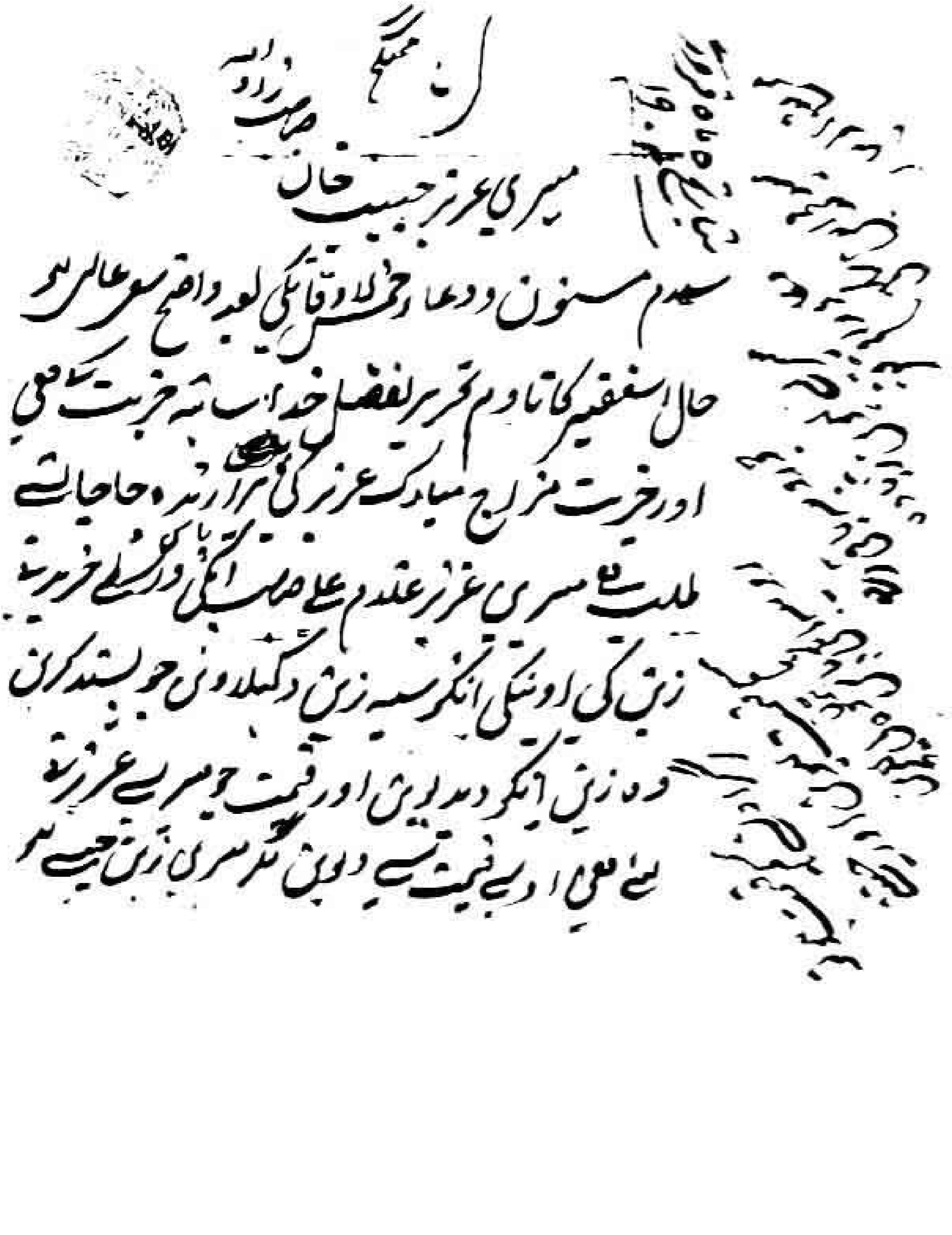

حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ کے ایک مکتوب مبارک کا عکس جو آپ نے فروری ۱۹۰۴ء کو تحریر فرمایا۔

marfat.com

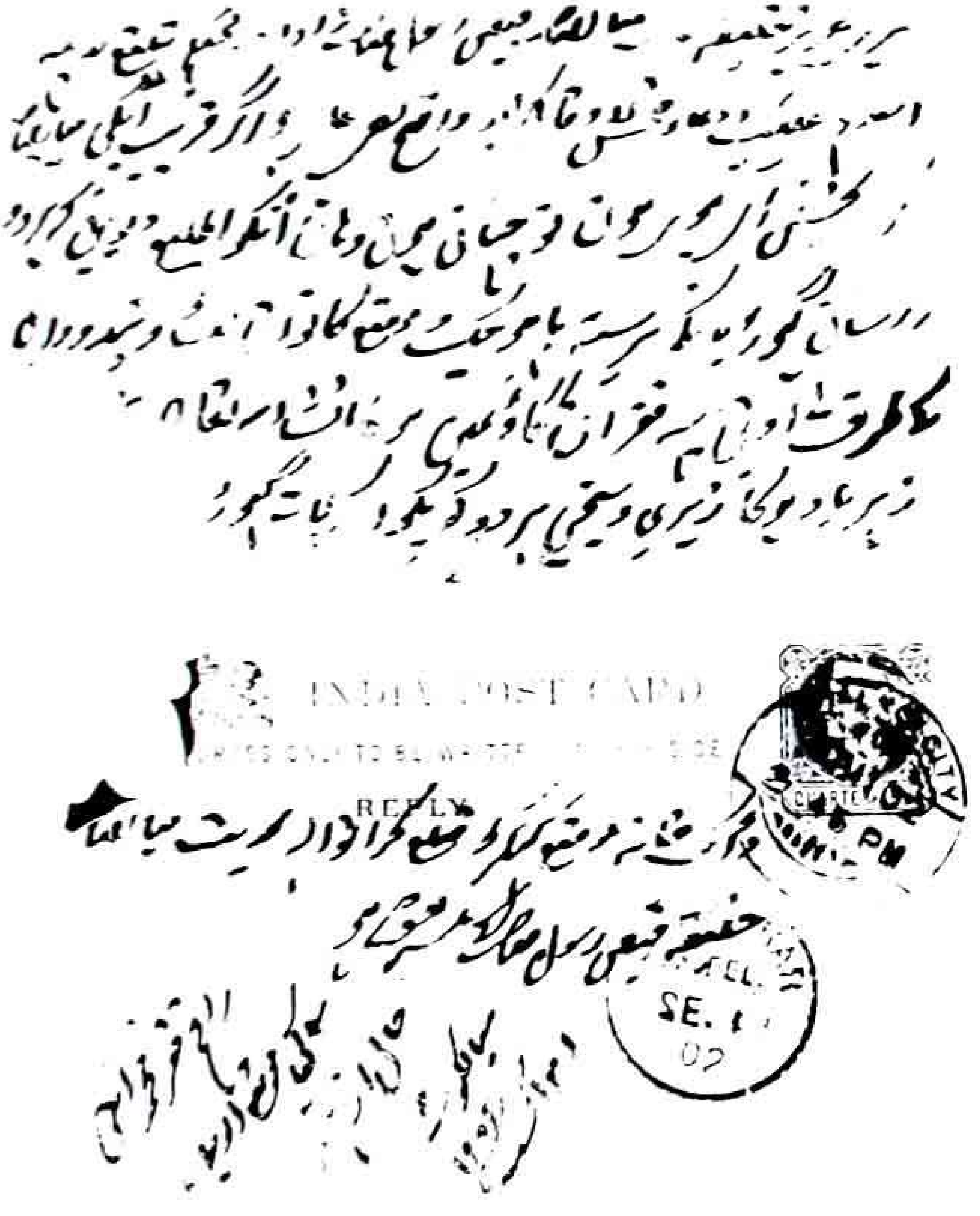

حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ کے ایک مکتوب مبارک کا عکس جو آپ نے خلیفہ فیض الرسول (دادوالی) کو تحریر فرمایا۔

marfat.com

488-A

آستانہ عالیہ آلومہار شریف کا دلکش منظر

marfat.com

مرقد انور ـــــ قطب الکونین حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہ

marfat.com

قطب الکونین
حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہٗ العزیز
المعروف حضرت ثالث

ولادت

حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہٗ اپنے والد گرامی اور مرشد کامل قدوۃ السالکین حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہٗ کے بڑے فرزند ارجمند اور صحیح معنوں میں جانشین تھے۔ آپ ۱۸۶۹ء کو آلو مہار شریف میں متولد ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر آپ کے دادا حضرت شمس الہند قدس سرہٗ نے نہایت خوشی میں غرباء و مساکین میں صدقات و خیرات تقسیم فرمائی، بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہو کر اظہار تشکر کیا کیونکہ آپ کی ولادت کے وقت آپ کے والد گرامی حضرت ثانی قدس سرہٗ کی عمر تقریباً پچاس برس ہو چکی تھی اور حضرت شمس الہند قدس سرہٗ کی عمر سو سال کے قریب تھی۔[1]

بچپن

آپ بچپن میں ہی اعلیٰ کردار اور عام بچوں سے جداگانہ فطرت کے مالک تھے

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۶۳ حضرت محمد علی نقشبندی قدس سرہٗ

marfat.com

ابتدائی چند سال اپنے عظیم المرتبت دادا حضرت شمس الہند قدس سرہ کی آغوش عاطفت میں گزرے۔ جن سے آپ کو انتہائی محبت تھی۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا کہ حضرت شمس الہند قدس سرہ حالت سجدہ میں ہوتے اور آپ ان کی پشت پر سوار ہو جاتے۔[1]

ایام طفلی میں جب کبھی اپنے والد ماجد کی آغوش محبت و عاطفت میں بیٹھتے تو معصومیت کے انداز میں کہتے۔

''ابا جان میں ڈپٹی بنوں گا''

آپ کے والد گرامی ان کے اس عارضی اور ناتمام دعوے پر مسکرا دیتے۔ لیکن انجام کار یہ دعوی پورا ہو کر رہا۔ آپ بچپن سے ہی انتہائی ذہین و فہیم تھے۔ انوار ولایت چہرہ انور سے ہویدا تھے۔ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ رقم طراز ہیں کہ یہ فقیر ایک روز حضرت قبلہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہ کی مجلس میں بیٹھا تھا تو آپ نے بیان فرمایا کہ میں تقریباً تین چار برس کا تھا ایک روز ایک خادم مجھے اٹھا کر باہر دیوان خانہ میں لے آیا۔ چند درویش گھوڑوں کے اصطبل میں کھڑے تھے۔ انہوں نے اس خادم کو اپنی طرف بلایا اور کہنے لگے کہ یہ صاحبزادہ صاحب ایک ایسے مرد کامل و اکمل کے فرزند ارجمند ہیں کہ فی زمانہ جن کی مثال نہیں ملتی اور یہ شہد کی مکھیوں کا بھاری چھتہ ہے مکھیاں ہمیں سخت تنگ کرتی اور کاٹتی ہیں۔

تو قبلہ صاحبزادہ صاحب فرمانے لگے چند درویشوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ان مکھیوں کو فرمادیں کہ اس اصطبل کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلی جائیں تو میں نے مکھیوں کو مخاطب ہو کر کہا مکھیو! اڑ جاؤ

تو فوراً دیکھتے ہی دیکھتے سب مکھیاں وہاں سے اڑ گئیں اور کسی دوسری جگہ چلی گئیں۔[2]

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۱۷ حضرت محمد علی نقشبندی قدس سرہ [2] ایضاً ص ۳۴۹

marfat.com

تعلیم و تربیت

آپ کے والد گرامی نے آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی، آستانہ عالیہ کے جلیل القدر علماء سے آپ نے قرآن و حدیث عربی، فارسی، فقہ اور تفسیر کی تعلیم انتہائی محنت سے حاصل کی۔[1]

نیز دنیاوی تعلیم بھی بقدر ضرورت حاصل کی آپ کے رسوخ فی العلم کا مظاہرہ بعض دفعہ یوں بھی ہوتا کہ علمائے وقت کے سامنے کوئی لا ینحل مسئلہ پیش ہوتا جسے وہ حل کرنے میں ناکام رہتے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ اپنی خداداد ذہانت سے مسئلہ حل فرمادیتے۔[2]

خطبہ جمعہ

آپ کے وعظ و تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع تھا خطبہ جمعہ خود پورے اہتمام سے ارشاد فرماتے آپ کے وعظ میں دلائل کی قوت، مسائل کی وسعت اور جلال کی سطوت کا اثر نمایاں ہوتا تھا بعض اوقات بڑے جلسوں اور محافل اعراس کی صدارت بھی فرماتے۔ مرزائیت کے خلاف بھرپور جدوجہد فرمائی، آپ کے تبلیغی دوروں میں علماء کی ایک جماعت آپ کے ساتھ رہتی تھی۔ جن میں مناظر اسلام حضرت علامہ محمد مسعود الہزوی، حضرت مولانا جلال الدین (شیخ پور) اور حضرت مولانا غلام رسول (واہلیاں والی) کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے اور سالک تخلص کرتے تھے۔

مجسٹریٹ درجہ اول

آپ کی خاندانی وجاہت اور اعلیٰ ذہانت کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلع سیالکوٹ کے

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۳۳۹ حضرت محمد علی نقشبندی قدس سرہ [2] ایضاً ص ۳۳۸

marfat.com

حاکم اعلیٰ نے فوجداری مقدمات کے فوری فیصلوں کے لئے مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات آپ کو دینے کی خواہش ظاہر کی۔ اس پیشکش کو سن کر آپ نے انتہائی غور و خوض کے بعد فرمایا اچھا فقیر اس خدمت کو سرانجام دے گا۔

آپ نے اپنے خرچ سے آلومہار شریف میں ایک عدالتی کمرہ اور ایک کلرک کمرہ تیار کروایا اور دسکہ کے بجائے وہیں کچہری لگانے لگے آپ کے انصاف فرمانے کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی فوجداری مقدمہ آپ کے حضور پیش ہوتا تو انتہائی غور و خوض سے فریقین کی بات سنتے اور جو قصوروار ہوتا اس کی سرزنش فرماتے بعض اوقات چہرہ انور پر جلال کے آثار یوں نمودار ہوتے کہ رخسار سرخی مائل ہو جاتے اس حال میں گفتگو فرماتے تو لہجے میں گرج اور آواز میں بجلی کی کڑک ہوتی۔ کچہری گونج اٹھتی لوگوں پر ہیبت طاری ہو جاتی اور ملزم اپنا قصور مان لیتا، معافی کا خواستگار ہوتا آپ معاف فرما کر فریقین میں صلح کروا دیتے۔ لوگ آپ کے عدل و انصاف سے بہت خوش اور راضی تھے۔ ہمیشہ فریقین میں تصفیہ کروایا کبھی کسی کو قید یا جرمانہ کی سزا نہ دی۔ آپ کا عدل و انصاف حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کر دیتا۔[1]

ازدواجی زندگی کا آغاز

انیسویں صدی کی آخری دھائی میں جبکہ آپ کی عمر مبارک ۲۳، ۲۴ سال تھی آپ کا نکاح موضع تھوٹ نزد مریدکے ضلع شیخوپورہ کے ایک معزز سادات گھرانے میں سید معروف شاہ صاحب کی صاحبزادی غلام فاطمہ سے ہوا۔[2] جو کہ انتہائی سگھڑ اور سلیقہ مند خاتون تھیں امور خانہ داری میں ماہر اور دولت ادب سے مالا مال چند برس انتہائی مسرت سے بسر ہوئے۔ ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۱ء میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اس صدمے نے اہل خانہ کو رنج و ملال میں مبتلا کر دیا۔

1۔ ایضاً ص ۳۳۹ 2۔ ایضاً ص ۲۶۳

marfat.com

شہر گجرات کے باسی حافظ محمد بخش علیہ الرحمہ حضرت ثانی قدس سرہ' کی خدمت میں رہ کر اعلیٰ روحانی مدارج حاصل کر چکے تھے ان کے گھر کا ہر فرد زیور علم سے آراستہ اور حفظ قرآن کی سعادت سے بہرہ ور تھا ان کی دختر نیک اختر آمنہ بی بی جو کہ علم وحلم، زہد وتقویٰ اور صبر وشکر جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھیں انہوں نے اپنی اس بیٹی کو حضرت پیر محمد حسین شاہ کے عقد نکاح میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا حضرت ثانی قدس سرہ نے تمام خاندان کے اتفاق رائے سے اس امر کو قبول فرما کر ایک مکتوب اپنے خادم کے ہاتھ گجرات حافظ محمد بخش صاحب کو بھیج دیا جس کا مضمون کچھ یوں تھا۔

''میرے عزیز حافظ محمد بخش صاحب بعد از سلام مسنون واضح ہو کہ میں باخوشی آپ کی صاحبزادی کا رشتہ عزیز محمد حسین کے واسطے قبول کرتا ہوں آپ نکاح کی مقررہ تاریخ سے فقیر کو اطلاع دیویں''۔

یہ مکتوب پہنچتے ہی حافظ صاحب نے اسے سر آنکھوں پر لگایا اور ان کے گھر اس سعادت کے حصول پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تاریخ مقرر ہونے پر حضرت پیر محمد حسین شاہ صاحب کا نکاح منعقد ہوا[1]

شجاعت اور بہادری

آپ مضبوط جسم کے مالک انتہائی شجاع اور دلیر تھے۔ شہ سواری، پولو، نیزہ بازی، بھونچی اور وزن اٹھانے میں کمال حاصل تھا ایک مرتبہ آلومہار شریف تشریف فرما تھے کہ آلومہار کے بڑے بڑے طاقتور سکھوں نے آپ کی شجاعت وبہادری کو آزمانے کے لئے للکارا کہ

''ہے کوئی بہادر جو اس کنوئیں کی ماہل بمعہ بھرے ہوئے کوزوں کے کھینچ کر اپنی کمر کے برابر لیجاوے''۔

---

[1] ایضاً ص ۳۰۵تا۳۰۹

marfat.com

آپ نے سکھوں کی اس لاف زنی کو برداشت نہ کرتے ہوئے فرمایا ''فقیر حاضر ہے'' اور ایک ہی ہاتھ سے (مالہل بمعہ کوزوں) دو فٹ اوپر کھینچ کر لے گئے اس وقت کنویں کا پانی اسی فٹ نیچے تھا۔ اور تقریباً ڈیڑھ سو مالہل میں کوزہ چلتا اور بمعہ پانی تمام وزن تقریباً ۲۵ من کے قریب تھا۔ اس سے آپ کی قوت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ خواجہ رکن الدین صاحب پاس کھڑے تھے للکار کر فرمانے لگے او سکھو! تم صرف دونوں ہاتھوں سے مالہل کھینچ کر لاف زنی کرتے ہو آؤ ذرا زور آزمائی کریں کہ جس چیز پر بمعہ کوزے مالہل چلتی ہے اس کو اٹھاؤ۔ اور نعرہ تکبیر بلند کر کے خواجہ صاحب نے کنوئیں کا سارا ساز و سامان اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سینے تک اٹھالیا اس کے بعد حضرت پیر محمد حسین شاہ صاحب نے بھی سارا وزن اپنے سینہ مبارک تک اٹھالیا جو تقریباً تیس من کے قریب تھا۔ اس عجیب منظر سے سکھ نوجوانوں کے ہوش اڑ گئے۔ زندگی بھر دربار عالیہ آلومہار شریف میں دم مارنا تو درکنار جب بھی دیوان خانہ کے قریب سے گذرتے تو تعظیماً گردنوں کو جھکا کر سلام عرض کرتے اور ہاتھ جوڑ کر چلتے۔ [1]

حضرت خطیب الاسلام کی ولادت

آستانہ عالیہ آلومہار شریف کا شہرہ برصغیر بھر میں ہو چکا تھا پورے ہندوستان میں آپ کی عزت و توقیر کے چرچے ہو رہے تھے صاحبزادہ محمد حسین شاہ بعمر ۴۳ برس اس عالم شباب میں آپ کا رعب و جلال اور دبدبہ مثالی تھا۔ مگر ابھی تک فرزند نہ ہونے کی بنا پر دل میں زبردست امنگ تھی اور خود سیدنا خواجہ محمد امین شاہ صاحب اپنی آخری عمر میں بارگاہ ایزدی سے پیارے پوتے کی طلب میں بار بار دعائیں فرماتے تھے آخر کچھ مدت کے بعد روضہ عالیہ حضور سیدنا خواجہ چنن شاہ قدس سرہٗ کے گنبد معلی سے ایک ایسی نورانی لاٹ اٹھی قبلہ صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب کے اہل خانہ میں روشن ہوگئی جس سے

[1] ایضاً ص ۳۱۳، ۳۱۴

marfat.com

دربار شریف کے گلی کوچے منور نظر آنے لگے اہل دل حضرات یہ جان گئے کہ اس نورانی طلعت کا سبب یہ ہے اس خاندان میں ایک ایسا دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن ہوگا جس کی روشنی سے ہندوپاک میں فیض و برکت کی نہریں جاری ہو جائیں گی اب ہر ایک فرد و بشر کی آنکھیں انتظار میں تھیں، اب صاحبزادہ عالی وقار کی ولادت کا وقت قریب آ گیا بالآخر چاند کی چودھویں تاریخ کو پیدا ہوئے گویا چودھویں رات کے چاند نے پہلے اپنے والدین کے گھر کو روشن کیا بعد میں سارے جہاں کو منور کیا۔ صاحبزادہ صاحب کا چہرہ مبارک بدر منیر نہایت حسین و جمیل موٹی موٹی آنکھیں، کشادہ پیشانی سر مبارک کے چمکیلے اور سیاہ بال حسن کو دوبالا کر رہے تھے والد محترم نے دیکھتے ہی فوراً نورانی پیشانی پہ بوسہ دیا اور بعد میں دادا پاک قدس سرہٗ نے اپنی پیاری گود میں بٹھا کر اذان کہی اور اپنے نانا پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ادا کی آپ کا اسم گرامی صاحبزادہ سید فیض الحسن رکھ کر دنیا والوں کو آپ کے فیض رساں ہونے کی خوشخبری سنادی اور واقعی آپ کا اسم مبارک مسمّٰی کے مطابق آیا۔

اسم او بیشک موافق بامسمی آمدہ

۱۹۱۱ء کے مارچ میں پیر کے روز پیر کامل تشریف لائے جن کی خوشی میں دادا پاک سیدنا خواجہ محمد امین شاہ صاحب نے ہزارہا فقیروں، درویشوں کے لئے شاہی لنگر جاری کر دیا اور بارگاہ ایزدی میں شکرانہ کے نوافل ادا کئے۔ صاحبزادہ صاحب کی خدمت کے لئے دن رات خدام حاضر رہتے۔ والدین اپنے صاحبزادے کا چہرہ انور دیکھ دیکھ کر شاد ہوتے اور ہر قسم کی اشیاء مہیا فرماتے جب بھی صاحبزادہ صاحب کو باہر لایا جاتا تو جو عقیدت مند دیکھتا قربان ہو جاتا ہر فرد و بشر آپ کی بابت پیشین گوئی کرتا کہ یہ صاحبزادہ صاحب نہایت رعب و جلال کے مالک ہوں گے بچپن سے ہی ان کی پیشانی میں بلندی اور شان کا ستارہ چمک رہا ہے

marfat.com

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارہ بلندی

آپ کی صورت وسیرت ،قدوقامت اپنے جدامجد حضرت شمس الہند قدس سرہ کے عین مشابہ تھی اس طرح صاحبزادہ صاحب نے بڑی شان وشوکت سے پرورش پائی سبحان اللہ!

سجادہ نشینی

اپنے والد گرامی قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ بوقت وصال آپ کے والد گرامی نے سینے سے لگا کر فرمایا بیٹے باپ دادا کا فیض تیرے حوالے کردیا دنیاوی عدالت چھوڑ کرمخلوق کی ہدایت کے لئے کمربستہ ہوجاؤ۔[1]

حضرت ثانی قدس سرہ کے وصال کے چالیس دن بعد آستانہ عالیہ آلومہار شریف میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ جس میں مشائخ چورہ شریف ،نتھیال شریف ودیگر سجادہ نشین حضرات نے شرکت فرمائی ،اسٹیج پراجل خلفاء وعلماء تشریف فرماتھے ،خلق کا بے پناہ ہجوم تھا مشائخ چورہ شریف ونتھیال شریف نے آپ کی دستار بندی کی اور فرمایا

''یہ صاحبزادہ صاحب ذی العزت بھی ہیں اور رئیس اعظم بھی ،مجسمہ حسن وجمال بھی ہیں اور صاحب رعب وجلال بھی ،انشاءاللہ اپنے آباؤاجداد کے فیوض وہمیشہ تقسیم فرماتے رہیں گے۔[2]

زیارت نبوی ﷺ

صاحب تذکرہ مشائخ امینیہ رقم طراز ہیں کہ یہ فقیر ایک روز حضرت قبلہ سید محمد

---

[1] ایضاً ص ۳۴۱ [2] ایضاً ص ۳۴۴

marfat.com

حسین شاہ قدس سرہ کی مجلس میں حاضر تھا جناب نے اپنا ایک واقعہ یوں بیان فرمایا

میرے والد گرامی نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ "بیٹا اس عدالت وغیرہ کو چھوڑ کر اپنے آبائی طریقہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق لوگوں کو تبلیغ وہدایت کرنا"۔

مگر میں بوجود والد محترم کے ارشاد گرامی پر عمل پیرا نہ ہو سکا تو چند دنوں کے بعد آپ مجھے خواب میں ملے اور فرمانے لگے کہ "محمد حسین تم نے ابھی تک میرے کہنے پر عمل نہیں کیا چلو تمہیں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کروں چنانچہ والد محترم مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچی جگہ پر نہایت اعلیٰ تخت پر جلوہ فرما تھے۔ قبلہ والد محترم نے حضور علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا صاحبزادہ ہے آپ اس کو وصیت فرمائیں"۔

"صاحبزادہ سید پیر محمد حسین شاہ صاحب فرمانے لگے کہ پیارے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور حضور نے مجھے ہر طرح کی وصیت فرمائی اور آخر میں اپنے سینہ اطہر سے لگا کر رخصت فرمایا جب میں بیدار ہوا تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے"۔

اس کے بعد تہجد اور نماز فجر ادا کی اور سورج نکلنے پر کچہری کا جتنا عملہ تھا سب کو دربار عالیہ مبارک شریف سے رخصت کر کے حکومت برطانیہ کو استعفا لکھ دیا اور قبلہ والد محترم سیدنا خواجہ محمد امین شاہ صاحب کے تمام پرانے خدام و مشتاق کو جمع کیا اور تجویزیں وغیرہ واضح کر کے اشاعت و تبلیغ دین اسلام کے لئے سفر کا پروگرام بنایا اور جب میری کچہری چھوڑنے کی خبر تمام یاران طریقت کو ملی تو ان کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی بعد میں آپ تادم حیات دین کی تبلیغ و اشاعت ہی فرماتے رہے۔

marfat.com

پہلا تبلیغی وروحانی دورہ

آپ کے ارشاد کے مطابق خاص پرانے دوست، خلفائے عظام، علمائے کرام اور خدام دربار آلومہار شریف میں جمع ہو گئے اور یک زبان عرض کرنے لگے کہ جناب کا دنیاوی عدالت چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ مبارکہ کے مطابق تبلیغ دین کا آغاز فرمانا ہمارے لئے وجہ تسکین ہے کہ آپ کے اجداد قدس سرہم کے کارناموں نے دربار آلومہار شریف کو بہت شہرت عطا کی ہے اور ان کی خدمت دین اسلام نے ہدایت اور فیض کی نہریں جاری کی تھیں اور اب ماشاء اللہ پھر تبلیغ دین کا سلسلہ جاری ہو چکا ہے ہم سب دعا کرتے ہیں کہ اس دریائے فیض و برکت سے ہمیشہ لہریں اٹھتی رہیں اور دربار آلومہار شریف میں تاقیامت فیض وعرفان کا چشمہ جاری رہے اور لوگ اس فیض و برکت سے فیضیاب ہوتے رہیں۔ آمین ثم آمین

سفر کی تیاری شروع ہوئی سامان سفر باندھا گیا گھوڑے ہنہنانے لگے آستانہ عالیہ آلومہار شریف میں وہی پہلے سے آثار نمودار ہوئے ہر طرف ذکر الٰہی کی گونجیں اٹھنے لگیں۔ "حق ھو" کے نعرے بلند ہونے لگے اور صاحبزادہ صاحب گھوڑی پر قدم رنجہ فرمانے لگے تو ایک خادم نے رکاب تھام کر آپ کو سوار کروایا اور ایک دوسری گھوڑی پر مولانا مولوی غلام رسول صاحب (موضع واہلیانوالی ضلع سیالکوٹ) اور ایک پر جناب مولانا مولوی جلال الدین صاحب (موضع شیخ پور ضلع گجرات) سوار ہوئے اسی طرح سے خلفاء، علماء اور نہایت ہی پیار وناز سے پلے ہوئے نوجوان گھوڑیوں پر سوار ہوئے بہترین نورانی چہرے والے خادم جناب سائیں امیر الدین صاحب "نعت خواں" جو جب قبلہ صاحبزادہ صاحب کا حکم ہوتا کہ امیر الدین نعت شریف پڑھو تو فوراً نہایت سریلی آواز میں اپنے پیر ومرشد کے عشق ومحبت میں درد بھری نعتیں پڑھنا شروع ہو جاتا امیر الدین کی آواز کی گونج سے چاروں طرف خاموشی کا سناٹا طاری ہو جاتا اور

marfat.com

ان کی آواز کی لذت سے سامعین کبوتر کی طرح پھڑک پھڑک جاتے۔ جب آپ اپنے جانثار غلاموں پر نظر کرم فرماتے تو سب ہوش میں آجاتے اور ان کے چہرے روشن و منور ہو جاتے۔

پھر وقت ایسا عجیب آیا کہ ''زہے نصیب'' دوسرے یاران طریقت نوجوانوں سے جناب خورشید احمد اور جناب حاجی نظام دین، جناب غلام رسول اور جناب بہاؤالدین عرف بھاگ، اور بڑوں میں سے جناب حاجی مہتاب دین (موضع دھیرو والی)، جناب میاں محمد دین (موضع لوڑ ہکی) اور میاں رکن دین درویش یہ سب جناب سیدنا پیر محمد حسین شاہ صاحب کے ساتھ شامل ہو کر قصبہ در قصبہ، شہر در شہر تبلیغ و اشاعت دین کرتے ہوئے ایک روز موضع سندھواں ماچھیکے میں بھی تشریف فرما ہوئے اور مسجد کے قریب ایک کھلے میدان میں چھولداریاں لگائی گئیں حضرت صاحب کے حکم سے ایک تمبو لگ گیا، جس کے آگے پیچھے دو حصے عام اور درمیان میں آپ کے لئے ایک بڑا حصہ تھا یہ سائبان وغیرہ صرف جناب قبلہ حضرت صاحب نے لگوائے تھے کیونکہ آپ بہت صفائی پسند اور نفیس طبیعت کے مالک تھے آپ کے تمام خدام صاف لباس میں ملبوس رہتے اگر کسی خادم کا کپڑا میلا ہو جاتا تو فوراً صاف لباس پہننے کا حکم دیتے اور جب عبادت میں تشریف لیجاتے تو فرماتے کہ صاف ستھری جگہ مشکل مہیا ہوتی ہے اور میرے پاس اپنی حاجت کے لئے قسم قسم کے لوگ آتے ہیں یہ مسجد کی حد سے باہر ہی ہیں تو بہتر ہے کیونکہ ہم لوگ اگر اپنے مقررہ اوقات عبادت میں مسجد میں جائیں تو نہایت اچھا ہے تاکہ عبادت میں کسی قسم کا فرق نہ آئے۔

جناب حضرت صاحب کے یہ ارادے قابل توصیف ہیں کیونکہ جناب بابا جی چنن شاہ قدس سرہٗ اور جناب سیدنا خواجہ محمد امین شاہ قدس سرہٗ کے وقت میں زیادہ تر لوگ رشد و ہدایت کے لئے مسجد میں جمع ہوتے تھے اور ہمیشہ اوقات عبادت میں

marfat.com

مسجدوں میں ہی قیام فرماتے المختصر موضع ماچھیکے میں چہل پہل لگ گئی کیونکہ اس گاؤں کے لوگ پشت در پشت آپ کے خدام چلے آتے تھے اور حضرت شمس الہند قدس سرہٗ کے پرانے خادم میاں خیر محمد، میاں غلام محمد اور مولوی نور محمد علیہ الرحمہ والد بزرگوار حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہٗ اور حضرت ثانی قدس سرہٗ کے خادم جناب حبیب اللہ اور جناب فقیر اللہ اور پیر سیدنا محمد حسین شاہ صاحب کے خادم جناب امیر الدین نعت خواں بہت مشہور و معروف ہیں۔

فیضان داتا گنج بخش

ایک مرتبہ آپ نے گوشہ نشینی کا ارادہ فرمایا تاکہ خلق خدا سے کنارہ کشی اختیار کر کے خلوت میں ذکر و فکر سے اوقات کو مزین کیا جائے اور مزید باطنی کمالات حاصل کئے جا سکیں لہٰذا بھاٹی دروازہ لاہور میں رہائش اختیار کی اور چالیس دن تک متواتر پچھلی رات مزار شریف پر حاضری دیتے رہے اور ذکر و مراقبہ بھی فرماتے رہے بالآخر آپ فیضیاب اور بامراد ہو کر چالیس دن کے بعد رخصت ہوئے۔ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ کے مزار اقدس پر آپ کے علاوہ پاک و ہند کے اکثر اولیائے کرام حاضر ہوتے رہے اور فیض پاتے رہے۔[1]

اب بھی اگر کوئی حسن نیت اور کمال عقیدت سے متواتر چالیس دن آپ کی بارگاہ میں حاضری دے تو اللہ رب العزت اس کی دستگیری فرما دیتا ہے۔

بر آستاں تو ہر کس رسید مطلب یافت
روا مدار کہ من نا امید بر گردم

ملی خدمات

تحریک خلافت کے دور شباب میں آپ نے خلافت اسلامیہ کے احیاء اور نظام

---

1 ایضاً ص: ۳۷۶

اسلامی کی ترویج کے لئے ''تحریک خلافت'' میں سرگرمی سے حصہ لیا اور نمایاں حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۲۰ء میں برصغیر میں ''تحریک ترک موالات'' شروع ہوئی، ۲۸ مئی ۱۹۲۰ء کو بمبئی میں خلافت کانفرنس کا اجلاس ہوا جس میں عدم تعاون کے اصول کو تسلیم کرلیا گیا ۲ جون ۱۹۲۰ء کو الہ آباد میں ایک اجلاس ہوا۔ جس میں ہندو اور مسلمان رہنماؤں نے شرکت کی۔ اس میں تحریک ترک موالات کی قرارداد اصولاً پاس کر دی گئی اور طریقہ کار کو مسٹر گاندھی کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی گئی جو مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل تھی۔

۱۔۔۔۔ مسٹر گاندھی ۲۔۔۔۔ مولانا محمد علی جوہر ۳۔۔۔۔ مولانا شوکت علی

۴۔۔۔۔ مسٹر کھتری ۵۔۔۔۔ مولانا حسرت موہانی ۶۔۔۔۔ ڈاکٹر کچلو [1]

یہ سیاسی رہنما برصغیر کے با اثر جاگیرداروں، گدی نشین حضرات اور عوام کو ابھار رہے تھے کہ بیدار ہو جاؤ اور قوم کی خدمت سرانجام دو، وقت سخت ہے ماحول نازک ہے ان حالات میں لالہ لاجپت رائے، ملک لال خان، اور ڈاکٹر کچلو وغیرہ کی آنکھیں آستانہ عالیہ آلومہار شریف کی طرف مرکوز تھیں کیونکہ یہ آستانہ پنجاب میں سب سے زیادہ با اثر تھا ان کا خیال تھا کہ اگر اس گدی کے سجادہ نشین سیدنا خواجہ پیر محمد حسین شاہ صاحب اٹھ کھڑے ہوں تو ہمیں لاکھوں کی تعداد میں مجاہدین مل جائیں گے سب نے متفقہ ارادے سے ملک لال خان (گوجرانوالہ) کو قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا تو آپ نے فرمایا۔

''چلو مان لیا کہ آج ہم انتھک کوشش کے ساتھ ہندوستان کو انگریز سے پاک کرلیں گے مگر جب ہندوستان آزاد ہو گیا یہ ہندو تمہارے دشمن تمہیں ایسی ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائیں گے کہ آزادی تو درکنار تمہیں بیٹھنے کی جگہ نہ ملے گی۔ انگریز اور ہندو

---

[1] محمد علی، زندگی اور کارنامے، مدراس ۱۹۲۱ء، بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۱۵۵

marfat.com

دونوں تمہارے دشمن ہیں تم اپنا فکر کرو، میں تو بمعہ مریدین ملکی خدمت کے لئے تیار ہوں"۔

ملک لال خان کا کہنا تھا جناب پہلے کانگریس سے مل جل کر ملک سے انگریزوں کو نکال لیں پھر بعد میں ہندوؤں کو بھی نپٹا لیں گے۔

لیکن حضرت صاحب نے فرمایا کہ سانپ کبھی کسی کے دوست نہیں بنتے بلکہ "یار بد بدتر بود از مار بد" آخر ملک لال خان کے اصرار پر آپ کمربستہ ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے سب سے پہلے شیرانوالہ باغ (گوجرانوالہ پنجاب) کے ایک عظیم الشان اجتماع میں تقریر فرمائی اور اسی سیاسی بصیرت اور دور اندیشی کو ان لفظوں میں بیان فرمایا

مان لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ سے معاہدے کئے۔ مگر وہ ہر بار دھوکہ دیتے رہے ایسے ہی ہندو قوم ہے جب ان کا ذاتی مفاد ہو تو ہمارے محسن بن جاتے ہیں مطلب نکلنے پر منہ پھیر لیتے ہیں یہ تو مطلب پرست ہیں۔

دونوں فریق انگریز اور ہندو ہمارے قدیمی دشمن ہیں ہم صرف اپنی ملکی حالت برقرار کرنے کے لئے اور ملک کو تمام آلائشوں سے پاک کرنے کی خاطر کمربستہ ہوئے ہیں ہمیں اپنے ملک و وطن سے محبت ہے کیونکہ حدیث مبارکہ

حب الوطن من الایمان

چنانچہ اسی طرح آپ نے دیگر چند شہروں میں اتفاق واتحاد مسلمین کی بابت پرجوش و پرتاثیر تقاریر فرمائیں جس کی وجہ سے قبلہ حضرت صاحب کو گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے۔ آپ ہر روز گرفتاری کے انتظار میں رہتے آخر ایک یا ڈیڑھ ماہ کے بعد یہ خبر ملی کہ حکومت نے آلومہار شریف کے سجادہ نشین جناب سیدنا خواجہ پیر محمد حسین شاہ صاحب کے وارنٹ گرفتاری واپس کر لئے ہیں اس کے بعد

marfat.com

بھی آپ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا۔ لیکچر دیتے رہے، مگر آپ کی ساری زندگی میں حکومت کو جرأت نہ ہو سکی کہ آپ کو گرفتار کر سکے اسی اثناء میں انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹی نبوت کا دعویدار بنا کر مسلمانوں کے خلاف ابھارا انگریزوں مرزائیوں اور شردانند شدھی کا بے پناہ زور و شور تھا ملک بھر میں ہر قسم کے مصائب زوروں پر تھے مسلمانوں کو اس فتنہ سے بہت دشواریاں لاحق تھیں۔ جناب قبلہ حضرت صاحب کمر بستہ تیار ہو کر ان کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے آپ نے اور دیگر حضرات بزرگان دین نے نجات دلوائی اور لوگوں نے امن کا سانس لیا۔[1]

آخر کار روحانی جذبہ سیاسی سرگرمیوں پر غالب آیا اور آپ نے یہ سب کچھ چھوڑ کر یکسوئی کے ساتھ طالبان حقیقت اور متلاشیان معرفت کی رہنمائی کا فریضہ سنبھال لیا اور اپنی ذات کو صرف تبلیغ اسلام اور مریدین کی تربیت کے لئے وقف کر دیا آپ ہی کے عہد ہمایوں میں آلومہار شریف میں پختہ مکان تعمیر ہونے شروع ہوئے، آپ نے حضرت شمس الہند قدس سرہ کے دربار عالیہ کو پختہ بنایا آپ کے مزاج میں جلال اور غیرت کی آمیزش زیادہ تھی شریعت اور سنت کی خلاف ورزی پر بسا اوقات زبانی سرزنش کی بجائے زدوکوب تک نوبت آ جاتی لیکن اس سے طالب کی اصلاح ہو جاتی۔ آپ نے آٹھ خدام و سلسلہ ازدواج میں منسلک فرمایا اور ان کے تمام اہل و عیال کی کفالت اپنے ذمے لی آپ انتہا درجے کے سخی اور فیاض تھے قدرت سے دست غیب بھی حاصل تھا۔

مقام توکل

شتہ داروں کی کفالت آپ کا خصوصی شیوہ تھا توکل میں بھی کامل تھے جو بھی کچھ فتوحات ہوتیں اپنے پاس نہ رکھتے بلکہ راہ خدا میں غریبوں اور مہمانوں پر صرف فرما

---

[1] ایضاً ص ۳۹۴۔۳۹۵

marfat.com

دیتے۔ آپ کے توکل پر ایک واقعہ درج ہے حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ رقم طراز ہیں۔

چاہ آدھورا جو ریلوے اسٹیشن ایمن آباد سے تین چار فرلانگ پر ایک موضع ہے ایک دفعہ آپ وہاں تشریف فرما تھے گرمی کا موسم تھا دوپہر کے وقت لاہور اور وزیر آباد سے دو ٹرینیں وہاں آکر رکیں تقریباً ڈیڑھ سو زائرین آپ کی زیارت کے لیے حاضر خدمت ہوئے اس وقت آپ کے پاس صرف 2 روپے تھے۔ اس کے متعلق کسی خادم یا عقیدت مند کو علم نہ تھا۔ ان افراد میں تقریباً پچیس کے قریب سپہ برادری کے احباب بھی تھے۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد مجھے فرمانے لگے جاؤ پانی کا لوٹا بھر لاؤ اور میرے ساتھ باہر چلو میرے دل میں خیال آیا کہ اس میں ضرور کوئی راز کی بات ہے ابھی آدھ فرلانگ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ آپ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یوں گویا ہوئے

یا اللہ اتنی خلقت کو اس جنگل میں میرے پاس بھیج دیا شام ہونے والی ہے ان کے کھانے کا انتظام کیسے کروں؟ میرے پاس تو صرف یہی دو روپے ہیں۔ دریں اثنا ہم جرنیلی سڑک میں پہنچے تو وہاں ایک نابینا حافظ سڑک پر جا رہا تھا حضرت نے جیب سے وہ دو روپے اس اندھے کے ہاتھ پر رکھ دیئے وہ خوشی سے پکار اٹھا

او جی! تو جنگل میں کہاں سے آ گیا

آپ نے فرمایا

بھائی جاؤ بولنے کی ضرورت نہیں پروردگار کے شکر گزار ہو۔

آپ واپس اپنی رہائش کی طرف جانے کے لئے مڑے تو پھر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی "یا اللہ میرے پاس دو روپے تھے وہ بھی میں نے تیرے ایک نابینا بندے کو دے دیئے اب میرے مہمانوں کی فکر کرنا"

ابھی نصف راستہ ہی طے کیا تھا کہ ایک خاتون کی آواز سنائی دی، جو آپ کو

marfat.com

پکار رہی تھی آپ کھڑے ہو گئے وہ آپ کے عقیدت مند کی بیوی بنام بیگم بی بی تھی جو ایک صاحب حیثیت اور متمول زمیندار خاندان سے تعلق رکھتی تھی اس کا خاوند موتی رام جو پہلے ایک برہمن ہندو تھا۔ اسے آپ کے دست حق پرست پر دولت اسلام اور سعادت بیعت حاصل ہوئی تھی۔ وہ قریب آ کر قدم بوس ہوئی اور کہنے لگی کہ جناب آج صبح میرے دل میں خیال آیا کہ اگر حضرت صاحب کے پاس مہمان زیادہ آ جائیں تو آپ کو تکلیف ہوگی میں ڈھائی تین من گندم صاف کروا کر اور پسوا کر لائی ہوں اور ساتھ ہی گھی، نمک، مرچ، مصالحہ وغیرہ لائی ہوں خادم پیچھے گدھے پر لادے آ رہا ہے حضرت صاحب نے نہائت خوش ہو کر بیگم بی بی کے حق میں دعا فرمائی اور مجھے فرمانے لگے کہ بیٹا اسی لئے تمہیں اپنے پاس لایا تھا کہ تمہیں بھی یہ سبق حاصل ہو جائے کہ جو، مہمان ہمارے پاس بھیجتا ہے وہ خرچ بھی ساتھ ہی بھیج دیا کرتا ہے جب ہم واپس ڈیرہ پر پہنچے تو موضع مہلووالہ اور موضع اناوہ سے لوگ حاضر ہوئے کسی نے آٹا اٹھایا ہوا ہے کوئی پکائی کا سامان مہیا کر رہا ہے غرضیکہ عصر تک چار پانچ سو آدمی کا راشن جمع ہو گیا اور لنگر پکنا شروع ہوا یہ کمال تصرف تھا کہ آناً فاناً تمام کھانے جنگل میں مہیا ہو گئے جب عصر کا وقت ہوا تو جس لڑکے نذیر حسین نے ظہر کی جماعت کرائی تھی اس کو حضرت صاحب نے فرمایا کہ نذیر حسین اذان کہو اذان کے بعد جب لوگوں نے سنتیں ادا کر لیں تو جماعت کے لئے آپ نے مجھ فقیر کو آگے کھڑا کر دیا۔ لاہور والوں نے اعتراض کیا کہ جناب ظہر کے وقت بھی آپ نے لڑکے کو جماعت کے لئے کھڑا کر دیا تھا اب بھی خواجہ صاحب کے لڑکے کو کھڑا کر دیا ہے ایسی جماعت کے ساتھ ہم روز نمازیں ادا کرتے ہیں ہم تو چند نمازیں آپ کے پیچھے پڑھنے آئے ہیں کہ ایک مقبول ہستی کے پیچھے نماز پڑھنا ہمارے لئے ذریعہ نجات بنے آپ نے فرمایا کہ بھائی جب تم میری صحبت میں آ گئے ہو تو میرے پیچھے ہی نماز پڑھ رہے ہو۔ آج میں خلیفہ خواجہ رکن الدین

marfat.com

صاحب کے لڑکے کے پیچھے نماز پڑھونگا تو اس برکت سے کل دنیا والے اس کے پیچھے نمازیں پڑھیں گے جناب حضرت صاحب کے پرفیض الفاظ پر فقیر کو بے انتہا مسرت ہوئی اور باخوشی جماعت کرائی اور دعا سے فارغ ہونے پر جناب نے فقیر کو سینہ اطہر سے لگا کر توجہ فرمائی اور کل حجابات دور فرما دیئے ''زہے نصیب'' گیارہ سال کی عمر میں فقیر کو بیعت میں لیا تھا اور چودہ سال کی عمر میں فقیر کے پیچھے نماز پڑھ کر امامت کا شرف بخشا اور چھوٹی عمر میں ہی خلفاء کی صف میں بٹھا کر فیض عطا فرمایا اس کے بعد جناب نے فقیر کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا تناول فرمایا اور اعلان فرما دیا کہ آج سے خلفاء کا کھانا علیحدہ اور اعلیٰ ہوا کریگا اور خدائی تقسیم کے مطابق کھانا کھلایا کریں گے اعلیٰ کھانا خلفاء اور امراء کا عام لوگوں کو صرف دال روٹی، اور جب تک جناب حضرت صاحب ''چاہ آدھورا'' میں رہے خلفاء اور امراء کو گوشت، پلاؤ اور عوام کو دال روٹی اور ہفتہ میں ایک دو دفعہ عوام کو بھی گوشت پلاؤ ملتا اور بڑے چین و آرام کی زندگی گذارنے گئے آپ کا لنگر ہمیشہ جاری رہتا تھا اور مسکین وغریب لوگ کھانا کھایا کرتے۔[1]

تصرفات

نگاہِ کیمیا اثر

صوفی محمد علی نقشبندی رقم طراز ہیں کہ

جناب استاد محمد دین رنگساز (گوجرانوالہ) نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ میرے دل میں جناب قبلہ سیدنا پیر سید محمد حسین شاہ قدس سرہٗ کی زیارت کا بے پناہ شوق پیدا ہوا۔ میں عشق و محبت کی اسی بیقراری میں دربار آلومہار شریف پہنچا تو خبر ملی کہ حضرت صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ دل کو سخت صدمہ لاحق ہوا مگر ایک

---

[1] ایضاً ص ۳۶۸، ۳۶۹

marfat.com

درویش نے خوشخبری سنائی کہ آپ مغرب سے پہلے پہلے تشریف لے آئیں گے یہ سن کر
دل کو چین آیا اب وقت انتظار میں گزرنے لگا جب عصر کا وقت ہوا تو حضرت صاحب
تشریف لے آئے اس وقت آپ کی کیفیت یہ تھی کہ چہرہ انور پر زبردست رعب وجلال
نمودار تھا آپ کے رعب وجلال کی دہشت سے مجھے دست بوسی بھول گئی اور گردن
جھک گئی میرا وجود حالت وجد میں کانپنے لگا آپ بڑی گہری نظر سے میری طرف دیکھ
رہے تھے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آہستہ آہستہ میرے بدن سے غلاظت کے
پردے اٹھنے لگے، سینہ منور ہونے لگا، پہلے سے موجود جلد بدن سے صاف ہوگئی اور نیچے
سے بہترین، خوبصورت اور روشن جلد پیدا ہوئی، چودھری محمد دین (نورکوٹ والے)
قریب کھڑے تھے، وہ رہ نہ سکے اور بول اٹھے کہ جناب شیخ کی شفقت اور نگاہ کیمیا نے
تو محمد دین کو رنگ الٰہی میں رنگ دیا ہے یہ نہایت خوش نصیب ہے کہ ایک ہی نگاہ سے
جس کے خفتہ نصیب جاگ اٹھے۔ استاد محمد دین زار و قطار رو رہے تھے اور یہ شعر ورد
زبان تھا

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند[1]

بقول اقبال

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

دعائے شیخ

صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ رقم طراز ہیں کہ
ایک روز فقیر پر سائیں امیر داد، جو چھوٹی عمر اور حالت یتیمی میں حضرت خواجہ

---

1. ایضاً ص ۳۶۳، ۳۶۴

marfat.com

سید پیر محمد حسین شاہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کی زیر شفقت پرورش پائی۔ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ حضرت صاحب علاقہ سمبر میں تشریف لے گئے ایک گاؤں جو ڈیک ندی کے بالکل کنارہ پر تھا وہاں آپ کے چند لوگ عقیدت مند تھے وہ آپ کو اپنے گاؤں میں لے گئے آپ نے لوگوں کو وعظ تبلیغ فرمائی جس سے لوگ بے حد متاثر ہوئے اور ہاتھ باندھ کر عرض گذار ہوئے کہ جناب ہم زمیندار لوگوں کا کھیتی پر ہی گذارا ہے مگر یہ ڈیک ندی ہماری سب زمین برباد کر رہی ہے اب قریب ہے کہ ہمارا گاؤں بھی زد میں آجائے آپ دعائیں فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس آفت سے محفوظ فرمائے کیونکہ ہمارا زمین کے سوا کوئی سہارا نہیں اگر یہ جاتی رہی تو ہم برباد ہو جائیں گے ان کی یہ آرزو سن کر آپ کو بہت افسوس ہوا کیوں نہ ہوتا مریدین بھی روحانی اولاد ہوتے ہیں تو جناب حضرت صاحب فوراً حجرہ میں تشریف فرما ہوئے اور بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ

اے مولائے کریم یہ ڈیک یہاں سے دور ہو جائے اور ان غریبوں کی زمینوں کا نقصان نہ ہو۔

دعا سے فارغ ہونے پر باہر تشریف لا کر فرمانے لگے کہ اب تو عرش عظیم تک کی زنجیریں ہل گئیں ہیں۔ جناب کی دعا کی برکت سے اسی سال کے اندر ہی وہ ندی گاؤں سے بہت دور چلی گئی۔

این دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست
فانی است و گفت او گفت خداست
اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ [1]

---

[1] ایضا ص ۱۷۳

marfat.com

آخری تبلیغی دورہ

اپنے نورنظر صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ کی شادی کے تقریباً ایک سال اور چند ماہ بعد آپ نے تبلیغی دورہ کا ارادہ فرمایا اور ضلع سیالکوٹ کے علاقہ سلہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس طرف قدم رنجہ فرماتے لوگ گروہ در گروہ ہدایت و نصیحت کے لئے حاضر ہوتے اور حلقہ بیعت میں داخل ہوتے اسی طرح پند و نصیحت فرماتے ہوئے ضلع گورداسپور تحصیل شکر گڑھ میں پہنچے تو آپ بیمار ہو گئے سفر میں معمولی علاج وغیرہ کرتے رہے مگر بیماری زیادہ بڑھنے لگی تو آپ گوجرنوالہ کی طرف روانہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ اب زندگی کے جتنے دن ہیں وہیں گذاریں گے کیونکہ آپ دو، ڈھیڑھ سال پہلے اپنی موت کو یاد فرما رہے تھے۔ القصہ آپ نے گوجرانوالہ میں ایک عقیدت مند مولانا دادخان (جو کسی سرکاری عہدہ پر فائز تھا) کے ہاں قیام فرمایا اس خاندان کا بچہ بچہ شمع چنن شاہی کا پروانہ تھا۔ ویسے بھی گوجرانوالہ کے یاران طریقت چنن شاہی خاندان کو بہت پیارے تھے۔ تقریباً آلومہار شریف کے تمام بزرگ یہیں واصل باللہ ہوئے اور آپ ضلع گورداسپور تحصیل شکر گڑھ سے بیمار ہوکر گوجرانوالہ میں تشریف لائے یہاں آکر بھی آپ کا علاج ہوتا رہا مگر صحت نہ ہوئی بالآخر جب رحلت کا وقت قریب آیا تو قبلہ حضرت صاحب نے اپنے خاص خادموں حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہٗ اور خلیفہ محمد رمضان اور میاں محمد دین رنگساز کو بلا کر فرمایا کہ اب میرا آخری وقت ہے عزیز فیض الحسن سے ملنے کو جی چاہتا ہے فوراً بلاؤ چنانچہ صاحبزادہ صاحب کو فوراً تار دیکر بلوایا گیا جب آئے تو قبلہ حضرت صاحب فرمانے لگے آؤ بیٹا خدا حافظ اب ہم دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں یہ فرما کر صاحبزادہ صاحب کو سینہ سے لگایا اور جو باپ دادا کا روحانی فیض تھا اس سے سیراب کیا اور فرمایا کہ بیٹا میرے مہمانوں کا زیادہ فکر رکھنا یاران طریقت کی طرف دورہ کرتے رہنا اس وقت آپ کو یہ بھی وصیت فرمائی

marfat.com

مایہ دین را بدنیا دادن از بے ہمتی است
زانکہ دنیا جملگی رنج است و دین آسائش است
نعمت فانی ستانی دولت باقی دہی
اندریں سودا خرد داند کہ غبن فاحش است
بکوش تا دل صاحب نظر بدست آری
کہ نیست در دو جہاں دولت ازیں بہتر
مکن عمارت دنیا بکن عمارت دل
کہ عرش اعظم است ایں دل بقول پیغمبر

وصال پر ملال

اا جمادی الاول ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۳۲ء بروز سوموار بوقت عشاء دنیائے فانی سے جہان باقی کی طرف رخصت ہوئے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

عمر مبارک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سن مبارکہ سے متجاوز نہ ہوئی واضح رہے کہ اتباع رسول کا یہ نقطہ کمال تھا روضہ عالیہ میں اپنے جد امجد اور والد گرامی کے ساتھ مغرب کی طرف دفن ہوئے۔ [1]

قطعہ وصال

پنجاب میں اک مرد حق محمد حسین تھے
افسوس کہ اس دہر سے اب وہ بھی سدھارے
سرچشمۂ عرفان تھے اور مرد طریقت
ذو ہمت و باہیبت و پابند شریعت

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص: ۳۲۹ حضرت محمد علی نقشبندی قدس سرہ

marfat.com

اس صدمے سے ہے کانپ رہا پائے تصوف
سر گرم فغاں ہے سبھی دنیائے تصوف
خدام نے مرقد میں جسد کو جو اتارا
ہاتف نے وہیں یغفرہ اللہ پکارا [1]
۱۳۵۱ھ

حلیہ مبارک

آپ انتہائی خوبصورت، نفاست پسند، خوش پوش اور حسن و جمال کے پیکر تھے۔ جسم گداز، قد دراز، چہرہ پر وقار، انداز پر جلال اور اطوار خوش خصائل تھے۔ حضرت خطیب الاسلام، صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ ریشم کی طرح نرم اور آپ کا پسینہ خوشبودار تھا۔

معمولات

آپ فرائض، واجبات اور سنتوں کا خوب التزام فرماتے۔ حتی الامکان مستحبات کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ بعد نماز عشا، حلقہ ذکر منعقد فرماتے جس میں قرآن خوانی اور مثنوی مولانا روم کا بھی اہتمام ہوتا۔ درود خضری شریف کثرت سے پڑھتے، تہجد اور شب خیزی کا خصوصی خیال رکھتے۔ خلفاء اور خدام کو خود بیدار فرماتے۔ روزانہ نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن، دلائل الخیرات مع حزب البحر، دعائے گنج العرش، درود تاج شریف، مراقبہ اور ختم خواجگان نقشبندیہ آپ کا مستقل معمول تھا اور سفر و حضر میں ان معمولات کی پاسداری جاری رہتی۔

ذکر اسم ذات، نفی اثبات، ذکر خفی بہ شکل پاس انفاس کی کثرت کا خصوصی التزام

---

[1] ایضاً ص ۳۹۸، ۳۹۹

marfat.com

ہوتا۔ آپ کی شبانہ روز کوششوں اور مخلصانہ کاوشوں کی برکت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو پنجاب بھر میں خوب عزت و رونق نصیب ہوئی اور تقسیم فیوض و برکات کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ شفا بخشی آپ کی زبان کی خصوصیت تھی۔ دور دراز سے ناتواں اور جان بلب مریض آتے اور شفایاب ہو کر واپس جاتے۔ آپ آباء و اجداد کے مزارات وملحقہ مسجد و مہمان خانوں کی خوب دیکھ بھال فرماتے رہے۔

خواجگان کے مزارات پر روزانہ اہتمام کے ساتھ حاضری دیتے اور دیر تک وہاں مراقب رہتے۔ نقشبندی معمول کے مطابق ظاہری معنوں میں سفر در وطن آپ کا معمول تھا۔ یہ سارا سفر گھوڑیوں پر طے ہوتا۔ آپ کے پاس بڑی اعلیٰ نسل کی گھوڑیاں تھیں ایک ایک گاؤں میں کئی کئی دن قیام فرماتے جب تک گاؤں کے تمام لوگ نمازی اور نیک نہ بن جاتے آگے سفر پر روانہ نہ ہوتے۔ ہر طرف آپ کے فیض عام کا چرچہ رہتا اور خلق خدا دور دور سے حاضر ہوتی اور فیض پاتی

ہر کجا چشمہ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند

اولاد امجاد

آپ کے چار صاحبزادے تھے جو اپنے آباؤ اجداد کے روحانی کمالات کا مظہر تھے ان کے اسماء و حالات درج ذیل ہیں۔

دو صاحبزادے

حضرت پیر سید محمد حسین شاہ قدس سرہ چک نمبر ۸۵ ضلع سرگودھا میں سکونت پذیر تھے۔ ۱۹۰۷ء میں آپ کے ہاں دو صاحبزادے بیک وقت متولد ہوئے۔ ان

marfat.com

صاحبزادگان کی زندگی بمشکل ایک دن اور ایک رات بھی نہ ہوئی تھی کہ پیغام اجل آ گیا دوسرے دن علی الصبح چھوٹا صاحبزادہ انتقال فرما گیا۔ اس فوتیدگی کی خبر سن کر آپ گھر تشریف فرما ہوئے ان کے ہمراہ خواجہ رکن الدین بھی تھے۔ خواجہ صاحب نے معصوم صاحبزادے کو پیار و محبت سے نہلا دھلا کر کفن پہنایا اور اپنی ہتھیلیوں پر اٹھا کر لیجا رہے تھے ڈیوڑھی تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر تھی ابھی آپ نے اپنا قدم ڈیوڑھی میں رکھا ہی تھا تو معصوم صاحبزادے نے خواجہ صاحب کو بآواز بلند پکارا کہ باباجی مجھے واپس گھر میں لے چلو میرے بڑے بھائی جان بھی تیار ہو رہے ہیں ہم دونوں مل کر قبرستان چلیں گے۔ جب خواجہ رکن الدین نے یہ آواز سنی فوراً میت گھر میں واپس لے گئے ابھی گھر والوں کو حضرت قطب الکونین قدس سرہٗ صبر کی تلقین فرما ہی رہے تھے جب خواجہ صاحب کو واپس آتے دیکھا تو فرمانے لگے کہ واپس کیوں آ گئے ہو چلو بچے کا جنازہ پڑھیں اور دفن کر آئیں خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ جناب اس پیارے صاحبزادے نے خود مجھے آواز دے کر کہا ہے کہ باباجی مجھے واپس لے چلو بڑے بھائی جان بھی تیار ہو رہے ہیں ہم دونوں بھائی مل کر چلیں گے صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب جب گھر کے اندر کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ کی اہلیہ محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ زار و قطار رو رہی تھیں آپ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا عرض کرنے لگیں کہ دوسرا صاحبزادہ بھی انتقال کر گیا فوراً دوسرے صاحبزادہ کو اٹھا کر نہلا دھلا کر محبت سے کفن پہنایا جب دونوں صاحبزادگان کے جنازوں کو مکان سے باہر لایا گیا سب یاران طریقت انتظار میں کھڑے تھے تو ایک دوست بنام قل احمد صاحب نے عشق و محبت سے نعرہ بلند کیا اور کہنے لگا کہ سبحان اللہ میرے آقا ولی کامل و اکمل کی کرامت ہے کہ جناب کی اولاد پاک ایک دو دن کی معصوم عمر میں انتقال کے بعد بھی گفتگو کرتے ہیں۔

marfat.com

خانقاہ معصوماں

جب دونوں صاحبزادگان کو قبرستان میں لے گئے تو ایک جھاڑ کے درخت یعنی ون کے قریب خواجہ رکن دین صاحب نے جگہ پسند فرما کر قبریں کھودنے کو کہا جب قبریں کھودنے لگے تو دو پتھر نہایت بہترین پرانے زمانے کے تراشے ہوئے نکل آئے اور انکو دفن کرنے کے بعد جو دو پتھر زمین سے نکلے تھے بطور یادگار سرہانوں کے طرف نصب کردیئے گئے یہ فقیر (محمد علی نقشبندی) کا چشم دید واقعہ ہے اس وقت فقیر کی عمر چھ سات برس تھی تقریباً ۱۹۰۷ء میں یہ واقعہ ہوا آج قلم بند کرتے وقت ۱۹۵۹ء ہے اس وقت سے لے کر آج دن تک یہ دونوں صاحبزادے اس گاؤں چک نمبر ۸۵ میں چوری ڈاکہ نہیں ہونے دیتے جس جگہ ڈاکو ارادہ بد کرتے ہیں۔ یہ پیارے صاحبزادگان ان کو خوابوں میں جگا کر ہوشیار کر دیتے ہیں اور چک نمبر ۸۵ میں خانقاہ معصوماں مشہور ہے اس علاقہ کے لوگ ان کا سالانہ عرس بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں اور ان سے فیض پاتے ہیں۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما [1]

خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ

قطب الکونین حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہ' کے تیسرے فرزند صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ' کے حالات وکمالات آئندہ صفحات میں بیان ہوں گے انشاءاللہ تعالیٰ

آپ کے چوتھے فرزند پیدائشی طور پر مغلوب الحال تھے۔

---

[1] ایضاً ص: ۳۱۶، ۳۱۷

marfat.com

مرقد انور ...... قطب الاولیاء حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہ

marfat.com

مرقد انور ...... زبدۃ الفقراء حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ

marfat.com

صاحبزادیاں

حضرت قطب الکونین قدس سرہ کی تین صاحبزادیاں تھیں۔

ا...... سیدہ صغریٰ فاطمہ

۲...... سیدہ ارشاد فاطمہ

۳...... سیدہ کنیز فاطمہ (رحمۃ اللہ علیہن اجمعین)

خلفائے عظام

خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ'

آپ قطب الکونین حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ قدس سرہ' کے خلیفہ خاص تھے۔

ولادت

آپ کی ولادت ۱۹۰۱ء میں موضع آلومہار شریف میں ہوئی۔ آپ کا آبائی گاؤں گوجرانوالہ کے نواح میں موضع ماچھیکے ہے چونکہ آپ کے والدین نے ساری عمر مشائخ آلومہار شریف کی خدمت میں گزاری تھی اور وہیں سکونت پذیر تھے۔ اسی لئے آپ کی ولادت بھی وہیں ہوئی۔

نسب

آپ کا اسم گرامی محمد علی اور والد ماجد کا نام خواجہ رکن الدین تھا آپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ اسی لئے نسباً صدیقی کہلاتے تھے۔ سندھ اور پنجاب میں ذول بادشاہ کے جود و سخا کے قصے خاص و عام میں مشہور تھے۔ یہ بادشاہ اسی

marfat.com

خاندان کا ایک فرد تھا۔ ذول بادشاہ کے شہزادوں میں سے ایک شہزادے نے حکمرانی چھوڑ کر فقر و درویشی کا راستہ اختیار کیا۔ اس طرح یہ خاندان جو پہلے جسموں پر حکمران تھا اب دلوں پر حکومت کرنے لگا۔

تعلیم و تربیت

حضرت خواجہ صوفی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ سرزمین آلومہار شریف میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی تحنیک (گڑتی) کے ساتھ ساتھ پرورش اور تعلیم و تربیت کے مراحل میں قطب زمانہ غوث یگانہ حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہات شامل حال رہیں کبھی آپ کی گود میں اور کبھی کندھوں پر سواری فرماتے رہے، حضرت خواجہ نے ولادت کے روز ہی اپنی تسبیح مبارک آپ کے گلے میں ڈال دی اور فرمایا یہ بچہ ولی ہوگا غالباً یہی وجہ تھی کہ بچپن سے ہی آپ پر عشق و محبت اور جذب و مستی کی کیفیات کا غلبہ تھا۔ حافظ صاحب سے قرآن حکیم ناظرہ پڑھا اور کچھ سکول کی تعلیم حاصل کی۔ مگر جذبہ اس قدر طاری تھا کہ یہ کیفیت علوم کے حاصل کرنے میں رکاوٹ ثابت ہونے لگی۔ آپ عام بچوں سے بالکل الگ اور مختلف تھے۔ چونکہ آپ مادرزاد ولی تھے ہر وقت مراقبہ اور ذکر میں مصروف رہتے ،فضول قسم کے کھیل کود میں کبھی حصہ نہ لیتے ،آپ کو علم لدنی سے وافر حصہ عطا ہوا تھا۔ آپ کی مجلس میں وقت کے علماء حاضر ہوتے تو آپ ان کو بھی تبلیغ فرماتے۔ کتابت اور نقشہ نویسی میں بغیر محنت کے آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کو ہندی، اردو اور پنجابی زبانوں پر دسترس حاصل تھی ،کبھی کبھار درد و سوز کی کیفیات میں ڈوب کر پنجابی کے دو چار شعر بھی فرمالیا کرتے ،نمونے کے طور پر تین شعر نذر قارئین ہیں۔

marfat.com

شوق طوفان سمندر وانگوں اندر ٹھاٹھاں مارے
اگ فراق نے مار جلایا وسدے دور پیارے
ادھی راتیں اٹھ اٹھ کے تے آہیں مار پکاراں
تیرے باجھ مدینے والے ، کون لوے گا ساراں
نیک عمل میں کر نہ سکیا، اینویں عمر گذاری
المدد یا مکی ، مدنی، رووواں کر کر زاری

تحصیل سلوک

آپ ازل ہی سے فقر وولایت کی دولت سے مالا مال تھے۔اولیاء کی تربیت اور پاکیزہ سیرت وکردار کے حامل والدین کی پرورش وشفقت اس پر مستزاد۔

حضرت خواجہ سید محمد امین قدس سرہ' کی روحانی توجہات اور دعاؤں کے علاوہ عارف کامل حضرت خواجہ پیر سید محمد حسین شاہ علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر حصول بیعت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا، آپ کی صحبت میں ہی سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم پائی اور آپ نے ہی ظاہری خلافت واجازت سے نوازا، باطنی خلافت آپ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے عطا ہوئی اور سرہند شریف کئی سال تک حاضر رہنے کے بعد سلوک کی تکمیل ہوئی۔

نسبت اویسی

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ،حضرت امام ربانی اور حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ (آلومہار شریف) کے اویسی تھے اور اکثر اوقات انہی حضرات کی ظاہری وباطنی حاضری وحضوری سے مشرف رہتے۔

marfat.com

اکتسابِ فیض

آپ نے جن اولیاء کرام کی خدمت اور ظاہری صحبت میں حاضر ہو کر اکتساب فیض کیا۔ ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

شمس الہند خواجہ سید محمد چنن شاہ نوری دائم الحضوری (آلومہار شریف)

حضرت خواجہ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی (علی پور شریف)

حضرت خواجہ پیر سید حیدر شاہ کالی چادر والے (چورہ شریف)

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری (شرقپور شریف)

اہل قبور سے فیض

آپ نے مندرجہ ذیل بزرگان دین کی قبور مقدسہ پر حاضر ہو کر فیض حاصل کیا۔

حضرت سید مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی دیوان شیر چاولی مشائخ ضلع ساہیوال

حضرت خواجہ سید چنن شاہ آلومہار شریف

اخلاق و عادات

آپ صورت و سیرت میں سلف صالحین کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ دور اول کے صوفیائے کرام کے قافلے سے بچھڑ کر ایک مسافر اس دور میں آ گیا ہے۔ آپ انتہائی بلند کردار، عالی ظرف، خوش خلق، غریب پرور، پیکر عشق و محبت، خادم دین وملت، تکبر و غرور سے خالی، فقر و فاقہ کے عادی اور زہد و توکل کا کوہ گراں تھے۔ آپ کی راتیں عبادت میں اور دن ریاضت میں بسر ہوتے درویشوں اور مہمانوں کی خدمت آپ کا خصوصی مشغلہ تھا۔ علماء کے احترام میں پورا پورا اہتمام

marfat.com

فرماتے۔ آپ کا کردار سپیدۂ صبح سے زیادہ صاف اور شبنم سے زیادہ پاکیزہ تھا۔ حق گوئی کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑے حاکم کو بھی خاطر میں نہ لاتے۔ دردِ دل کا یہ عالم تھا کہ کمزور اور بیمار جانوروں کی بھی خدمت کرتے۔ کسی پریشان حال کو دیکھتے تو بے اختیار آنکھیں چھلک پڑتیں۔ کسی فاقہ مست غم زدہ کو دیکھتے تو جو کچھ جیب میں ہوتا اس کے حوالے کر دیتے اور خود کئی کئی دن فاقہ کشی کی حالت میں رہتے مگر کبھی اظہار نہ فرماتے۔ مسجد اور مدرسہ میں اپنے ہاتھوں سے جھاڑو دیتے، صفائی کرتے جب کوئی طالب علم یا عقیدت مند آگے بڑھتا تو فرماتے مجھے بھی اپنے مالک کی مزدوری کر لینے دو اور زبان سے یہ شعر گنگناتے رہتے۔

اٹھ فریدا ستیا جھاڑو دے مسیت
توں ستا رب جاگدا تیری ڈاہڈے نال پریت

آپ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے اور اسی کی تلقین فرماتے۔ جانوروں پر خصوصی شفقت فرماتے اور گھوڑے پر سواری سے گریز فرماتے کئی کئی میل تک پیدل چلنا پسند فرماتے۔ ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور نہایت توجہ سے مزاج پرسی فرماتے اور دعوتوں کے موقع پر مہمانوں میں خود کھانا تقسیم فرماتے اور سب سے آخر میں کھانا کھاتے۔ آپ سادگی پسند تھے۔ لباس، بود و باش اور رہائش میں سادگی کو ترجیح دیتے۔ سفید لباس استعمال کرتے اور شلوار قمیض یا تہبند کے ساتھ دستار زیب سر فرماتے تھے۔ سردیوں میں کھدر کی سفید قمیض، سفید تہبند اور نقشبندی اونی چادر استعمال فرماتے۔ لباس میں ہمیشہ صفائی طہارت کو ترجیح دیتے۔

معمولات

آپ روزانہ تہجد سے لے کر فجر تک دن چڑھے تلاوت فرمایا کرتے۔

marfat.com

تیسرے روز قرآن پاک ختم کرتے نماز عشاء کے فوراً بعد آرام فرماتے۔ گرمی ہو یا سردی ہمیشہ رات کے ایک بجے بیدار ہو جاتے۔ روزانہ دس ہزار مرتبہ درود خضری پڑھتے اور پچیس ہزار مرتبہ ذکر اسم ذات کرتے روزانہ ختم خواجگان نقشبندیہ ختم مجددیہ ختم معصومیہ آپ کے اوراد و وظائف میں شامل تھے ذکر خفی اور مراقبے کا خصوصی انتظام فرماتے۔ آپ کی طبیعت میں جذبہ وشوق کا غلبہ رہتا۔ مریدین کی تربیت پر خاصا زور دیتے امیروں کی دعوتیں بہت ہی کم قبول فرماتے، بازار اور ہوٹل کے کھانے قطعاً پسند نہ فرماتے۔ حقہ، سگریٹ اور پان تک سے بھی مکمل اجتناب فرماتے۔

غلبہ جذب ومستی

جب آپ پر عشق الٰہی کا غلبہ ہوا اور جذب وجنون کی کیفیت مستقل صورت اختیار کر گئی تو آپ آبادی چھوڑ کر جنگل کی طرف چلے جاتے اور تلاش کرنے پر کسی غار یا کسی درخت کی کھوہ میں مراقب نظر آتے، جب یہ کیفیات روز افزوں ہو گئیں تو آپ نے آبادیوں کو خیر آباد کہہ دیا اور جنگلوں اور سنسان بیابانوں کی راہ لی، اسی حالت میں اٹھائیس (۲۸) برس گزر گئے، جنگلوں میں آپ کی غذا ذکر الٰہی اور درود خضری تھا۔ کبھی درختوں کے پتے اور گھاس پر گزارہ ہوتا اور کبھی ہاتھ کی انگلیاں منہ میں رکھتے تو دودھ اور شہد کا مزہ پاتے۔ جہاں بیٹھ کر تلاوت یا ذکر کرتے تو جنگل کے جانور بھی آپ کے اردگرد بیٹھ جاتے جن میں شیر، چیتا، اژدھا وغیرہ شامل تھے، اسی دوران آپ سے محیر العقول کرامات بھی صادر ہوتیں، جن میں اہل قبور سے ملاقاتیں اور مردوں کو زندہ کرنے کے عجیب واقعات رونما ہوتے۔

marfat.com

کرامات

آپ کی کرامات تو بے شمار ہیں۔ تاہم مشتے نمونہ از خروارے چند ایک کرامات نذر قارئین ہیں۔

آپ ایک مرتبہ سانگلہ ہل کے قریب ایک پہاڑی پر جا کر خلوت گزیں ہو گئے عبادت کے دوران ایک کیفیت سی طاری ہوئی خیال آیا کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی سے نوازا تھا، اگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھ پر بھی یہ کرم ہو جائے تو رحمت الٰہی سے کیا بعید ہے؟ چنانچہ اسی وقت سر بسجود ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین سوال پیش کئے اور ہمکلامی کی صورت میں ان کا جواب بھی طلب کیا اور پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک منظوری کی صورت میں جواب نہیں ملے گا سجدے سے سر نہیں اٹھاؤں گا۔

پہلا سوال

اے اللہ میری زندگی میں مجھے حضرات آلومہار شریف اور مشائخ نقشبندیہ کے حالات زندگی پر مشتمل ایک کتاب مرتب کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

دوسرا سوال

اے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی زندگی میں خدمت دین کی خاطر ایک دینی درس گاہ قائم کرنے کی توفیق عطا فرما اور ساتھ ہی خواجگان نقشبندیہ کے روحانی مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ایک خانقاہ اور مسجد بھی میسر فرما۔

تیسرا سوال

اے مولائے کریم مجھے وقت آخر وضو کی حالت میں موت آئے، جواب میں

marfat.com

ہاتف غیب سے فوراً ندا آئی کہ ہم نے تمہارے تینوں سوال منظور کر لیے ہیں۔

چنانچہ آپ کے ان تینوں سوالوں کی منظوری عملی صورت میں یوں سامنے آئی کہ آپ نے پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب بنام تذکرہ مشائخ امینیہ اپنی زندگی میں ہی مرتب فرمائی۔[1] دربار عالیہ (خانقاہ) حضرت خواجہ رکن الدین علیہ الرحمہ کی بنیاد رکھی اور ساتھ ہی دوسری منزل پر مسجد تعمیر کروائی اور ایک دینی درس گاہ "دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ (رجسٹرڈ) کا سنگ بنیاد رکھا، بعد میں دارالعلوم توسیعی مراحل سے گزرتا ہوا ایک عظیم الشان معیاری درسگاہ کی صورت اختیار کر گیا جو آج کل ماڈل ٹاؤن اے بلاک (مدینہ مسجد) میں منفرد اور امتیازی حیثیت کے ساتھ ابھر رہا ہے۔ بلاشبہ اس درسگاہ کا شمار ملک کی جدید ترین دینی درس گاہوں میں ہوتا ہے اس کا نصاب درس نظامی و دورہ حدیث، میٹرک تا ایم۔اے اور کمپیوٹر ایجوکیشن پر مشتمل ہے نیز جدید الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اس مرکزی دارالعلوم میں دیئے جانے والے علماء کے لیکچرز سے ذیلی مدارس کے طلباء کو استفادہ کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔

آج یہ دارالعلوم شہر کے جس حصے میں واقع ہے، حضرت خواجہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ اس طرف اشارہ فرما کر بہت مسرور ہوا کرتے اور فرماتے کہ مجھے اس کونے سے علم وفضل کی خوشبو آتی ہے، اور جنرل بس سٹینڈ گوجرانوالہ کے گردونواح میں انوار کی بارش ہوتی نظر آتی ہے غالباً اس سے مراد مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ اور دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ ہیں جن کے قیام سے حضرت کی وہ پیش گوئی پوری ہوئی۔

آپ کا تیسرا سوال یوں پورا ہوا کہ وصال سے تھوڑی دیر پہلے وضو فرما کر ختم خواجگان نقشبندیہ پڑھنے میں مصروف تھے کہ اچانک داعی اجل کو لبیک کہا اس طرح آپ کو شرف ہمکلامی بھی نصیب ہوا اور آپ کے مطالبات بھی پورے ہوئے۔

---

[1] آپ کی تحریر فرمودہ اسی کتاب کی بنیاد پر تذکرہ مشائخ آو مبارشریف منظر عام پر آئی ہے۔ وللہ الحمد

marfat.com

(والحمدللہ علیٰ ذالک)

ایک دن کا ذکر ہے کہ راقم الحروف نماز جمعہ کے بعد روضہ عالیہ پر بمع چند احباب کے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا، اچانک روضہ عالیہ کے قریب ایک ہمسائے کے گھر سے رونے کی آوازیں آنے لگیں اور ایک عورت روتی ہوئی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ کہہ رہی تھی، باباجی میرا بیٹا مرگیا، خدا کی بارگاہ میں دعا کرو، ورنہ میں بھی اس کے ساتھ مرجاؤں گی، آپ کو بہت ترس آیا اور فوراً اٹھ کر اس کے گھر چلے گئے۔ چند عقیدت مند بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے جاتے ہی مردہ بچے کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھنا شروع کردیا اہل خانہ نے کہا کہ حضرت! ابھی ڈاکٹر آیا تھا، اس نے بچے کی موت کی تصدیق کردی ہے آپ نے فرمایا، ڈاکٹر جھوٹ بولتا ہے، آپ نے ایک پھونک ماری بچے نے آنکھیں کھول دیں اور زندہ ہوگیا فرمایا کون کہتا ہے کہ مرگیا دیکھو بچہ تو زندہ ہے، حاضرین پر سکتہ طاری رہا اور آپ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے واپس روضہ عالیہ میں تشریف لے آئے۔

ایک دن آپ کے ایک عقیدت مند شیخ معراج دین پنساری کسی ضروری کام کے پیش نظر گوجرانوالہ سے موضع کوہلو والہ گئے واپسی پر جس تانگے پر سوار ہوئے۔ اس پر عورتوں کا ہجوم زیادہ تھا، اتفاق سے ان کے ساتھ اگلی سیٹ پر ایک خوبصورت نوجوان عورت بیٹھ گئی تھوڑی مسافت طے ہونے پر شیخ معراج دین کی نیت میں فتور آگیا اور اپنا ہاتھ اس عورت کی طرف بڑھانے لگا کہ اچانک قبلہ حضرت صاحب سامنے نظر آئے اور آپ نے ایک تھپڑ شیخ صاحب کے منہ پر رسید کرتے ہوئے فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی۔ شیخ صاحب کی چیخ نکل گئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، گوجرانوالہ پہنچنے تک مدہوشی کے عالم میں ذکر الٰہی کرتے رہے، واپس آکر ڈرتے ڈرتے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا شیخ صاحب پتہ چلا ہے کہ اللہ والے کس طرح

marfat.com

مشکل وقت میں کام آتے ہیں۔

یہ واقعہ شیخ معراج دین نے کئی لوگوں کی موجودگی میں ہمیں بار ہا سنایا ہے، وہ ابھی زندہ ہیں اور بلا جھجک اپنے مرشد کی یہ کرامت لوگوں کو سناتے رہتے ہیں۔

خلفاء

آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازت وخلافت سے نوازا، ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں،

۱...... حضرت میاں محمد یونس شرقپور شریف

۲...... جناب حاجی محمد شریف پرانی انارکلی لاہور

۳...... مولانا محمد حسین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۴...... صوفی محمد امیر خان گوجرانوالہ

۵...... راقم الحروف (محمد سعید احمد مجددی)

وصال

آپ کا وصال ۱۹۷۴ء، ۲۲ نومبر بروز جمعرات ہوا۔ عطا محمد اسلامیہ ہائی سکول کے وسیع گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی گئی، نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت راقم الحروف (محمد سعید احمد مجددی) کو حاصل ہوئی، نماز جمعہ کے بعد آپ کو کلاں قبرستان کے ایک کونے میں آپ کے والد مرحوم حضرت خواجہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا، جہاں آج ایک عظیم الشان روضہ عالیہ تعمیر ہو چکا ہے اور ایک دینی مدرسہ بھی موجود ہے جس میں نرسری تا مڈل اور ناظرہ وحفظ قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ آپ کا سالانہ عرس ہر سال ۲۲ نومبر (دربار عالیہ رکن الدین متصل کلاں قبرستان) کو انتہائی

marfat.com

تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔

دیگر خلفاء

حضرت قطب الکونین قدس سرہٗ کے دیگر خلفائے عظام جن کے اسمائے گرامی مل سکے وہ درج ذیل ہیں:

۱..... حضرت مولانا غلام رسول (موضع واہلیاں والی ضلع سیالکوٹ)

۲..... حضرت مولانا محمد دین (موضع بیگ پور ضلع گوجرانوالہ)

۳..... حضرت مولانا فضل دین (ساہیوال)

۴..... حضرت مولانا نورالدین (موضع دلم شریف تحصیل گوجرہ)

۵..... حضرت محمد رمضان (موضع رتہ ستریاں ضلع گوجرانوالہ)

۶..... حضرت حاجی نظام دین (موضع بھدرو ضلع فیصل آباد)

۷..... حضرت پیر سید رحمت علی شاہ (پنج گرائیں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

۸..... حضرت سید امیر حسین شاہ (میانی ضلع سرگودھا)

۹..... حضرت حکیم قاضی محمد سعید (پیر کوٹ متصل گکھڑ منڈی گوجرانوالہ)

۱۰..... حضرت میاں محمد بڈھا (دادوالی ضلع گوجرانوالہ)

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

marfat.com

خطیب الاسلام کی قلمی تصویر

نام سید فیض الحسن ...... چہرہ روشن ...... ضیائے پنجتن ...... روح بزمِ سخن ...... بہار گلشن فکر وفن ...... داڑھی گھنی ...... زبان کا دھنی ...... دل کا غنی ...... ساداتِ رسول [1] کا افتخار ...... جہان سنیت کا وقار ...... آسمانِ علم ودانش کا نیرِ تاباں ...... غلامی کی تاریکیوں میں صورت صبح درخشاں ...... لب پہ دعا ...... آنکھوں میں حیا ...... زباں محوِ ثنا ...... ہاتھوں میں مصطفائی لوا ...... ہر ادا زندگی کی ضیاء اسلوبِ تکلم میں آپ اپنی نظیر ...... کاروانِ خطابت کا امیر ...... لوحِ فطرت کی حسین تحریر ...... حسن ورعنائی کی دلآویز تصویر ...... ظلمات عالم میں خورشید ایماں کی تنویر۔

اغیار کیلئے شمشیر بے نیام ...... اپنوں کے لیے شفقت کا پیام ...... فخرِ اولاد خیر الانام [2] زینت قیادت وسیادت ...... اہل ایماں پہ برستا ہوا ابر رحمت ...... صوفیوں کا محرم را ...... عظمت اسلاف کی آواز ...... اصحاب معرفت کا اعزاز ...... حکمت میں عقدہ کشا ...... سیاست میں رہبر ومقتدا ...... فقر کی عبا زیب تن ...... جانِ جہاں فخر زمن ...... منکرین ختم نبوت کیلئے تباہی ...... اسلام کا بہادر سپاہی ...... حق وصداقت کی زندہ گواہی ...... بوریا نشینی میں انداز شہنشاہی ...... ناموس مصطفےٰ [3] کا پاسدار ...... حب

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] صلی اللہ علیہ وسلم [3] صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

527-A

مرقد انور ...... حجلہ نشین حریم قطبیت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

مرقدِ انور

گلِ سبد باغِ رسالت بوئے چمنستانِ امامت تقدس پوش نعمت ولایت زینت بزمِ نقشبندیت وارثِ مسندِ مجددیت حجرہ نشین حریمِ قطبیت غواصِ بحرِ حقیقت دانائے رموزِ معرفت شہزادۂ روحانیت سلطانِ سلاطینِ اقلیمِ خطابت مجاہدِ اوّل تحریکِ ختمِ نبوت قافلہ سالارِ جہادِ حریت

خطیبُ الاسلام ابوالکلام

حضرت صاحبزادہ سید **فیضُ الحسن** قدس سرہ الاحسن رحمۃ اللہ علیہ

زیبِ سجادہ چہارم اشرافِ ساداتِ حضرات آلو مہار شریف

تاریخِ وصال

(۲۰ جمادی الاوّل [illegible] ہجری مطابق [illegible] فروری [illegible] بروز جمعرات بوقت [illegible] بجے)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قطعہ تاریخِ وفات

از نتیجۂ فکر آفتابِ معرفت حضرت قبلہ خواجہ قمر الدین مدظلہ سیال شریف

آہ! صاحبزادہ فیضُ الحسن — رفت از ما شد بجنت خیمہ زن
در فصاحت و بلاغت بوالکلام — بود ہمسر بر شفوۂ اہلِ سخن
گفتگوئش بود چوں آبِ زلال — بے تکلف می گفتے از دہن
بیستم از اوّل جمادی رحلتش — روز پنجشنبہ شدہ زیبِ کفن

گفت رضواں فخرِ [illegible]

محبِ آلِ عبا فیضُ الحسن

ہدیۂ نیاز

از صاحبزادگان و خدام آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آلو مہار شریف

اہل بیت وصحابہ[1] سے سرشار...... عشاق رسول کیلئے پیار کی آبشار...... اعدائے اسلام کیلئے آتشِ شعلہ بار...... گلزار علم الیقیں کا گلِ عطر باز...... نازش اولیائے آلومہار...... سلسلہ مجددیت کا نگار...... سجادہ طریقت کا راجدار...... ملت اسلامیہ کا غمخوار غیرت ایمانی میں رعد کی کڑک...... بجلی کی چمک...... اداؤں میں گلِ خنداں کی مہک...... صداؤں میں شعلے کی لپک...... نرم خوئی میں سبزے کی لہک...... فکر صبح کا اُجالا...... عزم چاندنی کا جھالا...... تقریر آبشاروں کا بہاؤ...... سادگی شاخوں کا جھکاؤ...... محاسنِ انسانی کا مجموعہ...... اوصاف کا مرقع...... علم تصوف کا منبع...... دل نازک تر آبگینہ...... سوز وساز زندگی کا قرینہ...... اخلاق کا پیکر...... قوم کا رہبر...... الفت شہِ دوسرا[2] کا مظہر...... فدا کارانِ اسلام کا محسن...... جانِ ایقاں...... صاحبِ ایماں...... عشق حضور[3] کی برہان...... راحت قلب وجسم وجان...... الغرض ایسا انسان کہ ہر آن نئی شان کردار میں گفتار میں اللہ کی برہان...... عشق وعقیدت کا بانکپن

یعنی سید فیض الحسن...... سید فیض الحسن

قدس سرہٗ العزیز

---

[1] رضوان اللہ علیہم اجمعین [2] صلی اللہ علیہ وسلم [3] صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

خطیب الاسلام
ابوالکلام، مجاہد اول تحریکِ ختم نبوت
حضرت صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ قدس سرہ الاحسن

لقب خطیب الاسلام ..... کنیت ابوالکلام ..... ادب و انشاء کا امام ..... منکرین ختم نبوت کیلئے شمشیر بے نیام ..... عظمت اسلاف کی آواز ..... دُنیائے طریقت کا شہباز ..... ناموس رسالت کا پاسدار ..... میدان خطابت کا شہوار ..... نازش اولیائے آلومہار ..... گلشن مجددیت کی بہار ..... علم کا معدن ..... عشق کا بانکپن ..... اسلام کا محسن ..... اقبال کا مردِ مومن ..... مذہباً حنفی ..... مشرباً مجددی ..... خطیب عجیب ..... ادیب لبیب ..... قائد سیاست ..... مجاہد ملت ..... شاعر دربار رسالت ..... قافلہ سالار تحریک حریت ..... مجاہد اول تحریک ختم نبوت ..... پیر طریقت ..... ایسے نظر افروز اور دل آویز رنگا رنگ اوصاف حمیدہ سے تشکیل پانے والی حسین و جمیل، سرو قامت شخصیت کا نام نامی ..... اسم گرامی ..... خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہٗ ہے۔

marfat.com

ولادت باسعادت

حضرت خطیب الاسلام کی ولادت ۱۹۱۱ء آلومہار شریف میں ہوئی۔ آپکی ولادت سے قبل آپ کے والدگرامی حضرت خواجہ پیرسید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند یکے بعد دیگرے بچپن میں ہی وصال کر گئے تھے۔ لہٰذا حضرت خطیب الاسلام عالم شیرخواری میں ہی خصوصی شفقت ومحبت اورتوجہات وفیوضات کے مستحق ٹھہرے۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ المعروف حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی آغوشِ ولایت ومعرفت میں ابتدائی دوسال گزرے۔ بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین اورمعاملہ فہم تھے۔ انوارولایت چہرے سے ہویدا تھے۔

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

تعلیم وتربیت

والد مکرم کی شفقت پدری ومربیانہ تربیت حاصل ہوئی۔ آپ کے گھر کا ماحول عارفانہ تھا۔ آپ کے ضمیر میں شرافت ولطافت اورخمیر میں لطافت وطہارت تھی ..... تحت الشعور میں روحانیت کا نوراورذہن میں اخلاقی قدروں کا وفور تھا۔

حضرت خطیب الاسلام نے ابتدائی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی ..... علوم دینیہ و عربیہ آستانہ عالیہ کے جید اور بزرگ مدرسین مولانا عبدالمجید سنبھلی اور مولانا لطف اللہ کیرت پوری رحمۃ اللہ علیہما سے مدرسہ امینیہ آلومہار شریف میں حاصل کیے۔ یہ علمائے کرام آلومہار شریف میں حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہی رہا کرتے تھے انہوں نے اپنی تمام ترعلمی توجہ حضرت خطیب الاسلام کی دینی تعلیم پر صرف فرمائی۔

دنیاوی تعلیم سینٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور اوراسلامیہ کالج لاہور سے حاصل کی۔

marfat.com

جبکہ بی۔اے کا امتحان مرے کالج سیالکوٹ سے امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ کالج کی تعلیم کے دوران ہی اپنی خداداد ذہانت وفطانت ... ولولہ انگیز خطابت اور نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں کے باعث کالج کے قابل فخر طالب علم کی حیثیت سے اپنا وجود منوا چکے تھے۔ کالج میں فی البدیہہ تقریری مقابلے میں ہمیشہ اول رہے۔ جب کبھی حضرت قطب الکونین قدس سرہ سیالکوٹ تشریف لے جاتے تو کالج کے پرنسپل و پروفیسر صاحبان سے آپ حضرت خطیب الاسلام کی ذہانت اور اعلیٰ تقریری صلاحیتوں کا یوں اعتراف کرتے۔

''انکی تقریر تو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہوتی ہے''۔ [1]

''حضرت خطیب الاسلام کے جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان مظاہرہ تو کالج میں دوران تعلیم ہی ہو چکا تھا ان دنوں متعصب ہندو دھرم پال کی اسلام دشمن سازشوں اور ناپاک تحریروں کے خلاف مسلمانوں کا ردعمل دیدنی تھا۔ مسلمان از حد مشتعل ہو چکے تھے۔ آپ نے فوراً کالج میں احتجاجی جلسہ کا انتظام کیا اور اس میں ''ناموس رسالت کی پاسداری اور تبلیغ اسلام'' کے عنوان سے ایسی ولولہ انگیز اور پرجوش تقریر فرمائی کہ اسکی چاروں طرف دھوم مچ گئی، یہ تقریر کیا تھی ... گویا سلاست و روانی اور فصاحت و بلاغت کا امنڈتا ہوا دریا تھا۔ دنیا کے کسی کالج نے ایسے عظیم المرتبت مقرر کو کم ہی دیکھا ہوگا۔ اس تقریر نے اہل سیالکوٹ کے دل موہ لئے، بس پھر کیا تھا ... آپ کو ہر طرف سے تقاریر کیلئے دعوتیں موصول ہونے لگیں۔

آپ کو اوائل جوانی سے ہی کثرت مطالعہ کی عادت تھی۔ یہ مطالعہ شاندار اور ولولہ انگیز خطابت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اسی دوران ''انجمن تبلیغ الاسلام چونڈہ'' کی سہ روزہ کانفرنس کے انعقاد کا وقت بھی آپہنچا۔ اس انجمن کا بنیادی مقصد عظمت اسلام کا

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ ص ۸۶ (قلمی) مؤلفہ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی علیہ الرحمۃ

marfat.com

احیا...... باطل قوتوں کا استیصال ...... اور قادیانیت کے خلاف جہاد تھا۔ آپ کو بطور خاص اس کانفرس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ آپ شریک ہوئے اور عظمت اسلام کے عنوان سے ایسی ایمان فروز تقریر فرمائی، جسے سن کر کانفرنس میں شریک ملک کے نامور علماء و مشائخ بھی عش عش کر اُٹھے۔ آپ کی تقریر حاصلِ جلسہ ٹھہری۔ ایک بہت بڑے اجتماع سے اس کامیاب خطاب نے آپ کے حسن تکلم اور خطیبانہ شہرت کو بہت جلد برصغیر کے کونے کونے تک پھیلا دیا۔

علاوہ ازیں اسی زمانہ میں آپ کو انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے انتہائی پُر رونق اور بڑے بڑے جلسوں سے مستقل طور پر خطاب کا بھی موقع ملا۔ ''انجمن اسلامیہ'' کے مقاصد بھی کم و پیش وہی تھے۔ جو انجمن تبلیغ اسلام چونڈہ کے تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ یہ انجمن شہر میں مسلمانوں کی تعلیم و ترقی کیلئے بھی کوشاں تھی ...... ان اجتماعات میں آپ کے والد محترم حضرت قطب الکونین قدس سرہ' بھی تشریف لے جایا کرتے اور اپنے ہونہار بیٹے کی تقاریر کو سن کر بے پناہ فخر و انبساط کا اظہار فرماتے اور خدا سے دعا کرتے کہ اس فرزند ارجمند کو مزید دینی اور دنیاوی سرخروی عطاء ہو۔ [1]

''حضرت خطیب الاسلام ایک علمی و روحانی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ گھر میں علم و ادب کا غیر معمولی چرچا دیکھا۔ قدرت نے طبع موزوں عطا فرمائی تھی۔ اس لئے چھوٹی عمر میں ہی شعر کہنے لگے۔ کالج میں آپ کی یہ صلاحیت مزید نکھر کر سامنے آئی۔ مشہور ترقی پسند شاعر فیض احمد فیض (جو کہ آپ سے ایک کلاس سینئر تھے) کا کہنا ہے کہ ''آپ کالج کے زمانہ میں ہی نہایت عمدہ اور فصیح و بلیغ شعر کہتے اور نہایت قادر الکلام شاعر تھے'' [2]

---

[1] پروفیسر محمد اکرم رضا۔ ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام فروری ۱۹۹۴ء ص ۳۲، ۳۳

[2] مولانا محمد بخش مسلم، ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام نمبر اپریل، مئی ۱۹۸۴ء ص ۱۰۶

marfat.com

ازدواجی زندگی کا آغاز

حضرت خطیب الاسلام کی ازدواجی زندگی کا آغاز 1932ء میں ہوا جس کے متعلق صاحب تذکرہ مشائخ امینیہ یوں رقم طراز ہیں۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت قطب الکونین قدس سرہ دیوان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ علماء وفقراء کا مجمع تھا۔ محفل سجی ہوئی تھی معرفت الہیہ اور حالات صوفیاء پر گفتگو جاری تھی۔ دوران گفتگو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ ایک یا دو سال میں اس دارفانی سے کوچ کر جاؤں گا میرا دل چاہتا ہے کہ فیض الحسن کی شادی کر دوں تاکہ یہ فرض بھی ادا ہو جائے جلال پور شریف میں حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کے خاندان میں نسبت ٹھہری۔ حضرت قطب الکونین قدس سرہ کے صاحبزادہ کو رشتہ دیکر اس خاندان کو بڑی خوشی ہوئی چند دنوں میں فریضہ نکاح بخیر وخوبی ادا ہو گیا۔ [1]

علامہ اقبال اور خطیب الاسلام

علامہ اقبال کا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ اور آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ کا وہ روحانی مرکز ہے جسے بلاشبہ پنجاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اولین قدیم خانقاہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ علامہ کے والد صوفیاء سے بے پناہ محبت کرنے والے صاحب عقیدت انسان تھے۔ اولیاء وصوفیاء سے یہی محبت اقبال کو ورثہ میں ملی۔ اقبال جو کہ روحانی سکون اور اطمینان قلب کی خاطر برصغیر کی مختلف درگاہوں پر حاضری دیتا رہا۔ یہی شوق علامہ کو آستانہ عالیہ آلومہار شریف کے تاجدار قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بھی لے گیا۔

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص ۲۹ مؤلفہ صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ

marfat.com

1968ء میں جب پہلی بار حضرت خطیب الاسلام کو عارضۂ قلب لاحق ہوا۔ آپ ماہر امراض قلب ڈاکٹر یوسف رؤف (لاہور) کے پاس ای سی جی کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ عاجز (راقم الحروف محمد سعید احمد مجددی) بھی وہاں پہنچا۔ دوران گفتگو ڈاکٹر رؤف صاحب نے بتایا کہ میرے حضرت علامہ اقبال کے ساتھ بہت گہرے تعلقات تھے۔ ایک دن میں نے پوچھا۔ علامہ صاحب میں کچھ عرصہ سے آپ کے مزاج میں نمایاں تبدیلی دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے اشعار وافکار عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تصوف کے سانچے میں ڈھلتے جا رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو علامہ اقبال نے فرمایا! بعض بزرگوں کی زیارت ومحبت نے میرے دل میں روحانی انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ آلومہار شریف والے ہیں۔ کہ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور نگاہِ مست سے میری طرف دیکھا۔ سر اور پشت پر ہاتھ پھیرتے رہے اور فرمایا کہ بیٹا تم بڑے خوش نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ تم سے ملت اسلامیہ کی خدمت کا کام لیں گے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ روزانہ کثرت سے درود خضری پڑھا کرو۔ علامہ اقبال نے کہا اچانک یوں محسوس ہونے لگا کہ میرے جسم سے بوجھ اتر رہا ہے۔ سینے میں ایک عجیب ہیجانی کیفیت پیدا ہو رہی ہے اور اس کے بعد میری انکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اس دن سے میرا معمول ہے کہ میں روزانہ دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہوں۔ اسی فیضان کا اثر ہے کہ میرے سینے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سمندر موجزن ہے اور میں بحمدہٖ تعالیٰ یقین کے اس درجے پر فائز ہوں کہ واقعی اہل اللہ کی نظر کیمیا اثر ہوتی ہے۔

marfat.com

صحبت روشندلاں یک دم دو دم
ایں دو دم سرمایۂ بود و عدم

یہ روایت اس امر کی غماز ہے کہ علامہ اقبال کے مفکرانہ کردار کی تشکیل میں آستانہ عالیہ آلومہار شریف کے فیوضات بھی شامل تھے اور اس آستانہ عالیہ کی عظمت حضرت اقبال کے قلب پر نقش تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی حضرت خطیب الاسلام علامہ اقبال کی مجلس میں تشریف لے جاتے۔ تو اس عظیم المرتبت روحانی مرکز کے نوجوان سجادہ نشین ہونے کے ناطے حضرت اقبال آپ پر خصوصی شفقت فرماتے۔

حضرت خطیب الاسلام کا دور شباب وہ ہے جب علامہ اقبال کی فکر انگیز شاعری کے اثرات برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے دل و دماغ کو متاثر کر رہے تھے حضرت خطیب الاسلام نے بھی فکر اقبال کو اپنے دل کے قریب پایا جس کے متعلق اپنی خودنوشت میں یوں رقمطراز ہیں۔

''میں ابھی کالج کی تعلیم سے فارغ ہی ہوا تھا کہ حضرت علامہ اقبال کی کتاب ''بال جبرئیل'' طبع ہوئی اس کے مطالعہ سے دل و دماغ پر عجیب گہرا اثر ہوا۔ کچھ سوالات جو پہلے مبہم طور پر دل میں موجود تھے۔ واضح ہو کر سامنے آئے۔ طلب و تلاش کی نئی امنگ دل میں پیدا ہوئی۔

خصوصاً خودی اور اس کی حقیقت کے متعلق ذوق تجسس بیدار ہوا اور یہ تاثر پیدا ہوا کہ جستجو کی منزل خارج میں نہیں، داخل میں ہے۔ طریقت کی اصطلاح میں سیر آفاقی کی بجائے سیر انفسی کی اہمیت واضح ہوئی۔ چونکہ میری تربیت نقشبندی مجددی خانوادہ کے صاحبان مجاز کے زیر سایہ ہوتی تھی۔ اس لئے اقبال کے انداز فکر میں اپنائیت محسوس ہوئی پھر اسکی مزید تحقیق کیلئے حضرت اقبال کی دیگر کتب خصوصاً اسرار خودی اور رموز بے خودی کا عمیق مطالعہ کیا اس سے پتہ چلا کہ علامہ اقبال صوفیا خصوصا نقشبندی مدرسۂ فکر

marfat.com

کے نظریۂ ذات اور کائنات سے بہت متاثر ہیں۔

خودشناسی اور داخلیت ہمیشہ سے فلسفہ کا خاص موضوع رہا ہے اور تصوف میں تو یہ موضوع ہی معرفت ذات کی اساس ہیں۔اس لئے جہاں کہیں بھی اس موضوع پر کچھ ملا میں نے اسے بڑے لگاؤ سے پڑھا۔

پہلی صدی کے مادی نظریات کے برعکس اس صدی کے غیر مادی نظریۂ حیات وکائنات نے زندگی کو روحانیت کے قریب کردیا ہے اس مناسبت سے اقبال کے منظوم کلام سے مجھے خاص اُنس ہوا اور اس سے بہت کچھ اخذ کیا۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ کے جذب ومستی اور ذوق وشوق سے میں پہلے ہی مانوس تھا۔جب اقبال نے رومی کو

پیرِ رومی مرشد روشن ضمیر
کاروانِ عشق و مستی را امیر

کہا تو اقبال سے مجھے مزید یگانگت پیدا ہوئی۔اور رومی کے اثرات اور گہرے ہوتے چلے گئے۔خودی،اثبات خودی،مرشد،خودشناسی،عشق،داخلی واردات،ان کے شخصی اور اجتماعی زندگی پر اثرات،مردمومن کی تعلیم وتربیت کے وسائل اور مدارج،انکی تکمیل کے مراحل سامنے آتے گئے اور تصوف کی چاشنی سے جب حکمت رومی اور فکر اقبال کا اختلاط ہوا تو ایک نئی حسین وجمیل کیفیت وجود پذیر ہوئی۔کائنات اور اسکے مسائل کو روحانی نگاہ سے دیکھنے اور روحانی شعور سے حل کرنے کا ذوق پیدا ہوا۔ [1]

حضرت خطیب الاسلام کی مذکورہ بالا تحریر اس امر کی غماز ہے کہ آپ نے کلام اقبال کو انتہائی دقت نظر سے نہ صرف پڑھا بلکہ سمجھا اور اس پر عمل پیرا بھی ہوئے بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ حکمت رومی اور فکر اقبال میں اگر کوئی تضاد محسوس ہوا تو براہ

[1] خطیب الاسلام کی خودنوشت ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام نمبر ص ۹۱،۹۲ شمارہ اپریل،مئی 1984ء

marfat.com

راست علامہ اقبال سے اس کا حل دریافت کیا۔

ایک بار (راقم الحروف سے) فرمانے لگے کہ میں شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ مرید ہندی کی حیثیت سے پیر رومی سے فکری رہنمائی حاصل کرتے ہیں مولانا روم فرماتے ہیں۔

لب بہ بند و گوش بند و چشم بند
گر نہ بینی سرِ حق برمن بخند

جبکہ آپ فرماتے ہیں

چشم و گوش و لب کشا اے ہوش مند
گر نہ بینی سرِ حق برمن بخند

اس لحاظ سے مولانا روم اسرارِ حق دیکھنے کے لئے لب، کان اور آنکھیں بند کرنے کی تلقین کرتے ہیں جبکہ آپ لب، کان اور آنکھ کھلے رکھنے کو کہہ رہے ہیں۔ پیر رومی اور مرید ہندی کی فکر میں یہ تفاوت کیوں؟

میرے اس سوال پر علامہ اقبال فرمانے لگے کہ پیر اور مرید کا انداز فکر یکساں ہے۔ پیر رومی کہتے ہیں۔ اپنے حواس کو اغیار کی طرف سے بند کر، جب کہ میرا مقصود یہ کہ اپنے حواس کو خدا کی جانب کھول لے۔ علامہ اقبال کے پنجابی الفاظ یوں تھے۔

''بند کر لے اغیار ولوں ... تے کھول لے یار ول''

حضرت خطیب الاسلام اپنی ایک تقریر ہمہ گیر میں یوں گویا ہیں۔

ایک دفعہ میں نے مفکر پاکستان، مصورِ پاکستان، حکیم الامت اور فلسفی حضرت علامہ اقبال سے پوچھا۔

اے اقبال کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے؟

اقبال نے کہا نہیں

marfat.com

میں نے پوچھا عقل میں آیا ہے

اقبال نے کہا نہیں

میں نے کہا خدا کو مانتے ہو۔

کہنے لگے۔ دل کی گہرائیوں سے مانتا ہوں میں اپنے وجود کا انکار کر سکتا ہوں مگر خدا کا انکار نہیں کر سکتا۔ میں نے پوچھا خدا کی دلیل کیا ہے؟

اقبال نے کہا

با خدا در پردہ گویم باتو گویم آشکار
یارسول اللہ اُو پنہاں و تو پیدائے من

یہ جواب سن کر میں جھوم اُٹھا۔ میں نے حضرت اقبال سے کہا کہ حضرت میں نے آپ کے شعر کا پنجابی میں ترجمہ کیا۔ فرمانے لگے تم ابھی نوجوان ہو۔ مجھے بتاؤ میرا شعر سمجھا بھی ہے یا نہیں۔ میں نے کہا سنئے ترجمہ

کملی والیا!

رب میرے لئی باطن اے
تے توں میرے لئے ظاہر ایں
میں وی رب نوں رب منیا
تے توں وہ رب نوں رب منیا
پر میرے منن تے تیرے منن وچ فرق اے
توں سب تھیں پہلاں منیاں اوہنوں
تے میں پہلا منیاں تینوں تے فیر منیا اوہنوں
پر توں منیا ویکھ کے تے میں منیا سن کے
میری شنید اے تے تیری دید اے

marfat.com

تسن میں جاناں ---- تے توں جانیں

اَے توں جانیں ---- تو اوہ جانیں

جب میں نے یہ ترجمہ سنایا تو اقبال نے کہا کہ میں مہر تصدیق ثبت کرتا ہوں کہ تمہارا ترجمہ بالکل صحیح ہے۔ [1]

1971-72ء میں فقیہہ اعظم حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے جامعہ میں سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر اپنے خطاب میں یوں فرمایا

میں نے اقبال کی ساری کتب پڑھی ہیں اور روزانہ پڑھتا ہوں اب بھی میرے معمولات میں سے ہے میں آدھ گھنٹہ روزانہ اقبال کا مطالعہ کرتا ہوں۔ [2]

پروفیسر محمد اکرم رضا رقمطراز ہیں

21اپریل 1966ء کی بات ہے کہ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ کی مجلس اقبال کی طرف سے خصوصی خطاب کے لئے آپ کو مدعو کیا گیا۔ راقم الحروف اس دور میں سال چہارم کا طالب علم اور مجلس اقبال کا صدر تھا۔ موضوع تقریر تھا ''اقبال کی شخصیت اور فکر انگیز شاعری'' اس تقریب کے صدر اس وقت کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ جو پروفیسر صاحبان حضرت صاحبزادہ صاحب کے حکیم الامت علامہ محمد اقبال سے فکری تعلق خاطر سے غیر آشنا تھے مسکرا رہے تھے کہ یہ خطیب جو اسلامی موضوعات پر خطابت کے موتی بکھیرتا ہے یہاں بے دست و پا ہو کر رہ جائے گا۔ یہ ان کی لاعلمی تھی ورنہ حضرت علامہ محمد اقبال کی شاعری اور فکر سے صاحبزادہ صاحب اس قدر متاثر تھے کہ ان کی تقاریر اور نجی گفتگو میں اقبال کا سوز و ساز ابھرتا دکھائی دیتا ہے

ہم نے کوشش کی تھی کہ اس اجتماع میں ممتاز ماہرین تعلیم، شعراء، و ادباء،

---

1 خطبات خطیب الاسلام (زیر تدوین)

2 صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ کی تقریریں ص۲۳۸ مطبوعہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد اپریل 1993ء

marfat.com

دانشوروں، اصحاب علم وفضیلت، مذہبی ودینی راہنماؤں اور مختلف شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والے سربرآوردہ اصحاب کو بلایا جائے۔ سینکڑوں منتخب افراد کا اجتماع تھا۔ صاحبزادہ سید فیض الحسن اسٹیج پر آئے اور موضوع مقررہ پر آپ کا خطاب شروع ہوا تو پانچ منٹ کے بعد ہی یہ کیفیت ہو چکی تھی کہ سامعین ان کے خطاب کی فکر افروزی میں کھو چکے تھے۔ آپ نے تقریباً دو گھنٹے تقریر کی۔ ان دو گھنٹوں میں آپ نے اقبال کی شخصیت اور فن کے حوالے سے اس قدر سیر حاصل خطاب کیا کہ اقبال کی شخصیت تمام علمی وادبی محاسن کے ساتھ اجاگر ہو گئی۔ اقبال کے فکر وفن کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جو خطیب الاسلام کے فن خطابت کی بلند پروازیوں سے نہ ابھر رہا ہو۔ حاضرین وسامعین آپ کی معرکۃ الآرا تقریر کی تاثر انگیزیوں میں پوری طرح محو ہو چکے تھے۔

اقبال کا فلسفہ خودی اور اس کے مضمرات، نظریہ توحید اور اس کے مبادیات، عشق رسالتمآب اور اس کے تقاضے، مرد مومن اور اس کا ایمانی افتخار، شاہین کی بلند پروازی اور اقبال کا تصور شاہین، اسرار بیخودی ورموز خودی، اقبال کا مرد قلندر اور آج کا مسلمان، اقبال کا فقر غیور اور اس کی ترجیحات، اقبال کی زندگی پر عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اثر پذیری، اقبال صوفیائے کرام کی چوکھٹ پر۔

غرضیکہ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن کے حوالے سے کوئی بھی پہلو تشنہ اظہار نہ رہا آپ کی یہ تقریر اقبال پر لکھی جانے والی سینکڑوں کتب کا حاصل دکھائی دیتی تھی۔ سامعین مہر بلب خاموش آپ کے انداز تکلم کی رعنائیوں میں کھوئے اقبال شناسی کے نئے انداز دیکھتے رہے جو ارادت پسند تھے وہ آپ کے اعجاز نطق کے اور زیادہ قائل ہو گئے اور جو نام نہاد ادبی بزرجمہر آپ کو محض مولوی جان کر آپ کے بارے میں لاعلمی کا شکار تھے آپ کی علمی سربلندیوں اور خطیبانہ اعجاز فرمائیوں پر ایمان لے آئے۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی شخصیت وفن کے حوالے سے آپ کی یہ تقریر اس

marfat.com

قدر حقیقت آفریں اور علمی موشگافیوں سے بھرپور تھی کہ پھر کسی ماہر اقبالیات سے ایسی تقریر سننے کا اتفاق نہ ہوا۔ میری آرزو تھی کہ اقبال کے موضوع پر آپ سے چند یادگار تقاریر سننے کے لئے مسلسل محافل کا انعقاد کیا جائے تا کہ ماہر اقبالیات کی حیثیت سے بھی آپ کی شخصیت پہچانی جائے، آپ نے وعدہ فرمالیا تھا اقبال کے ضمن میں آپ نے ایک بار فرمایا کہ

''اقبال کو وہی سمجھ سکتا ہے جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لذتوں سے بہرہ یاب اور تصوف کے فیوض اٹھا چکا ہو۔ اقبال ایک عظیم ترین شاعر اور نظریاتی راہنما ہی نہیں تھا بلکہ بذات خود وہ بہت بڑا صوفی تھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی صاحب دل اقبال کے عرس کا اہتمام کرے اور میں اقبال کے موضوع پر تقریر کروں۔ اقبال کی فکر اور شاعری نے میرے دل میں علم و عمل کے کتنے ہی چراغ روشن کر دیئے ہیں، میں وہ روشنی وطن عزیز کی نوجوان نسل تک پہنچانا چاہتا ہوں''۔ [1]

علامہ اقبال کے ساتھ اسی علمی و فکری تعلق نے حضرت خطیب الاسلام کے ذوق کو یوں جلا بخشی کہ آپ کے فکر و نظر، خطابت و سیاست، نثر و نظم اور قول و فعل میں فکر اقبال کے جلوے عملی طور پر ابھرتے نظر آتے تھے۔ علامہ اقبال کا فلسفہ خودی ہو یا عشق رسالت، نظریہ توحید ہو یا تصور مردِ مومن، نظریہ ملت ہو یا تصورِ شاہین، اقبال کا مردِ قلندر ہو یا فقر غیور پچھلی ایک صدی میں حضرت خطیب الاسلام کے علاوہ کوئی شخصیت ایسی نظر نہیں آتی جس میں یہ اوصاف بدرجہ اتم موجود ہوں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

---

[1] ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام نمبر شمارہ اپریل، مئی 1984، ص 124 123

marfat.com

سجادہ نشینی

حضرت خطیب الاسلام کی شادی کو ایک سال اور کچھ ماہ گذرے تھے کہ آپ کے والد گرامی تحصیل شکر گڑھ میں بیمار ہوئے بغرض علاج گوجرانوالہ تشریف لائے جب وقت رحلت قریب آیا تو خدامِ خاص (جن میں خلیفہ محمد رمضان، میاں محمد دین اور خواجہ رکن الدین خصوصاً قابل ذکر ہیں) سے فرمایا۔

کہ اب وقت آخری ہے۔عزیز فیض الحسن سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ان کو فوراً بلاؤ۔چنانچہ حضرت خطیب الاسلام کو فوراً تار دے کہ بلایا گیا جب آپ اپنے والد گرامی کے پاس پہنچے تو وہ فرمانے لگے۔

آؤ بیٹا! خدا حافظ اَب ہم دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں یہ کہا اور سینے سے لگایا۔آباؤ اجداد کا فیض روحانی آپ کو منتقل فرمایا اور نصیحت کی کہ میرے بعد مہمانوں کا خیال رکھنا۔یاران طریقت کی طرف دورے کرتے رہنا۔[1]

حضرت خطیب الاسلام اپنے والد بزگوار کے وصال کے بعد ۲۱، اکتوبر ۱۹۳۳ء کو سجادہ نشین مقرر ہوئے۔اسی روز شمس الہند حضرت خواجہ سید چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہٗ کا سالانہ عرس اور حضرت قطب الکونین قدس سرہٗ کا چہلم بھی تھا۔ حضرت خطیب الاسلام نے اپنے والد مرحوم علیہ الرحمہ کے فراق میں ''نالۂ دل'' تحریر فرمایا۔جو آپ نے اپنی رسم دستار بندی وسجادہ نشینی کے موقع پر ہزاروں کے اجتماع میں پڑھ کر سنایا۔وہ درج ذیل ہے

---

[1] تذکرہ مشائخ امینیہ (قلمی) ص:۳۹۸ مولفہ حضرت صوفی محمد علی نقشبندی قدس سرہ

marfat.com

نالۂ دل

انجمن دل تھا مرا انجمن آرا تو تھا
آنکھ میری تھی تماشائی تماشا تو تھا
میں جو بلبل تھا تو میرا گل رعنا تو تھا
جانے والے میرے نزدیک تو جو تھا تو تھا

تجھ کو روتی ہے مری چشم تماشائی اب
کون اس دل میں کرے انجمن آرائی اب
مجھ کو یاد تھا کچھ طور دل آرائی کا
اب کہاں لطف زمانہ میں شناسائی کا

طور بے طور ہے تجھ بن ترے سودائی کا
پھر دکھا لطف مری جان مسیحائی کا
چشم اعجاز کو اک جنبش مستانہ دے
ساقیا! آج چھلکتا ہوا پیمانہ دے

آج تو دور ہے کل رونق کاشانہ تھا
آج تربت میں ہے کل شمع سیاہ خانہ تھا
تو تھا موجود تو معمور یہ ویرانہ تھا
ہر طرف جلوہ فگن جلوۂ جانانہ تھا

اب نہ وہ رونقِ محفل ہے نہ محفل باقی
یادگارِ شب عشرت ہے میرا دل باقی
دیکھتا ہوں تری تربت تو مچل جاتا ہوں
تیری تصویر جو دیکھوں تو بہل جاتا ہوں

marfat.com

گاہِ گرتا ہوں کبھی گر کے سنبھل جاتا ہوں
تھام کر دل کو کہیں دور نکل جاتا ہوں
چاہتا ہوں غمِ ہستی سے رہا ہو جاؤں
روتے روتے تیری فرقت میں فنا ہو جاؤں
ماجرا کس سے کہوں؟ روح کی بیتابی کا
رنگ دکھلاؤں کسے دیدۂ عنابی کا
پوچھتا کون ہے؟ باعث میری بے خوابی کا
اس دلِ غمزدہ کی جنبش سیمابی کا
تو نہیں آج تو کوئی مرا غم خوار نہیں
آہ! اب قصۂ غم قابل اظہار نہیں
سینکڑوں غمزدہ بیچاروں کا چارا تو تھا
بیکسوں اور یتیموں کا سہارا تو تھا
بحرِ مواج کا محفوظ کنارا تو تھا
مفلسوں دل زدہ لوگوں کا دل آرا تو تھا
میرے دل پر ہی نہیں آج گراں غم تیرا
میرے محبوب بہت عام ہے ماتم تیرا
مٹ گیا آج زمانہ سے نشانِ الفت
موت نے چھین لیا روحِ روانِ الفت
غیر آباد ہوا آج جہانِ اُلفت
غمزدہ فیض بنا مرثیہ خوانِ الفت
رخصت اے جنت فردوس کو جانے والے
حسبی اللہ میرے ناز اٹھانے والے

marfat.com

حضرت خطیب الاسلام کا یہ "نالۂ دل" جہاں ایک طرف آپ کی اپنے والد گرامی سے محبت وعقیدت کے مضبوط رشتے کو ظاہر کرتا ہے وہیں آپ کی دوراوائل کی شاعری کے خدوخال کو بھی واضح کرتا ہے۔

یہ وہ دورتھا کہ غلامی کی تاریکیاں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں مگر آزادی کے متوالے راہ آزادی میں اپنا تن ،من ،دھن نذر کرنے کی خاطر فرنگی استبداد کو للکار چکے تھے ہر صاحب ایمان کے سامنے ایک ہی سوال تھا۔آزادی یا غلامی؟

ایسے حالات میں پر وقار جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے والے حضرت خطیب الاسلام کے سامنے دوراستے تھے کہ

یا تو خاموشی سے خانقاہ کے حجرے میں بیٹھ کروعظ وتلقین اورروحانی مشاغل کا فریضہ سرانجام دیں۔

یا وقت کے تقاضوں پر لبیک کہتے ہوئے مردِ حق بن کررزم گاہ حق وباطل میں مردانہ وارکود پڑیں۔

پہلا راستہ پُر عافیت ضرورتھا۔مگر حضرت خطیب الاسلام کی پر جلال شخصیت کے باطن میں پوشیدہ ایمانی غیرت ظلمات کفر کے ساتھ مصلحت آمیز رویہ رکھنے پر کسی صورت تیار نہ تھی۔اب یہی صورت باقی رہ جاتی تھی ۔کہ یہ مردمجاہد باطل قوتوں کو للکارتا ہوا۔رسم شبیری کا اعلان کرے کیونکہ

دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تخت جگہ آزادی کی یا تختہ مقام آزادی کا

صبح آزادی کی قسم کھاتے ہوئے آلومہار شریف کے عظیم روحانی خاندان کا یہ چشم و چراغ مجاہدین آزادی کے ہراول دستے کے صف شکن مجاہد کی حیثیت سے میدان عمل میں یوں داخل ہوا۔کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا نام شمع آزادی کے پروانوں کیلئے جہد و

maarfat.com

عمل کی علامت بن گیا۔ حضرت خطیب الاسلام خانقاہ سے نکل کر میدانِ عمل میں کود ے تو تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کے ہیرو بن گئے۔ پورا ہندوستان آپ کی خطابت اور جادو بیانی کی زد میں تھا۔ کوثر و تسنیم سے دُھلی ہوئی زبان اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہو بیان سامعین کو مسحور و مسرور کر دیتا تھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ برصغیر کے جن نامور خطیبوں نے اپنی مجاہدانہ خطابت کے ذریعے باطل کو لرزہ براندام کر دیا تھا ان میں حضرت خطیب الاسلام کا نام سرفہرست ہے۔ برصغیر کا شاید ہی کوئی شہر اور قصبہ ایسا ہو جہاں آپ نے پیغام حق نہ سنایا ہو۔ آپ کا آوازۂ حق یوں گونجا کہ فرنگی حکمران جن کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا اس جرأت آفرین خطابت سے لرزا ٹھے۔ اور پیغام آزادی سنانے والی اس آواز کو خاموش کرنے کیلئے کوششیں ہونے لگیں۔

کلکتہ و بمبئی سے لے کر سلہٹ کے میدانوں تک اور سندھ کے ریگستانوں سے لے کر وادئ خیبر کی ترائیوں تک۔ آپ نے آزادی و جرأت کی آواز یوں بلند کی کہ آپ کی شخصیت باطل قوتوں کے لئے پیغامِ اجل اور مجاہدین آزادی کے لئے عزم و استقلال کا پیکر بن کر دلوں کو حرارتِ ایمانی بخشنے لگی۔

آپ تحفظ ختم نبوت کے عظیم علمبردار اور حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی عشق و عقیدت رکھنے والے مرد مومن تھے یہ عشق رسول انہیں ورثہ میں ملا تھا۔ شمع رسالت کا یہ پروانہ کسی خانہ ساز نبوت کا وجود کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ اس وقت آپ کی زندگی کے دو اہم مقصد تھے۔

۱ انگریز کی مخالفت

۲ عقیدہ ختم نبوت کی محافظت

قادیانیت کے سحر باطل کے خاتمے کیلئے آپ نے مشائخ وعلماء اور مذہبی و سیاسی

marfat.com

اکابرین کے ہمراہ نصف صدی سے زائد عرصہ کام کیا۔اس سلسلہ میں آپ کی قائدانہ صلاحیتوں،خطیبانہ رفعتوں اور تدبر آفرینیوں کے اپنے ہی نہیں بلکہ اغیار بھی معترف ہیں۔

قادیانیت پر پہلی ضرب

۱۹۳۰ء میں تحریک کشمیر چلی۔۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔مرزا بشیر الدین محمود (مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا) اس کمیٹی کا صدر بنا۔علامہ اقبال اس کمیٹی کے اہم اراکین میں سے ایک تھے اس موقع پر رام تلائی سیالکوٹ میں مجلس احرار نے ایک بہت بڑے جلسے کا اہتمام کیا۔خانوادۂ آلومہار شریف کا صاحبزادہ اور ممتاز خطیب ہونے کے ناطے حضرت خطیب الاسلام نے بھی اس میں شرکت فرمائی اور خطاب فرماتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ

''ہم مسلمان اس کمیٹی میں حصہ نہیں لے سکتے،جس کمیٹی کا صدر ایک کافر مرزا بشیر الدین محمود ہے''

حضرت خطیب الاسلام کا یہ اعلان حق انکی علمی وفکری بلندی کو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اس دور میں جبکہ علامہ اقبال جیسے مفکر و دانشور بھی قادیانیت کے مضمرات سے پوری طرح واقف نہ تھے۔آپ کو قادیانیت کے سحر باطل کا مکمل ادراک تھا۔

تحریک ختم نبوت کے ممتاز مجاہد اور حضرت خطیب الاسلام کے رفیق صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آبادی بیان کرتے ہیں

جب حضرت خطیب الاسلام کو علامہ اقبال کے آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں اہم کردار کا علم ہوا۔تو آپ سیدھے لاہور حضرت علامہ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا آپ شاعر مشرق ہیں۔حکیم الامت ہیں۔آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرزائی پوری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ اسلامیان ہند نے مرزا بشیر الدین محمود کو اپنا لیڈر مان کر اس

marfat.com

کے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی تصدیق کر دی ہے۔ (معاذ اللہ) ابھی استعفیٰ دیں اور کمیٹی توڑنے کا اعلان کریں۔ آپ کی خاندانی وجاہت اور دلائل کی اصابت دیکھ کر علامہ اقبال مرحوم نے استعفیٰ لکھا اور کمیٹی توڑنے کا اعلان کر دیا نیز یہ تاریخی شعر کہا

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

اس دن سے علامہ اقبال کی قادیانیت کے خلاف کھلی لڑائی کا آغاز ہوا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ حضرت علامہ نے قادیانیت کو برگ حشیش، غارت گر اقوام، فتنۂ ملت بیضا، یہودیت کا ثنیٰ، مرزا غلام احمد کو چنگیز اور مرزائیوں کو اسلام کا غدار اقرار دیکر مسلمانوں سے الگ کر دینے کے مطالبے کی پرزور حمایت شروع کر دی اور پھر یوں کہا۔

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے
وہ نبوت ہے مسلماں کیلئے برگِ حشیش
جس نبوت میں قوت و شوکت کا پیام نہیں

یہ ہے مرزائیت پر صاحبزادہ سید فیض الحسن کی وہ ضرب کاری جس کے بعد مرزائیت سنبھل نہ سکی اور یہ 1953ء یا 1974ء نہیں بلکہ 1931ء کی بات ہے۔

مجھے بتاؤ میں حضرت خطیب الاسلام کو تحریک ختم نبوت کا مجاہد اول نہ کہوں تو کیا کہوں؟ [1]

مجلس احرار میں شمولیت

اس دور میں جدوجہد آزادی اور تحفظ ختم نبوت کا پرچم لہرانے کیلئے آپ نے مجلس

---

[1] ایک یادگار خطاب از صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آبادی بر موقع خطیب الاسلام کانفرنس 1988ء
ص ۹۔۱۰ شائع کردہ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ

marfat.com

احرار اسلام کا انتخاب کیا اور 1934ء میں مجلس احرار میں شمولیت فرمائی وجہ شمولیت حضرت خطیب الاسلام یوں بیان فرماتے ہیں۔

''یہ خلافت اور کانگرس کی ہنگامہ خیز تحریکات کا دور تھا۔ میرا عنفوان شباب تھا اور تحریکات کے ہنگامے اس دور میں ''مجلس احرار اسلام'' مسلمانوں میں حریت پسند جماعت سمجھی جاتی تھی۔ مجلس احرار نے تحفظ ختم نبوت کا بیڑا اٹھا رکھا تھا۔ سیاسی وجہ سے کم لیکن دینی وجہ سے زیادہ خدمت ختم نبوت کیلئے میں نے احرار سے تعاون کیا۔ ۱

آپ کے اس بیان کے بعد مجلس احرار میں شمولیت کی مزید کوئی توجیہہ ممکن نہیں۔ مگر مقام افسوس ہے کہ حسد کی بنیاد پر کچھ اپنے اور کچھ بیگانے ہمیشہ زبان طعن دراز کرتے رہے۔ اور مجلس احرار میں آپ کی شمولیت کو بھی غلط رنگ دیتے رہے۔ آپ کی یہ شمولیت نہ مسلکی بنیادوں پر تھی اور نہ ہی سیاسی بنیادوں پر۔ فقط تحفظ ختم نبوت کا مقصد آپ کو مجلس احرار میں لے گیا۔ کیونکہ اہل سنت کے پلیٹ فارم پر تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں اس وقت مکمل خاموشی تھی۔ اور یہ آپ کا عالم سنیت پر احسان عظیم ہے کیونکہ مورخ جب بھی تاریخ لکھے گا تو تحفظ ختم نبوت کے لئے آپ کا جگمگاتا ہوا کردار اہل سنت کے لئے وجہ افتخار ہوگا اور کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ تحریک ختم نبوت کیلئے اہل سنت نے کیا کیا؟ کیونکہ مجاہد اول تحریک ختم نبوت تو حضرت خطیب الاسلام ہی تھے جو کہ اہل سنت کے ترجمان تھے۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ مجلس احرار کسی مخصوص مسلک اور فرقے کی جماعت نہ تھی اس میں دیوبندی، سنی (بریلوی)، شیعہ، مذہبی اور سیاسی شخصیات شامل تھیں۔ سیاسی شخصیات میں نوابزادہ نصر اللہ خان، سردار عبدالرب نشتر، سردار محمد شفیع وغیرہا اور مذہبی شخصیات میں خطیب احرار علامہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ماسٹر تاج الدین انصاری،

---

۱ خطیب الاسلام کی خودنوشت۔ ماہنامہ ضیائے حرم، شمارہ اپریل مئی 1984 ص ۹۲

imarfat.com

قاضی حسین احمد شجاع آبادی، شیخ حسام الدین، شورش کاشمیری، مولوی غلام غوث ہزاروی، مولوی مظہر علی اظہر، مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی، مولانا عبدالقیوم کانپوری جنھیں چوہدری افضل حق نے مجلس احرار کو قدرت کے عطا کردہ لاؤڈ اسپیکر کہا ہے۔ [۱]

یہ حضرات زُلفیں لہرانا اور کولہے مٹکانا معراج خطابت سمجھتے تھے۔ [۲]

مگر حضرت خطیب الاسلام نے مجلس احرار کے تمام خطباء اور مقررین سے ہٹ کر تقریر و خطابت کا علیحدہ اور منفرد اسلوب پیش کیا تھا۔ آپ کا اندازِ تقریر سب سے جدا، انوکھا اور انتہائی موثر تھا۔ آپ نے ایسا انداز تقریر تخلیق کیا جو نہ تو کسی کی نقل تھا اور نہ جس کی نقالی ممکن تھی

1934ء میں مجلس احرار کی مرکزی عاملہ کے انتخابات ہوئے جن میں حضرت خطیب الاسلام بھی رکن منتخب ہوئے مجلس احرار میں شمولیت کے بعد حضرت خطیب الاسلام نے ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کیلئے بھرپور اور بے مثال جدوجہد کا آغاز کردیا آپ کے جانشین حضرت صاحبزادہ سید خالد حسن شاہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

جب تحریک آزادی، تحریک خلافت اور تحریک ختم نبوت زوروں پر تھیں۔ تو بعض اوقات آپ چھ چھ ماہ تک برصغیر کے مختلف شہروں کے دوروں پر رہتے مدت بعد گھر آنا نصیب ہوتا۔ [۳]

تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے قادیانیت سے اس وقت ٹکر لی جب وہ حکومت برطانیہ کے زیر سایہ طاقتور بھی تھی اور بااثر بھی۔ 3 ستمبر 1935 کو اخبار الفضل میں مرزا بشیر الدین محمود نے مجلس احرار اسلام کے قائدین کو قادیان میں دعوت مباہلہ دی۔ [۴] اس زمانہ میں

---

۱ تاریخ احرار۔ مصنف چوہدری افضل حق۔ ص ۲۶۹ ۲ شہباز خطابت۔ از سید شبیر احمد ہاشمی۔ ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ نومبر 1988ء ۳ ماہنامہ ضیائے حرم۔ خطیب الاسلام نمبر ص ۱۴۲ شمارہ اپریل، مئی 1984ء ۴ تذکرہ مجاہدان از غلام نبی شیخ ص ۱۷۱

قادیان مرزائیت کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔اور وہاں جانا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف تھا اس اعلان کے فوراً بعد مجلس احرار کی امرتسر میں میٹنگ ہوئی اور اس چیلنج پر غور کیا گیا۔ اکثر احراری لیڈروں کا موقف تھا کہ وہاں پر جانا مناسب نہیں کیونکہ قادیان مرزائیوں کا گڑھ ہے مگر حضرت خطیب الاسلام نے اس اجلاس میں انتہائی جلال آمیز لہجے میں فرمایا۔

آپ لوگ چوڑیاں پہن لیں فیض الحسن اکیلا قادیان جائے گا

آپ نے تمام تر خطرات کو بالائے طاق رکھ کر قادیان جانے کا اعلان کر دیا آپ کے ہمراہ مولانا مظہر علی اظہر،مولانا محمد حیات،ماسٹر تاج الدین انصاری اور حاجی عبدالرحمن تھے۔ ہزاروں لوگ آپ کا اعلان سن کر قادیان پہنچے،قادیان پہنچنے پر آپ کا جس طرح والہانہ استقبال ہوا وہ ایک تاریخی واقعہ ہے ریلوے اسٹیشن پر آپ کا شاندار استقبال ہوا حضرت خطیب الاسلام نے نماز جمعہ پڑھائی اور آپ کے ہمراہ جانے والے مولانا مظہر علی اظہر نے خطبہ پڑھا۔

قادیانیوں کا خیالِ خام تھا کہ حکومت برطانیہ ہماری مددگار اور حمایتی ہے لہذا مسلمان کسی صورت قادیان آنے کی ہمت نہ کریں گے مگر جب انہوں نے حضرت خطیب الاسلام کا اعلان سنا پہلے انہیں یقین نہ آیا مگر جب آپ بنفس نفیس قادیان پہنچے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ قادیانی اس بات سے ناآشنا تھے کہ

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی [1]

قادیان میں خطیب الاسلام کی للکار

آپ نے وہاں ایک ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ خطاب کیا تھا گویا غیرت وجلال کی

---

[1] میر کارواں۔مصنف غلام نبی شیخ ص ۷۱-۷۲ مطبوعہ لاہور۔اکتوبر ۱۹۸۶ء

marfat.com

بجلیاں کوند رہی تھیں زبان کی تیزی یوں تھی گویا تیغ خارا شگاف دشمنوں کے سر کاٹتی جا رہی ہو۔ لہجے میں ایسی گھن گرج تھی کہ باطل کے دل دہلتے جاتے تھے۔ آپ نے پُر جلال لہجے میں قادیانیوں کو للکارا اور فرمایا۔

قادیانیو! سن لو فیض الحسن تمہارے چیلنج کا جواب دینے آ گیا ہے...... میں حسین کا بیٹا ہوں ...... ناموس رسالت اور عظمت ختم نبوت کے لئے ایک اور چھوٹی سی کربلا آباد کر دوں گا...... لیکن اپنے آقا کی عظمت ختم نبوت پر آنچ نہ آنے دوں گا۔ [1]

یہی واقعہ صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آبادی نے یوں بیان فرمایا

مجلس احرار نے قادیان میں جلسے کا پروگرام بنایا۔

مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ جو مسلمان یہاں آ کر جلسہ کرنے کی کوشش کرے گا اسکی لاش ہی واپس جائے گی۔ مجلس احرار نے پروگرام تبدیل کر کے امرتسر میں رکھا۔ خطیب الاسلام نے اعلان کیا کہ

جلسہ قادیان میں ہوگا اور اس کیلئے سب سے پہلے میں قادیان جا کر تقریر کروں گا "اگر شہید ہو گیا" تو زہے قسمت ...... حسین کا بیٹا ہوں ...... ایک چھوٹی سی کربلا اور آباد کر دوں گا۔

چنانچہ آپ قادیان پہنچے ہزاروں لوگ بھی آپ کا اعلان سن کر قادیان پہنچے آپ نے زبردست تقریر فرمائی مرزائیوں کو للکارا مگر کوئی مرزائی میدان میں نہ آیا! یہ ہے خطیب الاسلام۔ [2]

کسی بھی شخصیت کی عظمت کی حقیقی شہادت اس کے معاصرین ہی دے سکتے ہیں اور اگر معاصرین وہ ہوں جن سے زیر بحث شخصیت کے فکری و نظری اور سیاسی و عملی

---

[1] میرے کاروان۔ مصنف غلام نبی شیخ ص ۱۷۱۔۲ مطبوعہ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء

[2] یادگار مجلہ بموقع خطیب الاسلام کانفرنس ص ۸ 1988ء مطبوعہ گوجرانوالہ

marfat.com

راستے جدا ہو چکے ہوں۔ تو پھر یہ شہادت ''مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری'' کا مصداق ٹھرتی ہے۔ ان ایام کی یاد تازہ کرتے ہوئے کہ جن دنوں حضرت خطیب الاسلام مجلس احرار کی طرف سے سالار پنجاب نامزد کئے گئے تھے جانباز مرزا اپنی تصنیف'' کاروان احرار'' میں رقمطراز ہیں۔

مجلس احراران دنوں دوطرفہ لڑائی لڑ رہی تھی۔ ایک طرف تحریک شہید گنج میں پنجاب کے رجعت پسندوں سے اور دوسری طرف قادیانیوں سے مڈبھیڑ ہو چکی تھی اگرچہ اس لڑائی میں حکومت پنجاب براہِ راست دخیل تھی تاہم لڑائی کا رخ مرزائیوں کی طرف تھا ایسے میں مجلس احرار نے اپنی عسکری تنظیم کو نئے انداز سے ترتیب دینا شروع کیا اور اس کیلئے خانقاہ آلومہار (سیالکوٹ) کے سجادہ نشین سید فیض الحسن شاہ صاحب کو سالار پنجاب منتخب کرلیا گیا۔

صاحبزادہ صاحب کردار اور گفتگو کے غازی تھے۔ وہ جب تک احرار سے وابستہ رہے برطانوی سامراج ان کے خلاف کئی بہانے تراشتا رہا۔ لیکن ان کی جرأت ایمانی نے دشمن کو ہر موڑ پر شکست دی اس دوران ان کی منزل کے راستے میں علاوہ دیگر مصائب کے جیل خانہ بھی آیا لیکن قفس کی تیلیاں منزل کو اوجھل نہ کرسکیں۔

پنجاب کے روائتی پیروں سے الگ تھلگ۔ انہوں نے اپنے لئے انفرادی مقام حاصل کیا۔ حالانکہ مشاطۂ فطرت نے ان کے بناؤ سنگھار میں کہیں بخیلی سے کام نہیں لیا۔ مضبوط جسم سروقد۔ کھلے گندمی رنگ کے چہرے پر چشم آہو نے ایک بہار باندھ رکھی تھی کہ الامان والحفیظ۔

اکھاں یار دیاں توبہ معاذاللہ
جویں بھریاں پھرن دیوانیاں نیں

اس پر کردار کا یہ عالم کہ جس راہ سے گذر جاتے آہٹ تک نہ ہوتی تھی انہیں

marfat.com

اوصاف کی بنا پر جماعت نے انہیں عسکری ذمہ داریاں سونپ دیں۔ جنھیں انہوں نے خوب نبھایا۔ [1]

تحریک مسجد شہید گنج

دریں اثنا مسجد شہید گنج کا دلخراش واقعہ رونما ہوا۔ جس نے مسلمانانِ ہند میں غم و غصہ کی لہر دوڑا دی۔ لاہور میں غم وغصہ کے جذبات ابل پڑے۔ جس کا نقشہ مشہور صحافی مولوی محمد سعید نے یوں کھینچا۔

''9 جولائی 1935ء کا دن شہید گنج کے پرستاروں کیلئے قیامت کا دن تھا۔ لاہور کے دلی دروازے کے باہر محلہ داراشکوہ پر مسلمانوں کی یورش ہو رہی تھی ناکہ خاردار تاروں سے بند تھا۔ کوتوالی کی برجیوں پر گورا فوج ہتھیار نصب کئے بیٹھی تھی جوانانِ لاہور چھاتیاں کھولے موجوں کی صورت میں آگے بڑھتے جاتے اور موت کے گھاٹ اترتے جاتے۔ [2]

اسی سلسلہ میں ۱۴ جولائی 1935ء کو بادشاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ حضرت خطیب الاسلام کی زیر صدارت منعقد ہوا آپ نے تحریک مسجد شہید گنج کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے اپنی خطابت کو ضرب یداللہ کے بانکپن کا نمونہ ثابت کر دیا تھا۔

قبل ازیں شاتم رسول راجپال کے خلاف تحریک میں آپ کی پکار اور للکار نے مسلمانوں میں ایسا اعتماد اور اعتقاد پیدا کیا تھا کہ غازی علم الدین شہید نے راجپال کا خاتمہ کر کے ناموس رسالت کیلئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا تھا حتی کہ آپ کی ذات عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کا مرکز اور اسلام کے جاہ و جلال کی علامت بن گئی

---

1. کاروان احرار جلد ۲ ص ... از جانباز مرزا اشاعت جون 1977ء

2. قائد اعظم اور ان کا عہد ص ۳۹۵

marfat.com

روزنامہ ''امروز'' کا اداریہ نویس حضرت خطیب الاسلام کو یوں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

''انہوں نے شہید گنج تحریک، شدھی تحریک اور شاتم رسول راجپال کے خلاف تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں'' [1]

جبکہ ہفت روزہ ''چٹان'' لکھتا ہے۔

تحریک مسجد شہید گنج کے زمانہ میں صاحبزادہ صاحب کی شعلہ نوائی کا ہر طرف چرچا ہونے لگا۔ ان کے منطقی طریق استدلال نے انہیں بہت مقبول بنا دیا اور اس طرح وہ پنجاب کے بڑے بڑے لیڈروں میں شمار ہونے لگے۔ [2]

قافلہ سالار تحریک حریت

حضرت خطیب الاسلام مسلمانوں کے وہ بطل جلیل تھے کہ جنہوں نے نہ صرف تحریک ختم نبوت کی قیادت کی بلکہ تحریک آزادی میں بھی بھرپور حصہ لیا آپ اپنی خود نوشت سوانح میں رقمطراز ہیں۔ کہ

والد گرامی انگریز کے عہد میں فرسٹ کلاس آنریری مجسٹریٹ تھے۔ لیکن آزادیٔ وطن کی تحریک اور انگریز کی عمومی اسلام دشمنی کے خلاف احتجاج کے طور پر اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ یوں آزادیٔ وطن کی تحریک سے لگاؤ خاندانی وراثت کے طور پر ملا۔ [3]

حضرت خطیب الاسلام نے خانقاہ سے نکل کر رسم شبیری ادا کرتے ہوئے کسی خطرے کی پرواہ نہ کی بلکہ آپ نے اس وقت انگریز راج کو للکارا جب ہر طرف غلامی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے مسلط تھے اور حکمرانوں سے ٹکر لینا موت کو دعوت دینا تھا آپ کے دیرینہ رفیق صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آبادی بیان کرتے ہیں (جو اس وقت

---

[1] روزنامہ امروز 25 فروری 1984 [2] ہفت روزہ چٹان 27 فروری 1984۔

[3] خطیب الاسلام کی خود نوشت سوانح ص ۹۲ ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ اپریل مئی ۱۹۸۴ء

marfat.com

جماعت نہم کے طالب علم تھے اور جلسے میں شامل تھے)۔

انگریز حکومت کو للکارنا اور اس وقت جب اسکی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ یہ غوث زماں حضرت پیر سید چنن شاہ آلومہاروری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کی غیرتِ ایمانی ہے۔ پوچھو تاریخ والوں سے! پہلے ہندوستانیوں سے خطاب تھا ''انگریزوں کو یہاں سے نکال دو'' پھر سیدھا خطاب ہوا ''انگریزو ں یہاں سے نکل جاؤ'' یہ تھا۔ ڈائریکٹ ایکشن (Direct Action)

سیالکوٹ رام تلائی میں بہت بڑا جلسہ تھا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، شورش کاشمیری سب اسٹیج پر موجود تھے ہزاروں کا اجتماع اور خطیب الاسلام کا خطاب تھا۔ ڈی، سی، ایس، پی اور سی، آئی، ڈی کے افسران موجود تھے محمدی کچھار کے شیر نے للکارتے ہوئے کہا

انگریز کتو یہاں سے نکل جاؤ

خطیب الاسلام کی گرفتاری

یہ ہے خطیب الاسلام کی جرأت ایمانی۔ آپ گرفتار کر لیے گئے انگریز مجسٹریٹ نے آپ کو چھ ماہ کی سزا سنائی۔ [1]

آپ کو گورداسپور جیل میں بھیج دیا گیا۔ مگر جیل کی مشکلات آپکے حوصلے پست نہ کر سکیں قید خانے کی تنہائیوں میں بھی آپ کو عشق رسول کی جلوہ نمائیاں نظر آئیں۔ آپ کے دل میں موجزن عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جذبات جب لفظوں میں ڈھلے تو اک پرسوز نعت کے یہ مصرعے موزوں ہو گئے۔

---

[1] یادگار خطاب از صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ فیصل آبادی ص: ۱۸، ۱۹ مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۸ء

marfat.com

نعت بحضور سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوات

طوفانِ بلا میں گر ان کی رحمت کا اشارا ہو جائے
گرداب سفینہ بن جائے ہر موج کنارا ہو جائے

اعجاز سے ان کے گیسو کے ہر آہ نسیمِ خلد بنے
فیضان سے ان کے عارض کے ہر اشک ستارا ہو جائے

وہ جانِ جہاں گر آ جائے بالیں پہ مریضِ الفت کی
ہر غم کا مداوا ہو جائے ہر درد کا چارا ہو جائے

خورشید کی رنگت اڑ جائے گر زلف میں پیدا جنبش ہو
مہتاب کا دل ہو دو پارہ گر ان کا اشارا ہو جائے

مطرب سے کہو چھیڑے تو ذرا اس جانِ تمنا کا قصہ
فرقت کے بھیانک لمحوں میں کچھ دل کو سہارا ہو جائے

اعمال کہاں ہیں دامن میں رحمت پہ تمہاری تکیہ ہے
اک جنبشِ لب سے محشر میں بس کام ہمارا ہو جائے

دوزخ کے دہکتے انگارے پھولوں میں مبدل ہو جائیں
اس چشم کرم کا محشر میں گر ایک اشارا ہو جائے

کوچے میں ترے ہے مدت سے مشتاقِ توجہ فیض حزیں
اے رحمتِ عالم ایک نظر اس پر بھی خدارا ہو جائے [1]

---

[1] ارمغان فیض۔ کلام خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمہ ناشر مرکزی مجلس فیض الاسلام گوجرانوالہ 1991ء

marfat.com

انگریز کے خلاف تحریک آزادی میں آپ کا نام حریت اور جہد و عمل کی علامت بن گیا۔ اور فرنگی سامراج آپ کے آوازۂ حق سے لرز اٹھا۔ آپ کی ولولہ انگیز خطابت اور بے مثال جرأت و بہادری نے انگریز حکومت کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ حکومت وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا یہ حضرت خطیب الاسلام کا ہی حوصلہ تھا۔

خطیب الاسلام کی جرأت رندانہ

اس کی صرف ایک مثال آپ کے دست راست صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آبادی یوں بیان کرتے ہیں۔

۱۴ دسمبر ۱۹۴۰ء گجرات میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک بڑے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے حکومت پر سخت تنقید کی۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ سکندر حیات نے تقریر کو نہ صرف خلافِ قانون بلکہ باغیانہ قرار دے کر عطاء اللہ شاہ بخاری کو پھانسی کے تختہ پر لٹکانے کا فیصلہ کیا۔ تقریر کے نوٹس سی، آئی، ڈی کے انچارج لدھا رام نے لئے تھے۔ اس نے لالہ لکھمی داس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گجرات کی عدالت میں ۱۸ دسمبر ۱۹۴۰ء کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ شاہ جی کے خلاف جو تقریر پیش کی جارہی ہے وہ فرضی ہے۔ وہ سکندر حیات نے وہاں سے لکھ کر بھیجی تھی اور میرا ضمیر یہ ملامت کر رہا ہے کہ میں ایک بیگناہ مذہبی پیشوا کو پھانسی کے تختے پر چڑھوادوں۔ لہٰذا مجھے اصل تقریر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مجلس احرار کے رہنماؤں نے لدھا رام کے بیان کے بعد فیصلہ کرلیا کہ جس طرح بھی ہو لدھا رام کو ایسی جگہ چھپا دیا جائے۔ کہ تاریخ عدالت تک وہ کسی کو نظر نہ آئے۔ صاحبزادہ سید فیض الحسن نے فرمایا۔

یہ خطرناک کام میرے ذمے لگا دو۔

marfat.com

صاحبزادہ صاحب نے گلوٹیاں کے دونو جوانوں بنام محمد بشیر محمد ادریس کو لدھارام کے پاس بھیجا کہ فوراً میرے پاس آؤ۔ وہ بھی کھیتوں میں چھپتا چھپاتا گلوٹیاں پہنچ گیا۔

حضور کیا بات ہے؟ فرمایا جب تک ہائیکورٹ عدالت کی پیشی نہ نکلے تم نے یہیں رہنا ہے۔

اس نے کہا جناب مجھے اور کیا چاہیے چھ ماہ تک سکندر حیات کی سی، آئی، ڈی اور فرنگی حکومت زور لگاتی رہی لدھارام کسی نہ ملا۔

۱۳ فروری ۱۹۴۱ء کو ایڈووکیٹ جنرل نے درخواست دی کہ مقدمے کا رخ لدھا رام کے بیان کے بعد تبدیل ہو گیا ہے لہٰذا اس کی سماعت ہائی کورٹ میں ہونی چاہیے اور جسٹس سکھیپ نے درخواست منظور کر لی چنانچہ جسٹس سر ڈگلس ینگ اور جسٹس رام لال پر مشتمل ڈویژن بنچ نے ۱۱ مارچ ۱۹۴۱ء کو سماعت شروع کی اور لدھارام کی شہادت کیلئے یکم اپریل ۱۹۴۱ء کی تاریخ رکھی۔ پوری مجلس احرار نے صاحبزادہ صاحب سے کہا کہ آپ نے ہی اسے چھپایا ہے ہمیں بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ اسکو آپ نے ہی عدالت میں پیش کرنا ہے۔

لاہور ہائیکورٹ میں لدھارام کو پیش کرنا خطرناک تھا۔ وہاں گولی بھی چل سکتی تھی۔ خنجر بھی سینے میں لگ سکتا تھا۔ مگر ختم نبوت کے نام پر سید جان قربان کرنے کو بھی تیار تھا لدھارام کا لباس تبدیل کروایا۔ اس کو نقلی داڑھی لگوائی، شلوار اور اچکن پہنائی۔ بہاولپوری جوتی پہنائی۔ اچھا بھلا مولوی بنا کر کچہری میں لے آئے اور خود صاحبزادہ صاحب نے ایسا بہروپ بدلا کہ کوئی پہچان نہ سکا۔ اپنا لباس بدل کر کچہری میں آ گئے اور آلو چنے کی ریڑھی لگا لی۔ کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ یہ آلو چنے بیچنے والا کون ہے۔ خود ریڑھی لے کر آہستہ آہستہ کچہری کا چکر لگاتے رہے اور لدھارام سے کہا کہ

marfat.com

تو مجھ سے چھولے لیتا جا۔تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ تم کوئی گاہک ہو اور خود کبھی ریڑھی اس طرف ۔کبھی اس طرف کرتے ہوئے عدالت کے دروازہ پر جا پہنچے ۔ادھر سے چیڑاسی نے آواز دی ۔عطاء اللہ شاہ بخاری بحق سرکار سکندر حیات۔صاحبزادہ صاحب تھے اور چڑھتی جوانی! آپ نے لدھارام کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور کمرہ عدالت میں جج کے سامنے پیش کر دیا۔

انگریز جج نے پوچھا کون ہو تم؟

لدھارام نے داڑھی اتار دی اور بولا جناب! میں لدھارام ہوں

جج نے کہا لاؤ اپنی رپورٹ! تم کو یہاں کس نے پیش کیا؟ تمہیں کس نے چھپایا؟

لدھارام نے کہا جناب مجھے صاحبزادہ فیض الحسن نے چھپایا تھا جج نے کہا! کہاں تھا تو؟

جناب! ایک چھوٹی سی بستی ہے گلوٹیاں تحصیل ڈسکہ میں۔میں وہاں چھپا ہوا تھا

انگریز جج نے کہا ساری سی۔آئی۔ڈی نے کوشش کی ساری حکومت نے زور لگا دیا مگر عجب معاملہ ہے کہ تم نہیں ملے چنانچہ لدھارام کے اصل بیان پر عدالت نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو باعزت بری کر دیا۔

یہ ہے مجاہد اول تحریک ختم نبوت ،قافلہ سالار تحریک حریت صاحبزادہ سید فیض الحسن ۔جس کی جرأت رندانہ نے حکومت برطانیہ سے بھی ٹکر لی۔مجلس احرار کی آبرو بھی بچائی اور خطیب احرار مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کو باعزت بری بھی کروایا۔ [1]

اسی واقعہ کو جانباز مرزا نے حیات امیر شریعت میں صفحہ ۲۱۹ سے ۲۶۰ تک بالتفصیل تحریر کیا ہے مگر مقام افسوس ہے کہ حضرت خطیب الاسلام کا ذکر تک نہیں کیا۔ جو مورخانہ خیانت ہے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کے دروازے پر لدھارام کی جو

---

[1] یادگار خطاب از صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آباد ص ۲۰ تا ۲۳ مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۸ء

marfat.com

تصویر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہمراہ کتاب میں شائع کی گئی ہے۔ اس میں لدھارام
اسی اچکن میں ملبوس نظر آ رہا ہے جو کہ حضرت خطیب الاسلام نے اس و مہیا کی تھی۔ ۱

پیر لاثانی کا فرمان

بعض لوگوں نے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ محدث علی
پوری سے شکایت کی۔ کہ صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب کو مجلس احرار سے علیحدہ ہو
جانے کا حکم فرمائیں۔ حضرت پیر لاثانی نے ان سے اظہار ناراضگی کے طور پر فرمایا!

تمہیں کیا معلوم! فیض الحسن کون ہے؟ یہ جہاں بھی رہے گا اپنی تہذیب اور اپنے
ورثے کا وفادار رہے گا۔ اس کے فطری جوہر میں اس کے آباؤاجداد کے فیض و تربیت کا
پورا اثر موجود ہے پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ۔

بچہ بط گرچہ شبینہ بود
آب دریاش تابہ سینہ بود

آپ نے فرمایا! کہ بطخ کے بچے کو تیرنا کوئی نہیں سکھاتا۔ وہ فطری طور پر تیرنا سیکھ
کر آتا ہے۔ حضرت پیر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ فیض
الحسن سے مسلک اہل سنت کے بڑے بڑے کام لے گا اور ان کے دم قدم سے اہل
سنت کو بہت فائدے ہوں گے چنانچہ حضرت پیر لاثانی کا فرمان ہو بہو پورا ہوا۔ (جنکا
تذکرہ آئندہ صفحات پر آ رہا ہے)

خطیب الاسلام اور تحریک پاکستان

حضرت خطیب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے مجلس احرار میں رہ

---

۱ دیکھئے حیات امیر شریعت از جانباز مرزا مطبوعہ مکتبہ احرار لاہور مطبوعہ ۲۰۰۶ء

marfat.com

کر تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔اور قیام پاکستان کی پرزور حمایت کی یاد رہے کہ مجلس احرار میں دو گروپ تھے۔

۱..... سید عطاء اللہ شاہ بخاری گروپ (یہ گروپ قیام پاکستان کا مخالف تھا)

۲..... چوہدری افضل حق گروپ (یہ گروپ پاکستان کا حامی تھا)

حضرت خطیب الاسلام تحریک پاکستان کے حامی گروپ سے متعلق تھے آپ کے وصال پر مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک تحریری تعزیتی پیغام میں فرمایا!

''مرحوم نے تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت میں نمایاں خدمات انجام دیں ہیں آپ مجلس احرار میں رہتے ہوئے بھی قیام پاکستان کے زبردست حامی تھے۔قیام پاکستان کے بعد بھی آپ نے شرعی نظام کے نفاذ کیلئے زبردست جدوجہد کی''[۱]

اہل گوجرانوالہ گواہ ہیں کہ جب قائداعظم تحریک پاکستان کے سلسلے میں گوجرانوالہ پہنچے تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ نمایاں طور پر انکا استقبال کرنے والوں اور نظریہ پاکستان کی پرجوش حمایت کرنے والوں میں حضرت خطیب الاسلام کا نام سرفہرست ہے۔اور گوجرانوالہ میں ان کے خلفاء، مریدین، علماء کرام ومشائخ عظام میں درج ذیل حضرات بھی مسلم لیگ کی حمایت میں قیام پاکستان کیلئے جدوجہد کرتے رہے۔

۱ حضرت میاں محمد بڈھا صاحب (دادوالی شریف ضلع گوجرانوالہ)

۲ حضرت مولانا محمد شریف (گکھڑ)

۳ شیخ القرآن حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی (وزیرآباد)

۴ حضرت مولانا مفتی بشیر حسین (گوجرانوالہ)

۵ حضرت مولانا صابر حسین (گوجرانوالہ)

---

۱ شہریار خطابت از پروفیسر محمد اکرم رضا شائع کردہ ادارہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ ۱۹۸۵ء

marfat.com

۶۔ حضرت مولانا صوفی نظام الدین (گوجرانوالہ)

۷۔ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی (گوجرانوالہ) (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

مجلس احرار میں آپکے کردار کے بارے میں روزنامہ ''امروز'' کا اداریہ نویس لکھتا ہے۔

قیام پاکستان میں ان کی مجاہدانہ کوششوں کو مسلم لیگی حلقے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ صاحبزادہ سید فیض الحسن قیام پاکستان سے قبل اگرچہ مجلس احرار کے رکن تھے مگر حامیان پاکستان میں شامل تھے۔ ان کا مؤقف تھا کہ قیام پاکستان کا مطالبہ درست ہے اور اس کے حصول کیلئے ہر مسلمان کو جدوجہد کرنی چاہیے وہ ہندوستان کے نیشنلسٹ مسلمانوں کے اس نظریے کے سخت خلاف تھے کہ پہلے انگریز کو ہندوستان سے نکالو۔ بعد میں پاکستان کا مطالبہ کرو۔ ان کا مؤقف تھا۔ کہ انگریز اور ہندو دونوں کی بالادستی سے بیک وقت نجات حاصل کرلی جائے۔ انہوں نے اپنے اس نظریے کی پرجوش تبلیغ کی اور مخالفوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ان کی علمی، دینی اور ملی خدمات کا اعتراف ہر مکتب فکر کے لوگوں نے کیا۔[1]

قیام پاکستان سے قبل بھی حضرت خطیب الاسلام نے کبھی بھی کسی ہندو رہنما یا ہندو سیاسی جماعت سے کبھی کوئی راہ و رسم نہ بڑھائی۔ کیونکہ مجلس احرار کی دیگر مذہبی قیادت کے برعکس آپ نہ صرف دینی تعلیم بلکہ سکول و کالج کی جدید تعلیم کے حامل پرجوش نوجوان تھے۔ ہندو کی مسلم دشمنی اور تعصب سے اچھی طرح واقف ایک بیدار مغز مسلمان تھے۔ اپنی خودنوشت میں رقمطراز ہیں۔

''انگریز کی اسلام دشمنی کے پیش نظر تحریک حریت وطن میں حصہ لینے کی خواہش پیدا ہوئی۔ میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکاری اعزازات چھوڑے۔ میں نے بھی اس ہنگامہ خیز دور میں ہنگاموں کا ساتھ دیا۔ مگر ہندو کی متعصبانہ روش نے کانگرس

---

[1] روزنامہ امروز ۲۵ فروری ۱۹۸۴ء لاہور

marfat.com

سے دور ہی رکھا۔ جہاں بھی آزادی کی طلب دیکھی وہیں دست تعاون بڑھایا کبھی
خلافت اور کبھی احرار سے رابطہ بڑھایا۔ [1]

قیام پاکستان

قائداعظم علیہ الرحمہ کی ولولہ انگیز قیادت میں مسلمانانِ ہند نے 14 اگست ۱۹۴۷ء پاکستان حاصل کرلیا مگر مرزائیت نے پہلے ہی دن سے پاکستان کو مسائل کی دلدل میں دھکیل دیا۔ مسلمانوں کا سیدھا سادہ مطالبہ تھا۔ کہ مسلم اکثریت کے اضلاع پاکستان کو ملنے چاہیے۔

''بدقسمتی سے قیام پاکستان کے وقت ایک ممتاز قادیانی وکیل سر ظفراللہ خان مسلم لیگ پنجاب کا وکیل تھا۔ اس نے ریڈکلف ایوارڈ میں ایک عجیب مؤقف اپنایا جس کی وجہ سے ہندوستان کو کشمیر پہنچنے کا راستہ مل گیا۔ [2]

جس کے متعلق خطیب الاسلام نے یوں نشاندہی فرمائی۔

ہندو کے تعصب نے مسلمانوں کو علیحدہ وطن کا مطالبہ کرنے پر مجبور کردیا۔ اس مرحلہ میں بھی سام راج نے رامراج کا ساتھ دیا۔ اور ریڈکلف ایوارڈ کے رنگ میں پاکستان کے حصے بخرے کردیئے۔ یہاں بھی ظفراللہ خاں قادیانی نے گھناؤنا کردار ادا کیا اور مسلمان غلط اعتماد کے ہاتھوں زک ہوگیا۔ دریائی پانی اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا۔ [3]

خطیب الاسلام اور جہاد کشمیر

برصغیر پاک وہند کی اہم ترین ریاست جموں وکشمیر تھی۔ اسکی آبادی ۴۰ لاکھ تھی

---

[1] خطیب الاسلام کی خودنوشت سوانح ص: ۹۳ ماہنامہ ضیائے حرم اپریل مئی ۱۹۸۴ء

[2] تحریک وتاریخ پاکستان ص ۳۶۸ پروفیسر محمد رفیق مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

[3] خطیب الاسلام کی خودنوشت ص ۹۴ ماہنامہ ضیائے حرم ۱۹۸۴ء

marfat.com

جس میں ۷۷ فیصد مسلمان تھے۔مگر شومیٔ قسمت حکمران ڈوگرہ ہندو تھا کشمیر سے نکلنے والے دریا،جہلم،چناب،سندھ،موجودہ پاکستان کو سیراب کرتے تھے گویا وہ پاکستان کی زرعی معشیت کی شہ رگ کی حیثیت رکھتا تھا۔لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور نہرو کے گٹھ جوڑ نے اسے بھارت میں شامل کرنے کی سازش کی جس کیلئے ریڈکلف ایوارڈ میں تبدیلی کروائی گئی۔قادیانی وکیل ظفر اللہ خاں نے بھی سامراج اور رام راج کا ساتھ دیا۔اسی دوران کشمیر میں سکھوں،سرکاری افواج اور آر،ایس،ایس قسم کی تنظیموں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔10 اکتوبر 1947ء کو لندن ٹائمز نے کشمیر کے علاقہ میں 2لاکھ 37 ہزار مسلمانوں کو نیست ونابود کر دینے کی خبر شائع کی۔کشمیر کے مہاجرین کا ایک سیلاب مغربی پاکستان کی طرف بڑھنے لگا۔سردار عبدالقیوم خان نے کشمیر میں اعلان جہاد کر دیا[1] ہزاروں مجاہدین پاکستان سے کشمیریوں کی مدد کیلئے لپکے۔اور جہاد کشمیر میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ان حالات میں حضرت خطیب الاسلام نے گوجرانوالہ میں جہاد کشمیر کیلئے ''انجمن مجاہدین کشمیر'' کے نام سے ایک تنظیم قائم فرمائی۔اور پچیس ہزار مجاہدین کی بھرتی اور ٹریننگ کا اہتمام کیا ان مجاہدین کی قیادت کرتے ہوئے آزادی کشمیر کے ہراول دستوں میں پیش پیش رہے۔مجاہدین کشمیر کیلئے عطیات،سامان خورد ونوش اور اسلحہ کیلئے فنڈز مہیا کرنے میں آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔

ایک تلخ حقیقت

قیام پاکستان کے بعد حضرت خطیب الاسلام کی سیاسی ومذہبی خدمات کے تذکرے سے قبل اس تلخ حقیقت کا بیان ضروری ہے کہ اکثر مورخین پاکستان کے قلم پر حقیقت کی بجائے عقیدت غالب رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ تحریک آزادی ہند اور تحریک

---

[1] تحریک وتاریخ پاکستان حصہ دوم ص: ۴۸، ۴۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

marfat.com

ختم نبوت کے حوالے سے لکھی جانے والی نصابی و غیر نصابی کتب میں ہمیں حضرت خطیب الاسلام کا تذکرہ نہیں ملتا۔

⊙ ...... وہ خطیب الاسلام جس نے فرنگی حکومت کو اس وقت للکارا جب اس کی سرحدوں میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔

⊙ ...... وہ خطیب الاسلام جس نے ۱۹۳۱ء سے ۱۹۷۴ء تک تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر اس طرح حصہ لیا کہ مجاہد اول تحریک ختم نبوت کہلائے۔

مگر جب مورخ نے قلم پکڑا تو حضرت خطیب الاسلام کے کمالات کو یکسر فراموش کر دیا اس رویہ کے متعلق ملک کے ممتاز مورخ و محقق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رقمطراز ہیں کہ "یہ ایک کھلی حقیقت ہے۔ کہ تحریک پاکستان اور تحریک آزادی ہند کے بعض مؤرخین پر عقیدہ اور عقیدت غالب رہی ہے۔ بالخصوص جہاں تحریک آزادی میں علماء کا ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ تاریخ کو عقیدے اور عقیدت پر غالب ہونا چاہیے دین اسلام کے مخلص خدمت گاروں میں یہ دیکھنا کہ کون ہمارا ہم عقیدہ ہے۔ اور کون نہیں ہے۔ جو ہے اس کو آسمان پر چڑھاؤ جو نہیں ہے اس کو زمین پر گرادو۔ یہ اندازِ فکر نہایت ہی غیر مؤرخانہ ہے۔

زبان نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

جب مؤرخ ایک طرف جھکنے لگتا ہے۔ تو اس کو ساری خوبیاں اور کمالات اسی طرف نظر آنے لگتے ہیں دوسری طرف کچھ نظر نہیں آتا۔

"نقش حیات" اس طرف، دوسری طرف "نقش ممات"

"شاندار ماضی" اس طرف، دوسری طرف "خاردار ماضی"

"پرانے چراغ" اس طرف، دوسری طرف "مردہ چراغ"

marfat.com

"بڑے مسلمان" اس طرف، دوسری طرف "چھوٹے مسلمان"

الغرض ادھر دھوپ چمک رہی ہے اور ادھر گھٹا میں چھا رہی ہیں کوئی دیکھے تو یہ دیکھے اور سمجھے تو کیا سمجھے۔ [1]

دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں

مورخ کا قلم بڑا رازدار ہے۔ ہزاروں راز اس کے قلم میں پیوست ہو کر رہ گئے۔ محبوب کو مردود بنانا اور مردود کا محبوب بنانا اسکا ادنی کرشمہ ہے۔ اندھیروں میں اجالے اور اجالوں میں اندھیرے دکھانا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔ [2]

آیئے تاریخ کے اوراق میں حضرت خطیب الاسلام کے کمالات کا سراغ لگاتے ہیں اور حقائق قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

شومئی قسمت کہ قیام پاکستان کے بعد قادیانی وکیل ظفر اللہ خاں کو ملک کا وزیر خارجہ بنا دیا گیا وہ شخص جس نے پاکستان کا وزیر خارجہ ہوتے ہوئے قائداعظم کا جنازہ تک نہ پڑھا بلکہ ایک غیر مسلم وزیر سے گپ شپ لگاتا رہا جب اس سے وضاحت طلب کی گئی تو اس نے اپنے خبث باطن کا یوں اظہار کیا "آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم" [3]

چنانچہ اسکے اثر ورسوخ کی استعمال کر کے قادیانیوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اعلی سرکاری ملازمتوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ مرزا محمود کا بیٹا ایم ایم احمد (مرزا مظفر احمد) خواجہ ناظم الدین کے زمانے میں ساہیوال کا ڈپٹی کمشنر تھا۔ وہ بھی اپنے مذہب کے پرچار اور اپنے گروہ کی سرپرستی کیلئے اپنی سرکاری حیثیت سے

---

[1] تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۱۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۷ء

[2] تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۱۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۷ء [3] اخبار الخلاق پشاور ۲۸ اگست ۱۹۴۹ء بحوالہ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ جلد اول ص ۶۴

marfat.com

حضرت خطیب الاسلام کیلئے یہ صورت حال نا قابل برداشت تھی آپ نے مجلس احرار کو فوراً متحرک کیا۔ اور قادیانیوں کا تعاقب شروع کر دیا۔ اس وقت کی قانون ساز اسمبلی میں جب قادیانیوں کو کوئی سیٹ نہ دی گئی تو مجلس احرار نے فیصلہ کیا کہ اس فتح پر یوم تشکر منایا جائے۔

یوم تشکر

صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ پورے ملک میں یوم تشکر کے سلسلے میں بڑے بڑے جلسے منعقد ہوئے۔ چنانچہ 25 / 26 مئی 1951ء کو لاہور میں یوم تشکر کے سلسلے ایک عظیم الشان جلسہ عام ہو۔ جس میں تقریر کرتے ہوئے حضرت خطیب الاسلام نے مطالبہ کیا کہ

''احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ یا انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ ملک کو چھوڑ دیں اور بھارت میں آباد ہو جائیں۔ [1]

گویا حضرت خطیب الاسلام وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا برملا مطالبہ کیا جو بعد میں ساری قوم کا نعرہ بن گیا۔

مجلس احرار نے حکومتی سرپرستی میں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو روکنے کیلئے تحریک چلانے کا فیصلہ کیا۔

حضرت خطیب الاسلام اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

18 مئی 1952ء کو وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں سرکاری پروٹوکول میں جہانگیر پارک کراچی میں احمدیوں کے جلسہ عام میں خطاب کیلئے پہنچا دوران خطاب اس نے یہ

---

[1] صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آبادی کا ایک یادگار خطاب ص ۱۲ ناشر عالمی ادارہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ 1988ء۔

marfat.com

گستاخانہ الفاظ کہے

اگر مرزا قادیانی کے وجود کو درمیان سے نکال دیا جائے۔ تو اسلام بھی باقی مذاہب کی طرح ایک خشک درخت کی مانند رہ جاتا ہے۔

اس گستاخی نے ملک میں آگ لگا دی۔ حضرت خطیب الاسلام میدان عمل میں یوں کودے کہ تحریک ختم نبوت کے ہیرو بن گئے۔ اپنی ولولہ انگیز خطابت سے قادیانیت کے سحر باطل کے تار پود بکھرنے لگے۔ شہر، شہر، قریہ، قریہ جا کر قادیانیت کو للکارنے لگے آپ کی یہ للکار پاکستان میں یوں گونجی کہ اقتدار کے ایوان لرزنے لگے۔

حکومت پاکستان نے ملک میں دفعہ 144 نافذ کر دی مگر یہ پابندیاں بھی حضرت خطیب الاسلام کے جوش و ولولہ کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئیں۔ آپ نے تمام ضابطے اور قانون نظر انداز کرتے ہوئے 20 جون 1952ء کو جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کی صدارت فرمائی، اس جلسہ کی کاروائی کا آغاز درج ذیل نعروں سے ہوا۔

مرزائیت مردہ باد

ظفر اللہ قادیانی کو ہٹاؤ

مرزائیت کو اقلیت قرار دو

دشمن دین، فاسق غلام قادیانی مردہ باد

یہ جلسہ چونکہ دفعہ 144 کی خلاف ورزی میں منعقد ہوا تھا۔ اس لئے حضرت خطیب الاسلام کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر ملک بھر میں پرزور احتجاج کے باعث آپ کو جلد رہا کر دیا گیا۔ [1]

حکومتی سرپرستی میں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور ظفر اللہ خان کی

[1] میر کاروان مولف غلام نبی بخش ص ۵۷ مطبوعہ لاہور 1986ء

marfat.com

سرگرمیوں نے تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بنائی گئی جس کے صدر غازئ کشمیر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری مقرر ہوئے۔ مجلس عمل آل پارٹیز کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کے خلاف باقاعدہ محاذ قائم کیا گیا۔ یوں تو اس تنظیم میں ملک کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء اور شعلہ نوا مقرر شامل تھے۔ مگر حضرت خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ اپنی ولولہ انگیز خطابت، ممتاز روحانی مرکز کے سجادہ نشین اور موثر ترین انقلابی راہنما ہونے کی بنا پر غیر معمولی اہمیت کے حامل تھے یہی وجہ تھی کہ حکومتی خفیہ ایجنسیوں کے کارندے آپ کا زیادہ سے زیادہ تعاقب کرتے تھے۔ جس کی ایک ہم مثال جسٹس منیر انکوائری رپورٹ ہے۔ [1]

منیر انکوائری رپورٹ

گو جسٹس منیر انکوائری رپورٹ جانبدارانہ بھی تھی اور متعصبانہ بھی غیر منصفانہ بھی تھی اور غیر مخلصانہ بھی۔ جس میں صرف حکومتی نقطہ نظر ہی سامنے آتا ہے۔ مگر یہ رپورٹ بھی حضرت خطیب الاسلام کے روشن کردار کو دھندلا نہ سکی۔ اس میں جس شخصیت کو موثر خطیب، بہت بڑا انقلابی، زبردست حلقہ اثر رکھنے والا راہنما، لاکھوں مسلمانوں پر بھرپور گرفت رکھنے والا پیر، دلوں کی دھڑکنیں تیز کر دینے والا شعلہ نوا مقرر اور جسے تحریک ختم نبوت کی سب سے بڑی قوت قرار دیا گیا وہ حضرت خطیب الاسلام ہی تھے۔ الفضل ماشہدت بہ الاعداء۔ آپ کے کئی بیانات نقل کر کے آپ کو سزا

---

[1] 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے اسباب و وجوہات اور نتائج جاننے کیلئے حکومت نے دو رکنی کمیشن تشکیل دیا۔ جس کے سربراہ جسٹس منیر اور ممبر جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی تھے۔ یہ کمیشن جو کہ 19 جون 1953ء کو بنایا گیا تھا۔ اس نے اپنی رپورٹ 10 اپریل 1954ء کو حکومت کو پیش کی۔ اس کو منیر انکوائری رپورٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

marfat.com

کا مستحق گردانا گیا ہے۔ یہ رپورٹ آپ کی ولولہ انگیز جرأت اور مجاہدانہ للکار منہ بولتا ثبوت ہے۔

چند اقتباسات ملاحظہ ہوں

گوجرانوالہ ایک مقبول عام احراری مقرر صاحبزادہ فیض الحسن کا وطن ہے گوجرانوالہ جولائی 1952ء میں ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں دوران خطاب صاحبزادہ فیض الحسن نے اعلان کیا کہ

کسی احمدی کو قتل کرنا رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ ۱

احمدیوں نے ڈپٹی کمشنر سے شکایت کی کہ اس کانفرنس میں ایک مقرر نے حاضرین کو جماعت احمدیہ کے قتل پر اکسایا ہے یہی معاملہ سیالکوٹ میں بھی پیش آیا ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے صاحبزادہ صاحب کو بلایا اور پوچھا! آپ مرزا صاحب کو برا کیوں کہتے ہیں؟۔

حضرت خطیب الاسلام جلال میں آ گئے اور فرمایا میں مرزا کو دجال اور کذاب کہوں گا۔ اس نے ان لوگوں کو سور کی اولاد کہا ہے جو اسے نبی نہیں مانتے۔ خواجہ ناظم الدین اور مسٹر دولتانہ بھی اس قبیل سے ہیں اور تم بھی انہی میں شامل ہو۔

حضرت خطیب الاسلام کی اس گفتگو کو سن کر وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور آپ کو جانے کی اجازت دے دی۔ اور کہا آپ تشریف لے جائیں۔ میں آپ کو اب کچھ نہیں کہہ سکتا

۲۶، ۲۷ ستمبر کو لائل پور (فیصل آباد) اور ۲۸ ستمبر ۱۹۵۲ء کو منڈی میں عظیم الشان کنونشن منعقد ہوئے جس میں حضرت خطیب الاسلام نے فرمایا!

مرزا صاحب پست چال چلن کے آدمی تھے اور اس قابل تھے کہ ان کے خلاف

---

۱ منیر انکوائری رپورٹ ص ۱۸۰

marfat.com

غنڈہ ایکٹ کے تحت مقدمہ چلایا جاتا کیونکہ اس نے دختر رسول کی عظمت کی توہین کی ہے مرزا اور ظفر اللہ خاں دونوں غنڈے ہیں۔ [1]

9 اکتوبر 1952ء میں شیخوپورہ 10 اکتوبر چوہڑ کانہ (فاروق آباد) میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے حضرت خطیب الاسلام نے حکمرانوں کو جھنجوڑتے ہوئے فرمایا

''جو شخص نبوت کی عزت اور دختر رسول کی ناموس کو نہیں بچا سکتا وہ پاکستان کو بھی نہیں بچا سکتا مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ جو لوگ اس کو نہیں مانتے وہ بازاری عورتوں کی اولاد ہیں۔ پنجاب کے وزیروں اور خواجہ ناظم الدین نے بھی اس کو نہیں مانا''۔

انہیں چاہئے کہ اگر وہ ناموس رسالت کی حفاظت نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنی ماؤں کی حفاظت تو کریں۔ [2]

۲۱، ۲۲ ستمبر ۱۹۵۲ء ڈسکہ میں آل مسلم پارٹیز کا کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں خطاب کرتے ہوئے حضرت خطیب الاسلام نے فرمایا:

''جس طرح گیدڑ کو خربوزوں اور بلی کو گوشت کی رکھوالی سپرد نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح ظفر اللہ اور دوسرے مرزائیوں پر پاکستان کے متعلق اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ غدار ہیں مرزا غلام احمد ''واہیات'' تھا۔ اس نے گڑ کو مٹی سمجھ کر استنجا کر لیا تھا۔ [3]

مجلس عمل آل پاکستان مسلم پارٹیز نے 13 اگست 1953ء کو وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے ملاقات بھی کی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے ظفر اللہ خاں کو عہدہ وزارت سے ہٹانے اور قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹانے کے مطالبات پیش کئے مگر ان مطالبات کو خواجہ ناظم الدین نے ماننے سے انکار کر دیا۔ پانچ ماہ کی عوامی رابطہ مہم کے بعد مجلس عمل آل پاکستان مسلم پارٹیز کا اہم اجلاس ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں ہوا۔

---

[1] تحقیقاتی عدالت رپورٹ ص ۳۲۵ [2] ایضاً ص ۳۲۶ [3] ایضاً ص ۳۶۱

marfat.com

جس میں ڈائریکٹ ایکشن کرنے کی قرارداد منظور کی گئی اور ۲۲ جنوری کو خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم دے دیا کہ ایک ماہ کے اندر یا تو مطالبات کو تسلیم کریں یا اپنے عہدہ وزارتِ عظمٰی سے استعفٰی دے دیں [1]

ورنہ ان کے خلاف راست اقدام کیا جائے گا۔ یہ الٹی میٹم ایک غیر فوجی بغاوت سے کم نہ تھا روزنامہ ''زمیندار'' لاہور نے سہ ورق پر ایک چوکھٹا بنا کر دن لکھنے شروع کر دیئے تھے کہ الٹی میٹم پورا ہونے میں کتنے دن رہ گئے ہیں۔ خواجہ ناظم الدین اور اربابِ حکومت اس عقدے کا حل تلاش نہ کر سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مجلس عمل نے گورنر جنرل اور وزیراعظم کی کوٹھیوں پر ختم نبوت کے فدائی رضا کاروں کے دستے بھیجنے کا فیصلہ کر لیا۔ رضا کاروں کی بھرتی اور افرادی قوت کو منظم کرنا ایک بہت بڑا چیلنج تھا جس پر تحریک کی کامیابی کا مدار تھا۔ اس مشکل اور کٹھن کام کیلئے مجلس عمل کے تمام مقتدر علماء کی نظریں حضرت خطیب الاسلام کی طرف اٹھیں۔

تحریک سول نافرمانی کا پہلا ڈکٹیٹر

آپ نے اس امتحان کو سعادت سمجھتے ہوئے قبول کیا۔ آپ کو ملک بھر سے رضا کاروں کو بھرتی کے لئے پہلا ڈکٹیٹر مقرر کیا گیا۔ آپ نے اس محنت اور جانفشانی سے یہ کام سرانجام دیا کہ ''رضا کاروں کی تعداد پچاس ہزار کی اس مقررہ تعداد سے بڑھ چکی تھی، جس کی بھرتی کا ذمہ صاحبزادہ فیض الحسن نے لے رکھا تھا۔ رضا کاروں سے حلف ناموں پر دستخط کرائے جا چکے تھے کہا جاتا ہے کہ بعض رضا کاروں نے حلف نامے اپنے خون سے لکھ کر پیش کیے تھے۔ صاحبزادہ فیض الحسن کا رویہ خصوصاً جارحانہ ہو رہا ہے۔ [2]

---

[1] جسٹس منیر انکوائری رپورٹ ص ۱۶۱-۳ [2] ایضاً ص ۲۵۹

marfat.com

خطیب الاسلام کی گرفتاری اور مارشل لاء

حضرت خطیب الاسلام ۲۶ فروری کو ایک دستے کی قیادت کرتے ہوئے کراچی پہنچے اور گرفتار کر لئے گئے۔[1]

ان کے علاوہ دفتر ختم نبوت سے غازی کشمیر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علامہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا لال حسین اختر، عبدالرحیم جوہر، نیازی لدھیانوی، ماسٹر تاج الدین انصاری اور اسد نواز وغیرہا پوری قیادت کو حکومت نے گرفتار کر لیا۔

ان گرفتاریوں سے پورے ملک میں برہمی، غم وغصہ اور لاقانونیت کی ایک لہر دوڑ گئی اور لاہور میں بدنظمی اور ابتری کا سیلاب اس قدر قابو سے باہر ہو گیا کہ ۲ مارچ کو تحریک ختم نبوت کو کچلنے کے لئے لاہور میں فوج کو طلب کر لیا گیا۔ ۴، ۵ مارچ کو مسلمانوں پر تشدد کی انتہاء کر دی گئی ۶ مارچ ۱۹۵۳ء ڈیڑھ بجے دوپہر مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔[2]

۱۴ فروری ۱۹۵۳ء انٹیلی جنس بیورو گورنمنٹ آف پاکستان کراچی نے سی، ڈی، آئی پنجاب کو ایک مراسلے میں پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ

The first person who will offer himself for arrest in connection with this agitation in Punjab will possibly be Saheb Zada- Peer Faiz-ul-Hassan who was about 30000 Murids. It is said all his murids will follwo suit.

''اس ایجی ٹیشن میں پنجاب میں جو شخص سب سے پہلے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرے گا یقیناً وہ صاحبزادہ فیض الحسن ہونگے ان ہمراہ ان کے ۳۰ ہزار مرید بھی خود

---

[1] جسٹس منیر انکوائری رپورٹ ایضاً ص: ۱۵۳ [2] تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص: ۳۸۲

marfat.com

گرفتاری کے لئے پیش کریں گے۔[1]

گرفتاری کے بعد آپ کو سکھر جیل منتقل کردیا گیا۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولانا ابوالحسنات علیہ الرحمہ، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ اور دیگر مکاتب علماء بھی تھے۔ جیل میں آپ پر تشدد کی انتہا کردی گئی آپ کو برف پہ لٹایا گیا آپ نے یہ سب کچھ تقاضات ایمان سمجھ کر قبول کیا اور راہ حق میں ہر افتاد کو سینے سے لگایا مگر اُف تک نہ کی۔

اے رہ یار! ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا
جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گذر گئے

ایام اسیری

سکھر جیل میں آپ کے ایام اسیری ایک سال سے زاہد عرصہ پر محیط ہیں۔ ان ایام میں چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ لاکھوں عقیدت مندوں کے دلوں پر حکومت کرنے والا...... فرنگی آمروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والا...... ایک عظیم آستانہ عالیہ کا سجادہ نشین...... لوگوں کے دلوں کی دھڑکنے تیز کرنے والا عظیم المرتبت خطیب...... ایک عام قیدی کی حیثیت سے جیل کی مشقت برداشت کرتا رہا۔ ایام اسیری کے کچھ واقعات حضرت خطیب الاسلام نے اپنی ایک تقریر دلپذیر ہمہ گیر میں یوں بیان فرمائے۔

ہم سکھر جیل میں تھے تو مجھے یاد ہے کہ ناظم الدین کی وزارت تھے مسلم لیگ کا اقتدار تھا۔ پنجاب میں ممتاز دولتانے کی حکومت تھی جب مارشل لاء لگا۔ جب گولیاں چلنی شروع ہوئیں۔

---

[1] جسٹس منیر انکوائری رپورٹ ص: ۱۴۰

marfat.com

جب ہمیں سکھر جیل میں بند کیا گیا اس وقت گرمی کا موسم تھا۔ ہمیں گندہ پانی پلایا گیا جب خراب چاولوں کے آٹے کی روٹیاں ہمیں کھلائی گئیں! جب نوالے ہمارے حلق میں اٹک گئے خدا کی قسم! ...... تو اس طرف سے ناظم الدین نے کہا

ہم مولویوں کو نہیں چھوڑیں گے

ایک ذرا کمزور قسم کے مولوی تھے وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے حضرت سنا آپ نے میں پوچھا جناب کیا؟ کہنے لگے کہ خواجہ ناظم الدین کہتے ہیں ہم نہیں چھوڑیں گے میں نے کہا قبلہ یاد رکھو!

نمرود نے کہا تھا حضرت خلیل کے متعلق ...... میں نہیں چھوڑوں گا

فرعون نے کہا تھا حضرت کلیم کے متعلق ...... میں نہیں چھوڑوں گا

ابوجہل نے کہا تھا کملی والے کے متعلق ...... میں نہیں چھوڑوں گا

یزید نے کہا تھا میرے مولا حسین کے متعلق ...... میں چھوڑوں گا

اور ناظم الدین کہتے ہیں ہم مولویوں کو نہیں چھوڑیں گے

میں نے کہا تم دیکھو تو تماشا کیا بنتا ہے؟

خدا کی قسم! اب دیکھ لو کہ ناظم الدین مرغی خانہ کھول کر کراچی میں بیٹھے ہیں اور میں چالیس ہزار کے مجمع میں مولوی بنا ہوا آج بھی تقریر کر رہا ہوں۔ ارے جب ہم رہا ہو کر آئے تو ناظم الدین کی حکومت جا چکی تھی۔ وہ وزیر سے مرغی خانہ بن چکا تھا۔

میں پہلے بھی مولوی تھا۔ پہلے چھوٹا مولوی تھا کملی والے کے صدقے میں میں بڑا مولوی بن گیا۔ جب ختم نبوت کے نام پر ہم نے مشعل اٹھائی۔ کملی والے کے صدقے چھوٹے بڑے بن گئے   قطرے گہر بن گئے   ذرے آفتاب بن گئے۔ [1]

---

[1] صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ کی تقریریں ص ۳۰، ۳۱ مطبوعہ فیصل آباد

marfat.com

جمعیت علماء پاکستان میں شمولیت

حضرت خطیب الاسلام نے ۱۹۵۴ء میں مجلس احرار کو خیر آباد کہا اور جمعیت العلماء پاکستان میں شمولیت اختیار فرمائی اس کی وجہ اپنی خودنوشت میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

پہلی تحریک ختم نبوت 1953ء میں ایک سال جیل میں گزارا۔ غور و فکر کا موقع ملا۔ حالات کا جائزہ لیا۔ حضرت مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت ملی۔ مسلک حق اہل سنت و جماعت کے تحفظ کے لئے اور نوازئیدہ مملکت پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے جمعیت العلمائے پاکستان سے تعاون کیا۔ [1]

حضرت خطیب الاسلام جیسے لاثانی خطیب اور عظیم المرتبت شخصیت کی جمعیت میں شمولیت نے اس میں گویا نئی جان ڈال دی۔ جمعیت کی قیادت نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا آپ کی آمد پر بے پناہ مسرت کا اظہار کیا گیا اور ۱۹۵۴ء میں تحریک ختم نبوت کے بعد لاہور میں منعقد ہونے والی جمعیت العلمائے پاکستان کے اجلاس میں آپ کو پنجاب کا صدر منتخب کرلیا گیا۔ اب کیا تھا کراچی سے لے کر چٹا گانگ تک آپ کی خطابت کا ڈنکا بجنے لگا۔ صبح و شام سفر، ہر رات جلسہ، ہر جگہ جمعیت کا پیغام پہنچانے لگے اب آپ کی تمام تر توانیاں جمعیت کو عوامی جماعت بنانے میں صرف ہونے لگیں۔

انہی دنوں ایک واقعہ رونما ہو۔ راقم الحروف (محمد سعید احمد مجددی) نے یہ واقعہ خود حضرت خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ تاجدار آلومہار شریف کی زبانی سنا تھا اور قطب عالم حضرت پیر سید چراغ علی شاہ مراڑہ شریف کے عالی خاندان کے بعض مشائخ نے اس واقعہ کو اپنی مجالس میں بارہا بیان فرمایا ہے کہ

---

[1] خطیب الاسلام کی خودنوشت سوانح ص ۹۴ ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ اپریل مئی ۱۹۸۴ء

marfat.com

فیصل آباد کے مضافات میں کسی جلسے پر حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ (محدث اعظم پاکستان) اور حضرت خطیب الاسلام کا ایک ہی اسٹیج پر خطاب تھا حضرت خطیب الاسلام اپنی روایتی اخلاقی بلندی کے تحت خود ہی حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کے لئے اس کمرے کی طرف چل دیئے جس میں وہ تشریف فرما تھے حضرت شیخ الحدیث کو جب آپ کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کر دیا اور ملاقات نہ کی بتایا گیا کہ حضرت شیخ الحدیث نے یہ معاملہ اس بنا پر کیا ہے کہ ان کے خیال میں علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات کے بارے میں ان کا موقف واضح نہیں ہے حضرت خطیب الاسلام نے فرمایا

''مناسب تو یہ تھا کہ حضرت مجھ سے وضاحت طلب فرمالیتے''

بہر حال یہ واقعہ جب قطب عالم پیر سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تاجدار مراڑہ شریف کو معلوم ہوا۔ تو آپ نے حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ ایک قریبی ملاقات میں سخت ناراضگی اور افسوس کا اظہار فرمایا کہ

آپ جیسی باعظمت شخصیت سے یہ توقع نہ تھی شاید آپ نہیں جانتے کہ صاحبزادہ فیض الحسن کس شان کے مالک ہیں؟ اہلسنت کے عقائد تو لوگ ان کے آستانے کے خادموں سے سیکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا میں نے خود دیکھا کہ قطب حقانی حضرت سیدنا پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو (ان کی جوانی کے عالم میں) اپنی گود میں بٹھاتے اور سینے سے لگا کر فرمایا کرتے کہ

''اس شہزادے کے وجود مسعود کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہل سنت کو بہت فائدے پہنچائیں گے''۔

اسی پیشگوئی اور فراست ایمانی کی روشنی میں قطب مراڑوی نے مشائخ وعلمائے

marfat.com

اہل سنت کو مشورہ دیا کہ صاحبزادہ صاحب کی قیادت میں جمع ہو جائیں۔

جمعیت کی صدارت

حضرت خطیب الاسلام کی شاندار تنظیمی، دینی، تبلیغی اور روحانی خدمات کی وجہ سے آپ کو غازی کشمیر حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال (۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ بمطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء) کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی اجلاس منعقدہ لاہور میں جمعیت کا صدر چن لیا گیا۔

حضرت خطیب الاسلام نے فیصل آباد میں جمعیت کے زیر اہتمام ربیع الاول ۱۳۸۱ھ بمطابق اگست ۱۹۶۱ء منعقدہ کانفرنس سے بحیثیت صدر جمعیت العلمائے پاکستان خطاب فرمایا۔ اس جلسہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابرکات علیہ الرحمہ (ضرب الاحناف)، اور شیخ الحدیث مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ بھی اسٹیج پر موجود تھے۔ آپ نے اپنے انتخاب اور آئندہ لائحہ عمل کا اعلان یوں فرمایا

میرے محترم جو کرسی خالی ہوتی ہے ..... وہ پھر پر نہیں ہوتی۔ زمانہ ترقی نہیں کرتا ..... زمانہ تنزل پذیر ہے ..... جو شخصیت چلی جاتی ہے اس کی کرسی خالی رہتی ہے۔ وہ لاجواب شخصیت جن کی قربانیوں کی داستان بڑی رنگین بھی ہے اور بڑی طویل تھی۔ جن کو حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو مجلس عمل کے صدر تھے۔ جو سنیوں کے بے باک ترجمان تھے۔ جو غازی کشمیر تھے۔ جن کے پاس علم بھی تھا اور حلم بھی جو صرف گفتار کے ہی نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی تھے۔ جن کے پاس قلم بھی تھی اور تلوار بھی تھی۔

جو حامل اسرار قرآن بھی تھے اور صاحب ایمان بھی

ایک بہت بڑے خاندان کے چشم و چراغ تھے اور سنیت کے علمبردار تھے ان کے

marfat.com

فوت ہو نے جانے کے بعد ایک بہت بڑی جگہ خالی ہوئی جمعیت علمائے پاکستان کی میٹنگ ہوئی اور حضرت علامہ ابوالبرکات نے اس عہدے کے لئے جو خالی تھا میرا نام پیش کر دیا۔اب میں کیا کروں میں سمجھ گیا کہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟۔

اس لئے نہیں کہ میں علامہ ہوں۔اس لیے نہیں کہ میں فاضل ہوں،اس لئے نہیں کہ میں بہت پڑھا لکھا ہوں۔انہوں نے سوچا کہ یہ نوجوان ہے۔بوجھ اچھا اٹھاتا ہے اسی پر بوجھ ڈال دو۔جماعت کا سارا بوجھ مجھ پر لاد دیا گیا۔

میں نے کہا حضرت میں سارا بوجھ اٹھاؤں گا اور اٹھا کر چلوں گا۔لیکن آپ کی تائید کی ضرورت ہے۔آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے۔آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔

شیخ الحدیث کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔سنیوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔

اہل سنت اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو اگر میں چھ مہینے کے عرصے میں جمعیت علمائے پاکستان کو ملک کی سب سے بڑی مقبول اور جمہوری جماعت نہ بنادوں تو میں خدا کے سامنے جوابدہ ہوں اگر تم تعاون نہ کرو تو پھر تم خدا کے سامنے جوابدہ ہو۔

میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ جمعیت علمائے پاکستان کے ابتدائی رکن بن جاؤ۔ لائل پور میں جمعیت کی شاخیں قائم کرلو اس کا انتخاب کرلو۔ہم دو مہینے کے بعد مرکزی کانفرنس لاہور میں کرنے والے ہیں اس کے لئے ہمیں مندوب چاہیے اور تم جب جمعیت علمائے پاکستان کی شاخیں بنالو گے۔تو عائلی کمیشن میں جو باتیں شریعت مصطفی کے خلاف ہیں اگر ان کو منسوخ نہ کرادوں تو پھر میں جواب دے اور یہ خاندانی منصوبہ بندی اس کے ڈھانچے کو اگر ہم پارہ پارہ نہ کردیں تو میں جواب دے ہوں۔

اور پھر یاد رکھو! اگر مرزائیوں کو اقلیت بنانے کے سوال کو ہم کامیاب نہ کرادیں۔ تو پھر ہم جوابدہ ہیں۔

marfat.com

میرے دوستو! آج بڑے بڑے لوگ آتے ہیں...... پتلونیں پہن کر آتے ہیں۔ ٹائی لگا کر آتے ہیں...... وزیر بن کر آتے ہیں...... وہ سمجھتے ہیں کہ ہم مولویوں کی آنکھوں میں دھول جھونکیں گے...... وہ یہ سمجھتے ہیں کہ لوگ ہمیں بھول گئے ہیں...... وہ سمجھتے ہیں کہ سنی غافل ہو گیا...... وہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے عوام ہمیں بھول گئے ہیں...... خدا کی قسم ہم بالکل نہیں بھولے۔ ابھی شہدائے ختم نبوت کی تڑپتی ہوئی لاشوں کا رقص بسمل میرے سامنے موجود ہے۔

میں آپ کو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج بھی شہادت مصطفیٰ کے نام پر۔ ختم نبوت کے نام پہ جو عورتیں رانڈ ہو گئیں اور لٹے ہوئے سہاگ لاہور کی گلیوں میں در بدر پھر رہے ہیں میں یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ ارے میں ان یتیم بچوں کو نہیں بھولا جو ختم نبوت کی تحریک یتیم ہو گئے اور جو کملی والے کے پیارے ہیں اور جن کے ماں باپ مصطفیٰ کے نام پہ دیوانہ وار قربان ہو گئے۔ وہ یتیم لاہور کی گلیوں میں آج بھی چل کے اپنے باپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ اپنی جنت گم گشتہ کو یاد کر رہے ہیں۔

وہ گولیاں چلانے والے کون تھے؟

وہ مارشل لاء لگانے والے کون تھے؟

وہ مولویوں کو قید تنہائی میں بند کرنے والے کون تھے؟

وہ مولویوں کو داڑھیوں سے پکڑ کے کھینچنے والے کون تھے؟

وہ مولویوں پر بے پناہ گولیاں چلانے والے کون تھے؟

وہ بلاوجہ مارشل لاء لگانے والے کون تھے؟

وہ بچوں کو شہید کرنے والے کون تھے؟

وہ ختم نبوت کے مطالبے کو روکنے والے کون تھے؟

ارے کوئی اور بھول جائے۔ نہ میں بھولا ہوں...... نہ سنی بھولا ہے...... نہ ہمارے

marfat.com

۹۲

۷۸۶

حضرت محترم ذالمجد والکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

مورخہ ۹ نومبر کو جمعیۃ العلماء کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا تھا جسکا ایجنڈا احباب کو بھی مل گیا ہوگا۔ اس اجلاس میں اہلسنت کی تعمیر وتنظیم کے متعلق اہم فیصلے ہوئے تھے اور قراردادیں پاس ہوئیں تھیں اب اسی سلسلہ میں جمعیۃ کا دوسرا اجلاس مورخہ ۲۵ - نومبر ۶۳ء بوقت صبح ۱۰ بجے بمقام لال کوٹھی بیرون بھاٹی دروازہ لاہور میں ہو رہا ہے جسمیں آنجناب کی شرکت ازبس ضروری ہے ـــــ ہمیں جناب کے دینی وملی اخلاص وشعور کی بنا پر پورا یقین ہے کہ آپ اس اہم مجلس میں شرکت فرما کر ہماری اور ملت کی رہنمائی فرمائینگے -

ایجنڈا — اہلسنت کی تعمیر وتنظیم کے سلسلہ میں ٹھوس لائحہ عمل -

- خارجہ وداخلہ حکمت عملی کے متعلق جماعتی نکتۂ نگاہ کا تعین
- جمعیۃ کی سالانہ کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ
- دیگر امور باجازت صدر

نوٹ - حضرات تشریف آوری کی اطلاع فرمائیے - [illegible] قیام وطعام کا انتظام [illegible] کرایہ آمد ورفت آپ کو خود ادا کرنا ہوگا بموسم کے لحاظ سے بستر ضرور ہمراہ لائیے -

- جماعتی نظام کے سلسلہ میں تجاویز اور قراردادیں مرتب کرکے لائیے اور اجلاس میں خود پیش کیجئے -

والسلام

(صاحبزادہ) سید فیض الحسن
صدر جمعیۃ العلماء پاکستان

محمود احمد رضوی
ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے بحیثیت صدر جمعیت
ایک نادر دعوت نامہ کا عکس

marfat.com

علماء بھولے ہیں۔ارے قیامت کو خدا حساب لے گا۔لیکن انشاء اللہ ہم لائل پور اور لاہور کی گلیوں میں ان سے حساب لے کر دکھائیں گے۔

قریب آتا ہے روزِ محشر چھپے گا شہداء کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا [1]

صدارتی انتخاب اور عورت کی سربراہی کا مسئلہ

صدر ایوب خان نے مارشل لاء کے دوران ۸۰ ہزار ارکان بنیادی جمہوریت سے جو اپنی صدارت کی توثیق کرائی تھی۔اس کی مدت ۱۹۶۵ء کو ختم ہو رہی تھی لہٰذا نئے صدارتی انتخاب کی تاریخ ۲ جنوری ۱۹۶۵ء کو مقرر کی گئی متحدہ حزب مخالف (G.O.P) نے صدر ایوب خان کے مقابلے میں محترمہ فاطمہ جناح کو صدارتی انتخاب لڑنے کے لئے کھڑا کیا۔ [2]

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کچھ عرصہ قبل لکھ چکے تھے کہ کسی محفل میلاد میں عورت کی صدارت تو کیا ملک میں عورت کی صدارت و امارت بھی حرام ہے مگر محترمہ فاطمہ جناح کے لئے اضطرار کا عذر تراشا گیا۔جمعیت علمائے اسلام کا مؤقف بھی عجیب ''گھن چکر'' تھا۔پہلے تو یہ لوگ اعلان کرتے رہے کہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی ایوب خان کے مقابلے میں انتخاب لڑیں گے مگر پھر ایوب خان ہی کی حمایت کا اعلان کر دیا۔اس وقت ان کے لئے ''دست غیب کے قصے'' عام ہو گئے۔ [3]

جب بعض علماء کرام اور مفتیان قوم محترمہ فاطمہ جناح اور مودودی صاحب کی

---

[1] صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ کی تقریریں ص ۷۵ تا ۷۶ چشتی کتب خانہ فیصل آباد ۱۹۹۳ء

[2] تحریک و تاریخ پاکستان حصہ دوم ص ۱۲۳ پروفیسر شیخ محمد رفیق لاہور

[3] شہباز خطابت از سید بشیر احمد ہاشمی ماہنامہ ضیائے حرم نومبر ۱۹۸۹ء ص ۵۳

marfat.com

حمایت میں اکٹھے ہوئے اور فتویٰ جاری کیا کہ ''عورت سربراہ مملکت ہو سکتی ہے''۔

تو اس نازک موڑ پر اہل سنت کے اکابر علما و مشائخ نے جمع ہو کر اس فتوے کی شدید مذمت کی اور مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید ابوالبرکات قادری رحمۃ اللہ علیہ نے شرعی فتویٰ جاری فرمایا کہ اسلام میں عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ہم فیلڈ مارشل ایوب خان کی حمایت کا اعلان کرتے ہیں۔ اس فتویٰ کی پاکستان کے ہزاروں علماء و مشائخ نے تصدیق و تائید فرمائی، اور سب نے مل کر حضرت خطیب الاسلام سے اپیل کی کہ ہمیں آپ کی سیاسی صدارت و قیادت پر مکمل اعتماد ہے۔ آپ اس وقت سیاسی دنگل میں کود کر اہل سنت کے سفینے کو کامیابی کے ساتھ ساحل مراد سے ہمکنار فرمائیں، آپ نے علماء کرام کے اعتماد کو منزل مقصود تک پہنچانے کا بیڑا اٹھایا، چنانچہ آپ کی قیادت میں امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، خطیب پاکستان علامہ حافظ محمد شفیع اوکاڑوی (کراچی)، خطیب اہل سنت مولانا محمد شریف نوری، بین الاقوامی قاری مولانا غلام رسول، حضرت صاحبزادہ محمد طیب ہری پور ہزارہ، حضرت مولانا محمد بخش مسلم بی اے، حضرت علامہ محمود احمد رضوی (شارح بخاری)، حضرت مفتی مختار احمد نعیمی، راقم الحروف (محمد سعید احمد مجددی) اور دیگر کئی علماء و مشائخ نے مشرقی اور مغربی پاکستان کے دورے کئے۔ ڈھاکہ چاٹگام اور سلہٹ کے میدانوں سے لے کر نشتر پارک کراچی اور موچی دروازہ لاہور تک اور وہاں سے لے کر لیاقت باغ راولپنڈی اور یادگار چوک پشاور تک کانفرنسیں اور جلسے منعقد کئے۔ مودودی اور ان کے حامی علماء کو مباہلے اور مناظرے کے چیلنج دیئے لیکن محمدی کچھار کے شیروں کے مقابلے میں کوئی نہ آ سکا۔

آپ نے اعلان فرمایا جب تک فیض الحسن زندہ ہے۔ اس ملک پر عورت کی حکمرانی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا، چنانچہ آپ کی اس جرأت اور غیرت نے

marfat.com

پاکستان کے مسلمانوں کی فکر میں انقلاب برپا کردیا۔ پورے ملک میں انقلاب آگیا لوگوں کے دل و دماغ بدل گئے۔ آنے والے انتخابات میں عوام نے ایوب خان کو صدر چن لیا اور حضرت خطیب الاسلام کی پرعزم قیادت نے مفتی اعظم پاکستان کے فتوے کی لاج بھی رکھ لی اور پاکستان کے سنیوں کی آبرو بھی بچالی اور یوں زمانے کی دو مسلمہ شخصیات کی پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اس عظیم انقلابی کامیابی پر حاسدین اور بھی سیخ پا ہوکر حضرت خطیب الاسلام کی کردار کشی کے درپے ہوگئے جس پر آپ نے صرف یہ جواب دیا کہ میں نے مفتی اعظم پاکستان اور دیگر علماء ومشائخ کے حکم اور فتویٰ کی تعمیل کی ہے۔ اگر ایوب خان کی حمایت کے سلسلے میں میرا اقدام آپ کی نظروں میں غلط ہے تو یہ غلطی میری نہیں فتویٰ دینے والوں کی ہے آپ لوگ ان کی طرف رجوع کریں۔

ایوب خاں کی حمایت حقوق اہل سنت کا تقاضا تھا

قارئین کرام پر یہ امر بھی واضح رہنا چاہئے کہ خطیب الاسلام نے اکابرین اہل سنت کی مشاورت سے دینی ضرورت کے تحت ایوب خان کی حمایت کی تھی اور بقول علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اقل القبیحتین کو اختیار کیا تھا، تاکہ اس ملک کو آنے والے سیلاب بدمذہبی سے بچایا جائے۔ بعض کم فہموں نے اس حمایت کو سیاسی اور مفاداتی سمجھ لیا تھا اور آج تک غلط فہمیاں پھیلانے میں مصروف ہیں (اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے) چونکہ صدر ایوب خان مرحوم کی حمایت محض سیاسی عمل نہ تھا بلکہ اہل سنت کی مذہبی ضرورت تھی۔ اسی بنیاد پر ایوب خاں سے نفاذ نظام مصطفی کا وعدہ لیا تھا۔ جو بعد میں وہ پورا نہ کرسکا اور علماء اس کی حمایت سے دستبردار ہوتے گئے۔ مگر

marfat.com

خطیب الاسلام نے حقوق اہل سنت کے سلسلے میں چند اہم کارنامے ضرور انجام دے لئے تھے۔

⊙ ...... سالانہ جشن میلاد اور سالانہ گیارہویں شریف کی تعطیلات منظور کروائیں اور ان کو سرکاری سرپرستی دلائی۔

⊙ ...... ریڈیو پاکستان پر محفل میلاد کا آغاز کرایا۔

⊙ ...... شاہی مسجد لاہور سے ایک بدمذہب خطیب (منکر قربانی) کو الگ کرایا اور علامہ قیوم الٰہی عرفانی کو خطیب متعین کرایا۔

⊙ ...... جامعہ اسلامیہ بہاولپور یونیورسٹی میں اہل سنت کی نمائندگی کے لئے امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کو بطور شیخ الحدیث خدمات سپرد کروائیں۔

⊙ ...... سیکولر ذہن رکھنے والے فضل الرحمان کو ڈائریکٹر مذہبی امور کے عہدہ سے الگ کرایا۔

⊙ ...... فوج میں اہل سنت کے دینی مدارس کے علماء اور خطباء کی تعیناتی کے لئے کام آغاز کیا جو بعد میں قائد اہل سنت حضرت شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کے دور صدارت میں مکمل ہوا۔ وغیرہا

شیخ الاسلام کا اعتراف

آپ کی انہی خداداد صلاحیتوں کا اعتراف تھا کہ جب آپ کے بعد حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت کے صدر منتخب ہوئے اور بہت جلد ہی ہمارے علماء نے ان کے ساتھ روایتی عدم تعاون اور سرد مہری کا رویہ اختیار کرلیا تو آپ نے جمعیت کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا، اس پر حضرت خطیب الاسلام نے استعفیٰ پر نظر ثانی کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے اتحاد سٹیلز جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں

marfat.com

ایک بڑے اجتماع سے خطاب کے دوران حضرت خطیب الاسلام کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ''حضرت یہ استعفیٰ میرا آخری فیصلہ ہے اگر اس یتیم جماعت میں آپ جیسا ایک بھی رجل رشید ہوتا تو میں کبھی مستعفی نہ ہوتا''۔

خطیب الاسلام کے حامی علماء و مشائخ

یاد رہے کہ اس دور کے حاسدین کے طوفانِ بدتمیزی کے مقابلے میں جو شخصیات حضرت خطیب الاسلام کی قیادت پر تحریراً اور تقریراً اعتماد فرماتی رہیں اور عورت کے سربراہِ مملکت ہونے کی مخالفت میں شرعی فتوے صادر فرماتی رہیں ان میں حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات قادری، حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی، غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، فقیہہ اعظم حضرت علامہ محمد نور اللہ بصیر پور، فقیہہ العصر حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری کراچی، مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، مناظر اسلام مولانا محمد عنائت اللہ سانگلہ ہل، ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری بھیرہ شریف، حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی کراچی، استاذ العلماء مفتی صاحبزادہ خاں سندھ، خطیب پاکستان علامہ حافظ محمد شفیع اوکاڑوی، صدر المشائخ حضرت پیر فضل عثمان مجددی کابلی، فخر المشائخ خواجہ پیر عبدالمجید خضری پیر آف دیول شریف، شارح بخاری علامہ محمود احمد رضوی، مفکر پاکستان مولانا محمد بخش مسلم بی اے، شیخ الحدیث مولانا غلام فخر الدین گانگوی میانوالی، حضرت شیخ الحدیث صاحبزادہ سید محمد زبیر شاہ چکوال، حضرت صاحبزادہ فیض علی فیضی راولپنڈی، خطیب پاکستان مولانا محمد شریف نوری لاہور، پاسبان مسلک رضا مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی گوجرانوالہ کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بلکہ ان دنوں ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کی ایک اشاعت میں حضرت خطیب الاسلام کی قیادت وصدارت پر اعتماد کرنے والے اکابر

marfat.com

علماء کے نام لکھ کر حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی نے مخالفین کو چیلنج دیا تھا۔

تلک ابائی فجئنی بمثلھم

یعنی ''یہ ہیں میرے بزرگ جو حضرت خطیب الاسلام کی قیادت پر اظہار کر رہے ہیں (تمہارے پاس کوئی ان جیسا ہے تو پیش کرو۔

''علمائے اہل سنت میں مولانا عبدالستار نیازی، حضرت سید محمود شاہ گجراتی اور علامہ عبدالغفور ہزاروی اپوزیشن کے فکر و خیال کے حامی بن گئے ہمارے بزرگ جناب سید محمود شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کچھ تیز مزاج جلالت مآب بزرگ واقع ہوئے تھے۔ انہوں نے صاحبزادہ صاحب کے خلاف شدید تنقیدی زبان استعمال کی اور ان کو شخصی طور پر نقد و نظر کے ترازو میں تولا۔ ادھر منصورہ کا اخباری لاؤ لشکر اور پی۔ ڈی۔ ایم نے بھی صاحبزادہ صاحب پر مشق ستم راہ رکھی۔[1]

حضرت خطیب الاسلام کی ذات پر شخصی تنقید کی شدت کا اندازہ صرف اس ایک واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی خطیبانہ عظمتوں، ادیبانہ رفعتوں، فصاحت و بلاغت اور قادر الکلامی کے اعتراف پر اہل علم کی طرف سے آپ کو دیے جانے والے خطاب ''ابوالکلام'' پر بھی طعن و طنز کے تیر برسائے گئے اس دور کے ایک موقر رسالہ نے اس پر بھی پھبتی کسی کہ ابوالکلام یہ (حضرت خطیب الاسلام) نہیں بلکہ وہ (مولانا ابوالکلام آزاد) ہندوستان والے ہیں۔

تو حضرت خطیب الاسلام کی حمایت میں ملتان کے رسالہ ''طوفان'' نے ان دونوں شخصیات کا موازنہ یوں کیا کہ حضرت خطیب الاسلام کی شخصیت نکھر کر سامنے آ گئی رسالہ میں چھپنے والے صرف دو شعر ملاحظہ ہو۔

---

[1] سید شبیر احمد ہاشمی، شہباز خطابت ماہنامہ ضیائے حرم نومبر ۱۹۸۸ء ص ۵۸

marfat.com

وہ بھی ابوالکلام تھا یہ بھی ابوالکلام
وہ پیشوائے کفر تھا یہ دین کا امام

حضرت خطیب الاسلام نے طعن وطنز کے تیر مسکراتے ہوئے سہے مگر قدم قدم لفظ کی عصمت اور زبان کی آبرو کو قائم رکھا۔ نہ زبان کو بے اعتبار ہونے دیا۔ نہ بیان کو بے وقار۔ انہوں نے مخالفت میں بھی شرافت کو قائم رکھا۔ کہیں بھی لفظوں کو خفیف نہ ہونے دیا۔ گالیاں سن کر بے مزہ ضرور ہوئے کیونکہ یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے مگر گالی کا جواب گالی سے نہ دینا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ حضرت خطیب الاسلام کی خدمات کو سراہنے کے بجاتے، یوں کہا جا رہا ہے

"پاکستان بننے کے بعد جب جمعیت علمائے پاکستان کی قیادت مجلس احرار کے ایک سابق تھکے ہوئے اور ناکام بزرگ کے ہاتھ آئی تو انہوں نے اسے مصالحت اور مفاہمت کی ایسی راہ دکھائی جو اقتدار کی عیش پرستی اور سہل انگاری کی راہ تھی۔ [1]

اس عبارت سے عیاں ہوتا ہے کہ موصوف کی تاریخ پر کوئی نظر نہیں صرف اندھی عقیدت ہے جس نے بصیرت اور بصارت کو ختم کر رکھا ہے ورنہ وہ حضرت خطیب الاسلام کے بطور صدر جمعیت شاندار کردار کو یوں مسخ کر کے اپنے خبثِ باطن کا مظاہرہ نہ کرتے۔

حضرت خطیب الاسلام اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء

تسخیر بھارت کے خواب کی تعبیر کے لئے 6 ستمبر 1965ء کو ہندوستان کی افواج نے پاکستان پر حملہ کر دیا۔ اس موقع پر صدر ایوب خان نے ریڈیو سے قوم کو خطاب کیا اور اپنی سابقہ روایات کے برعکس تقریر کا آغاز بسم اللہ سے کیا۔ بھارتی

---

[1] مدبر سیاستدان علامہ شاہ احمد نورانی از سید محمد فاروق القادری ص ۵ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء۔

marfat.com

جارحیت کو بے نقاب کیا قوم کو پکارا کہ مردانہ وار آگے بڑھو اور دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ ایوب خان نے تمام مذہبی و سیاسی لیڈروں سے تعاون کی اپیل کی۔ حضرت خطیب الاسلام پاکستان سے انتہائی محبت رکھنے والے بے لوث رہنما تھے آپ نے ہر مشکل ساعت میں ملک وملت کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جنگ ستمبر میں دفاع پاکستان کے لئے مذہبی و سیاسی پلیٹ فارم سے قائدانہ کردار ادا کیا سب سے پہلے آپ نے فقیہہ اعظم پاکستان مفتی محمد نور اللہ علیہ الرحمہ سے انتقال خون کے جواز کا فتویٰ حاصل کیا لاکھوں روپیہ دفاعی فنڈ میں دیا اور ایک لاکھ رضا کار پیش کرنے کا اعلان فرمایا۔ ملک کے چپے چپے میں دفاع پاکستان کانفرنسیں کیں۔ عوام میں جذبہ جہاد اجاگر کیا۔ آپ کی تقریر کسی بھی جرنیل کے گھمسان کے رن سے کم نہ ہوتی تھی۔ حکومت پاکستان نے ریڈیو سے آپ کے خطابات براہِ راست نشر کئے۔

جنگ ستمبر میں آپ کی بے مثال خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان کی طرف سے آپ کو تمغۂ پاکستان دیا گیا۔

یہ آپ کی علمی وجاہت، خطیبانہ رفعت اور عظیم المرتبت شخصیت کا اعجاز تھا کہ ایوبی دور میں آپ کو وزارتِ تعلیم کی پیشکش ہوئی مگر آپ نے ٹھکرا دی کیونکہ ہوسِ اقتدار آپ کے دِل کے کسی گوشے میں نہ تھی۔

1969ء میں جمعیت علمائے پاکستان میں شدید انتشار پیدا ہوا۔ حضرت خطیب الاسلام کی صدارت سے بغاوت ہوئی اور جمعیت چھ ٹکڑوں میں بٹ گئی مگر پھر اہم مذہبی شخصیات آپ کی صدارت پر متفق رہیں، جمعیت کی چھ ٹکڑوں میں تقسیم، اسباب، وجوہات اور اس پر نقد ونظر حضرت خطیب الاسلام کی مبسوط سوانح حیات میں پیش کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ)

marfat.com

جمعیت کی صدارت سے سبکدوشی

4 اپریل 1970ء مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر حزب الاحناف لاہور میں جمعیت کے تمام گروپوں کا مشترکہ اجلاس ہوا چنانچہ جمعیت کے تمام گروپ مجتمع ہوکر ایک قوت بن گئے اور علامہ سید محمود احمد رضوی کنوینر مقرر ہوئے۔ 14-13 جون 1970ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سُنّی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ حضرت خطیب الاسلام نے کانفرنس کی کامیابی میں بنیادی کردار ادا کیا۔

13 جون 1970ء کو جمعیت کا انتخاب ہوا جس میں شیخ الاسلام حضرت علامہ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی مکمل اتفاق رائے میں صدر منتخب ہوئے اور علامہ محمود احمد رضوی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ حضرت خطیب الاسلام صرف پارلیمانی بورڈ کے رُکن تھے۔ آپ نے بغیر کسی عہدہ کے حضرت شیخ الاسلام کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور کئی مرتبہ آپ نے فرمایا: ''اگر ہم قائد بن سکتے ہیں تو ورکر بھی بن سکتے ہیں''۔

اس فقید المثال سنی کانفرنس میں آپ کی پرجوش تقریر کانفرنس کا حاصل ٹھہری۔ آپ نے دوران تقریر عوام میں اس قدر جوش وخروش پیدا کیا کہ جمعیت کے لئے اسٹیج پر نوٹوں کے ڈھیر لگ گئے۔ ۱۵ جون کو روزنامہ ''کوہستان'' نے آپ کی تقریر پر یہ ہیڈ لائن لگائی

''نوٹ بھی اور ووٹ بھی''

اور آپ کی تقریر کو نمایاں کوریج دی۔

دسمبر 1970ء میں ہونے والے انتخاب تک پورے ملک میں جمعیت نے سُنّی کانفرنسوں کا جال بچھا دیا۔ حضرت خطیب الاسلام خیبر سے لے کر کراچی تک تمام کانفرنسوں میں رُوحِ رواں کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ اپنی ولولہ انگیز خطابت

marfat.com

میں سوشلزم، کمیونزم، بھٹو اور بھاشانی کے نظریات کے پرخچے اڑاتے رہے۔ جمعیت کے منشور کی تشریح فرماتے رہے۔ نہ خود ٹکٹ طلب کیا اور نہ ٹکٹ کے حصول کیلئے ابتک کی جس کو بھی جمعیت نے ٹکٹ دیا اس کے لئے سراپا ایثار بن گئے اور ہر سطح پر جمعیت سے مخلصانہ تعلق نبھایا۔ سچ تو یہ ہے کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی کے طوفان کے سامنے صرف جمعیت علماء پاکستان ہی کھڑی ہو سکی۔

انتخابات کے بعد جب قومی اسمبلی میں جمعیت کے پارلیمانی لیڈر مقرر کرنے کا وقت آیا۔ تو حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے ابراہیم برق یا غلام حیدر پروانہ کو پارلیمانی لیڈر بنانے کی رائے دی اس پر حضرت خطیب الاسلام نے فرمایا!

جمعیت علماء پاکستان علماء دین کی جماعت ہے اس کا پارلیمانی لیڈر عالم دین ہونا چاہیے۔ مزید فرمایا کہ مولانا نورانی نوجوان بھی ہیں اور عالم بھی لہٰذا انہیں یہ منصب دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ آپ کی اس صائب رائے کو جمعیت کی مرکزی قیادت نے قبول کیا اور مولانا شاہ احمد نورانی جمعیت کے پارلیمانی لیڈر مقرر ہوئے

مگر شومئ قسمت مولانا شاہ احمد نورانی نے پارلیمانی لیڈر بن کر جماعتی فیصلوں کی بجائے اپنی ذاتی رائے پر عمل شروع کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ جماعت کے مشورہ کے بغیر مجیب الرحمان سے ملاقات کی۔ اور ڈھاکہ سے واپسی پر علامہ شاہ احمد نورانی نے ایک دھماکہ خیز اعلان کیا جو پاکستان کی تمام اخبارات میں جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا۔ انہوں نے کہا ''ہم نے صاحبزادوں کو جمعیت سے نکال دیا ہے''۔

ان کے اس اعلان پر غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ گو خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ جمعیت کے صرف پارلیمانی بورڈ کے رکن تھے۔ مگر علامہ نورانی اس بات کو اچھی طرح محسوس فرما رہے تھے کہ خطیب الاسلام کے قد آور سیاسی وروحانی شخصیت کے ہوتے ہوئے انہیں جمعیت میں اپنی پالیسیوں پر عمل کا موقع

marfat.com

نہیں ملے گا کیونکہ صدر جمعیت حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی قدس سرہ، حضرت خطیب الاسلام کے مشوروں اور آراء کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ بلکہ ان کے اکثر فیصلے آپ کی رائے کے مطابق ہی ہوتے تھے۔ عجیب سے ملاقات کی وجہ ہے جس پر حضرت شیخ الاسلام نے بحیثیت صدر انہیں پارلیمانی لیڈر شپ سے ہٹا دیا اور جلد ہی پھر بحال کر دیا۔ یہیں سے مولانا شاہ احمد نورانی نے جمعیت میں مشائخ کے اثر و رسوخ کو کم کرنے کی پالیسی پر عمل شروع کر دیا نتیجتاً حضرت شیخ الاسلام نے اپنے انتخاب کے تین سال بعد دل برداشتہ ہو کر عہدہ صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور مولانا شاہ احمد نورانی نے 27,26 مئی 1973ء کو خانیوال میں کنونشن منعقد کیا اور مسند صدارت پر براجمان ہو گئے۔

عملی سیاست میں فعال کردار

حضرت خطیب الاسلام ٹوبہ کانفرنس منعقدہ 14,13 جون 1970ء میں جمعیت کے پارلیمانی بورڈ کے رکن مقرر ہوئے، اور اپنی سیاسی سرگرمیوں کو صرف مشاورت تک محدود رکھا۔ علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے صدر بننے کے بعد ایسے اقدامات شروع کیے جو جمعیت کی بنیادی فکر سے متصادم تھے۔ انہوں نے متحدہ محاذ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ یاد رہے کہ متحدہ محاذ میں جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی اور اے این پی وغیرہ باشامل تھیں۔ حضرت خطیب الاسلام نے اس پر انتہائی سخت ردعمل کا اظہار کیا اور فرمایا

مفتی محمود کے مختصر دور میں سرحد میں سنیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے والی جماعت، حسین احمد کے نام لیوا، جس کے اکابر پر گستاخی مصطفےٰ کے سلسلہ میں تکفیر کا فتویٰ لگ چکا ہے۔ جس نے عمر بھر ہمیں مشرک اور قبر پرست کہا۔ جس کے عقائد کی تردید میں ہماری عمر گزری۔ جس کے اکابر آج بھی شانِ رسالت میں گستاخی کرتے

marfat.com

ہیں اور ہمیں مشرک کہتے ہیں ان سے اتحاد نہیں ہو سکتا۔

مزید فرمایا!

شرعی طور پر گستاخان مصطفے سے اکابر علماء اہل سنت کے فتووں کے مطابق خلط ملط منع ہے اور اگر کسی اضطرار کے ماتحت جواز کی کوئی صورت نکال بھی لی جائے تو پہلے اضطرار ثابت کرنا ہوگا۔ [1]

مگر افسوس کہ مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ پر ان شرعی استدلالات کا کوئی اثر نہ ہوا تو پھر حضرت خطیب الاسلام میدان عمل میں کود ے۔ اہل سنت کے علماء ومشائخ کو متحرک کیا اور جمعیت علماء پاکستان کا کنونشن 15 جولائی 1973ء کو جامعہ اسرار العلوم راولپنڈی میں منعقد کیا گیا۔ جس میں شیخ الحدیث مولانا غلام فخر الدین گانگوی (میانوالی) مفتی مختار احمد درانی (خانپور کنورہ)، مولانا غلام قادر (کراچی)، قاضی اسرار الحق، مفتی حبیب احمد (سیالکوٹ)، صاحبزادہ محمد جمال الدین (میانوالی)، صاحبزادہ وندر دیوان، پیر محمد کبیر علی شاہ (چورہ شریف)، قاری عطاء اللہ، برق صاحب اور ان کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء مشائخ اور اراکین جمعیت شامل ہوئے۔ اس کنونشن میں حضرت خطیب الاسلام نے تجویز پیش فرمائی کہ فی الحال جمعیت کے انتخابات نہ کرائے جائیں صرف جماعتی ڈھانچہ بنانے کے لئے 21 افراد پر مشتمل ایک ایڈ ہاک کمیٹی بنادی جائے اور ایک کنوینئر مقرر کردیا جائے۔

شیخ الحدیث مولانا غلام فخر الدین گانگوی، قاضی اسرار الحق، صاحبزادہ وندر دیوان وغیرہا کا موقف یہ تھا کہ اسی اجلاس میں انتخابات ہونے چاہئے۔ کافی گفتگو وشنید کے بعد حضرت خطیب الاسلام نے جمہوری رائے کے مطابق اپنی رائے بدل لی۔ پھر آپ نے تجویز پیش کی کہ میرے علاوہ کسی اور کو مرکزی صدر بنالیا جائے۔ مگر شرکاء کنونشن نے

---

[1] حضرت خطیب الاسلام کی یادداشتیں (قلمی) مخزونہ ابوالمیان لائبریری گوجرانوالہ

marfat.com

متفقہ طور پر آپ ہی کو اس عہدہ کے لئے منتخب کیا۔ نائب صدور قاضی اسرار الحق، شیخ الحدیث مولانا محمد فخر الدین گاگوی، مولانا غلام قادر (کراچی)، مفتی مختار احمد درانی [illegible] مقرر ہوئے جبکہ مفتی حبیب اللہ جانشین جنرل سیکرٹری اور صاحبزادہ محمد [illegible] الدین سیکرٹری اطلاعات مقرر ہوئے۔

اس کونسل نے ایک مختصر [illegible] میں آپ کی رہائش گاہ پر علامہ شاہ احمد نورانی کے ہمراہ ایک وفد بھیجا جس میں وفد کے درج ذیل علماء شامل تھے۔

1. مولانا حاجی محمد صادق رضوی
2. مولانا محمد [illegible] (شیخ الحدیث)
3. مولانا محمد شریف [illegible]
4. مولانا محمد عبد [illegible]
5. مولانا محمد عبد [illegible] چشتی
6. مولانا محمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یا آپ تحریری فتویٰ دیں کہ بعض ہنگامی، سیاسی ضروریات کے لئے گستاخان نبوت سے اتحاد و یگانگت جائز ہے تو ہم اجتماع نہیں کرتے۔ وفد میں شامل علماء کرام یہ دونوں کام کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ [1]

سطور بالا سے حضرت خطیب الاسلام کا سیاسی نقطہ نظر سمجھ آجاتا ہے انہوں نے ہر مسئلہ کو شرعی اور مسلکی نقطہ نظر سے دیکھا وہ اس بات سے آگاہ تھے کہ یہ اتحاد جو نورانی میاں نے گستاخانِ مصطفےٰ سے کیا ہے۔ اس کے اہل سنت پر بہت برے اثرات ہوں گے تاریخ گواہ ہے کہ جب نورانی میاں نے اہل سنت کے اسٹیج پر دیوبندی اور وہابی حضرات کو چڑھایا اس کے بعد بدمذہبی کی لہر جس شدت سے اٹھی اس کا اندازہ ہر باشعور سنی آج 2009ء میں اچھی طرح محسوس کر رہا ہے۔

حضرت خطیب الاسلام کی دوربین نگاہ دیکھ رہی تھی کہ گستاخانِ مصطفےٰ سے اتحاد اہل سنت کے لئے مضر ہے۔ آپ کے اس موقف کو تاریخ نے درست ثابت کر دیا ہے۔

15 جولائی 1973ء کے منعقدہ کنونشن کے لئے آپ نے صاحبزادہ فیض علی فیضی ڈسٹرکٹ خطیب جامع مسجد حنفیہ راولپنڈی کے نام جو مکتوب ارسال کیا اس کا عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔ یہ مکتوب ہمیں قاضی لائبریری گکھڑ (گوجرانوالہ) سے موصول ہوا۔

دوسرا مکتوب جو آپ نے حضرت صاحبزادہ سید عاشق حسین (زیب سجادہ سرہند شریف حال مقیم مرڑ چک نمبر ۴۲ سانگلہ ہل) کو ارسال فرمایا اس کا عکس بھی شامل اشاعت ہیں اس مکتوب میں آپ نے صرف اہل سنت کے علماء و مشائخ کے ایک وفد کا تذکرہ فرمایا ہے۔

[1] حضرت خطیب الاسلام کی یادداشتیں (قلمی) مخزونہ ادا مبیان لائبریری گوجرانوالہ

marfat.com

"باسمہ سبحانہ"

عزیزم صاحبزادہ صاحب! محترم! میں نے آپ سے اپنے پروگرام کی بابت
کئی — تفصیلی گفتگو کا موقعہ نہ ملا — میں یقین رکھتا ہوں کہ مودودی — مفتی محمود اور
ملاؤں سے جمعیت العلماء پاکستان کا نظریاتی، عصبیت عقیدہ اور الزاویت جاتی کے
سخت مخالف ہے — سیاست بنگالی سے ایسی عقیدہ متصل ہو رہے — جمعیت کے نام پر اور
اکابر اپنی بیٹ پر قائم ہیں — میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف اپنی سٹیج پر کام کریں —
تحریک کا آلہ کار نہ بنیں — اپنی خالص سنی سٹیج سے بشمول کل کے حکومت پر جائز نکتہ چینی کریں
اور اسلامی دفعات کے نفاذ اور اپنے حقوق کے لئے بھرپور کوشش کریں — اب بامر مجبوری
کنونشن کا انعقاد کرنا پڑا ہے — یہ کام ناگوار ہے لیکن ناگزیر ہے — محکمہ اوقاف سے
آپ کے تعلق کی بناء پر آپ پر کوئی ذمہ داری ڈالنے سے گریز کیا گیا تھا، دل تو یہ چاہتا ہے — کہ
آپ فعال حیثیت سے کام کریں اور اس تنظیم میں ذمہ داری کا عہدہ سنبھالیں — اگر آپ ایسا کر سکیں
تو مبارک ہے لیکن اگر کوئی چیز مانع ہو تو بہر حال اپنی گرانقدر آراء سے ضرور مستفید کرتے رہیں —
اس سلسلہ میں نے صاحبزادہ نذر دیوان صاحب کو کہا ہے کہ وہ آپ سے رابطہ قائم کریں — شاید نامی صاحب
بھی اس سلسلہ میں آپ سے ملیں گے — کانفرنس اب بہار ہی میں ہو گی — جمعیت کے مسئلہ میں
بھی آپ کی رائے کی ضرورت ہے، قیاس غالب ہے — کہ یہ گروپ حکومت سے اختلاف رائے کر لیگا
بہر حال یہ فیصلہ اجتماع میں ہی ہوگا — پارٹی کی طرف سے اگر کسی پارٹی سے کوئی بات چیت
بابت تحقیق ہوئی تو آپ اس میں ضرور شمولیت کیجئے گا — آپ کا اللہ حافظ —

عزیزان کو دعا۔ والسلام

خیر طلب

فیض الحسن

گوجرانوالہ

6/7/73

فون نمبر: ۲۵۹۵

صدر دفتر جمعیۃ العلماء پاکستان، پنجاب

ہملٹن روڈ ۔ گوجرانوالہ

نمبر

تاریخ

باسمہ سبحانہ

مکرمی جناب صاحبزادہ صاحب! السلام علیکم

مکتوب گرامی مل گیا تھا ۔ مناسب ہے کہ خالص اہلسنت کے علماء و مشائخ
کا ایک نمائندہ وفد وزیر اعظم پاکستان سے مل کر مسئلہ ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار
دیے جانے کے لیے اسمبلی سے بنانے کا مطالبہ کرے ۔ آئینی مسئلہ ختم نبوت کے حل میں علماء بھی
اہلسنت کی اس سلسلہ میں کارکردگی واضح ہوگی ۔ وفد تقریباً پانچ افراد پر مشتمل ہوگا
اور ادارہ تاریخ ملاقات کا تعین کر کے اگست کے درمیان مقرر ہو سکے گی ۔ صحیح تاریخ اور وقت
سے آپ کو مطلع کیا جا سکے گا ۔ آپ کی اس وفد میں شمولیت ضروری ہے ۔ فوراً اپنی رضامندی
سے مطلع فرمائیں ۔

والسلام

محمد ...
... الحسن

۱۱/۸/۷۲

خطیب الاسلام اور تحریک ختم نبوت 1974ء

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ 1974ء کو بھٹو دور میں تحریک ختم نبوت آپ ہی کے ایما پر شروع ہوئی۔ 29 مئی 1974ء کو رُونما ہونے والے سانحۂ ربوہ نے ملک پاکستان میں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کا پردہ چاک کر دیا۔ حضرت خطیب الاسلام نے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا (یاد رہے کہ 1951ء میں سب سے پہلے یہ مطالبہ کرنے والے بھی آپ ہی تھے جیسا کہ سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے) آپ کی ولولہ انگیز خطابت اور عظیم الشان شخصیت کے میدان عمل میں آنے سے پورے ملک میں قادیانیت کے خلاف تحریک شروع ہوگئی۔

ملک گیر تحریک، حزب اختلافات کی جماعتوں کے دباؤ اور نازک مذہبی جذبات کے پیش نظر ذوالفقار علی بھٹو نے تحریک کو سختی سے دبانے کی بجائے اس مسئلہ کو دستوری طور پر حل کر کے اس کا کریڈٹ لینے کی پالیسی پر عمل کیا۔ 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا بل پیش ہوا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانی مسئلہ پر غور وخوض کیلئے پوری قومی اسمبلی کو کمیٹی قرار دے دیا۔ ملک میں اس مسئلہ پر مزید بحث و تمحیص اور تبصروں کی مخالفت کر دی تا کہ تصادم کی فضا پیدا نہ ہو۔ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا ناصر پر قومی اسمبلی نے گیارہ دنوں تک زبانی جرح کی۔

بالآخر 7 ستمبر 1974ء کو وہ تاریخی لمحہ آ پہنچا جب قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

یہ تاریخی لمحہ حضرت خطیب الاسلام کیلئے حاصل زندگی تھا کیونکہ وہ شخصیت جس نے 1931ء سے لے کر 1974ء تک صبح شام، دن رات، خلوت جلوت، اپنی زندگی کا ہر لمحہ تحفظ عقیدہ ختم نبوت کیلئے وقف کر رکھا تھا۔

- جس نے اپنی حیات مستعار کا مقصد وحید ہی تحفظ ختم نبوت کو بنا رکھا تھا۔

marfat.com

⊙ جس نے ختم نبوت کے نام پر مجموعی طور پر ساڑھے تین سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

⊙ اسی عقیدہ حقہ کیلئے کبھی انگریز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے للکارا اور کبھی ملکی حکمرانوں کے سامنے ڈٹا رہا۔

⊙ جس نے 1931ء میں علامہ اقبال کو کشمیر کمیٹی سے علیحدہ کرایا اور قادیان میں جا کر مرزائیت کو للکارا۔

⊙ تحریک ختم نبوت 1953ء میں سب سے پہلے گرفتاری دی۔

⊙ جو تحریک سول نافرمانی کا پہلا ڈکٹیٹر مقرر ہوا، اور جہاد ختم نبوت کیلئے پچاس ہزار رضا کاروں کو بھرتی کیا۔

⊙ تحریک آزادی کا آغاز بھی شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں جس کی پہلی تقریر سے ہوا۔

⊙ تحریک ختم نبوت کا آغاز بھی رام تلائی سیالکوٹ میں جسکی پہلی تقریر سے ہوا۔

⊙ جو تحریک ختم نبوت کا مجاہد اول ہے۔

⊙ جس کی ختم نبوت کیلئے قربانیوں کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرن اول کے مجاہدین جنگ یمامہ کا ایک سپاہی ہے جو بچھڑ کر اس دور میں آ گیا ہو۔

سنی مورخین سے شکوہ

غیروں سے کیا گلہ شکوہ تو اپنوں سے ہے۔ جب وہ نوک قلم سے تحریک ختم نبوت کے مجاہدین کا تذکرہ کرنے لگے۔ تو انہیں حضرت خطیب الاسلام کی خدمات نظر نہ آئیں یہ ایک تاریخی خیانت بھی ہے اور غیر مورخانہ رویہ بھی۔ ماہنامہ ضیائے حرم تحریک ختم نبوت نمبر میں حضرت خطیب الاسلام کا تذکرہ مفقود ہے۔

محترم محمد صادق قصوری نے اس نمبر میں ''ردمرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصہ''

marfat.com

کے عنوان سے مضمون سپرد قلم کیا۔ تو اس میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمہ، پیر محمد شاہ سابنپالوی علیہ الرحمہ، خواجہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ، پیر ظہور شاہ سجادہ نشین جلال پور جٹاں، مولانا محمد ابراہیم مجددی اور حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کے تذکار تو کیے۔ مگر ہائے افسوس انہیں خانوادے آلومہار شریف کے عظیم المرتبت سجادہ نشین صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ' کی خدمات بالکل نظر نہ آئیں موصوف وہی ہیں جنہوں نے اپنی ایک کتاب میں حضرت خطیب الاسلام کی سیادت وصدارت کو بھی خود ساختہ قرار دیا ہے۔

سمجھائے کون بلبلِ غفلت شعار کو

محدود کر لیا ہے چمن سے بہار کو

اسی رسالہ میں محترم محمد منشا تابش قصوری نے بھی ایک مضمون بعنوان ''رد مرزائیت میں علمائے اہل سنت کا حصہ'' سپرد قلم کیا ہے۔ اس میں انہیں علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ، مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ، مولانا عبدالستار نیازی علیہ الرحمہ، مولانا محمد عمر اچھری علیہ الرحمہ، علامہ سید محمود احمد رضوی اور منظور ہاشمی کا ردمرزائیت میں حصہ تو نظر آ گیا مگر حضرت خطیب الاسلام کی خدمات جلیلہ سے صرف نظر کر لیا۔

مرزائیت کو اقلیت قرار دیئے جانے پر حضرت خطیب الاسلام کی خوشی دیدنی تھی

''اس سے اگلے ہی روز جب چند احباب نے آپ سے ملاقات کی تو بہت شادماں اور مسرور نظر آئے۔ فرمانے لگے۔ ''آج نوے سالہ پرانا مسئلہ حل ہو گیا میں نے اپنی زندگی کی بہترین توانائیاں قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوانے میں صرف کر دیں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میری زندگی نے اپنا مدعا پا لیا ہے۔ آج میں فکری طور پر اس قدر مطمئن اور خوش و سرشار ہوں کہ اگر اسی وقت فرشتہ اجل آ کر میری زندگی کے خاتمہ کی

marfat.com

خبر سنا دے تو میں مسکراتے ہوئے اُس کا استقبال کروں گا کہ جس مقصد کی خاطر جیتے تھے اسے پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا۔ [1]

آپ نے اپنی حیات کے آخری چند سال خود کو عملی سیاست اور ہنگامہ بازی تحریکات سے کلیتہً جدا رکھا۔ فقط روحانی مشاغل و طالبان حق کی تربیت میں مصروف رہے (جن کا تذکرہ آئندہ صفحات پر آ رہا ہے) صرف انہی کانفرنسز اور سیمینارز میں شرکت فرماتے جن کا مقصد ملک پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ، فروغ و احیاء ہوتا اور اپنے مدبرانہ اور صائب مشوروں سے نوازتے۔

مشائخ کانفرنس سے خطاب

22 ستمبر 1980ء کو سابق صدر ضیاء الحق مرحوم نے اسلام آباد میں پانچ سو سے زائد علماء و مشائخ کو "مشائخ کانفرنس" کے نام پر مدعو کیا اور پاکستان میں نفاذِ اسلام کے عمل کو تیز کرنے کے لئے تجاویز اور سفارشات طلب کیں۔ متعدد علماء و مشائخ کے بیانات ہوئے۔ اس کانفرنس میں حضرت خطیب الاسلام کے فرمودات حرف آخر ثابت ہوئے۔ اس علمی و فکری خطاب میں آپ نے اسلامی حکومت کے خدوخال، تصور قومیت، مقام نبوت، تعلیمی اصلاحات، مزدور کا تحفظ، معاشی و معاشرتی اصلاحات اور اسلامی طرز انتخاب جیسے اہم عنوانات کو انتہائی جامعیت سے بیان فرمایا۔

کانفرنس دو دن کیلئے بلائی گئی تھی مگر آپ کے بعد مزید کسی بیان کی ضرورت محسوس نہ کرتے ہوئے صدر مرحوم نے پہلے ہی روز کانفرنس کے اختتام کا اعلان کر دیا۔

صدر مرحوم، وزیر داخلہ محمود اے ہارون، مسز راے کے بروہی کے تاثرات کے مطابق حضرت خطیب الاسلام کے وقیع اور نتیجہ خیز ارشادات ہی پوری کانفرنس کا حاصل تھے۔ وہ خطاب قارئین کی علمی و فکری ضیافت کیلئے پیش خدمت ہے۔

---

[1] پروفیسر محمد اکرم رضا۔ مجاہد اول تحریک ختم نبوت ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام شمارہ فروری ۱۹۹۶ء ص ۲۳

marfat.com

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب صدر محترم مملکت خداداد پاکستان!

جناب وزیر مذہبی امور! جناب وزیر داخلہ! حضرات مشائخ عظام! علماء کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

یہ امر انتہائی قابل مسرت ہے آج ملت اسلامیہ کے نمائندہ اجتماع کی موجودگی میں اظہار مافی الضمیر کا موقع مل رہا ہے۔ میں آپ کے سامنے تجاویز پیش کرنے نہیں آیا بلکہ میں تو آپ سے سننے آیا ہوں اور آپ سے سیکھنے آیا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اب اتنا کچھ کہا جا چکا ہے کہ میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ بائیس نکات تھے پندرہ وہ نکات تھے۔ بائیس اور پندرہ سینتیس ہو گئے۔ اب میں اڑتالیس یا انچاس نکات کہاں سے لاؤں۔ بات اب یہ نہیں کہ تجویز کیا ہے؟ ہم تینتیس سال سے تجویزیں سنتے آ رہے ہیں۔ تجویزوں کے انبار لگ گئے ہیں۔ قال والوں نے بہت کچھ کہا۔ شعر میں کہا نظم میں کہا غزل میں کہا نثر میں کہا خطابت میں کہا سیاست میں کہا سب کچھ کہا آپ نے بھی کہا سوال یہ ہے کہ اس کہنے کا نتیجہ کیا ہوا؟

اب صدر محترم نے اتنی اختصار و جامعیت کے ساتھ بات کر دی کہ جو بہت کچھ ہماری طرف سے کہنے کے لائق تھا وہ بھی آپ نے کہہ دیا۔ پھر علماء کنونشن ہوا وہ بہت کامیاب ہوا۔ اس میں پندرہ نکات جو مرتب کئے گئے وہ بہت جامع تھے مانع تھے حاوی تھے۔ ان میں بہت کچھ آ گیا ہے۔ بائیس نکات جو تینتیس علماء نے بیس دنوں میں تیار کئے تھے وہ نظام اسلامی کو چلانے کیلئے ایک اصول کی حیثیت رکھتے ہیں ایک قوت حاس انفس کی حیثیت رکھتے ہیں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں

marfat.com

وہ آپ نے اپنے آپ میں سوچ رکھا تھا کہ کون سا نکتہ باقی رہ گیا ہے جو ہم آپ کی خدمت میں پیش کریں۔ سوائے اس کے کہ صاحب اب قال ہو چکا اب حال کی ضرورت ہے۔ باتیں ہو چکیں اب کام کی ضرورت ہے۔

تجاویز نہیں عمل

جناب والا! اصل بات ہے اب عمل کی۔ تینتیس سال کا عرصہ گزر گیا۔ باتیں کہی گئیں۔ باتیں سنیں۔ شعر میں، نغمے میں، تقریر میں، تحریر میں انبار لگ گئے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ جب مشائخ کی یہ محفل کی گئی تو ہم مجروحیت میں اور عالم مایوسی میں تھے۔ اسلام کے نام پر ہم نے الیکشن ہوتے دیکھے۔ اسلام کے نام پر ہم نے حکومتیں بنتی دیکھیں۔ بگڑتی دیکھیں۔ اسلام کے نعرے گلی کوچوں میں لگتے دیکھے۔ لیکن اس کا انجام جو تھا وہ تسلی بخش نہ تھا تو آپ کے متعلق بھی ہم تنقیدی نگاہ سے خاموش بیٹھے ہوئے اپنے مقام پر دیکھتے رہے کہ کیا ہوگا۔ جب ہم نے دیکھا کہ پیش رفت ہوئی۔ جب ہم نے دیکھا کہ مشکلات کے باوجود کام کرنے کے لیے جو اقدام کیا گیا تو ہمارا جی چاہا کہ اس کام میں جو ہمارا اپنا ہے ہم تعاون کریں۔

تو جناب والا! اگر آپ نے ہمیں بلایا ہے تو یہ آپ کا ہم پر احسان نہیں اور اگر ہم حاضر ہوئے تو ہمارا احسان نہیں ہے۔ ہماری منزل ایک ہے، ہمارا مقصد ایک ہے، ہماری زندگی ایک ہے، ہماری موت ایک ہے، ہمارا تصور قومیت ایک ہے، ہمارا آقا ایک ہے، ہمارا ماخذ تعلیم ایک ہے، تو جب مسافر اکٹھے چلتے ہیں تو انہیں باہم تعاون کرنا پڑتا ہے۔ جو گرتا ہے اس کو اٹھانا پڑتا ہے، جو تھکتا ہے اس کو لے جانا پڑتا ہے اور جس کے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے وہ کانٹا نکالنا پڑتا ہے۔

جناب والا! مجھے اس سلسلے میں آپ کی مشکلات کا علم ہے۔ سٹیج پر کھڑے ہو کر

marfat.com

بات کرنی بڑی آسان ہے لیکن نظامِ حکومت چلانا بڑا مشکل ہے۔ ہم نے الیکشن میں نعرے لگتے دیکھے کہ ہم چوبیس گھنٹوں میں اسلام لے آئیں گے لیکن مجھے پتہ ہے کہ اس میں کئی مشکلات پیش آتی ہیں۔ ٹیکنیکل مشکلات اور ذہنی مشکلات پیش آتی ہیں کیونکہ جب اسلام کا نظام آ بھی جائے گا تو بھی حق و باطل کی کشمکش تو قیامت تک نہیں رُکے گی۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی
اسی کشاکشِ پیہم سے زندہ ہیں اقوام
یہی ہے رازِ تب و تاب ملت عربی

....

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آید پدید

خیر و شر کی کشمکش نہ ہو تو ارتقاء کیسے ہو سکتا ہے؟ اب بھی خیر و شر کی کشمکش کا زمانہ ہے۔ دقتیں آئیں گی۔ آپ کے سامنے بے شمار وہ لوگ جو اسلام کے نظریوں کو قبول نہیں کرتے کسی اور نظریئے کے علمبردار ہیں وہ فاجر لوگ جو اپنی طبعی خباثت کی بنا پر اسلام کی ذمہ داری کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں۔ آ کر دیوار بنیں گے عجیب بات ہے،

اسلام کے نام پر ملک بھی لیتے ہیں
اسلام کے نام پر شادی بھی کرتے ہیں
اسلام کے نام پر وراثت بھی لیتے ہیں۔ لیکن اسلام کی ذمہ داری سے گریز کرتے ہیں ایسے لوگ بھی اسی گروہ میں شامل ہیں جن کے پیٹے پر اسلامی نظام پر زد پڑتی ہے۔

marfat.com

مجھے آپ کی مشکلات کا علم ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان مقدس لوگوں میں سے ایک ایک فرد ایک ایک انجمن ہے۔ اکیلے نہیں ہیں ایک ایک آدمی کے ساتھ لاکھوں افراد وابستہ ہیں ان کی ایک ایک حرکت سے دل ہل جایا کرتے ہیں ان کی ایک بات سے دماغ بدل جایا کرتے ہیں میں ان کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ اگر نظام مصطفیٰ کے لئے ... اسلام کے لئے ... دین کے لئے ... جتنا آپ کام کریں گے جتنی مشکلات آئیں گی آپ اس میں اکیلے نہیں ہوں گے ہم آپ کے ساتھ ہوں گے اور میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس راستے میں چلنا سعادت ہے ... تھک کے گر جانا شہادت ہے اور منزل پر پہنچ جانا معراج ہے۔

ایسی کوئی بات نہیں یہ سارا پاکستان آپ کے سامنے بیٹھا ہے ہم تجویزیں پیش کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں تجویزیں بڑی آئی ہیں جو تجویزیں ہو چکی ہیں ہم ان کی تائید کرتے ہین۔ بڑی اچھی تجویزیں ہیں۔

نعرۂ حق

مگر ہم یہ یقین دلانے آئے ہیں صدر محترم کو کہ ہماری وفاداری آپ کی ذات سے غیر مشروط نہیں ہے۔ ہماری وفاداری مشروط ہے جب تک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کی نقابت اور علمبرداری آپ کرتے رہیں گے ہم آپ کے صرف ساتھی نہیں بلکہ آپ کے خادم ہیں اور اگر خدانخواستہ یہ بات نہ ہوئی تو ہم کسی کے وفادار نہیں ہیں۔ ہم صرف زلف مصطفیٰ کے وفادار ہیں۔

مصطفیٰ کی وفاداری کا انعام یہ بھی ہے کہ صرف ہماری نہیں ان کی مدد بھی آپ کے ساتھ ہوگی۔ آپ اس کو سیاسی نگاہ سے نہ سوچیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

marfat.com

کام کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں آپ کے ساتھ ہونگی اور پھر یہ جو ان کے خدام ہیں۔ یہ سارے آپ کے ساتھ ہوں گے آپ کے پاس بڑی قوت ہے آپ اکیلے نہیں ہیں...... نہ آپ افراد کو دیکھیں ...... نہ آپ اسلحہ کو دیکھیں۔ آپ گرمئ ایمان کو دیکھیں...... اس یقین کو دیکھیں قوموں میں مادی قوت بعد میں آتی ہے پہلے ان میں دِلی قوت آتی ہے...... دماغی قوت آتی ہے...... باطنی قوت آتی ہے...... رُوحانی قوت آتی ہے۔

تاریخ گواہ ہے جب کسی قوم میں قوتِ عشق آجاتی ہے...... قوت محبت آجاتی ہے تو وہ کامیابِ منزل ہوجاتی ہے۔

عشق جب سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اَسرارِ شہنشاہی

صدرمحترم! میں نے چڑیا کو دیکھا کہ جب چیل نے اس کے بچوں پر حملہ کیا تو بچے کی محبت نے چڑیا کو چیل پر غالب کردیا میں نے یہ بھی دیکھا کہ جب بلی نے چوزے پہ حملہ کیا تو مرغی نے بلی پر حملہ کر دیا تو بچے کی محبت بھی ایک قوت ہے جس سے مرغی بلی سے لڑ جاتی ہے۔ مصطفیٰ کی محبت اور خدا کی محبت تو بڑی قوت ہے...... بے پناہ قوت ہے اور مجھے علم ہے کہ وہ قوت آپ میں ہے۔ اگر نہ ہوتی تو ہم نہ آتے۔ ہم بڑے نقاد لوگ ہیں ہم نے بڑی دِقت نظر سے آپ کو پرکھا ہے اس کے بعد ہم آئے ہیں عزم کر کے آئے ہیں تعین مقصد لے کر آئے ہیں مگر جہاں تعریف کرتے ہیں وہاں۔

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاق

تاہم ہماری جو تنقید ہوگی۔ وہ سیاسی نہیں ہوگی ...... وہ تنقید تعمیری ہوگی ...... محبت والی ہوگی ...... برادرانہ ہوگی ...... ملک کیلئے ہوگی ...... اسلام کیلئے ہوگی ...... آپ کی

marfat.com

قوت کیلئے ہوگی ...... اس لئے کہ آپ کی قوت ہماری قوت ہے۔ ہم آپ کی قوت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔

اِسلام کا تصورِ قومیت

میں ایک چھوٹی سی غلط فہمی رفع کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ توحید اسلام میں ہے لیکن توحید ہی اسلام نہیں ہے۔ اخلاق بھی ایمان ہے لیکن اخلاق ہی ایمان نہیں ہے کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو خدا کو ایک کہتے ہیں لیکن کافر ہیں، کروڑوں لوگ ہیں جو کبھی شراب نہیں پیتے، کبھی زنا نہیں کرتے لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ کافر ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ کہ وہ خدا کو تو مانتے ہیں ...... اخلاقیات کو بھی مانتے ہیں ...... لیکن مصطفیٰ کو نہیں مانتے۔ تو یہی وہ نکتہ تھا جو قائدِاعظم نے پیش کیا تصورِ قومیتِ اسلام کا، جس کے لئے ہم آئے ہیں کہ قومیں ایسی بنتی ہیں۔ جب یہ فتنہ پہلے اُٹھا اکبر کے زمانے میں تو ایک وقت کا قلندر اُٹھا ...... بخت کا سکندر اُٹھا ...... جس کے متعلق اقبال نے کہا

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمئ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت امام ربانی نے کہا ...... مجدد الف ثانی نے کہا ...... قومیں نسب سے نہیں بنتیں ...... قومیں وطن سے نہیں بنتیں ...... قومیں تو تصورِ نبوت سے بنتی ہیں ...... یہ وہ آواز تھی جس نے اکبری ایوان کو پاش پاش کردیا۔

marfat.com

یہی بات اس دور میں پھر سامنے آتی ہے تو قائداعظم کو گاندھی نے کہا کہ ''بھائی! نسل ایک ہے...... قوم ایک ہے۔'' پٹیل نے کہا ''بھائی! وطن ایک ہے...... قوم ایک ہے'' جواہر لال نہرو نے کہا'' بھائی' بولی ایک ہے...... قوم ایک ہے۔''

فرمایا!

''تم غلط کہتے ہو ہر چیز ایک ہے لیکن چونکہ نبی ایک نہیں اس لئے قوم ایک نہیں''

یہی وہ تصور تھا جو صوفیاء نے پیش کیا۔ اسی تصور کی اطاعت کیلئے ہم یہاں آئے ہیں۔ اسی تصور پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔

در دِل مسلم مقامِ مصطفیٰ
آبروئے ما زنام مصطفیٰ

تو مرکزی نقطہ مصطفیٰ کی ذات ہے۔ سوئے اتفاق یہ ہوا کہ علماء کی محفل میں جو قرارداد منظور ہوئی اس میں یہ تھا کہ خدا، مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار کی ناموس کا تحفظ کیا جائے گا۔ لیکن ہمیں جو مسودہ اخبار کے ذریعے پہنچا اس میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا نام نہیں۔ اس سے شدید غلط فہمی پیدا ہوئی کیونکہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ نہ ہو تو ملک، قوم، مذہب کسی چیز کا تحفظ ممکن نہیں۔ اگر یہ غلطی ہے تو اسے درست ہونا چاہیے۔ باقی اگر کوئی یہ کہے کہ بھائی نبی کی توہین کون کرتا ہے؟ تو میں کسی کو نامزد نہیں کرتا۔ لیکن میں مثال پیش کرسکتا ہوں کہ اس ملک میں بدقسمتی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے۔ یہاں تحفظ ناموس رسالت کا قانون ہونا چاہیے اور گستاخ رسول کو قتل کردینا چاہیے۔ ہم اصولی طور پر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا اتنا مقدس مقام ہے کہ ہر گناہ کی توبہ قبول ہوسکتی ہے لیکن جو مصطفیٰ کی بارگاہ میں غلطی سے آواز بھی اونچی نکال دیتا ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔

marfat.com

ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون

یعنی اگر نبی کی آواز سے آواز بھی اونچی ہوگی تو تمام اچھے اعمال کا اجر بھی جاتا رہے گا۔ یہ وہ تقدس ہے ذاتِ مصطفیٰ کا جو قرآن نے پیش کیا ہے اس کی پاسداری ہمارے اور آپ کے ذمے ہے۔ ہمیں بھی پرسش ہوگی لیکن سب سے پہلے آپ سے ہوگی۔

صدر محترم! مشکلات کے باوجود آپ نے اسلامی نظام کے سلسلے میں جو معمولی سی پیش رفت کی ہے وہ قابل داد ہے۔ لیکن اس رفتار پر ہم زیادہ مطمئن نہیں ہیں۔ اس رفتار کو آپ تیز تر کر دیں۔ زندگی میں ایسا کر جائیں۔ ایسی بنیاد رکھ جائیں کہ قیامت تک یہ کام باقی رہے۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ اپنی زندگی میں ہم اسلامی نظام کو رائج ہوتا دیکھیں۔

آخر میں یہ پھر عرض کروں گا کہ تجاویز تو بہت آچکی ہیں لیکن چند گزارشات میری بھی ہیں انہیں سماعت فرمائیں۔

شہری دفاع کی تعلیم

پہلی یہ کہ اس ٹوٹل وار کے زمانے میں اگر کم از کم شہری دفاع کی تعلیم سب کے لئے لازمی کر دی جائے تو اس سے ڈسپلن پیدا ہوگا۔ نظم وضبط پیدا ہوگا۔ اطاعت کا جذبہ پیدا ہوگا اور خود اعتمادی پیدا ہوگی۔ ایسی تربیت سکولوں، کالجوں میں جبری طور پر ہونی چاہئے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ہمیں دوسری قوموں سے مانگنا پڑتا ہے جسے ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی، اس مسئلہ پر زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ ہم خورد ونوش اور بنیادی ضروریات میں خود کفیل ہو جائیں۔ علاوہ ازیں آرام اور تعیش کی چیزوں پر پابندی لگائی جائے۔ جب تک ہم تعیش کو نہ چھوڑیں گے۔ ہماری بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہوں

marfat.com

گی۔اس کے لئے ہمیں سادگی اختیار کرنی چاہئے۔لیکن ضروری ہے کہ سادگی اوپر سے شروع ہو اور اس کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ امرونہی بالقوۃ ہے۔اکبرالہ آبادی نے مزاح کے انداز میں کہا تھا کہ

بنس کے قیصر نے یہ فرمایا جناب پوپ سے
وعظ ہم بھی کہتے ہیں لیکن دھان توپ سے

کہ جناب پوپ صاحب! آپ وعظ کرتے ہیں زبانی، مانتا کوئی نہیں۔ہم توپ سے کہتے ہیں سارے مان لیتے ہیں۔قرآن مجید کے ارشاد تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر میں یہی نکتہ ہے کہ حکومت کا فریضہ ہے کہ بالجبر برے کام کو روکا جائے اور بالجبر جو اوامر ہیں ان کو رائج کیا جائے۔

صدر محترم! میں یہ عرض بھی کروں گا کہ آپ بحیثیت صدر اگر کبھی کبھی مسجد میں جمعہ کے موقع پر خطاب بھی فرمایا کریں جس میں دینی اور قومی مسائل پر بھی گفتگو ہو اور یہ خطبہ اسلام آباد سے نشر ہو۔ساری قوم سنے کہ ہمارے صدر محترم خطبہ دے رہے ہیں تو قوم سے آپ کا رابطہ بھی ہوگا اور اسلام کی نشر و اشاعت بھی ہوگی۔اسی طرح آپ کے نائبین صوبوں ضلعوں اور مرکزی شہروں میں خطبے دیں۔جس کا پوری قوم پر خوشگوار اثر پڑے گا۔

تعلیمی اصلاحات

تیسری چیز تعلیمی اصلاحات ہیں اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اسلام واحد مذہب ہے جس کے آقا اور رہبر نے یہ تعلیم دی کہ تعلیم اس وقت شروع کرو جب بچہ پیدا ہو کسی مذہب نے یہ نہیں کیا اور میں حیران تھا کہ جب بچہ زبان نہیں جانتا۔نہ ماں کو پہچانتا ہے۔نہ باپ کو پہچانتا ہے اس وقت اس کے کان میں پہلا کلمہ یہ کہا جاتا ہے کہ

marfat.com

اللہ اکبر اللہ اکبر اشہدان لاالہ الا اللہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تعلیم کا تعلیم کا مقصد کیا ہے؟

تعلیم کا مقصد ہے نظریہ زندگی سے آشنا کرنا۔ تعلیم کا مقصد ہے مسافر کے لئے منزل کا تعین کرنا۔ تعلیم کا مقصد ہے کہ انسان کو بتایا جائے کہ تیری علت تخلیق کیا ہے؟ تو حکم یہ ہوا کہ جب بچہ ہو تو سب سے پہلا کام کھانے پینے سے پہلے۔ مسرت سے پہلے، اور نام سے پہلے یہ کیا جائے کہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے۔ تو جب میں نے سوچا کہ اس کا مقصد کیا ہے؟ تو وانا یونیورٹی کی نفسیات کی ماہر ڈاکٹر بوہلدکڑی کی ایک تھیوری میرے سامنے آئی۔ جس نے پچیس سال کی تحقیق کے بعد یہ تھیوری پیش کی تھی اور اس کو خاصا انعام ملا تھا۔ اس نے کہا کہ جب بچہ پیدا ہو تو تعین کے ساتھ مقصدی آواز جو پہلی مرتبہ اس کے کان میں پڑے گی۔ اس کا اس کے نظام عصبی اور دماغ پر مدتوں اثر رہے گا۔ اس سے میرا ایمان زندہ ہوا کہ صدیوں کے بعد نفسیات کے ماہروں کو یہ پتہ چلا کہ پہلی آواز کا کیا اثر ہوتا ہے؟

پہلی نظر بھی آپ کی کیسی بلا کی تھی
ہم آج تک وہ چوٹ ہیں دل پہ لئے ہوئے

لیکن کملی والے مصطفیٰ نے فرمایا کہ جب تیرے ہاں بچہ پیدا ہو تو پہلا کام یہ ہو کہ اس کے کان میں اذان کہی جائے۔ اس سے اذان کی اہمیت، دعوت اسلام کی اہمیت، تعلیم کی اہمیت واضح ہے؟ حضور نے فرمایا

بُعِثْتُ مُعَلِّمًا

میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور ہم بڑے شوق سے کہتے ہیں کہ گریٹ وار کے زمانے میں انگریزوں نے کچھ بچے کشمیر میں بھیج دے۔ انہوں نے کہا کہ ساری نسل مٹ جائے لیکن ہمارے یہ بچے جو بچ گئے اور اگر انہیں صحیح تعلیم مل گئی تو ہماری نژادنو پھر

marfat.com

وہی ہوگی جو ہم ہیں۔

لیکن میری کملی والے مصطفیٰ کا جنگ بدر میں اور جنگ احد میں اسوہ حسنہ یہ تھا کہ جو قیدی دس بچوں کو پڑھا لکھا دے۔ وہ آزاد ہے، یہ فدیہ تھا۔ تعلیم پر میرے کملی والے نے اتنا زور دیا ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ذہن اور دل بدلنے کے لئے ابتدائی تعلیم بڑی چیز ہے ہمیں اس پہ خاص زور دینا چاہئے۔ اس سلسلے میں ہم نے یہ قرارداد مرتب کی ہے کہ مشائخ کا یہ کنونشن تعلیم میں بنیادی اسلامی تعلیمات کو شامل کرنے کا مطالبہ کرے۔

اساتذہ کا کردار

اب رہا اساتذہ کا کردار تو صدر گرامی مجھے اب تک یاد ہے جن استادوں سے میں پڑھتا رہا ہوں ان کا کردار میرے لاشعور میں اب تک موجود ہے۔ تعلیم میں صرف کتاب کام نہیں کرتی بلکہ استاد کی سیرت بڑا کام کرتی ہے۔ اسی لئے اساتذہ کے انتخاب میں سیرت، کردار اور اسلام سے ان کے شغف کو تقرر اور ترقی کے لئے زینہ قرار دیا جائے اور سکولوں، کالجوں میں باجماعت نماز کا اہتمام کیا جائے۔

مزدور کا مسئلہ

ایک اور مسئلہ مزدور اور کسان کا ہے جسے اسلام دشمن اور وطن دشمن لوگ ایکسپلائٹ کرتے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ اسلام نے مزدور کو جو تحفظ دیا ہے جو مرتبہ دیا ہے وہ کسی مذہب میں نہیں۔ میرے کملی والے آقا نے مٹی کی ٹوکری اٹھائی ہے صدیق اکبر نے کدال لے کر مٹی کھودی ہے۔ جناب فاروق اعظم نے گارا تیار کیا ہے۔ جناب عثمان غنی نے دیوار کو لیپا ہے۔ آج کوئی امیر کار میں بیٹھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں

marfat.com

چرچل کا ساتھی ہوں۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں امریکہ کے پریذیڈنٹ کا ساتھی ہوں۔ لیکن ہمارا مزدور منی کی نوکری اٹھا کر کہہ سکتا ہے کہ میں مصطفٰی کا ساتھی ہوں۔

تو جناب! مزدوروں کے متعلق آپ خاص توجہ فرمائیں کیونکہ انہیں ایکسپلائٹ کیا جاتا ہے۔ان کے لئے بہتر تعلیم ،بہتر معاوضے،ان کے لیے بہتر طبی سہولتیں مہیا کی جائیں۔علاوہ ازیں کسان اور زمیندار کا مسئلہ بھی طے کیا جائے کیونکہ اسلام میں طبقاتی جنگ کوئی نہیں ہے۔

تعزیرات سزائیں دوا نہیں

صدر ذی وقار! آخر میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ یہ دور بلاشبہ مسلم قوم کی نشاۃ ثانیہ کا دور ہے۔لیکن زندگی کے مراحل طے کرنے میں وہ سخت قسم کی ذہنی کشمکش سے دوچار ہے۔نفاذ اسلام کے عمل میں معاشی اور معاشرتی اصلاحات خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔حدود و تعزیرات اپنی جگہ برحق ہیں مگر یہ سزائیں ہیں دوا نہیں۔پرہیز تو ہیں — غذا نہیں۔

مریض جاں بلب ہے۔معاشرہ ظلم واستحصال کی چکی میں پس رہا ہے۔غریب نان جویں کے لئے ترس رہے ہیں۔ ہمارے حکمران وسیاستدان ہنگامی وسیاسی مصلحتوں میں مبتلا ہیں۔میں کہتا ہوں جب مزاج میں تلخی کے سبب مریض دوا پینے سے انکار کردے اور ضد میں آکر طبیب کی ہدایت کے برعکس خود ہی مرضی کی غذا استعمال کرنے لگے تو جو اس کا حشر ہوگا وہ کسی بھی اہل نظر سے مخفی نہیں۔ جب شاخ نہ پر ہی دوسروں کو قبضہ ہو جائے گا تو اس پر آشیانہ کیسے برقرار رہ سکے گا۔

تجھے اے بلبل رنگیں نوا سوجھی ہے گانے کی
مجھے ہے فکر دامن گیر تیرے آشیانے کی

marfat.com

مفت انصاف کی فراہمی

دو امر خاص طور پر فوری توجہ کے متقاضی ہیں اور انہی پر نفاذ اسلام کی گاڑی تیز رفتاری سے منزل کی طرف بڑھ سکتی ہے۔ پہلا امر یہ ہے کہ

ا..... معاشرتی جرائم یعنی سوشل کرائمز کا فوری طور پر قلع قمع کیا جائے

دوسرا امر یہ ہے کہ

۲..... عدالتوں میں انصاف مفت اور فوری مہیا کیا جائے۔

اس کے بعد قوم از خود اسلامی اصلاحات پر عمل پیرا ہونے کے جذبے سے سرشار ہو جائے گی۔ (انشاءاللہ)۔ اور یہ حکیمانہ آپریشن ہی معاشرتی انارکی اور معاشی ناہمواری کا واحد علاج ہے۔ آج کاروان امت کو جس جام حیات کی تلاش ہے وہ آپ کے پاس موجود ہے۔ جرأت رندانہ کی ضرورت ہے۔ ہمت کیجئے خود بھی پیجئے۔ اور اہل پاکستان کو بھی پلایئے، حکومت کی پرواہ نہ کیجئے۔ یہ آنی جانی چیز ہے۔ اللہ جل وعلا اور اس کے رسول برحق کی راضی کر لیجئے کہ یہ دو جہان کی حکمرانی ہے۔

اسلامی طرز انتخاب

آخر میں ایک فیصلہ کن اصلاح کی نشاندہی بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں مغربی طرز انتخاب کی بجائے اسلامی طرز انتخاب رائج ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ موجودہ طریقہ انتخاب مغربی جمہوریت کا شجرۂ خبیثہ ہے۔ جو انتہائی غلط اور بوگس ہونے کے ساتھ ساتھ سرمایہ دار طبقے کا کھیل ہے۔ جس میں ضمیر خریدے جاتے ہیں۔ آرا فروخت ہوتی ہیں۔ غریبوں کا استحصال ہوتا ہے۔ اس طریق انتخاب میں اچھے اور برے۔ شریف اور رذیل۔ عالم اور جاہل، دانشور اور بے دانش، میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا

marfat.com

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

ضرورت دراصل کسی ایک شعبے میں اصلاح کی نہیں بلکہ پورے معاشرے کو بدل دینے کی ہے یہ معمولی اور جزوی اصلاحات قابل قدر تو ہیں کافی نہیں۔ کنوئیں سے پانی تو نکالا جا رہا ہے مگر کتا ابھی اندر ہی ہے۔

ہم بدلنا چاہتے ہیں نظم میخانہ تمام
آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

صدر محترم!

آپ کے پاس نشرواشاعت کے میڈیا ہیں۔ وہ بہت اہم ہیں ان میڈیا کی طرف بھی آپ توجہ فرمائیں تاکہ ٹیلی ویژن پر جو پروگرام آئیں وہ تعمیری ہوں مثلاً اس پر ایک پروگرام چل رہا تھا آخری چٹان، جو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ ایسے پروگراموں سے لطف بھی حاصل ہوتا ہے اور نئی نسلوں کی تربیت بھی ہوتی ہے۔

اپنی تقریر کے اختتام سے پہلے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ان اکابر کی طرف سے جو صاحب دعا بھی ہیں اور جن کے ساتھ دین مصطفیٰ کا کام کرتے وقت لاکھوں افراد بھی ہیں کہ ہمارا تن، من، دھن آپ کے ساتھ ہوگا۔ ہم آپ کے رفیق نہیں ہوں گے بلکہ آپ کے رضا کار ہوں گے۔ اگر آپ نظام مصطفیٰ کا کام کریں گے تو جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں ہمارا خون گرے گا۔

شدید علالت اور غیر معمولی صبر وتحمل [1]

آپ کی تمام زندگی انتہائی مصروفیت کے عالم میں گزری خود فرمایا کرتے کہ میں

[1] یہاں سے لے کر تدفین تک کا مضمون شہر یار خطابت از پروفیسر محمد اکرم رضا شائع کردہ ادارہ تنظیم الاسلام سے لیا گیا ہے۔ (مرتبین)

marfat.com

نے تہتر (۷۳) برس میں اتنا کام کیا ہے جو عموماً ڈھائی سو سال میں بھی نہ ہو سکتا۔ تحریک آزادئ وطن کے دوران میں مشغولیت کا یہ عالم تھا کہ مہینوں بعد گھر آنا نصیب ہوتا۔

ایک جگہ رہتے نہیں عاشق اسلام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

قیام پاکستان کے بعد آپ کی سیاسی مذہبی اور روحانی مصروفیات میں اور بھی اضافہ ہو گیا شدید محنت جسم سے زبردستی اپنا خراج وصول کر لیا کرتی ہے 1968ء میں آپ کو عارضہ قلب لاحق ہوا تو معالجین نے آپ کو مکمل آرام اور مصروفیات میں کمی کرنے کی ہدایت کی مگر عوام کے اصرار کے پیش نظر اور قائدانہ ذمہ داریوں کے احساس سے آپ معالجین کے مشورہ پر پورا عمل نہ کر سکے۔ وطن عزیز کے تمام شہروں اور قصبات میں آپ کے خطابات اور مذہبی تقاریر کا سلسلہ جاری رہا تبلیغ اسلام اور خدمت دین کا لافانی جذبہ انہیں قریہ قریہ لئے پھرا۔ زندگی کے آخری دور میں فرمایا کرتے تھے۔

''میں نے پچاس برس تک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا ہے برصغیر کا شاید ہی کوئی ایسا قابل ذکر شہر یا قصبہ ہو جہاں قرآنی احکام کی بجا آوری کے لئے میری آواز نہ گونجی ہو یہ پچاس برس میرے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افتخار بھی ہیں اور میرا توشۂ آخرت بھی۔''

وفات سے چند ماہ پیشتر آپ کو دل کے مقام پر شدید تکلیف کا احساس ہوا تو میو ہسپتال لاہور کے شعبہ امراض قلب میں داخل ہو گئے ڈاکٹروں نے تشخیص کیا کہ آپ کا دل انتہائی متاثر ہو چکا ہے اور دل کو خون پہنچانے والی چار نالیوں میں سے تین سکڑ چکی ہیں۔ نہایت تندہی سے آپ کا علاج شروع ہوا۔ دل کے آپریشن کی ضرورت تھی مگر چونکہ آپ کی صحت بہت کمزور ہو چکی تھی اس لئے آپریشن کا پروگرام ملتوی کر دیا گیا آہستہ آہستہ طبیعت سنبھل گئی تو گھر تشریف لے آئے اور معالجین کے مشورے کے

marfat.com

مطابق علاج جاری رکھا۔ آپ کی علالت کی خبر پھیلی۔ تو سارا ملک بزبان حال آپ کی صحت یابی کے لئے دُعا گو ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر تکلیف کا احساس ہوا تو ملٹری کمبائنڈ ہسپتال راولپنڈی میں داخل ہو گئے۔ معالین نے تجویز کیا کہ چونکہ دِل کو خون پہنچانے والی تمام نالیاں خشک ہو چکی ہیں۔ اس لئے بائی پاس سرجری کی ضرورت ہے لیکن آپ اس قدر کمزور تھے کہ ڈاکٹر آپریشن پر آمادہ نہ ہوئے اور مکمل آرام کا مشورہ دیا۔ قدرے صحت سنبھلی تو آپ ہسپتال سے واپس آ گئے۔ تقاریر اور خطابت کا سلسلہ مکمل طور پر ختم کر دیا تھا البتہ حضرت خواجہ محمد رُکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ عالیہ (متصل کلاں قبرستان) میں پھر سے بیٹھنے لگے۔ جہاں روزانہ سینکڑوں مریض جسمانی اور روحانی علاج کے لئے آپ کے پاس عرصہ دراز سے حاضری دے رہے تھے۔

تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے

حضرت خطیب الاسلام کی تمام زندگی جدوجہد وعمل، پامردی واستقامت اور صبر واستقلال سے عبارت تھی۔ شدید علالت کے دوران آپ نے جس صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے بیماری کے پے بہ پے حملوں سے ہراساں نہیں ہوئے بلکہ اس دوران میں جب بھی آپ سے ملاقات ہوئی آپ کی شگفتہ مزاجی، محبت وشفقت اور نوازش کریمانہ کا دریا پہلے سے کہیں زیادہ موجزن پایا۔ آپ کے عارضہ قلب کی بات چلتی تو فرماتے۔

"جب تک میری بیماری کی تشخیص نہیں ہوئی تھی میں بہت سے واہموں کا شکار تھا اب دِل کے عارضے کا صحیح علم ہوا ہے تو راضی برضائے خدا ہو چکا ہوں کہ دِل نے تو آخر ایک دِن اپنا سفر تمام کرنا ہی ہے۔"

جی کا جانا ٹھہر گیا صبح گیا یا شام گیا

marfat.com

اسی علالت کے دوران میں ایک بار چند علماء مزاج پرسی کو حاضر ہوئے آپ کی خیریت دریافت کی تو چہرے پر تبسم کی تمام رعنائیاں بکھیرتے ہوئے آپ یوں گویا ہوئے۔

دِل میں درد ہو تو دوا کیجئے
دِل ہی درد ہو تو کیا کیجئے

اس شعر سے آپ کے صبر و استقلال اور قوتِ ارادی و بلند حوصلگی کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کرنے کا بدرجہ اتم اظہار ہوتا ہے۔

میو ہسپتال میں حضرت علامہ محمود احمد رضوی چند علماء سمیت عیادت کو پہنچے تو باتوں باتوں میں حضرت خطیب الاسلام نے آبدیدہ ہو کر فرمایا

ساری زندگی اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے فروغ و تحفظ کے لئے گزر گئی ہے اب دل کی آخری حسرت یہی ہے کہ اپنی زندگی میں آنکھوں سے ملک عزیز میں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں دیکھ لوں۔

ابو البیان علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی عیادت کے لئے میو ہسپتال حاضر ہوئے اس دن قدرے آفاقہ تھا۔ فرمانے لگے

دو یادیں ایسی ہیں جن پر مجھے ہمیشہ فخر رہے گا ایک تو یہ کہ جوانی کے عالم میں جب علی پور سیداں حاضر ہوا تو قطب الاقطاب حضرت پیر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنی گود میں بٹھا کر بچوں کی طرح پیار کیا اور جب حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے بے حد شفقتوں سے نوازا اور ایک چکن والا کرتہ، ایک گرم کوٹ اور غالباً ایک چادر عطا فرمائی اور میرے لئے بہت دُعائیں فرمائیں۔

علامہ محمد سعید احمد مجددی کا کہنا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے دوران

marfat.com

علالت یہ بھی فرمایا کہ اگر میں صحت یاب ہو کر گوجرانوالہ آیا تو دو تقریریں کروں گا۔ ایک کا موضوع ہوگا کہ ''موجودہ تہذیب ہلاکت پذیر ہے'' دوسری تقریر کا موضوع ہوگا۔ ''اسلامی نظام معیشت ہی معاشرے کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔'' مگر افسوس کہ آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور ہم دوگراں قدر موضوعات پر آپ کی قیمتی خیالات سے بہرہ اندوز نہ ہو سکے۔

بہر حال علاج کے لئے لندن جانے کی تیاریاں جاری رہیں۔ حضرت صاحبزادہ سید منور حسین شاہ علی پوری اور ڈاکٹر نذیر احمد (پی ایچ ڈی امریکہ) نے اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کر دی تھیں۔ ارادت کیش عقیدت مند، احباب علم و ادب، دانشوران ملت مختلف اوقات میں حاضر ہوتے اور آپ کے دولت کدہ پر ہی محدود پیمانے پر مجلس آرائی کا سماں بندھ جاتا۔ وفات سے ایک دن قبل تک اپنے متعلقین اور ملاقات کو آنے والے احباب علم و دانش کے ساتھ اس مخلصانہ انہماک کے ساتھ مصروف گفتگو رہے کہ کسی کو احساس تک نہ ہوا کہ صاحبزادہ صاحب ہم سے بہت جلد بچھڑنے والے ہیں۔

وصال پر ملال

۲۰ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ بمطابق ۲۳ فروری ۱۹۸۴ء بروز جمعرات ساڑھے گیارہ بجے آپ کو قدرے گھبراہٹ کا احساس ہوا۔ اہل خاندان پاس تھے آپ کے واصل باللہ ہونے کی ساعتیں قریب آ رہی تھیں۔ معاً آپ کے چہرے کی بشاشت و دلآویزی میں اضافہ محسوس ہونے لگا آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید خالد حسن شاہ راوی ہیں کہ آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''روشنی آ رہی ہے پردے ہٹا دو'' یہ جملہ آپ نے دوبارہ ادا فرمایا۔ شہریار اقلیم خطابت کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہونے والا یہ آخری جملہ معنی خیز تھا اس جملے کی

marfat.com

لطافتوں سے کوئی اہل دِل ہی آشنا ہوسکتا ہے۔ دُنیائے اسلام کے آخری خطیب کا یہ آخری جملہ تھا جو آپ کے اہل خاندان کو سنائی دیا اور اس کے بعد آپ کی آواز مدھم پڑ گئی۔ لب ہلتے رہے۔ زیرلب کلمہ طیبہ، ذکرنفی اثبات، پاس انفاس اور پھر خواب غفلت میں مدہوش انسانوں کو جگانے والی آواز ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون

اَب اِنہیں ڈھونڈ چراغِ رُخ زیبا لیکر

حضرت خطیب الاسلام کی وفات برصغیر پاک و ہند کے اس مایہ ناز خطیب کی وفات ہے۔ جس کے اعجازِ نطق سے مردہ لفظوں کو زندگی اور خاموش جملوں کو شانِ گویائی ملتی تھی۔ وہ لفظوں کے مسیحا تھے کہ بے جان جملوں کو شوکت اظہار کی بدولت تب وتاب جاودانہ بخش دی۔

ایسے پیر طریقت تھے جن کا فرمایا ہوا نیازمندوں کے لئے قولِ فیصل کا درجہ رکھتا تھا۔ رمز آشنائے معرفت تھے کہ جب عرفانِ ذات اور خداشناسی کے مراحل و مدارج کی تشریح کرتے تو علم وفلسفہ کا بحر بیکراں ٹھاٹھیں مارتا دکھائی دیتا فخر سادات تھے کہ ان کی سیادت و قیادت اور معاملہ فہمی ونکتہ رسی پر زمانہ ناز کرتا رہا۔ زینت آرائے بزم نقشبندیت تھے کہ تمام رُوحانی سلاسل سے وابستہ اصحابِ فکر انہیں اپنی نگاہوں کا ستارہ سمجھتے رہے۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ آلومہار شریف تھے کہ اپنے عظیم اسلاف کی شاندار روایات کی شمع عمل کی روشنی مدھم نہ ہونے دی۔ بلکہ اپنے فکر و عمل سے اس کی لو پہلے سے تیز تر کردی۔

آپ وہ مرد قلندر تھے جن کی نواؤں میں بوئے اسد اللہی تھی تو اداؤں میں سکندرانہ جلال کی آمیزش۔ پاسدار ختم نبوت تھے کہ حضور ختم المرسلین سرور عالم صلی اللہ

marfat.com

علیہ وسلم کے ناموس کی خاطر کبھی کسی قربانی سے گریز نہ کیا اور اپنی نعتیہ شاعری میں بھی یہ اعلان کرتے رہے۔

ہے ہمالہ کی طرح سے استوار
خاتمیت پر تری میرا یقین

آپ عاشق رسول تھے کہ تمام زندگی شانِ رسالت میں معمولی سی بے ادبی بھی برداشت نہ کی اور اپنی سیاست کی بنیاد بھی اسی اصول پر رکھی۔ تحریک آزادی کے عظیم مجاہد تھے کہ قصر باطل مدتوں آپ کی مجاہدانہ للکار سے ڈولتا رہا۔ نظریہ سیرت النبی کے فدائی تھے کہ مرکزی سیرت کمیٹی کے رُکن کی حیثیت سے وطن عزیز میں نفاذِ اسلام کے لئے ہر ممکن انداز سے کوشاں رہے۔ محبّ وطن رہنما تھے کہ جب بھی ملک وقوم پر مشکل ساعت آئی باطل قوتوں کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہو گئے۔ ہر دلعزیز شخصیت تھے کہ بعض علماء کو آپ سے اختلاف بھی ہوا مگر اس کے باوجود وہ آپ کو اپنے دِلوں کا سرور اور نگاہوں کا نور سمجھتے رہے مبلغ اسلام تھے کہ مدتوں اسلام کے عالمگیر پیغام کی روشنی سے دِلوں کے ایوان جگمگاتے رہے۔

حضرت خطیب الاسلام کی وفات کا دِن دراصل ایک عہد کے اختتام کا دِن تھا۔ وہ عہد جو ایک بطل جلیل سے عبارت تھا۔ وہ عہد جو ایک مردِ مومن کا افتخار تھا۔ وہ عہد جو اس بے مثال خطیب کی تکلم باریوں، ادب نوازیوں اور فکر افروزیوں کا امین تھا۔ وہ عہد جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کے شکوہ سکندری کا پرتو تھا۔ وہ عہد جو ایک سجادہ نشین کی رسم ادائے شبیری کا مظہر اور بے شمار انسانوں کے دِلوں میں بسنے والے شیخ طریقت کی لطف فرمائیوں کا پاسدار تھا۔ وہ عہد جو آپ کے ساتھ زندہ رہا اور آپ کے ساتھ ہی تابناک ماضی کا روشن باب بن گیا۔

marfat.com

بعد از وفات تربت ما در زمین مجو

در سینہ ہائے مردم عارف مزارِ ما

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

حضرت خطیب الاسلام کی وفات حسرت آیات کی خبر بہت جلد ساری دُنیا میں پھیل گئی۔ ریڈیو پاکستان کے نیوز بلیٹن اس خبر کو بار بار نشر کرتے رہے۔ ٹیلی ویژن سے بھی یہ خبر قومی نشریئے کے طور پر نشر کی گئی اور اس کے ساتھ ہی ملک کے قومی، مذہبی اور سیاسی اکابرین کی طرف سے تعزیتی پیغامات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس نے بھی یہ خبر سنی فرطِ غم سے سُن ہو کر رہ گیا۔ انسانوں کا ایک سیلاب تھا۔ جو شدت غم سے نڈھال آپ کی رہائش گاہ کی طرف رواں دواں تھا۔ آپ کی میت کمرے میں پلنگ پر رکھی تھی چہرے کی شادابی اور تازگی میں سر مو فرق نہیں آیا تھا۔ بلکہ حسن و دلآ ویزی میں اضافہ محسوس ہو رہا تھا۔ یوں نظر آتا جیسے آپ محوِ خواب ہوں۔ عوام کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ فنِ خطابت کا یہ امام یوں بھی خاموش ہو سکتا ہے۔ لوگ چہرے کی ایک جھلک دیکھتے اور آنکھوں سے اُمنڈنے والے آنسوؤں کو سمیٹتے ہوئے باہر نکل جاتے تاکہ دوسروں کو اندر آنے کا موقع مل سکے۔

رہائش گاہ کے لان میں اہل سنت و جماعت کے مقامی علماء کثیر تعداد میں موجود تھے غمگسار عوام کا انبوہ کثیر بھی جمع تھا۔ علماء آپ کے صاحبزادگان سے اظہار تعزیت کے ساتھ ساتھ آپ کی تجہیز و تکفین کے انتظامات کے بارے میں مصروفِ گفتگو تھے۔ اعلان ہوا کہ آپ کی نمازِ جنازہ ۲۴ فروری کو ساڑھے گیارہ بجے پولیس گراؤنڈ گوجرانوالہ میں اور پھر ایک بجے آلومہار شریف میں پڑھائی جائے گی۔ یاد رہے کہ پولیس گراؤنڈ وہ جگہ ہے جہاں حضرت خطیب الاسلام مسلسل بیس برس تک نمازِ عید

marfat.com

پڑھاتے رہے۔

۲۴ فروری ۱۹۸۴ء کا سورج سپہر خطابت کے نیر تاباں حضرت خطیب الاسلام کے غروب زندگی کا منظر دیکھنے کے لئے طلوع ہوا تو عوام جو فرط الم سے نڈھال رات کٹنے کا انتظار کر رہے تھے، وقت سے پہلے ہی پولیس گراؤنڈ میں پہنچنا شروع ہو گئے ہر شخص اپنے محبوب رہنما کے استقبال کیلئے بے قرار تھا۔ گراؤنڈ میں لاؤڈ اسپیکر سے تلاوت قرآن ہو رہی تھی۔ قاری محبوب سلیم اور حاجی عبدالمعید قصوری تھے کا ذکر اور نعت خوانی کر رہے تھے۔ ملک کے اطراف و اکناف سے مشائخ و علماء پہنچنا شروع ہو گئے۔ آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے جس قدر ہجوم پولیس گراؤنڈ میں تھا اتنا ہی آپ کی رہائش گاہ پر تھا۔ آپ کی رہائش گاہ اداسی اور غم میں ڈوبی ہوئی تھی۔ درودیوار سے حسرت ٹپک رہی تھی۔ آپ کو غسل دیا جا چکا تھا۔ کفن پہنایا جا چکا تھا۔ آپ کی دائمی رخصتی کی تیاریاں مکمل ہو رہی تھیں۔

بالآخر وہ ساعتیں آ گئیں گھر سے جنازہ اٹھایا گیا تو ہر فرد شدت غم سے نڈھال ہو گیا آپ کا مکان کہ جسے مدتوں قومی سیاست کے مرکز اور علم و دانش کے معدن ہونے کا شرف حاصل رہا۔ مکمل طور پر حسرت و حرمان کی تصویر بن چکا تھا کہ اس کا مکین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس سے بچھڑ رہا ہے وہاں پر موجود مرد اور خواتین دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور بعض پر بے ہوشی کی کیفیت طاری تھی۔ اب جنازہ پولیس گراؤنڈ کی جانب روانہ ہو چکا تھا۔ جنازہ میں شامل ہزاروں افراد کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کر رہے تھے۔ عجیب رقت آمیز سماں تھا۔ جنازہ جدھر سے گزرتا ٹریفک رک جاتی اور لوگ جوق در جوق جنازہ میں شامل ہوتے جاتے اور پھولوں کی پتیاں جنازے پر نچھاور کرتے۔ جنازہ کے آگے متقدر علماء، ومشائخ بہ چشم گریاں نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

ادھر پولیس گراؤنڈ میں موجود افراد آپ کے جنازہ کا نہایت بے چینی سے انتظار

marfat.com

کر رہے تھے۔ ان میں ہزاروں عقیدت مندوں کے علاوہ مختلف مکاتیب فکر اور مختلف شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والے اصحاب، سیاسی کارکن، سماجی رہنما اور اصحاب علم و فضیلت کثیر تعداد میں موجود تھے۔

ابونعیم مولانا رحمت اللہ نوری، مولانا محمد حسین رضوی، مولانا خالد حسن مجددی سمیت علماء باری باری حاضرین سے خطاب کی صورت میں حضرت خطیب الاسلام کے محاسن بیان کرتے ہوئے عوام کو صبر و تحمل کی تلقین کر رہے تھے۔ وقفے وقفے سے تلاوتِ قرآن حکیم یا نعت خوانی ہونے لگتی یا بعض دردمند اصحاب کلمہ طیبہ اور درود شریف کا وِرد کروانے لگتے۔

اچانک ابوالبیان علامہ محمد سعید احمد مجددی مائیک پر آئے اور جنازہ کے پولیس گراؤنڈ میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان سنتے ہی عشاقانِ دید جنازہ کو کندھا دینے اور ہاتھ لگانے کی سعادت حاصل کرنے کیلئے بے تابانہ دوڑنے لگے۔ تمام قومی و ضلعی اخبارات کے نمائندے اس ایمان افروز صورتِ حال کو قلمبند کرنے کیلئے وہاں موجود تھے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندے بھی اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے ان یادگار لمحات کو مستقبل کے لئے محفوظ کر رہے تھے، جنازہ کا استقبال کرنے کی خواہش میں ہر شخص بے قرار ہو گیا تو صفوں کی ترتیب بگڑ گئی اور نماز جنازہ کے لئے کئے جانے والے اقدامات بے سود نظر آنے لگے، علامہ محمد سعید احمد مجددی نے شدت جذبات سے رندھی ہوئی آواز میں حضرت خطیب الاسلام کے اوصاف عالی بیان کرتے ہوئے عوام سے صفیں درست کرنے اور نظم و ضبط برقرار رکھنے کی اپیل کی، حد نظر تک آدمی ہی آدمی نظر آ رہے تھے۔ ہر آنکھ آنسوؤں سے وضو کر رہی تھی اور ہر دل شدت احساس سے بے قرار تھا۔

جنازہ مقررہ مقام تک پہنچ چکا تو عالم اسلام کے نامور قاری غلام رسول صاحب

marfat.com

نے آیات قرآنی کی تلاوت شروع کی۔ جو فضاؤں میں رس گھولتی ہوئی دلوں کو گداز آشنا کرنے لگی۔ تلاوت کے بعد قاری صاحب نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلام'' مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کچھ اس انداز سے پڑھا کہ سامعین پر رقت طاری ہوگئی۔ علماء وعوام بے قراری کے عالم میں بلند آواز سے رونے لگے۔

گوجرانوالہ کی تاریخ کا عظیم جنازہ

یہ جنازہ گوجرانوالہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا پولیس گراونڈ میں جہاں تک نگاہ کام کرتی انسان نظر آرہے تھے۔ ہزاروں افراد اور سینکڑوں مشائخ وعلمائے کرام کا اجتماع تھا۔ اکابرین حکومت بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ آپ کے قریبی عزیز اور شیخ طریقت حضرت صاحبزادہ پیر سید برکات احمد شاہ سجادہ نشین جلال پور شریف نے نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ ہو چکا تو آخری دیدار کے لئے آپ کا جنازہ گراونڈ کے درمیان میں رکھ کر آپ کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا گیا۔ چہرے کی تازگی، بشاشت اور دلآویزی و دلکشی میں بالکل کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ نور ایمان جمال صبح روشن کی طرح آپ کے چہرے سے ہویدا تھا۔ یوں نظر آتا تھا کہ تاریخ برصغیر کا آخری عظیم خطیب محوخواب ہے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والی چند اہم شخصیات کے نام درج ذیل ہیں۔

صاحبزادہ الطاف حسین نتھیال شریف، مولانا عبدالستار خان نیازی، شارح بخاری علامہ محمود احمد رضوی، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی لاہور، مخدوم زادہ قاضی اسراراحق راولپنڈی، صاحبزادہ پیر سید علی شاہ چورہ شریف، پیر سید علی حسین شاہ علی پور شریف، پیر سید منور حسین شاہ علی پور شریف، صاحبزادہ سید عظمت علی شاہ کیلیانوالے شریف، پیر

marfat.com

غلام نقشبند چورہ شریف، صاحبزادہ فیض علی فیضی دادوالی شریف، مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاری لاہور، صاحبزادہ افتخارالحسن فیصل آبادی، مولانا عبدالخالق شمس، صاحبزادہ شبیر حسین حافظ آبادی، میاں محمد یونس شرقپور شریف، مولانا غلام معین الدین شافعی فیصل آباد، مولانا محمد فاضل فیصل آباد، مولانا شمس الزماں قادری، پیر سیّد خادم حسین سنگھرہ، صاحبزادہ سلطان باہو، مولانا امجد علی چشتی، پیر تصدق حسین چورہ شریف، مفتی عبدالشکور ہزاروی، مولانا سلیم اللہ لاہور، قاری عبدالحمید قادری، مولانا مفتی حبیب احمد سیالکوٹ، مفتی مختار احمد گجرات، شیخ تصوف مفتی علامہ مختار احمد درانی خانپور، مولانا مفتی حافظ محمد سعید، مولانا ابوداؤد محمد صادق، مولانا عبدالعزیز چشتی، مولانا غلام فرید ہزاروی، مولانا محمد شریف، صاحبزادہ عبدالصبور گکھڑ، مولانا حافظ مشتاق سلطانی، قاری منیر احمد جماعتی، علامہ حافظ حمید اختر، مولانا سید محمد حسین، پیر عبدالعزیز بھکووے والی، مولانا محمد عبداللہ، مفتی محمد حسین صدیقی، مولانا محمد حسین رضوی، مولانا نصرت اللہ، مولانا عبداللطیف قادری، مولانا محمد نواز ظفر، مولانا سید مراتب علی شاہ، مولانا نورالحسن تنویر، مولانا محمد بشیر رضوی، صوفی حسن محمد نقشبندی، وفاقی وزیر محنت خان غلام دستگیر خان، مسٹر جسٹس محمد رفیق تارڑ لاہور ہائی کورٹ، کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن جی ایم پراچہ، ڈی آئی جی عبدالقادر حئی، ڈپٹی کمشنر چوہدری شفقت محمود، ایس ایس پی سید اظہر ندیم، میئر کارپوریشن محمد اسلم بٹ، چیئرمین ضلع کونسل رحمت علی باگڑی، سید کاظم علی شاہ رکن مجلس شوریٰ ان کے علاوہ جماعت اہل سنت تحریک نظام مصطفیٰ، سماجی اتحاد کے علاوہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سرکردہ رہنماؤں مختلف علمی و ادبی سیاسی و سماجی انجمنوں کے کارکنوں ممتاز صنعت کاروں صحافیوں وکلا طلبا اور مختلف مکاتب فکر کے علماء نے ملک کے ہر حصے سے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

دُعا کے بعد اب جنازہ آلومہار شریف کی طرف روانہ ہو چکا تھا آلومہار شریف

marfat.com

میں ساڑھے گیارہ بجے کا وقت دیا گیا تھا جبکہ یہیں کافی دیر ہو چکی تھی۔ آپ کی میت وین میں رکھی گئی تھی۔ جنازے کا جلوس جارہا تھا۔ آلومہار شریف تک راستے میں موجود قصبات اور دیہات کے باشندے جنازہ کی آمد کے منتظر تھے۔ جنازہ جونہی ان کے قریب پہنچتا تو وہ فرطِ شوق سے بے قرار ہو کر وین کی طرف لپکتے اور پھول برساتے آخری دیدار کرتے۔ سینکڑوں افراد گوجرانوالہ ہی سے کاروں بسوں اور سکوٹروں پر سوار ساتھ چل رہے تھے تمام راستے میں موجود سوگواروں سے آنسوؤں اور دُعاؤں کا خراج لیتا ہوا شہنشاہِ اقلیم خطابت کا جنازہ مقررہ وقت سے کافی تاخیر کے بعد آپ کے آبائی قصبہ آلومہار شریف پہنچا۔

سیالکوٹ کے شہر و ضلع سے ہزاروں علماء عوام آلومہار شریف میں آپ کی دوسری نماز جنازہ میں شرکت کے لئے جمع ہو چکے تھے اور دلوں میں رنج وعقیدت کے ملے جلے جذبات لئے جنازہ کا انتظار کر رہے تھے آپ کا جنازہ جب جنازگاہ میں پہنچا تو عقیدت ومحبت کی وہی داستان دہرائی گئی جس کا نظارہ چشم فلک گوجرانوالہ میں کر چکی تھی یہ جمعۃ المبارک کا مقدس دن تھا ایک حدیث شریف کے مطابق جو مومن جمعرات یا جمعہ کو فوت ہوتا ہے وہ بغیر حساب کے جنت میں جاتا ہے حضرت خطیب الاسلام وہ صاحب ایمان عاشق تھے جو جمعرات کو فوت ہوئے اور جمعہ کے روز آپ کی تدفین ہو رہی تھی۔ صفیں آراستہ ہو چکیں۔ تو شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی نے نماز جنازہ پڑھائی نمازِ جنازہ میں ہزاروں عوام کے علاوہ کثیر تعداد میں مشائخ و علماء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے سربرآوردہ اصحاب بھی موجود تھے نماز جنازہ کے بعد صاحبزادہ سید برکات احمد، صاحبزادہ فیض علی فیضی، صاحبزادہ پیر کبیر علی شاہ، صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آبادی، مخدوم زادہ قاضی اسرار الحق، مولانا رحمت اللہ نوری نے حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا نماز جمعہ ابوالبیان علامہ محمد سعید احمد مجددی نے پڑھائی۔

marfat.com

آخری دیدار

نمازِ جمعہ کے بعد آپ کے چہرے سے کفن سرکا کر عقیدت مندوں کو آخری دیدار کرایا گیا ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ پھر بھی سینکڑوں عقیدت مند دیدار سے محروم رہ گئے ہزاروں غم زدہ افراد بے اختیار روتی آنکھوں بلکتے جذبات اور تڑپتے احساسات کے ساتھ آپ کے چہرے کی آخری جھلک دیکھنے کے لئے لپکتے، گرتے، پڑتے، روتے رہے۔ چہرے کی زیارت ہو چکی تو آپ کی میت کو اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ لحد میں اتار دیا گیا یہ منظر اتنا رقت خیز اور جذبات آفریں تھا کہ الفاظ و بیان اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔

جس شخصیت کو قبر کی آغوش میں اتارا گیا اس کا شمار اپنی صدی کے چند بڑے آدمیوں میں ہوتا تھا۔ علم و حکمت کا نیر تاباں تھا۔ جو لحد میں روپوش ہو کر چاہنے والوں کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے فروزاں ہو گیا اقلیم خطابت کا تاجدار تھا جو مسند خطابت کو ویران کر کے تاریخ کے جگمگاتے الفاظ میں ضوفگن ہو گیا۔ عشاق رسول کا قافلہ سالار تھا جو نصف صدی تک محبت رسول کے تقاضوں کو عام کرنے کے بعد خاموش ہو گیا۔ وہ ایک شخص نہیں ایک دور تھا۔ ایک فردِ تنہا نہیں سراپا انجمن تھا۔ ایک آواز نہیں مکمل تحریک تھا۔ ایک سوچ نہیں رُوحِ اَفکار تھا۔ شمع محفل نہیں چراغِ ملت تھا۔ نغمہ بے سوز نہیں پیغام فطرت تھا۔ وہ مجاہدین آزادی کا وقار بھی تھا اور ناموسِ ملت کا پاسدار بھی، ملت اسلامیہ کا غمخوار بھی تھا اور اصحاب نظر کا قرار بھی۔ گلزارِ معرفت کی بہار بھی تھا اور قلزم ہستی کا گوہر تابدار بھی۔

مقدر ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے [1]

---

[1] شہر یار خطابت از پروفیسر محمد اکرم رضا ص: ۱۷ تا ۳۳

marfat.com

قطعہ

تاریخ وصال حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ آلو مہار شریف

از حضرت خواجہ علامہ فخر الدین صاحب سیال شریف

آہ صاحبزادہ فیض الحسن — رفت از ما شد بہ جنت خیمہ زن
در فصاحت در بلاغت بوالکلام — بود ہر ہر لفظ او لعل یمن
گفتگوئش بود چوں آب رواں — بے تکلف ریختے در عدن
بستم از اول جمادی رحلتش — روز پنجشنبہ شدہ زیب کفن

گفت رضواں فخر از خلد بریں
مرحبا آل عبا فیض الحسن
۱۴۰۴ھ

marfat.com

تعزیتی پیغامات

اکابرین حکومت

مرنے والوں کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہوں اندھیری رات میں

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کی وفات کی خبر نشر ہوتے ہی تعزیتی پیغامات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ تمام قومی اخبارات نے جلی سرخیوں کے ساتھ آپ کی وفات اور پھر اگلے روز تجہیز و تکفین کی خبریں شائع کیں۔ موصول ہونے والے تعزیتی پیغامات میں صاحبزادہ صاحب کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ آپ کی مذہبی، روحانی اور دینی وفکری خدمات کا تذکرہ کر کے آپ کے انتقال کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا ہے۔ ان پیغامات میں چند کے اقتباسات نذرِ قارئین ہیں۔

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق

آپ کی وفات سے قوم ایک عظیم مذہبی دانشور اور نامور خطیب سے محروم ہو گئی

marfat.com

ہے۔آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدائی تھے۔مرحوم نے قومی سیرت کمیٹی کے ایک رُکن کی حیثیت سے جو خدمات انجام دیں وہ نہ صرف ان کے ساتھیوں بلکہ پوری قوم کو طویل عرصہ تک یادرہیں گی۔تبلیغ اسلام کیلئے آپ کی مساعی لائق صدستائش ہیں۔میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور سوگوار خاندان کو یہ ناقابل تلافی نقصان برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب محمد عباس وفاقی وزیر مذہبی اُمور

صاحبزادہ سیّد فیض الحسن بہت بڑے مذہبی راہنما تھے۔آپ نے ملک میں دین اسلام کے فروغ کے لئے غیر معمولی خدمات انجام دیں جو مدتوں جگمگاتی رہیں گی۔

جناب راجہ ظفر الحق وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات

دین اسلام کے لئے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔آپ کی وفات بلاشبہ اسلامی حلقوں کے لئے غیر معمولی نقصان ہے۔

جناب خان غلام دستگیر خان وفاقی وزیر محنت

صاحبزادہ صاحب ایک جید عالم دِین اور ممتاز رُوحانی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ برصغیر کے وہ نامور خطیب تھے جن کے فن خطابت کو دُنیا ہمیشہ یادرکھے گی۔آپ کی وفات سے ملک ایک عظیم سکالر، رُوحانی پیشوا اور نامور خطیب سے محروم ہوگیا ہے۔

گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان

آپ کی وفات سے ہم ایک عظیم مذہبی عالم اور خطیب سے محروم ہوگئے ہیں۔

marfat.com

اُنہوں نے زندگی بھر اِسلام کی سربلندی کے لئے جو خدمات اُنجام دی ہیں ان کی یاد طویل عرصے تک زِندہ رہے گی۔

جناب محمود اے ہارون وفاقی وزیر داخلہ

صاحبزادہ فیض الحسن کی وفات سے دُنیا ایک نامور خطیب، مذہبی رہنما اور مبلغ اسلام سے محروم ہوگئی ہے۔آپ کی شاندار خدمات ہمیشہ آپ کا نام زِندہ رکھیں گی۔ آپ کی وفات اہل علم کے لئے غیر معمولی نقصان ہے۔

خواجہ محمد صفدر چیئرمین وفاقی مجلس شوریٰ

آپ کی وفات سے قوم ایک عظیم دانشور اور برصغیر کے نامور خطیب سے محروم ہوگئی ہے۔آپ کی قومی وملی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا آپ اپنی پوری زندگی تبلیغ اسلام کی نذر کر دی۔

الحاج محمد اسلم بٹ میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ

صاحبزادہ سیّد فیض الحسن کی وفات سے برصغیر کے مسلمان ایک جید عالم سے محروم ہو گئے ہیں۔مرحوم فن خطابت کے شہنشاہ اور علم واَدب کے سمندر تھے۔آپ نے اپنی زندگی عظمت اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی ،تاریخ میں آپ کا نام ہمیشہ قابل صدر افتخار انداز سے لکھا جائے گا۔

marfat.com

تعزیتی پیغامات

مشائخ وعلمائے کرام

غزالی دوراں حضرت علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی

مہتمم جامعہ انوار العلوم ملتان

خطیب الاسلام صاحبزادہ سیّد فیض الحسن علم وعمل کا وہ روشن مینار تھے جن سے پھوٹنے والی کرنوں سے ایک زمانہ فیض یاب ہوتا رہا۔ آپ کی ہمہ گیر شخصیت ہم سب کے لئے سرمایہء اعزاز تھی ۔ آپ کی بے مثال خطابت، قیادت و سیادت، غیر معمولی عشق رسول اہل ایمان کا سرمایہ اور اصحابِ فکر کا وقار ہیں ۔ آپ کی خدمات ہمیشہ شمع عمل کی طرح فروزاں رہیں گی ۔

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری

جسٹس سپریم کورٹ پاکستان

خطیب الاسلام حضرت پیر سیّد فیض الحسن دُنیائے علم وعمل کے لئے نازش ایمان تھے۔ آپ نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک اسلامیانِ برصغیر کو اپنی دلآویز خطابت، ایمان افروز قیادت اور فکر انگیز تقاریر سے گرمایا ہے۔ آپ ہم سے جدا ہوکر بھی ہمارے درمیان موجود ہیں، آپ عشاق رسول کے کارواں سالار تھے ۔ تحریک آزادی سے لے کر ختم نبوت کی پاسداری تک آپ نے صفحہء عالم پر انمٹ نقوش ثبت کئے ہیں جو ہمیشہ اُمت مسلمہ کے دِلوں کو روشن کرتے رہیں گے ۔

marfat.com

میاں جمیل احمد نقشبندی شرقپور شریف

برصغیر پاک و ہند کے مایہ ناز خطیب عالم دِین اور شیخ طریقت کی وفات سے علمی و رُوحانی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے وہ کبھی پر نہیں ہو سکے گا۔ آپ ایک جامع الصفات شخصیت تھے۔ آپ کی گفتار عظیم تھی تو کردار عظیم تر جدھر جاتے زمانہ پا بہ رکاب ہوتا، جدھر بڑھتے فتح و نصرت قدم چومتی، جس طرح رُخ کیا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو کو عام کرتے گئے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی

مرحوم نے جنگ آزادی اور تحریک ختم نبوت میں نمایاں خدمات اَنجام دی ہیں آپ مجلس احرار میں رہتے ہوئے بھی پاکستان کے حامی تھے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے شرعی نظام کے نفاذ کے لئے زبردست جدوجہد کی۔ آپ ایک عظیم دِینی و رُوحانی گھرانے کے چشم و چراغ اور قابل احترام شخصیت تھے۔ آپ کی موت ایک عظیم سانحہ ہے۔

پیر عبدالمجید خضری آف دیول شریف

حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ سچے عاشق رسول، نظریہ اسلام کے پاسدار، ختم نبوت کی تحریک کے سالار اور تاریخ برصغیر کے نامور خطیب تھے۔ آپ اتحاد بین المسلمین کے بہت بڑے علمبردار تھے، آپ کی خدمات جلیلہ ناقابل فراموش ہیں۔ آپ اسلامیانِ پاک و ہند کے محسن تھے۔ آپ کے متعلق جو کچھ کہا جا رہا ہے اور لکھا جا رہا ہے آپ اس سے کہیں بلند و بالا تھے۔ ہم نے ان کو دُور سے بھی دیکھا ہے اور

marfat.com

قریب سے بھی بلاشبہ ایسی شخصیت قوموں کو صدیوں بعد ہی میسر آتی ہے۔

علامہ سیّد محمود احمد رِضوی

چیئرمین مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی

صاحبزادہ صاحب کی وفات سے ہم ایک بہت بڑے عالم دین ایک ممتاز خطیب اور صوفی منش شخصیت سے محروم ہوگئے ہیں۔آپ نے اپنی زندگی تبلیغ اسلام کیلئے وقف کررکھی تھی۔آپ ایک ایسے جوہر قابل تھے جس کی مثال ملنا محال ہے پاکستان میں اِلحادی قوتوں کی یلغار کو روک دینے کا سہرا بلاشبہ آپ ہی کے سر ہے۔

صاحبزادہ عبدالقیوم نقشبندی موہری شریف

حضرت خطیب الاسلام کا انتقال نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دُنیائے اسلام کے لئے عظیم حادثہ اور سانحہ ہے۔وہ علم وفضل کے آفتابِ عالمتاب تھے۔آہ مسلمان ایک عالم ربانی ایک صوفی باعمل اور ایک بزرگ ہستی سے محروم ہوگئے ہیں۔مشائخ کے کنونشن میں آپ کا بیان سنا،عجیب سماں تھا۔حاضرین مجلس پر سوز وگداز اور عشق الٰہی کی عجب کیفیات طاری تھیں۔

صاحبزادہ اِفتخار الحسن شاہ فیصل آباد

حضرت خطیب الاسلام صاحبزادہ صاحب کا انتقال آفتابِ خطابت کا زوال ہے،شاید یہی وجہ ہے کہ آپ کا انتقال بوقت زوال ہوا۔وہ نہ صرف صاحبزادے تھے بلکہ شہزادے تھے۔وہ وادیٔ عرفات وجبل اُحد کی ایک صدائے دِلنواز اور وادیٔ بطحا کی ایک مقدس آواز تھے۔صاحبزادہ صاحب ایک شخص نہیں ایک تاریخ تھے ...... جرأت و

marfat.com

عزیمت کا ایک دور تھے...... حرکت وعمل کا ایک نمونہ تھے۔ تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں ان کی عظیم قربانیاں دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے تحفظ کی قسم کھانے والے مجاہدین جنگ یمامہ کے قافلے کے ایک آدمی تھے جو بچھڑ کر اس دور میں آ گئے تھے۔

مدتوں روتے رہیں گے جام و میخانہ انہیں

علامہ محمد یعقوب سیالکوٹی

حضرت خطیب ملت کا سانحہ اِرتحال دُنیائے اِیمان کے لئے ایک ایسا صدمہ ہے جو کبھی نہ بھولے گا۔ میں نے عرب کے شعلہ بیاں خطیب، ذوالحناز مصری اور ہند کے بلند پایہ اَدیب اَبوالکلام آزاد کو بھی سُنا مگر یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ آج تک صاحبزادہ صاحب جیسا قادرالکلام خطیب نہیں سنا۔ ایک بار سیالکوٹ کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے میں نے گھڑی سامنے رکھ کر حساب کیا تو آپ نے ایک منٹ میں کوئی پانچ سو الفاظ استعمال کئے تھے۔ آپ کی زبان کوثر و سلسبیل سے دُھلی ہوئی اور عشق رسالت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔

مولانا مفتی مختار احمد نعیمی گجرات

میرے والد مرحوم حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی فرمایا کرتے تھے کہ صاحبزادہ صاحب سید فیض الحسن وہ جوہر آبدار ہیں جن کی قدر اس وقت معلوم ہوگی جب یہ دُنیا سے اُٹھ جائیں گے۔ آپ کی وفات سے ملت اسلام ایک بےمثال رہنما سے محروم ہوگئی ہے۔ علماء کی آرزوؤں کا سہاگ اُجڑ گیا ہے۔ حاملان دین متین بے سہارا ہوگئے ہیں تحریک آزادی کا قافلہ سالار چل بسا...... اور تحریک ختم نبوت کا ہیرو داغ مفارقت دے گیا ہے۔

marfat.com

مے خانہ، رسول کے ساقی کو کیا ہوا
وہ میگسار بادۂ عرفاں کدھر گیا

شیخ الحدیث حافظ محمد عالم سیالکوٹی

خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن کا انتقال پر ملال ہر ذی شعور مسلمان کے لئے عظیم صدمہ ہے۔ دین اسلام اور ملک وملت کیلئے آپ کی خدمات سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ آپ اخلاقِ کریمانہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، آپ کی پر بہار شخصیت کے چہرے پر جس طرح انوار ٹھاٹھیں مارتے تھے اسی طرح زبان پر الفاظ جوش مارتے تھے۔ دُعا ہے کہ چمنستانِ نقشبندیت کی یہ بہار قائم رہے۔ آپ کی اولاد آپ کے مشن کو زندہ رکھے اور سادات کی یہ بستی ہمیشہ بستی رہے۔

رہے لاکھوں برس ساقی تیرا آباد میخانہ

marfat.com

آہ! صاحبزادہ سیّد فیض الحسن قدس سرہ

چل بسے خلد آشیاں، فیض الحسن
راز داں، معجز بیاں، کوثر دہن

اہلِ سنت کے امام و ابوالکلام
با خدا مومن، محبّ پنجتن!

ملی و دینی، سیاسی رہنما
نازشِ ملت، فدا کار وطن!

باکمال و نامور، ہر دلعزیز
مقتدا، ممدوح شیخ و برہمن

ترجمانِ عالمان و عارفاں
حق شناس و حق نگر، باطل شکن

قائد و غازی، سخی، مصلح، خطیب
آپ پر تھا خاص فضل ذوالمنن

زیرک و فاضل، طبیبِ جسم و جاں
شغل سیّد کا علاجِ رُوح و تن

آپ کی تقریر، جنت کی نظیر
گفتگو، لہجہ، فصاحت کا چمن

منفرد تھا آپ کا طرزِ بیاں
ہر اَدا میں تھا اَنوکھا بانکپن

آپ کا صبر و تحمل لاجواب
آپ کے دِل میں تصوف کی لگن

ہوگیا خاموش، اک بیدار مغز
بجھ گیا روشن، چراغِ انجمن

❁❁❁

حضرت مولانا محمد بخش مسلم بی اے

marfat.com

شہریارِ خطابت

آہ رُخصت ہوگئے ہیں سید فیض الحسن چھن گیا ہے زندگی سے زندگی کا بانکپن
اس کی شخصیت تھی علم وفکر کا کوہِ گراں تاجدارِ مسندِ عرفاں تھا وہ بے گماں
جانِ بزمِ نقشبندیت، وہ مردِ افتخار مظہرِ شانِ ولایت وہ شہِ آلومہار
پیکرِ علم و عمل فنِ خطابت کا امام زینتِ بزمِ طریقت، سید عالی مقام

لفظ اس کی بارگہ میں اسطرح تھے لاکلام
بادشہ کے سامنے جیسے کہ حاضر ہوں غلام
چن لیا جس لفظ کو اس نے ستارا ہوگیا
اس کا ہر جملہ اَدب کا شاہپارا ہوگیا

عظمتِ ایمان و دلآویز تھا اس کا جمال برقِ خرمن سوز اعداء کیلئے اس کا جلال
زندگی کا کارواں تاریکیوں میں کھوگیا تان کر چادر بقا کی اس کا قائد سوگیا
رہبرِ راہِ ہدایت، مظہرِ علم الیقین ڈھونڈتی ہے چشمِ عالم وہ نظر آتا نہیں
قافلہ سالارِ ملت، مہرباں جاتا رہا کرکے سب کو غمزدہ سوئے جناں جاتا رہا

جانِ ملت تھا رضا وہ بزمِ ہستی کا وقار!
اس کے مرقد پر سدا ہو رحمتِ پروردگار

✿✿✿

پروفیسر محمد اکرم رضا

marfat.com

قائدِ اہلِ سخن جاتا رہا

تاجدارِ فکر و فن جاتا رہا
قائدِ اہلِ سخن جاتا رہا

نازشِ اہلِ وطن جاتا رہا
رہبرِ اہلِ سنن جاتا رہا

چیر کر وہ سینۂ الحاد کو
جلوۂ ماہِ مدن جاتا رہا

حریت کا ایک وہ مردِ جلیل
سرورِ ملک سخن جاتا رہا

لشکرِ الفاظ تھا دریوزہ گر
گویا سخنانِ زمن جاتا رہا

خرمنِ الحاد پہ برقِ خدا
واقف دار و رسن جاتا رہا

منبر و محراب سونے ہو گئے
گفتگو کا بانکپن جاتا رہا

دوستو بزمِ خطابت لٹ گئی
ساتھیو میر سخن جاتا رہا

ہاشمی خوں واصل فردوس ہے
سید فیض الحسن جاتا رہا

✿✿✿

علامہ شبیر احمد شاہ ہاشمی

marfat.com

دُنیا سے شہریارِ خطابت چلا گیا

وہ آفتاب اوجِ ولایت چلا گیا
وجہِ قرار، فخرِ قیادت چلا گیا

قائم تھی جس کے نام سے لفظوں کی آبرو
دُنیا سے شہر یارِ خطابت چلا گیا

جو آسمانِ علم پہ تھا ضوفگن کبھی!
نجمِ کمالِ صبحِ صداقت چلا گیا

دُنیائے فکر و فن کو اندھیروں میں چھوڑ کر
شمعِ یقین، نازشِ ملت چلا گیا

وہ پاسدارِ عظمتِ ناموسِ مصطفیٰ
جانِ جہاں، رُوحِ لیاقت چلا گیا

وہ جس کی ہر اُدا میں تھی شفقت کی چاشنی
وہ پیکرِ خلوص و محبت چلا گیا

خالدؔ تھیں جس سے سرخوش و آباد محفلیں
وہ افتخارِ بزمِ ہدایت چلا گیا

❁❁❁

محمد خالد جذبی سعیدی

marfat.com

خضر خطیباں

نور چشم تاجدارِ ہل اتی فیض الحسن
راحت قلب علی المرتضیٰ فیض الحسن
گلشن صدیق اکبر کی بہارِ جانفزا
حضرت شیخ مجدد کی ضیاء فیض الحسن
آسماں سے آ رہی ہے آج آوازِ سروش
بجھ گیا بزمِ خطابت کا دِیا فیض الحسن
باغِ رضواں میں صدائے حورو غلماں گونج اُٹھی
مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا فیض الحسن
شوخیٔ گفتار وہ طرزِ تکلم اب کہاں!
کون کر سکتا ہے پُر تیرا خلا فیض الحسن
بلبلیں مغموم ہیں ویران ہے باغِ سخن
سو گیا خضر خطیباں، چل بسا فیض الحسن

✿✿✿

سید خضر حسین چشتی

خطیب الاسلام صاحبزادہ فیض الحسن علیہ الرحمہ

علم و حکمت کا نیر تاباں — فکر و دانش کا پیکر ذیشاں
پیر فیض الحسن رہ حق میں — عزم و ہمت کا ایک کوہِ گراں
اُس کی تقریر کے تمام الفاظ — سامعیں کے لئے گل بستاں
گفتگو بھی تھی اُس کی دلآویز — اس کی سیرت تھی تابع قرآں
وہ مقرر، خطیب و دانش ور — علم و عرفاں کا جگمگاتا جہاں
حسن معنی کا گلشن رنگیں — اُس کے جانے سے ہوگیا ویراں
سالکانِ رہِ یقیں کے لئے — رہنما تھا وہ پیکر ذیشاں
اپنے اسلاف کا تھا اک مظہر — باغِ ملت کا وہ گل خنداں
عصر حاضر کا تھا وہ بطل جلیل — اس پہ فطرت بھی آپ تھی نازاں
ذات والا صفات تھی اس کی — بحر علم و بصیرت و عرفاں
فیض اس کا تھا بے کراں دریا — جس پہ دیکھا ہجومِ تشنہ لباں
اس کا فردوسِ سرمدی ہے مقام — وہ غلامِ رسول کون و مکاں
آہ! فیض الحسن ہوئے رُخصت — غم میں ڈوبے ہوئے ہیں قلب و جاں
آج مٹی کی اوڑھ کرچادر — سو گیا ہے وہ فخر اہل زماں
اشک آنکھوں سے اب تھمیں کیسے؟ — چل بسا وہ خطیب نکتہ داں
کون اس کی مثال لائے گا — بالیقیں تھا وہ عارفِ دوراں

اُس کے اوصاف کیا لکھے نازش
اس صدی کا عظیم تھا انساں

غلام زبیر نازش

marfat.com

خطیب بے بدل

مداوا اب ترے غم کا دِل شیدا نہیں ہو گا
کوئی اب دوسرا فیض الحسن پیدا نہیں ہو گا
رہا ہے التفاتِ بے طلب مجھ پر سدا اُن کا
فقیروں کا کوئی ہمدرد اُن جیسا نہیں ہو گا
تکلم اُن کا گویا پھول برساتی بہاریں تھیں
خطیب بے بدل ایسا کہیں دیکھا نہیں ہو گا
دمِ تقریر حالت دیدنی تھی اُن کی محفل میں
کسی کا بھی دلوں پر اس طرح قبضہ نہیں ہو گا
خطیب آئیں گے اک سے ایک بڑھ کر اس زمانے میں
مرا دعویٰ ہے، لیکن ایک بھی اُن سا نہیں ہو گا

✿✿✿

صائم چشتی فیصل آباد

marfat.com

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ

فیض الحسن! اے سرورِ کونین کے غلام!
دیتا رہا تو عمر بھر اسلام کا پیام
تیری ہر ایک سعی کا مقصد تھا بس یہی !
نافذ ہو ارضِ پاک میں اسلام کا نظام
لرزاں تھے تیرے نام سے اسلام کے حریف
واللہ اُن کے حق میں تھا تو تیغِ بے نیام
اس بات کے تو تیرے عدو بھی ہیں معترف
اس عہد میں تھا فن خطابت کا تو امام
الفاظ و روزمرہ تھے سب تیرے خانہ زاد!
تجھ کو بجا ہی کہتی ہے خلقت ابوالکلام
چھوڑے ہیں تو نے فن خطابت میں وہ نقوش
زندہ رہے گا سینہ ملت میں تیرا نام
صبح و مسا ترے لیے عابد کی ہے دُعا
جنت میں ہو عطا تجھے قربِ شہ انام

❁❁❁

عابد نظامی

marfat.com

شہریارِ اقلیم خطابت

حضرت خطیب الاسلام برصغیر پاک وہند میں سلسلہ خطابت کی آخری کڑی تھے۔ آپ کی تقریر موج کوثر وسلسبیل تھی۔ سلاست، متانت، فصاحت، بلاغت اور ظرافت کا سیل بے کراں ...... استعارات، مترادفات، تمثیلات واشارات کا یہ عالم کہ بڑے بڑے ادیب، خطیب اور اہل سخن بھی تصویر حیرت بن جاتے۔ آپ کے لئے ہر موضوع ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی تھا۔ ان کے جملے دریائی لہروں کی مانند رواں دواں ہوتے۔ انہیں وقت ٹھہر کر اور ہوائیں رک کر سنتی تھیں۔ وہ بولتے تو موتی رولتے، کوثر وتسنیم سے دھلی ہوئی زبان اور عشق رسالت علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں ڈوبا ہوا بیان ...... گویا

بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

آپ بلاشبہ شہریار اقلیم خطابت تھے۔ تقریر کرتے تو لفظوں کے گلدستے مہکتے ......

marfat.com

معانی کے ساغر چھلکتے ..... اور جوش و ولولہ کے سوتے ابلتے ..... جب آپ محو تقریر ہوتے تو خطابت، فلسفہ اور علم کا حسین امتزاج اپنی سربلندیوں کو چھوتا ہوا محسوس ہوتا۔

''یوں معلوم ہوتا کہ الفاظ اس تاجدارِ علم و ادب کے حضور دست بستہ کھڑے اپنی باریابی کے منتظر ہیں۔ جس لفظ کو استعمال کر دیتے وہی علم و حکمت کا نگینہ بن کر ضو دینے لگتا ..... بلند آہنگ لہجہ، موثر آواز، برمحل الفاظ و تراکیب کی یلغار، شوکت زبان و بیان، مرصع انداز، مسجع و مقفی، تشبیہات و استعارات، حسب حال اشعار کا استعمال، غرضیکہ حضرت خطیب الاسلام کا فن خطابت اعجاز نطق کی رفعتوں سے ہم کنار دکھائی دیتا۔ آپ کی تقاریر گلستان فکر و ادب کے وہ مہکتے ہوئے پھول ہیں جن کی خوشبوئے جاں نواز سے اہل ایمان کے دل مدتوں مستنیر رہیں گے''۔ [1]

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خصوصی صلاحیت ودیعت فرمائی تھی۔ کہ آپ خشک سے خشک موضوعات کو بھی حسنِ ادا سے رعنا بنا دیتے تھے۔ مولا کریم نے انہیں ذہانت و خطابت کے بہت سے جوہر کچھ ایسے تناسب سے دیئے تھے۔ کہ اب ان جیسا لانے کیلئے زمانے کو صدیوں کا سفر طے کرنا پڑے گا۔ وہ اپنی انفرادیت کا جمال آنکھوں اور کانوں کے راستے دلوں تک اتار دینے کی صلاحیت سے بہرہ ور تھے۔ آپ کی زندگی انتہائی ہنگامہ خیز رہی۔ آپ اپنے پورے خطیبانہ شکوہ کے ساتھ استعماری اور لادینی قوتوں سے ٹکراتے رہے انہیں ہنگاموں میں بھی خلوت کا لطف ملتا رہا اور انہی ہنگاموں میں ان کا ادب نکھرتا اور فکر سنورتا رہا۔ وہ بجا طور پر یہ کہہ سکتے تھے کہ

اپنی تقریروں کو سوز جاودانی بخش کر
پانچ دریاؤں کے پانی کی روانی بخش کر

---

[1] پروفیسر ابو المعظم حسانی خطیب الاسلام نمبر ماہنامہ ضیائے حرم ۱۹۸۴ء شمارہ اپریل مئی ص ۱۰۰

marfat.com

میں نے شاہوں کے تختر روند ڈالے دوستو
میں نے تاج و تخت نیزوں پر اچھالے دوستو

حضرت خطیب الاسلام سے مل کر، انہیں سن کر (اور اب انہیں پڑھ کر)[1] انکے فکری بلوغ اور علمی رسوخ کا اندازہ ہوتا تھا اور بعض اوقات یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ان کا وجود عناصر اربعہ سے نہیں بلکہ فنونِ لطیفہ سے بنا ہوا ہے۔ انکی وسعتِ مطالعہ کا اندازہ اس امر سے لگا لیجئے کہ وہ قرآن وحدیث کے غائر مطالعہ کے ساتھ ساتھ اردو اور فارسی شعر وادب کا ایک قابل قدر ذوق رکھتے تھے اور یہ بات قارئین کے لئے خوشگوار حیرت کا باعث ہوگی کہ وہ انگریزی ادب بالخصوص فکشن کے مطالعہ کے انتہائی شائق تھے۔ ایک بار جب ان سے اس بارے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ

''انگریزی فکشن میں منظر کشی کا کمال مجھے دوران تقریر انتہائی مدد دیا کرتا ہے''۔

مطالعہ کے اس تنوع کا فیض تھا کہ وہ جدید معاشی، سائنسی اور نفسیاتی مسائل سے کما حقہ آگاہ تھے[2] اسی لئے ان کی خطابت کے مواد اور انداز دونوں میں یکسانیت نہیں ہوتی تھی بلکہ موقع اور محل کے مطابق ان میں بوقلمونی، رعنائی اور کشش ہوتی تھی۔

انکا طرزِ تخاطب...... مساجد میں عالمانہ...... حکماء کی محفل میں فلسفیانہ...... کالجوں میں فاضلانہ...... اور سیاسی جلسوں میں والہانہ ہوا کرتا تھا۔ وہ حاضرین کی نگاہوں کے زاویوں سے مضمون چنتے اور انکی جبینوں کی سلوٹوں سے اپنی تقریر کا تاروپود تیار کرتے تھے۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ

وہ مقرر ہی کیا جو خود موقع کے مطابق ڈھل کر سامعین کو اپنے ذوق کے مطابق

---

[1] مقالات خطیب الاسلام اور ارمغان فیض۔ حضرت خطیب الاسلام کی نثر اور نعت پر مشتمل دو عظیم کتب

[2] ان مضوعات پر آپ کی علمی وفکری تحریریں مقالات خطیب الاسلام میں ملاحظہ فرمائیں

marfat.com

ڈھالنانہ جانتاہو ۔[1]

۞ ... مولانا غلام مہر علی گولڑوی نے آپ کی عظیم المرتبت شخصیت اور فن خطابت کو بزبانِ عربی ان الفاظ میں ہدیہ تحسین پیش کیا

مَارَیْتُ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ فِی هٰذَا الْعَصْرِ عَدِیْلَه' فِی الْبَیَانِ الْمُعْجَبِ وَالْخِطَابِ الْمُدْهِشِ ، قَدْ رَزَقَهُ اللّٰهُ صُوْرَةً وَجَاهَةً كَاَنَّه' بَدْرٌ یَتَلَالَأُ مِنَ السَّمَاءِ والحسینی و حسناو جمالاً کانه' شمس یغیءُ من الفلك العلوی و خطابته وفصاحته وغدراره وسجعاً کانه' وابلٌ یمطر من سحب انوارالمحمدی صلی الله علیه وسلم

ترجمہ: میں نے اس زمانے میں روئے زمین پر میدان خطابت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں دیکھا۔ اللہ تعالی نے آپ کو ایسی وجیہہ صورت اور حسن و جمال سے نوازا تھا۔ گویا آپ حسینی آسمان پر چمکنے والے چودھویں کے چاند ہیں اور فلک علوی کے چمکدار سورج ہیں جو اپنی نورانی کرنیں ہر طرف بکھیر رہا ہے۔ آپ کی خطابت وفصاحت وبلاغت نیز مقفی و مسجع بیان سن کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ انوار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بادلوں سے رحمت کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔[2]

۞ ... مولانا محمد بخش مسلم (بی۔اے) نے آپکے حسن خطابت کو یوں خراج تحسین پیش کیا

آپ لاجواب خطیب تھے۔ فصاحت آپ کی لونڈی اور بلاغت آپکی خادمہ آپ کا انداز بیاں منفرد نوعیت کا تھا۔ آپ اردو، پنجابی کے لاثانی مقرر تھے۔ آپ کے

---

1. پروفیسر محمد اقبال جاوید۔ دیباچہ مقالات خطیب الاسلام شائع کردہ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ
2. ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام نمبر ص ۸۶، شمارہ اپریل، مئی ۱۹۸۴ء

marfat.com

دماغ کی بلند پروازی اپنی مثال آپ تھی۔ آپ کے الفاظ کی پرواز طیاروں سے زیادہ اونچی اور سریع الحرکت تھی۔ آپکی آواز میں رعب تھا...... جلال تھا...... تیزی تھی...... تمکنت تھی...... آپ جب بولتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ محمد بن قاسم کی تلوار میدانِ جنگ میں کوندتی...... لرزتی...... گرتی...... لچکتی...... کاٹتی...... سمٹتی...... تیرتی...... چلتی پھرتی...... ابھرتی آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ برھان کی شوکت آپ کی داہنے ہاتھ میں ہے اور بائیں جانب معنویت کارفرما ہے۔ آپ کبھی بھی شائستگی کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے۔ تمسخر اور طعن و تشنیع سے آپ دائماً گریز فرماتے۔ آپ کا ہر ہر لفظ آپ کے لباس کی مانند بڑا قیمتی اور اجلا ہوتا تھا۔ [1]

۞...... معروف صحافی سجاد میر نے آپ کے اعجازِ خطابت کو ان لفظوں میں بیان کیا

''صاحبزادہ صاحب کی تقاریر سے ذھن و فکر کے زاویے بدل جاتے تھے'' [2]

یہی موصوف ایک دوسری جگہ اپنی رائے کو یوں بیان کرتے ہیں

صاحبزادہ سید فیض الحسن نہ صرف بڑے زور کے خطیب تھے بلکہ منفرد انداز بھی رکھتے تھے۔ اتنا تیز بولتے کہ خود کہتے...... سی۔ آئی۔ ڈی۔ والو اپنی قلمیں تیز کرلو۔ لکھنا چاہو گے تو بھی تو نہ لکھ سکو گے۔ بجلی فیل ہو جاتی ہے مگر صاحبزادہ کی زبان میں خدا نے کوئی رکاوٹ نہ رکھی تھی۔ وہ بلاشبہ بجلی کی تیزی سے بولتے۔ ہم نے اتنی تیز رفتاری سے اتنی شاندار تقریر کرتا کوئی دوسرا خطیب نہیں دیکھا...... وہ بڑی مسجع اور مرصع زبان برق رفتاری سے یوں بولتے کہ لگتا بجلی کوندرہی ہے۔ ذکر رسول کرتے تو لوگ جھوم جھوم جاتے۔ میلاد کی محفلوں میں سماں باندھ دیتے۔ ہمیں واقعہ کربلا پر ان کی ایک تقریر یاد ہے...... ایک جادو تھا کہ سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ یوں لگتا تھا علم، فلسفہ اور خطابت یکجا

---

[1] ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام نمبر ص ۱۰۶، ۱۰۷

[2] شہباز خطابت از سید شبیر احمد ہاشمی ماہنامہ ضیائے حرم ص ۵۳ شمارہ نومبر ۱۹۸۸ء

marfat.com

ہو گئے ہیں۔ اچانک انہوں نے رخ بدلا اور مجمع سے آہ وبکا کا شور اٹھنے لگا۔ ہر آنکھ اشکبار ہوگئی ...... پھر سسکیوں کی آواز نے دھاڑوں کی شکل اختیار کرلی۔ صاحبزادہ صاحب نے فوراً رخ بدلا اور کہا

اس لئے تو مصائب بیان نہیں کرتے کہ دو چار منٹ اور رلوں تو زمین شق ہو جائے اور آسمان پھٹ پڑے۔

چند ہی لمحوں میں محفل پہلے سنجیدہ ہوئی اور پھر چہرے بشارتوں اور مسرتوں سے کھل اٹھے۔ یہ جادو خدا نے کم لوگوں کو عطا کیا ہے۔

وہ تاریخ کے واقعات کو اس طرح بیان کرتے کہ ایک منظر باندھ دیتے۔ ان کا ایک فقرہ ہمارے حافظے میں اب بھی محفوظ ہے۔ وہ حضرت عمر کے قبول اسلام کا واقعہ یوں سنا رہے تھے کہ

عمر جا رہے تھے ...... ہاتھ میں تلوار تھی ...... تلوار میں چمک تھی ...... آنکھوں میں دمک تھی ...... دل میں کفر تھا ...... کفر میں جوش تھا ...... جوش میں انتقام تھا۔

وہ یہ فقرہ اس برق رفتاری اور کڑک کے ساتھ بیان کرتے کہ سارا نقشہ آنکھوں میں گھوم جاتا۔ [1]

۞ ...... حضرت خطیب الاسلام ایسی نابغہ روزگار ہستی تھے کہ آپ کے فضل وکمال اور حسن بیان کے اپنے تو الگ رہے غیر بھی دل وجان سے معترف تھے۔ چنانچہ قاری محمد طفیل رضوی رقمطراز ہیں

آج سے تقریباً بیس برس قبل جبکہ میرا زمانہ طالب علمی تھا (جامعہ اسلامیہ اہل حدیث چاہ شاہاں گوجرانوالہ میں) ایک مرتبہ گوجرانوالہ ریلوے اسٹیشن کے بالمقابل جہاں آج کل ٹیکسی اسٹینڈ ہے، تمام مکاتب فکر کا ایک مشترکہ جلسہ ہوا۔ جس میں مولانا

---

[1] شہر آشوب، سجاد میر، روزنامہ نوائے وقت ۱۰ مارچ ۱۹۸۴ء

marfat.com

محمد اسماعیل سلفی (اہل حدیث)...... مولانا عبدالرحمان جامی (خطیب شاہی مسجد لاہور) مفتی عبدالواحد (دیوبندی)...... علامہ عبدالعزیز انصاری (مسلم لیگ)...... جیسے علماء اور سیاست دان موجود تھے۔ مذہبی مخالفین نے کہا آج صاحبزادہ فیض الحسن کا پتہ چلے گا کہ ان علماء کی موجودگی میں تقریر کس طرح ہوتی ہے؟۔ اس جلسہ کے آخری مقرر آپ ہی تھے۔ جب آپ نے اپنے جوہر خطابت سے سامعین کو گرمایا اور تڑپایا۔ تو اہل حدیثوں کے آج کل کے قائد علامہ احسان اللہ الٰہی ظہیر نے بے ساختہ کہا

اگر چہ ہمارے عقیدے کے مطابق کسی کے ہاتھ پاؤں چومنے ناجائز ہیں۔ مگر کاش! صاحبزادہ صاحب جیسے خطیب ہماری جماعت میں ہوتے تو ہم ان کے پاؤں کو بوسہ دیتے الفضل ماشهدت به الاعداء [1]

۞...... حضرت خطیب الاسلام کے اعجازِ نطق کی عظمت کو علامہ محمد یعقوب سیالکوٹی نے یوں فرمایا!

''میں نے عرب کے شعلہ بیان خطیب ذوالحناز مصری اور ھند کے بلند پایہ ادیب ابوالکلام آزاد کو بھی سنا۔ مگر یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ آج تک صاحبزادہ صاحب جیسا قادر الکلام خطیب نہیں سنا۔ ایک بار سیالکوٹ کے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے۔ میں نے گھڑی سامنے رکھ کر حساب کیا تو آپ نے ایک منٹ میں کوئی پانچ سو الفاظ استعمال کئے تھے۔ آپ کی زبان کوثر و سلسبیل میں دھلی ہوئی اور عشق رسالت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ [2]

۞ حضرت خطیب الاسلام کی فن خطابت کے اپنے اور پرائے سبھی معترف تھے۔ آپکی تقریر، دلپذیر ہمہ گیر سے اذھان وقلوب میں انقلاب بپا ہوجاتا اور عوام الناس کی

---

[1] ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام نمبر ص ۱۲۷ شمارہ اپریل، مئی ۱۹۸۴

[2] اعتراف عظمت۔ ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام شمارہ اپریل مئی ۱۹۸۴ ص ۱۵۰

marfat.com

سوچ یوں تبدیل ہوتی کہ انہیں مسلک حق اہل سنت و جماعت کی حقانیت پر یقین آ جاتا۔

اس کی ایک مثال حضرت مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب نے یوں بیان فرمائی کہ

''ایک مرتبہ میں نے صاحبزادہ صاحب کو عارف والا میں میلاد شریف کی ایک محفل میں مدعو کیا۔ آپ نے ساڑھے تین گھنٹے ''رحمت اللعالمین'' کے موضوع پر اس قدر جامع اور مؤثر خطاب فرمایا کہ آپ کے خطاب سے متاثر ہو کر اسی جلسہ میں تین سو افراد اپنے عقیدے سے تائب ہو کر مسلک اہل سنت میں داخل ہو گئے اس کو کمال خطابت کہہ لیں یا اظہار کرامت۔ [1]

گلستانِ خطابت کے چند پھول

راقم الحروف (محمد سعید احمد مجددی) نے حضرت خطیب الاسلام کو گوجرانوالہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلسہ میں دیکھا اور سنا۔ آپ کا جمال دیدنی تھا اور خطابت شنیدنی۔ ہزاروں انسانوں کا اجتماع اور پوری روانی کے ساتھ خطبہ پڑھتے ہوئے گویا ہوئے

دیکھنا یہ ہے کہ مخلوق میں سب سے اول ...... کون ہے؟

سورج کے جلال نے کہا ...... میں اول
چاند کے جمال نے کہا ...... میں اول
عرش کی رفعت نے کہا ...... میں اول
فرش کی وسعت نے کہا ...... میں اول
بلبل کے ترنم نے کہا ...... میں اول
کلیوں کے تبسم نے کہا ...... میں اول

---

[1] میر کاروان ص ۱۲۴ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶

marfat.com

جنت کی نزہت نے کہا ...... میں اول
حوروں کی نگہت نے کہا ...... میں اول
قوس قزح کی رنگینیوں نے کہا ...... میں اول
نظام عالم کی بوقلمونیوں نے کہا ...... میں اول

اور ایک کونے سے شرک بین ...... شرک چیں ...... اور چیں بجبیں ملا نے کہا ...... میں اول ...... میں عالم حیرت میں کھو گیا ...... تصور کی دنیا میں کملی والے آقا کے حضور حاضر ہوا۔ عرض کی کہ اے محبوبِ کردگار ...... نور الانوار ...... سر الاسرار ...... احمد مختار اور اللہ کے یار صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہی بتائیں کہ اول کون ہے؟

تو یکا یک حجاب اٹھنے لگے ...... پردے ہٹنے لگے ...... بادل چھٹنے لگے ...... بوئے نسیم مشک بار آنے لگی ...... شمیم طرہ گیسوئے یار آنے لگی ...... مدینے کے انوار چمکنے لگے ...... سینوں کے رخسار دمکنے لگے ...... عاشقوں کے سینے دھڑکنے لگے ...... آنسوؤں کے ساغر چھلکنے لگے ......

کہ مدینے کی فضاؤں سے زبان ترجمان قدرت کی اک صدائے دلنواز آئی

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

میرے کملی والے مولا نے فرمایا ...... سب سے اول تو میں ہوں

قدرت نے کہا مرحبا ...... فطرت نے کہا ماشاء اللہ ...... حوروں نے کہا الحمد اللہ اور سینوں نے کہا سبحان اللہ ...... ترجمان حقیقت حضرت علامہ اقبال کی روح تڑپی اور کہا

؎ نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

نعرہ ہائے تکبیر ورسالت بلند ہونے لگے۔ مجمع پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی لوگوں کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے شہریارِ خطابت کی زبان پھر حرکت میں آئی اور بجلی کی تیزی

marfat.com

سے یوں گویا ہوئی اور یہ حقیقت ہے جو مخلوق میں

سب سے اول ہو گا ...... وہ خدا کے قریب ہو گا
جو قریب ہو گا ...... وہ کامل ہو گا
جو کامل ہو گا ...... وہ اکمل ہو گا
جو اکمل ہو گا ...... وہ اقرب ہو گا
جو اقرب ہو گا ...... وہ مقصود کائنات ہو گا
جو مقصودِ کائنات ہو گا ...... وہ سبب تکوین عالم ہو گا
جو سببِ تکوین عالم ہو گا ...... وہ باعث تخلیق آدم ہو گا
جو باعثِ تخلیق آدم ہو گا ...... وہ نبی اول ہو گا
جو نبی اول ہو گا ...... وہ قلم اول ہو گا
جو قلم اول ہو گا ...... وہ لوح اول ہو گا
جو لوحِ اول ہو گا ...... وہ عقل اول ہو گا
جو عقل اول ہو گا ...... وہ نوراول ہو گا
جو نورِ اول ہو گا ...... وہ مجتبیٰ ہو گا
اور جو مجتبیٰ ہو گا ...... وہ محمد مصطفےٰ ہو گا

(صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

فصاحتِ و بلاغت

عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایک دوسرے خطاب میں ایسے انوکھے انداز میں بیان فرمایا کہ آپ کا بیان فصاحت بلاغت اور علم وادب کا شہ پارہ معلوم

marfat.com

ہوتا ہے ملاحظہ ہو۔ [1]

ہر فن کا ایک تقاضا ہوتا ہے جو فن کو پیش نہیں کر سکتا۔ وہ فنکار نہیں ہوتا

فن کار وہ ہوتا ہے...... جو فن کو پیش کرتا ہے

کاریگر وہ ہوتا ہے...... جو کاریگری کو پیش کرتا ہے

مقرر وہ ہوتا ہے ...... جو تقریر پیش کرتا ہے

محرر وہ ہوتا ہے ...... جو تحریر پیش کرتا ہے

مصور وہ ہوتا ہے ...... جو تصویر پیش کرتا ہے

شاعر وہ ہوتا ہے ...... جو شعر پیش کرتا ہے

معمار وہ ہوتا ہے ...... جو عمارت پیش کرتا ہے

اور خدا وہ ہے ...... جو مصطفیٰ کو پیش کرتا ہے

واللہ! اگر کوئی فنکار فن کو پیش نہ کرے...... تو اسے فنکار کوئی نہیں کہتا

اگر کوئی کاریگر کاریگری پیش نہ کرے ...... تو اسے کاریگر کوئی نہیں کہتا

اگر کوئی مقرر تقریر نہ پیش کرے ...... تو اسے مقرر کوئی نہیں کہتا

غالب دیوان نہ لکھتا ...... تو اسے غالب کوئی نہ کہتا

حافظ فارسی میں غزل نہ کہتا ...... تو اسے حافظ کوئی نہ کہتا

شاہی مسجد کا معمار لاہور کی شاہی مسجد نہ بناتا ...... تو اسے معمار کوئی نہ کہتا

چغتائی حسین و جمیل رنگ پینٹ کر کے تصویر نہ بناتا ...... تو اسے مصور کوئی نہ کہتا

اور خالق کائنات اگر حضرت محمد مصطفیٰ کا نہ بناتا ...... تو وہ اپنے جلال و جمال سمیت موجود ہوتا مگر اسے بھی خدا کوئی نہ کہتا

---

[1] یہ تقریر ۱۹۶۱ء میں بحیثیت مرکزی صدر جمعیت علمائے پاکستان فیصل آباد میں آپ نے فرمائی جس کی کیسٹ محفوظ ہے اور عنقریب آپ تقاریر بعنوان خطبات خطیب الاسلام تنظیم الاسلام پبلی کیشنز منظر عام پر لا رہا ہے۔ انشاء اللہ

marfat.com

اے سنیوں کی پیاری پیاری محفل میں آنے والو اس بات پر غور کر لو

فنکار کو دیکھنا ہے ...... تو فن کو دیکھ لو

مصور کو دیکھنا ہے ...... تو تصویر کو دیکھ لو

معمار کو دیکھنا ہے ...... تو عمارت کو دیکھ لو

عظمت غالب کو دیکھنا ہے ...... تو اسکے دیوان کو دیکھ لو

حافظ کے کمال کو دیکھنا ہے ...... تو اسکے شعر کو پڑھ لو

اور خدا کے کمال کو دیکھنا ہے ...... تو مصطفیٰ کو دیکھ لو

فنکار ...... فن سے پہچانا جاتا ہے

مقرر ...... تقریر سے پہچانا جاتا ہے

محرر ...... تحریر سے پہچانا جاتا ہے

مصور ...... تصویر سے پہچانا جاتا ہے

معمار ...... عمارت سے پہچانا جاتا ہے

غالب ...... دیوان سے پہچانا جاتا ہے

اور خدا ...... مصطفیٰ کے کمال سے پہچانا جاتا ہے

اس بات کو بھی یاد رکھو!

جب تم مجھ کو تقریر کیلئے بلاتے ہو ...... نعرہ بھی لگاتے ہو ...... کھانا بھی پکاتے ہو ...... اور میرے گلے میں ہار بھی ڈالتے ہو ...... میری تحسین بھی کرتے ہو ...... آفرین بھی کرتے ہو ...... میری پذیرائی بھی کرتے ہو ...... میرے لئے بہترین دسترخوان بھی بچھاتے ہو ...... لیکن جاتے ہوئے میرے کان میں کہہ دو کہ صاحبزادہ صاحب آپ آدمی بڑے اچھے ہیں ...... بڑے نفیس ہیں ...... بڑے معقول ہیں ...... بڑے سلجھے ہوئے ہیں ...... بڑے شفیق ہیں ...... بڑے لطیف ہیں ...... لیکن آپ کو تقریر کا فن نہیں

marfat.com

آتا ...... جب آپ یہ کہیں گے تو میں خوش نہیں ہوسکتا اس لئے کہ فنکار کو فن بڑا پیارا ہوتا ہے۔

اگر آپ غالب کو پکڑ لیں کہ حضرت غالب آپ بڑے اچھے آدمی ہیں

تجھ کو ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

آدمی تو بڑا حسین وجمیل ہے۔ لیکن تیرے شعر کی ترکیب درست نہیں، تیری فکری بلندی بھی صحیح نہیں اور تیسرے اوزان بھی اچھے نہیں۔ تو غالب کبھی خوش نہیں ہوسکتا۔

حافظ کی پذیرائی کرلو اور ساتھ یہ بھی کہہ دو تیری غزل میں غلطی ہے۔ وہ کبھی راضی نہیں ہوسکتا۔ چغتائی کو کہہ دو کہ تیری تصویر کے امتزاج رنگ و بو میں غلطی ہے۔ تو چغتائی راضی نہیں ہوسکتا۔

معمار سے کہہ دو کہ تو آدمی شریف ہے لیکن تو نے جو شاہی مسجد بنائی ہے اسکی محراب ٹیڑھی ہے وہ کبھی راضی نہیں ہوسکتا۔

اور خدا کو ساری عمر پوجتے رہو اور ایک مرتبہ کہہ دو۔ کہ مصطفےٰ میں کوئی کمی اور کجی ہے تو خدا بھی کبھی راضی نہیں ہوسکتا۔

اور حضرت من مجھے کھانا کم کھلاؤ ...... ہار بھی کم ڈالو ...... اور نعرے بھی کم لگاؤ ...... لیکن مجھے کہہ دو صاحب تمہارا فن اچھا ہے ...... تو میں راضی ہو جاؤں گا۔

غالب سے کہہ دو کہ تیرا شعر اچھا ہے۔ اس لئے کہ تحسین ناشناس سے سکوت سخن شناس کے علاوہ جب کسی کو تحسین صحیح دی جائے۔ تو شاعر بڑا راضی ہوتا ہے وہ واہ ...... واہ پہ مرتا ہے۔

اگر آپ کسی فنکار کی تعریف فن کریں ...... تو فن کار راضی ہو جاتا ہے

غالب کے شعر کی تعریف کرو ...... غالب راضی ہو جاتا ہے

اقبال کے کلام کو سراہ دو ...... اقبال راضی ہو جاتا ہے

marfat.com

تقریر کی تعریف کردو ..... مقرر راضی ہو جاتا ہے
تصویر کو سراہا دو ..... مصور راضی ہو جاتا ہے
اور تمہارے اعمال میں کمی بھی ہو
لیکن مصطفیٰ کی تعریف کرو تو خدا بھی راضی ہو جاتا ہے [1]

منطقی طرزِ استدلال

مشکل مسائل کو بڑی سہولت اور آسانی سے سامعین کے قلوب واذہان میں اتار دینا حضرت خطیب الاسلام کے فن خطابت کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا۔ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنے منطقی انداز میں واضح فرمایا کہ سامعین عش عش کرا ٹھے۔
ملاحظہ ہو

ولاتقولوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون

وزیر مر جائے تو کہتے ہیں مر گیا
امیر مر جائے تو کہتے ہیں مر گیا
بادشاہ مر جائے تو کہتے ہیں مر گیا
کجکلاہ مر جائے تو کہتے ہیں مر گیا
مولوی مر جائے تو کہتے ہیں مر گیا

لیکن اگر کوئی خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دے تو وہ زندہ ہے فرمایا اگر تم اس کو مردہ جانو گے تو بے ایمان ہو ..... ساری دنیا مرجاتی ہے لیکن جو میری راہ میں ..... میرے لئے مرتا ہے ..... وہ مرتا ہی نہیں ..... وہ ایک جان دیتا ہے ..... تو میں ہزار جان دیتا

---

[1] خطبات خطیب الاسلام (زیر تدوین)

marfat.com

ہوں...... وہ ایک بار مرتا ہے...... تو میں کروڑ مرتبہ اسے زندہ کرتا ہوں...... وہاں تو موت آتی ہی نہیں...... بلکہ موت اس سے ڈرتی ہے...... موت کا نام نہ لو...... موت کا ذکر نہ کرو

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: عند ربھم یرزقون انہیں روٹی بھی کھلاتا ہوں پانی بھی پلاتا ہوں...... جو شہید کو مردہ کہتے ہیں وہ بے وقوف ہیں

ولکن لا تشعرون...... وہ بے شعور ہیں یعنی گدھے ہیں

فرمایا جو شہید کو مردہ کہے وہ جانور ہے...... اور اگر شہید کو مردہ نہیں کہتے تو جس کے صدقے میں شہید کو زندگی مل گئی اس نبی کو کیسے مردہ کہتے ہو؟...... ہمیں مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں...... جو خوبی جزو میں ثابت ہوگی...... کل میں خود بخود ثابت ہو جائے گی...... اگر کل میں نہ ہوتی تو جزو میں بھی نہ ہوتی۔

جو خوبی قطرے میں ہوگی...... وہ سمندر میں ہوگی...... تو قطرے میں آئے گی

جو خوبی پتے میں ہوگی...... وہ درخت میں ہوگی...... تو پتے میں آئے گی

امتی میں جو شرف بھی ہوگا...... نبی میں ہوگا...... تو امتی میں آئے گا

اس لئے کہ جو فیض امتی میں ہے...... نبی میں ہوگا...... تو امتی میں آئے گا

نتیجہ یہ نکلا کہ

جب نبی کا غلام نہیں مر سکتا...... تو نبیوں کا امام کس طرح مر سکتا ہے؟

یہ کہتے ہیں نعوذ باللہ

نبی مر کر مٹی ہو گیا...... نبی مر کر مٹی میں شامل ہو گیا...... مگر خدا تو فرما چکا ہے

ولکن لا تشعرون

مولوی تم کہتے ہو...... نبی مر کر مٹی میں مل گئے...... مولوی تم گدھے ہو...... مولوی تم بے شعور ہو...... مولوی تم نادان ہو...... مولوی تم پاگل ہو...... جب نبی کا غلام نہیں

marfat.com

مرسکتا تو نبی کیسے مرسکتا ہے...... کیونکہ شہادت کا مقام تو نبوت کے بعد ہے۔ مقام شہادت تو مقام نبوت کا طفیلی ہے تو جب طفیلی نہیں مرسکتا تو اصل کیسے مرسکتا ہے؟۔

اگر فرع نہیں مر سکتی ...... تو اصل کیسے مر سکتا ہے؟

اگر پتہ نہیں مر سکتا ...... تو درخت کیسے مر سکتا ہے؟

اگر قطرہ نہیں مر سکتا ...... تو سمندر کیسے مر سکتا ہے؟

اگر امتی نہیں مر سکتا ...... تو نبی کیسے مر سکتا ہے؟

نبی کو مردہ کہنا...... یہ بے شعوری کی بات ہے [1]

منظر کشی کا کمال

حضرت خطیب الاسلام کی کمال خطابت میں ہمیں منظر کشی کا حسین وجمیل عنصر بھی ملتا ہے۔ آپ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان کچھ اس انوکھے اور منفرد انداز میں بیان فرمائی کہ حسن عقیدت اور منظر کشی کا امتزاج جب لفظوں میں ڈھلا تو سامعین کے ذوق سماعت کو یوں محفوظ کیا

وہ دیکھو

سر زمین عرب ہے

عرب میں جنگل ہے

جنگل میں پہاڑ ہے

پہاڑ میں غار ہے

غار میں یار ہے

اور بھی غارِ یار ہے

---

[1] خطبات خطیب الاسلام (زیر تدوین)

marfat.com

؎ جھوم رہی ہیں شوخیاں دیدۂ نیم باز میں
جاگ رہے ہیں پاسباں یار ہے خوابِ ناز میں

بزبان پنجابی بارگاہ صدیقیت میں یوں گل ہائے عقیدت پیش کیے

واہ صدیق!

تیری یاری توں قربان جاواں
توں یاری لائی تے مکے وچ
پروان چڑھائی تے مدینے وچ
جوان کرائی تے بدر وچ
نال نبھائی تے قبر وچ
توڑ چڑھائی تے حشر وچ

؎ پانی پرھن سہیلیاں رنگا رنگ گڑھے
بھریا اس دا جانیئے جس دا توڑ چڑھے [1]

۞ تہذیب جدید کے اثراتِ بد کا جب عورت پر اثر ہوا تو حضرت خطیب الاسلام نے اس کا نقشہ اس طرح کھینچا

جب مرد تہذیبِ فرنگ کے ریلے میں بہہ گیا تو میں مایوس نہ ہوا...... میں نے کہا۔ کیا ہوا؟ اگر میرا نوجوان تہذیبِ فرنگ کے ریلے میں بہہ گیا ہے...... خدا میری ماں۔ خدا میری بیٹی...... خدا میری بہن کی آغوش کو سلامت رکھے...... کیونکہ ان جھولیوں میں حیاتِ نو پیدا ہو جائے گی...... جب تک ماں کی مومنانہ جھولی سلامت ہے۔ اس میں سنتِ سیدہ فاطمہ کے تقاضے موجود ہیں...... حسینی صفات والی اولاد پیدا ہوتی رہے گی۔

---

[1] البیان (سوم) ص: ۲۲۲ تنظیم الاسلام پبلی کیشنز ۲۰۰۸ء

marfat.com

لیکن جب میں نے دیکھا کہ تہذیبِ فرنگ کے جھونکوں نے اس فصیل کو بھی گرادیا ہے......اور عورت جو چراغ خانہ تھی......اب شمع محفل بن رہی ہے......خلوت کو چھوڑ کر جلوت میں آگئی......اور عریاں ہو کر سڑکوں پر پھرنے لگی ہے۔

تو میں مایوس ہوگیا کہ اب مومن کہاں پیدا ہونگے؟......اس لئے کہ دماغ تو مدرسے میں سنورتے ہیں اور دل ماں کی جھولی میں۔

اور لوگو سن لو......خدا کی قسم

ماں چور ہو گی ...... بیٹا ڈاکو ہو گا
ماں بزدل ہو گی ...... بیٹا ڈرپوک ہو گا
ماں جاہل ہو گی ...... بیٹا غبی ہو گا
ماں صحت مند ہو گی ...... بیٹا پہلوان ہو گا
ماں سیاستدان ہو گی ...... بیٹا حکمران ہو گا
ماں بری ہو گی ...... بیٹا برا ہو گا
ماں نیک ہو گی ...... بیٹا نیک ہو گا
ماں ولی ہو گی ...... بیٹا ولی ہو گا
ماں عالم ہو گی ...... بیٹا فاضل ہو گا
ماں دلیر ہو گی ...... بیٹا غازی ہو گا
ماں فاطمہ ہوگی ...... بیٹا حسین ہو گا

حضرت خطیب الاسلام نے مندرجہ بالا فصیح و بلیغ، بہترین، مدلل اور پرمغز عبارت صرف پنتالیس سیکنڈ میں سلاست و روانگی سے ایک ہی سانس میں حسن تکلم کی بھرپور رعنائیوں سے ادا فرمائی [1]

---

[1] میر کاروان ص: ۱۱۷ تا ۱۲۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

marfat.com

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ فن خطابت کی کن بلندیوں پر فائز تھے۔
خطیب الاسلام اور ابوالکلام کی خلعتِ فاخرہ آپ ہی پر جچی تھی۔

☼ ...... دین میں ذات رسالت علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کی مرکزیت کو جب حضرت خطیب الاسلام نے بیان فرمایا تو علم و معرفت کا سرچشمہ یوں پھوٹا

جنابِ من! بات میں نے کرنی ہے قرآن کی ...... مگر میں پوچھتا ہوں کہ ہمیں کیسے علم ہوا کہ یہ قرآن ہے۔

اے قرآن ...... میں تجھ پر قربان
اے قرآن ...... تو نجاتِ کائنات
اے قرآن ...... تو مدار کائنات
اے قرآن ...... تو تعمیر کائنات
اے قرآن ...... تو حیات کائنات

انسان کی ہر مشکل کا حل قرآن میں ہے ہر مسئلے کا حل قرآن میں ہے

کائنات کی بقا قرآن میں ہے
کائنات کا ارتقاء قرآن میں ہے
کائنات کی فلاح قرآن میں ہے
کائنات کی بہبود قرآن میں ہے

اگر قرآن ہوگا تو دنیا بچے گی ...... قرآن نہ ہوگا تو دنیا ختم ہو جائے گی ...... اس لئے میں قرآن کی بات تو کروں گا مگر ہمیں کیسے خبر ہوئی کہ یہ قرآن ہے؟ آپ لاہور والے بڑے استاد ہیں ...... بہت سیانے ہیں ...... بڑے عقل مند ہے ...... بولورب کو کبھی دیکھا ہے؟ ...... نہیں

تمہارے کندھوں پر دو فرشتے کراما کاتبین ہیں ...... کبھی انہیں دیکھا ہے؟ کبھی محسوس کیا ہے؟ ...... کبھی آپ کی ان سے بات ہوئی ہے؟ ...... کبھی تمہارا ہاتھ ان

marfat.com

سے چھوا ہے؟........ نہیں .... وہ نظر بھی نہیں آتے .... کبھی محسوس نہیں کیے جا سکتے .... چھوئے نہیں جاتے .... لیکن تم کہتے ہو کہ وہ نورِ ایمان سے موجود ہیں

موت کا فرشتہ ہم نے نہیں دیکھا .... لیکن وہ موجود ہے

جبریل علیہ السلام کو کبھی نہیں دیکھا .... لیکن وہ موجود ہے

عذاب وثواب قبر ہم نے دیکھا نہیں .... لیکن عذاب وثواب ہے

جنت ہم نے نہیں دیکھی .... مگر جنت ہے

یہ تمام حقائق ہم نے دیکھے نہیں .... مگر موجود تو ہیں .... ہماری سمجھ میں نہیں آتے ذہن میں نہیں سماتے .... منطق میں نہیں آتے .... پھر بھی مانتے ہیں .... بلکہ جسے ہم عقیدہ کہتے ہیں .... وہ ہوتا ہی وہ ہے جو سمجھ میں نہ آسکے .... جو سمجھ اور عقل میں آجائے وہ عقیدہ ہوتا ہی نہیں .... ہم ہر بات مانتے ہیں

خدا کو ہم نے نہیں دیکھا .... مگر اسے مانتے ہیں

فرشتوں کو ہم نے نہیں دیکھا .... مگر ہم فرشتوں کو مانتے ہیں

حوروں کو ہم نے نہیں دیکھا .... مگر ہم حوروں کو مانتے ہیں

منکر نکیر ہم نے نہیں دیکھے .... مگر انہیں مانتے ہیں

اس کی دلیل کیا ہے؟ کہ ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ سب ہیں۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ سب چیزیں موجود ہیں

اپنے ماضی کو دیکھو .... چودہ صدیاں پیچھے جاؤ .... تصور میں کھو جاؤ .... وہ دیکھو شمع کے پاس پروانے ہیں .... پھول کے پاس عندلیب ہیں .... چاند کے پاس ستارے ہیں .... آفتاب کے پاس ہالہ ہے .... مصطفےٰ کے پاس صحابہ ہیں

کر سکو گے کس طرح ان کو صحابہ سے جدا
گرد مدنی چاند کے تاروں کا ہالہ چاہیے

marfat.com

دائیں طرف صدیق ہیں ...... بائیں طرف عمر فاروق ہیں

سامنے عثمان غنی ہیں ......اور ...... پیچھے علی المرتضیٰ ہیں

کملی والے آقا گفتگو فرما رہے ہیں...... ہونٹ ہل رہے ہیں مصطفیٰ کے

نطق مصطفیٰ کا

لہجہ مصطفیٰ کا

ارتعاشِ لب مصطفیٰ کا

آواز مصطفیٰ کی

کملی والے بولے اور فرمایا! یہ میں بول رہا ہوں...... صحابہ نے عرض کی

صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

یارسول اللہ آپ ہی بول رہے ہیں...... ہونٹ آپ کے ہل رہے ہیں...... آواز آپ کی ہے...... آپ ہی بول رہے ہیں۔

لیکن جب حضور خاموش ہوئے...... محفل بھی وہی ہے...... مقام بھی وہی ہے ...... مسجد بھی وہی ہے...... سننے والے بھی وہی...... بولنے والا بھی وہی...... سماں بھی وہی ...... زباں بھی وہ...... آواز بھی وہی...... لہجہ بھی وہی......

پانچ منٹ بعد حضور نے ارشاد فرمایا

اب میں نہیں بول رہا...... میرے منہ سے خدا بول رہا ہے۔

سننے والوں کے قربان جاؤں...... انہوں نے پھر عرض کی...... صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ یارسول اللہ آپ نے سچ فرمایا

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہونٹ آپ کے ہل رہے ہیں، مگر بول خدا رہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بول رہا ہوں...... صحابہ نے عرض کی...... صدقت یارسول اللہ...... حضور نے دوبارہ فرمایا کہ اب میرے منہ سے خدا بول رہا ہے

marfat.com

صحابہ کرام نے عرض کی ...... صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! خواہ آپ بولیں ...... خواہ وہ بولے ...... ہمیں تو آپ کے بولنے پر ایمان ہے آپ بولیں تب بھی ایمان ہے ...... وہ بولے تب بھی ایمان ہے۔ آپ کہیں کہ میں بول رہا ہوں اس کا علم بھی آپ ہی کو ہے۔ آپ کہیں کہ وہ بول رہا ہے ...... اس کی بھی خبر آپ ہی کو ہے۔

ہماری دلیل آپ ہیں ...... ہماری منزل آپ ہیں ...... ہمارا محمل آپ ہیں ...... ہمارا مقصد آپ ہیں ...... ہمارا مدعا آپ ہیں ...... ہمارا محور آپ ہیں ...... ہماری منشا آپ ہیں ...... آپ ہی بول رہے ہیں ...... جب آپ بولیں گے تو حدیث بن جائے گی ...... جب آپ بولیں گے تو قرآن بن جائے گا ...... دھن ایک ہے ...... بولنے والے دو ہیں۔

میرے دائیں بائیں بہت بڑے بڑے علماء تشریف فرما ہیں ...... مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھ پر فتویٰ نہ لگادیں ...... میں بات عوام سے کر رہا ہوں ...... براہ کرم علماء نہ سنیں ...... کیونکہ یہ بھی ان پڑھ ہیں ...... میں بھی ان پڑھ ہوں ...... پڑھے لکھے ہمیں معاف فرمادیں۔ مجھے خیال آیا ...... یااللہ جس کا منہ نہیں ...... وہ بول ہی نہیں سکتا ...... جس کا حلق نہ ہو ...... دانت نہ ہوں ...... زباں نہ ہو ...... وہ بول ہی نہیں سکتا ...... لفظ ادا ہی نہیں کرسکتا ......

یااللہ! قرآن حروف میں ہے ...... الفاظ میں ہے ...... جملوں میں ہے

لفظوں کے لئے منہ چاہیے
ادائیگی کے لئے ہونٹ چاہیے
آواز کے لئے زبان چاہیے

تیرا منہ بھی نہیں ...... دانت بھی نہیں ...... ہونٹ بھی نہیں ...... زبان بھی نہیں ...... تو پھر بولتے کیسے ہو؟

marfat.com

حکم آیا! بدتمیز...... بے وقوف ...... میرے منہ کی بات کررہے ہو...... پاگل سارے زمانے کے...... میں تمہارے جیسا نہیں ہوں ...... مجھے بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ...... مجھے منہ کی بھی ضرورت نہیں...... مجھے جب بولنے کی ضرورت ہوتی ہے...... میں اپنے محبوب کے منہ سے گفتگو کر لیتا ہوں

منہ ایک ہے ...... بولنے والے دو ہیں

جب اسے ضرورت ہو وہ استعمال کر لیتا ہے...... جب مجھے ضرورت ہو میں استعمال کر لیتا ہوں

جب وہ بولے تو حدیث بن جاتی ہے

جب میں بولوں تو قرآن بن جاتا ہے

تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ

ہم حدیث کو نہیں مانتے ...... وہ اس منہ کو نہ مانیں ...... جس سے قرآن و حدیث ارشاد ہو رہا ہے...... خواہ وہ حدیث ہو...... خواہ قرآن جو اس منہ سے نکلے ہمارا اس منہ پر ایمان ہے...... شاید آپ یہ کہیں کہ یہ بات آپ نے اپنی طرف سے کہی ہے...... ارے نہیں ...... میں نے مفکر پاکستان، مصور پاکستان، حکیم الامت اور فلسفی حضرت علامہ اقبال سے پوچھا

اے اقبال! کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے......؟

اقبال نے کہا ...... نہیں

میں نے پوچھا ...... عقل میں آیا ہے......؟

اقبال نے کہا...... نہیں

میں نے پوچھا ...... خدا کو مانتے ہو......؟

کہنے لگے ...... دل کی گہرائیوں سے مانتا ہوں ...... میں اپنے وجود کا انکار

marfat.com

کر سکتا ہوں مگر خدا کا انکار نہیں کر سکتا۔

میں نے پوچھا ...... وجود خدا کی دلیل کیا ہے؟ اقبال نے کہا!

با خدا در پردہ گویم با تو گویم آشکار
یارسول اللہ او پنہاں و تو پیدائے من

میں یہ جواب سن کر جھوم اٹھا ...... میں نے سوچا ...... کہ اقبال کا یہ فارسی پیغام پنجابی زبان میں اپنی قوم کو سنا دوں ...... میں نے حضرت اقبال سے کہا کہ حضرت میں نے آپ کے فارسی شعر کا پنجابی میں ترجمہ کیا ہے

کہنے لگے تم ابھی چھوٹے ہو ...... میرا شعر سمجھا بھی ہے یا نہیں

میں نے کہا سنئے ترجمہ!

کملی والیا!

رب میرے لئی باطن اے ...... تے توں میرے لئی ظاہر ایں
میں وی رب نوں رب منیا ...... تے توں بھی رب نوں رب منیا
پر میرے منن ...... تے تیرے منن وچ فرق اے
توں سب تھیں پہلاں منیا اوہنوں
تے میں پہلاں منیا تینوں ...... تے فیر منیا اوہنوں
پر توں منیا ویکھ کے ...... تے میں منیا سن کے
میری شنید اے ...... تے تیری دید اے
ہن میں جاناں ...... تے توں جانیں
اگے توں جانیں ...... تے اوہ جانیں

جب میں نے یہ ترجمہ سنایا تو اقبال نے کہا ...... میں مہر تصدیق ثبت کرتا ہوں کہ تمہارا ترجمہ بالکل ٹھیک ہے۔

marfat.com

یہ ہے اقبال کا ایمان...... یہ ہے سینوں والا ایمان [1]

......تصوف وطریقت کے رموز واسرار کو بیان کرنے والا حضرت خطیب الاسلام سے بڑھ کر کوئی سننے میں نہیں آیا۔ رموز تصوف کو ایسی حسنِ ادا اور منفرد تخلیقی انداز سے بیان کرنا کہ سامعین کے قلوب واذہان ذوق طریقت ومعرفت سے سرشار ہو جائیں...... یہ آپ کے فن خطابت کا خاصہ تھا۔

''انسانی مقصدِ تخلیق'' کے موضوع پر جب لب کشا ہوئے تو فصاحت وبلاغت کی برکھا کچھ اس انداز سے برسی......ملاحظہ ہو!

میں ایک حادثہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ

اگر مال گم ہو جاتا ...... بات بڑی آسان تھی
دولت گم ہو جاتی ...... بات بڑی آسان تھی
مکان گم ہو جاتا ...... بات بڑی آسان تھی
مال ومنالِ ظاہری گم ہو جاتا...... بات بڑی آسان تھی

مگر مصیبت یہ ہوئی کہ انسان گم ہو گیا

کون انسان ؟ ...... خلاصۂ کائنات انسان
کون انسان ؟ ...... شاہکار تخلیق انسان
کون انسان ؟ ...... اشرف المخلوقات انسان

کون انسان؟......لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم کا مصداق انسان وہ انسان جس کیلئے کائنات بنائی گئی......وہ انسان گم ہو گیا......اور ایسا گم ہوا کہ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گم ہو گیا

آپ کہیں گے......لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم کی بات کرتے ہو......اشرف المخلوقات کی بات کرتے ہو......لیکن جو انسان ہے......غلطی بھی

---

[1] خطبات خطیب الاسلام (زیر تدوین)

marfat.com

کرتا ہے...... انسان بھول بھی جاتا ہے...... انسان برے کام بھی کرتا ہے...... اور اس میں محتاجی بھی ہے

فرشتہ روٹی نہیں مانگتا ...... یہ مانگتا ہے
فرشتے میں شہوت نہیں ...... اس میں شہوت ہے

یہ تو ہر حال کچھ نہ کچھ مانگتا رہتا ہے...... مگر تم کہتے ہو انسان اشرف ہے...... یہ بلند تر ہے...... ارے بلند تر تو وہ ہے جو کچھ نہیں مانگتا، جو بے نیاز ہے...... یہ تو بڑا محتاج ہے

تو جناب من! انسان کی محتاجی میں کائنات کی آبادی کا راز ہے...... اگر آج لاہور میں انسان آباد نہ ہوتا...... جناب جبریل آباد ہوتے...... جناب عزرائیل آباد ہوتے جناب میکائیل آباد ہوتے...... جناب اسرافیل آباد ہوتے تو نہ ان کو پیاس لگنی تھی...... نہ انہیں نلکوں کی ضرورت ہوتی

نہ روشنی کی ضرورت تھی ...... نہ بجلی آنی تھی
نہ ان کو بھوک لگنا تھی ...... نہ گندم کاشت ہونی تھی
نہ ان کو بھوک لگنا تھی ...... نہ مونجی کاشت ہونی تھی
نہ ان کو سردی لگنی تھی ...... نہ کپاس کی ضرورت پڑنی تھی
نہ ان کو گرمی سردی کا تقاضا معلوم ہونا تھا...... نہ مکان بننا تھا

اگر جبریل علیہ السلام یہاں آباد ہوتے...... تو یہ زمین خراباں ہوتی...... بنجر ہوتی...... آباد نہ ہوتی...... انسان کی آبادی نے دنیا کی ہر چیز کو قیمت بخش دی۔ اس لئے اقبال نے کہا

گنہگار غریب الدیار ہوں لیکن
تیرا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد
مری جفا طلبی کو صدائیں دیتا ہے
یہ دشتِ سادہ یہ ترا جہانِ بے بنیاد

marfat.com

یعنی محتاج تو ہوں لیکن تیری زمین کو آباد کرنے والا میں ہوں......کائنات کی آبادی کا راز میں ہوں

جناب عالی!

جس انسان کیلئے سب کچھ بنایا گیا......اس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کرلیا......چاند پر بھی جھنڈا گالیا......زمان ومکاں کے مسائل کا حل تلاش کرلیا...... لیکن جب اس سے پوچھا کہ اے حضرت انسان

تم کون ہو؟

تم کہاں سے آئے ہو؟

کس لیے آئے ہو؟

کیوں آئے ہو؟

تمہاری ابتداء کیا ہے؟

تمہارا انتہاء کیا ہے؟

تمہارا مبداء کیا ہے؟

تمہارا معاد کیا ہے؟

تو اس سوال کا جواب انسان نہ دے سکا......تو انسان گم ہو گیا۔اب یہ بہت بڑا المیہ ہے،انسان کا گم ہو جانا

اس بات کو مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال کے ذریعے واضح فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ ایک شہزادہ سیر کرنے گیا راہ میں جنگل پر عاشق ہو گیا تو عاشق ہو کر بھول گیا کہ میں کون ہوں؟اس کو یاد نہ رہا کہ

میری ماں کون ہے اور میرا باپ کون؟

میری نسل کیا ہے اور میری اصل کون؟

marfat.com

میں کون ہوں اور میرا خاصہ کیا ہے؟
میں کہاں سے آیا ہوں اور میں نے کہاں جانا ہے؟

وہ بھنگن کے گھر جا کر بھنگی ہو گیا...... سر پر ٹوکرا رکھ کر...... ہاتھ میں جھاڑو لے کر گلیاں صاف کرنے لگا...... گویا وہ فریب صورت کے جادو کا شکار ہو گیا۔

اب اس کا علاج یہ ہے کہ کوئی صاحب بصیرت آ کر اس کو بتائے کہ بھلے آدمی

تو بھنگی نہیں ...... بلکہ تو شہزادہ ہے
تو صفائی کرنے والا نہیں ...... کرانے والا ہے
تو غلام نہیں ...... آقا ہے
تو پابند نہیں ...... آزاد ہے

تو اس بدبودار ماحول میں کیوں رہتا ہے...... تو تو خوشبودار ہے۔

تو پہلی بات یہ ہے کہ شہزادے کی غلط فہمی دور کی جائے اور اسے بتایا جائے کہ تو کون ہے؟ اور جو اس کو بتا دے کہ تو کون ہے اسی کو مرشد یا پیر کہتے ہیں۔

تو عزیزانِ من! ہماری حالت یہ ہے کہ ہم سب

لا مکاں سے آئے اور مکان میں پھنس گئے
لا زماں سے آئے اور زمان میں گرفتار ہو گئے
مقامِ روح سے آئے اور مادے میں مبتلا ہو گئے

جس طرح شہزادہ بھنگن کے گھر جا کر بھنگی ہو گیا اور اپنی اصل کو بھول گیا...... اسی طرح ہم تھے نورانی اور روحانی مگر اس مادی دنیا میں آ کر مادے پر عاشق ہو کر ہم بھی مادی بن گئے ہیں اور ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم مادی ہیں حالانکہ حقیقت میں ہم نوری ہیں۔ بقول علامہ اقبال

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو

marfat.com

ترے صیدِ زبوں افرشتہ و حور
کہ شاہینِ شہِ لولاک ہے تو

دیکھئے انسان ہاتھ، پاؤں اور سر کا نام نہیں بلکہ آپ کی حقیقت کچھ اور ہے۔ غور کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا...... اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو ہم سب نے جواب دیا تھا بَلٰی ہاں ...... تو ہمارا رب ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ اس وقت کون بولا تھا؟ ہمارے اعضاء بولے تھے؟ نہیں ''یوم الست'' کو ہماری روحوں نے جواب دیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ ہم مرتبہ روح میں اس وقت بھی تھے جب زمین، آسمان، سورج، چاند کچھ نہ تھا اور ہم میں شعور بھی تھا۔ اگر شعور نہ ہوتا تو سوال بے مقصد اور بے بنیاد تھا۔ ہمارا بَلٰی کہنا دلیل ہے کہ ہم اس کے حسن سے آشنا تھے اور یہی عشق ہے۔ اس کا پوچھنا...... اور ہمارا کہنا...... وہ حسن ہے اور ہم عشق ہیں۔ بس حسن اور عشق کا رابطہ قائم ہو گیا...... تو پھر دنیا میں آ کر ہم نے اس ازلی عشق کو...... اس مقدس وعدے کو بھلا دیا...... اور اس دنیا کے صور و اشکال ...... تصوراتِ حسن و جمال اور جلوہ ہائے پا بہ رکاب میں پھنس گئے ...... عورت اور دولت سے دل لگا بیٹھے ...... اور مقصد حقیقی ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ...... وا حسرتا...... ہائے افسوس

اب مرشد کا کام یہ ہے کہ وہ ہمیں بتائے کہ

تمہارا اصلی محبوب کون ہے ؟
تم مادی ہو یا ...... نوری
فانی ہو ...... یا ...... باقی
لامکانی ہو ...... یا ...... مکانی
لازمانی ہو ...... یا ...... زمانی

اور یہی پہلی معرفت ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

marfat.com

تو جناب عالی! اب اس مادی اور فانی دنیا سے کون نکالے؟ اور کس طرح نکالے؟ نکالنے والے کو مرشد کہتے ہیں [1]

✿ حضرت خطیب الاسلام کے گلستان خطابت کے یہ چند پھول ہیں جو ہم نے ان کی دستیاب چند کیسٹوں سے چن کر قارئین کے سامنے پیش کئے۔ ان دستیاب کیسٹوں کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے صحت لفظی کے ساتھ عنقریب خطبات خطیب الاسلام کے عنوان سے شائع کیا جا رہا ہے انشاء اللہ۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ایسے معجز بیان اور روشن دہن تھے کہ آپ کی تقریر کا ایک ایک فقرہ سامعین کو اپنی طرف کھینچ لیتا اور فکر و نظر کے زاویے تبدیل کر دیتا ۔۔۔ بقول پروفیسر محمد اکرم رضا

چن لیا جس لفظ کو اس نے ستارا ہو گیا
اس کا ہر جملہ ادب کا شاہپارا ہو گیا

ان اقتباسات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی خطابت میں علم و حکمت بھی ہے اور فلسفہ و نفسیات بھی۔ فصاحت و بلاغت بھی ہے اور بلندئ فکر و نظر بھی ۔۔۔ وسعت خیال بھی ہے اور منظر کشی کا کمال بھی ۔۔۔ منطقی طرز انداز بھی ہے اور صوفیانہ احوال بھی بقول حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی علیہ الرحمہ

در فصاحت در بلاغت بوالکلام
بود ہر ہر لفظ او لعل یمن

یا پھر خواجہ عابد نظامی کی زبان میں

الفاظ و روز مرہ تھے سب تیرے خانہ زاد
تجھ کو بجا ہی کہتی ہے خلقت ابوالکلام

---

[1] میر کارواں مولف غلام نبی شیخ ص: ۹۸ تا ۱۱۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

marfat.com

خطیب الاسلام قدس سرہٗ

کا

روحانی مقام

حضرت خطیب الاسلام خطہ پنجاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اولین خانقاہ آلومہار شریف کے باکمال سجادہ نشین اور اپنے آباء واجداد کی روحانی سطوتوں کے امین تھے۔ آپ نے اپنے اسلاف کی شاندار روایات کو ہمیشہ شمع کی طرح روشن رکھا۔ آپ کی خطابت، سیاسی بصیرت، ادیب وطبیب اور ماہر نفسیات ہونے کو تو سبھی جانتے ہیں مگر آپ کی قدآور روحانی شخصیت کے کمالات وکرامات سے زیادہ لوگ واقف نہ ہو سکے۔ اسکی ایک خاص وجہ یہ تھی۔ کہ آپ احوال باطنیہ کو خاص طور پر پوشیدہ رکھتے تھے اور اپنے باطنی معاملات کو ظاہر کرنا پسند نہ فرماتے تھے عنفوان شباب میں اپنی ظاہری وباطنی تربیت کے متعلق اپنی خودنوشت میں رقمطراز ہیں

'' قرآن حکیم کی تعلیم اور ایک ایسے خاندان میں تربیت جس کا مقصودِ حیات ہی معرفت وعبادت ہو......سونے پہ سہاگہ کا مصداق بنی اور خداشناسی اور خودآگاہی کے تقاضے شدت اختیار کرنے لگے اور اپنے آباء واجداد کے واقعات وحالات مشعل راہ

marfat.com

بنے۔ظاہری اور باطنی تربیت کے اکثر اسباب وہیں سے میسر ہوئے''۔ [1]

بائیس برس کی عمر میں سجادہ نشینی کی دستار سر پر سجانے والے حضرت خطیب الاسلام روایتی سجادگان سے ہٹ کر علم وعمل، ذہانت وفطانت، لطافت ونظافت اور ذوق وجستجو کا مرقع تھے۔آپ نے تصوف کی علمی وعملی دونوں جہتوں میں درجہ کمال حاصل کیا اپنی خودنوشت میں رقم طراز ہیں

''روحانی سفر کے آغاز میں بعض سوالات شدت سے ابھر کر سامنے آتے ہیں اور ان کے تسلی بخش جوابات کے بغیر اضطراب کی حالت پریشان کرتی رہتی ہے۔ مثلاً صوفیاء کرام کا نظریہ کائنات وذات ...... راہ طلب وسلوک کی کیفیات اور موانعات نصابِ طریقت ...... فنا وبقا ...... سیر انفسی اور آفاقی وغیرہ وغیرہ۔ان سوالات کے تسلی بخش جوابات مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ سے حاصل ہوئے۔

طریقت میں میری تسکین، تقویت اور ارتقاء کا بہت کچھ دارومدار حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تعلیمات پر ہی ہے۔مسائل شرعیہ میں میرا مذہب حنفی ہے اور رموزِ طریقت و معرفت کے سلسلہ میں میرا مسلک نقشبندی مجددی ہے''۔ [2]

حضرت خطیب الاسلام کے علم وعمل، فکر ونظر اور روحانی ارتقاء کا جائزہ لیا جائے تو تین عظیم المرتبت شخصیات کے فکر وفلسفہ کے اثرات نمایاں طور پر آپ کی ذات میں محسوس کئے جاسکتے ہیں

1. حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی
2. مولانا جلال الدین رومی المعروف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] خطیب الاسلام کی خودنوشت سوانح! ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام نمبر ص:۹۲

[2] خطیب الاسلام کی خودنوشت سوانح ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام نمبر ص ۹۳

marfat.com

۳.....شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ

حضرت اقبال سے قلبی تعلق کا ذکر قبل ازیں ہو چکا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ جس شخصیت نے آپ کو حضرت اقبال سے قریب کیا وہ حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ رقمطراز ہیں

''حضرت مولانا روم کے جذب و مستی اور ذوق وشوق سے میں پہلے ہی مانوس تھا۔ جب اقبال نے رومی کو ''پیر رومی مرشد روشن ضمیر، کاروانِ عشق و مستی را امیر'' کہا تو اقبال سے مجھے مزید یگانگت پیدا ہوئی اور رومی کے اثرات اور گہرے ہوتے چلے گئے۔ تصوف کی چاشنی سے جب حکمتِ رومی اور فکر اقبال کا اختلاط ہوا تو ایک نئی حسین وجمیل کیفیت وجود پذیر ہوئی اور کائنات اور اس کے مسائل کو روحانی نگاہ سے دیکھنے اور روحانی شعور سے حل کرنے کا ذوق پیدا ہوا''۔ [1]

شیخ مجدد سے قلبی رابطہ

جس شخصیت نے حضرت خطیب الاسلام کی فکر ونظر میں انقلاب بپا کر دیا وہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہیں مکتوبات امام ربانی کو جس طرح آپ نے بہ نظر غائر پڑھا، سمجھا اور تعلیمات مجددیہ کو برسر منبر بیان فرمایا برصغیر پاک وہند میں ہمیں اس کی مثال نہیں ملتی آپ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ذات پاک کے ساتھ بے حد عشق اور تعلق خاطر تھا۔ اسی تعلق کو اپنی ایک تقریر، ہمہ گیر میں یوں بیان فرمایا

''نقشبندی خاندان میں ذکر کا طریقہ اسبق اور اقرب الی الذات ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں کسی دوسری طریقت یا اس کی تعلیم پر اعتراض یا تنقید کرتا ہوں استغفر اللہ العظیم میں سب خاندانوں کا خادم ہوں ..... سارے پاکباز ہیں

---

[1] خطیب الاسلام کی خود نوشت سوانح ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ اپریل، مئی ۱۹۸۴ء ص ۹۲

marfat.com

انہوں نے گمشدہ انسانیت کو خدا تک پہنچایا ہے

چونکہ مجھے خاندان نقشبندیہ کا فیض پہنچا ہے۔ اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ میرے روحانی مربی ہیں مریض اسی طبیب کی تعریف کرتا ہے جس کی دوا سے اسے شفا ملے میرے لئے کامل حکیم وہی ہے جو مجھے تندرست کرے۔

چونکہ مجھے میرے شیخ مجدد نے منزل تک پہنچایا ہے

خدا کا جلوہ دکھایا ہے
شک اور شبہ ہٹایا ہے
اور مجھ کو بندہ بنایا ہے

لہٰذا میں اپنے مرشد کی بات کرتا ہوں۔[1]

دربار عالیہ حضرت خواجہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ (محلہ مبارک شاہ بیرون کھیالی گیٹ گوجرانوالہ) میں سالانہ عرس پاک کے موقع پر شجرۂ خواجگانِ نقشبندیہ پڑھایا جاتا ہے ایک مرتبہ شجرہ پڑھنے والے سے سہواً حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اسم گرامی رہ گیا۔ تو آپ کے چہرہ پر جلال نمایاں ہوا

آپ نے فرمایا دوبارہ پڑھو

اس نے پھر پڑھا تو حضرت مجدد کا اسم گرامی سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے اور فرمانے لگے یہی مصرعہ نو مرتبہ پڑھو

جب آخری بار اس نے وہی مصرعہ دھرایا تو آپ بہ چشم پرنم دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ سارا مجمع کھڑا ہو گیا۔ اور پانچ منٹ تک آہوں اور سسکیوں کا ماحول رہا۔ محفل عرس میں ایک صاحب دل درویش نے بتایا۔ کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ محفل میں جلوہ افروز ہو گئے تھے۔

---

[1] تعلیمات امام ربانی کلمات طیبات حضرت خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن مطبوعہ گوجرانوالہ

marfat.com

حضرت خطیب الاسلام پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی کے روحانی مقامات اور علمی کمالات اس طرح منکشف ہوئے کہ آپ نے چورہ شریف میں عرس کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے انتہائی والہانہ انداز میں کیف و مستی میں ڈوب کر بطور تحدی اعلان فرمادیا کہ

جاؤ! دنیا کے علماء کو میرا یہ پیغام سنادو...... فیض الحسن کا فیصلہ ہے کہ امت مصطفےٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کے وہ اولیاء جن کی فضیلت نص سے ثابت ہے...... ان کو چھوڑ کر باقی ساری امت کے ولیوں کا امام مجدد الف ثانی ہے[1] (رضی اللہ عنہ)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے والہانہ عشق و محبت کے جذبات نے جب لفظوں کا روپ دھارا تو حضرت خطیب الاسلام کے گل ہائے عقیدت منصۂ شہود پر یوں آئے

کیا نہادِ شکستہء دیں کو آ کے پھر استوار تو نے
خزاں رسیدہ چمن کو پھر کر دیا سراپا بہار تو نے
زمین سربند کر لیا اپنا عرش رفعتِ وقار تو نے
سلا کے آغوشِ عاطفت میں نقیب پروردگار تو نے
عجم کے ماحول کے سبب جو اسے مکدر کیے ہوئے تھا
ردائے روحانیت کے دامن سے دھو دیا وہ غبار تو نے
دلوں کو پھر سے سکھائی تو نے ادائے بے باکیٔ محبت
کیا ہے صدیق اور حیدر کا آ کے زندہ شعار تو نے
ہوس کی ریشہ دوانیوں سے ردائے غیرت تھی پارہ پارہ
کیا رفو آ کے پھر فقیری کا دامنِ تار تار تو نے

[1] البیان جلد دوم ص ۴ ے، ۲۰۰۳ء مطبوعہ تنظیم الاسلام پبلی کیشنز گوجرانوالہ

marfat.com

اثر ذرا بھی نہ ہو سکا تجھ پہ سیلِ باطل کی یورشوں کا
جہاں کو بن کر دکھا دیا حق کا ساحل استوار تو نے
معاً فضائے بسیط میں اڑ گئے دھوئیں دینِ اکبری کے
جو آ کے ہندوستاں میں پھونکا فسونِ باطل شکار تو نے
دکھایا ایماں کا اس طرح زورِ فقر و شاہی کے معرکے میں
بڑھا دیا ہے سریرِ شاہی سے بوریے کا وقار تو نے
عبائے شاہنشہی پہ پھر خندہ زن ہوئی ہے گلیم بوذر
بہ یک نگر محفلِ جہاں کے بدل دیئے کاروبار تو نے
خرد کی بادِ سموم سے برگ و بار مرجھا چلے تھے سارے
کیا ہے کشتِ یقیں کو سیراب آ کے ابرِ بہار تو نے
رہے گا محفوظ حشر تک جو کہ دستِ باطل کی یورشوں سے
سرِ فقیری پہ آ کے رکھا وہ تاجِ پر افتخار تو نے
دلِ عجم کو کیا ہے مسحور نغمہ ہائے حجاز سے پھر
بڑے سلیقے سے چھیڑ کر بربطِ محبت کے تار تو نے
تیری نوائے جرس کی دھن پر ہے گامزن ذوقِ رہ نوردی
عطا کیا ہے رہروِ طریقت کو شوقِ منزل شکار تو نے
رفو نہ اب کر سکے گی اس کو خرد کی حیلہ گیری ابد تک
کیا ہے دامانِ شرک و بدعت اس طرح تار تار تو نے
خزینہ لازوالِ حکمت ہیں تیرے مکتوبات اے مجدد
لکھے ہیں قرطاسِ علم پر کلکِ شوق سے شاہکار تو نے
بڑے سکوں سے اس آشیاں بند شاخِ نخلِ مراد پر اب

marfat.com

کیا ہے دامِ خرد سے فیضِ حزیں کو یوں رستگار تو نے ؎[1]

بحمدہ تعالیٰ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ زندگی کے تیئس (۲۳) سال حضرت خطیب الاسلام کے قرب وحضوری میں گذرے مجھے آپ نے اپنا راز داں بنایا اور کچھ روحانی پہلوؤں کی نشاندہی فرمائی۔ایک مرتبہ سلوک مجددیہ کے متعلق پوچھا تو

آپ نے فرمایا الحمدللہ بندہ نے سلوک مجددیہ طے کرلیا ہےاور ولایت علیا کی نعمت سے بہرہ اندوز ہے آج کل اسماء باری تعالیٰ میں سیر ہورہی ہے میرے آباء واجداد کے علاوہ قیوم اول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ' اور قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ' کبھی خواب میں، کبھی مراقبے اور بیداری میں کرم فرماتے اور سلوک مجددیہ کی منزلیں طے کراتے رہتے ہیں۔و الحمد لله علىٰ ذالك

ولایت علیا

حضرت خطیب الاسلام نے تعلیمات مجددیہ کی روشنی میں ولایت علیا کی تشریح یوں فرمائی

''امام ربانی کی تعلیم کے مطابق کم از کم ولایت کا درجہ فنا کا مقام ہے۔فنا نسیان ماسوی اللہ کا نام ہے۔یعنی اللہ کے سوا تمہیں کچھ یاد نہ آئے بالغرض اگر ہزار سال بھی عمر ملے تو اتنے عرصے میں تمہارے دل پر کبھی غیر کا خیال بھی نہ گذرے اسکو فنا کہتے ہیں

فنائے نفس بھی ہو اور فنائے قلب بھی
فنائے خارجی بھی ہو اور فنائے داخلی بھی

تا کہ اسماء وصفات الٰہی کے ظلال (سائے) میں سیر کرو... نقشبندی طریقت میں اس کو ولایت صغریٰ کہتے ہیں

---

[1] ارمغان فیض ۔ کلام حضرت خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمہ ص ۱۱۳ تا ۱۱۵ ناشر مرکزی مجلس فیض الاسلام گوجرانوالہ ۱۹۹۱ء

marfat.com

ایسا انسان چھوٹا ولی ہے ... یہ بیعت بھی کر سکتا ہے ... اور مخلوق کو فیض بھی دے سکتا ہے اگر سالک دائرہ ظلال سے گذر کر دائرہ اسماء وصفات میں داخل ہو جائے اور اس میں محویت حاصل ہو جائے تو اس کو ولایت کبریٰ کہتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ کی تجلیات نازل ہوتی رہتی ہیں پھر جو لوگ ان کے قریب بیٹھتے ہیں ان کے بھی دل زندہ ہو جاتے ہیں جو ان کے قریب سے گذر جاتے ہیں وہ بھی برکت پاتے ہیں بلکہ جو ان کو محبت سے دیکھ لیتے ہیں وہ بھی محروم نہیں رہ سکتے

اگر سالک اسماء وصفات کے دائرے سے آگے نکل کر دائرہ وجوب میں محو اور فنا ہو جائے وہاں نہ جہت رہے نہ سمت ... نہ ظل رہے نہ صفت ... بلکہ نہ کائنات رہے نہ اپنا آپ ... اس کا نام ولایت علیا ہے یہ ولایت کا آخری درجہ ہے [1]

وحدت الوجود اور وحدت الشہود

ایک شیخ طریقت کی حیثیت سے دیکھا جائے تو حضرت خطیب الاسلام بحر معرفت کے شناور اور قلزم طریقت کے غواص تھے۔ آپ کا انداز فکر صوفیانہ تھا۔ تصوف وطریقت کے اسرار ورموز کے اس قدر ماہر تھے کہ علماء ومشائخ بھی آپ سے طریقت کے سیر وسلوک کا سبق سیکھتے تھے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود تصوف کا نازک ترین مسئلہ ہے لیکن اس مسئلے کو اس طرح حل فرماتے کہ صوفیاء اور مشائخ پر رقت طاری ہو جاتی۔ ایک مرتبہ میں نے سوال کیا کہ حضرت! اس مسئلے میں آپ کی واردات کیا ہیں؟

فرمانے لگے نقشبندی ہوں لیکن وحدت الوجودی ہوں

کچھ عرصہ کے بعد یہی مسئلہ زیر بحث آیا تو فرمانے لگے

---

[1] مقالات خطیب الاسلام تصنیف حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ ص ۲۳۳، ۲۳۴ ناشر المجد اکیڈمی گوجرانوالہ ۱۹۹۵ء

marfat.com

آج کل وحدت الشہود سے تسکین قلب ونظر کا سامان ہو رہا ہے اور یہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، کی خصوصی روحانی توجہات کا نتیجہ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی نے اپنے مکتوبات شریفہ میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے درمیان تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور انہیں دو الگ روحانی مقامات قرار دیا ہے صرف چند امور ذکر کیے جاتے ہیں تا کہ قارئین حضرت خطیب الاسلام کا روحانی مرتبہ اور مقام سے کچھ آگاہی حاصل کر سکیں

۞...... ''توحید وجودی فنا سے پہلے حاصل ہوتی ہے۔

۞...... توحید شہودی فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے

۞...... توحید وجودی میں سالک ماسوا کی نفی کرتا ہے اور ہر چیز کو وجوب کے عنوان سے دیکھتا ہے اور ہمہ اوست (سب کچھ اللہ ہی ہے) کہتا ہے۔

۞...... توحید شہودی میں سالک مرتبہ حق الیقین تک پہنچ کر صحو اور بقا سے مشرف ہوتا ہے اور ممکن کو ممکن اور واجب کو واجب جانتا ہے۔

۞...... توحید وجودی ایک کو موجود جاننا اور اس کے غیر کو معدوم جانتا ہے

۞...... توحید شہودی ایک دیکھنا ہے یعنی یہ کہ سالک کا مشہود سوائے ایک کے کوئی نہ ہو'' [1]

حضرت خطیب الاسلام نے مسئلہ وجود وشہود کو یوں بیان فرمایا

''سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ، کا ایک بزرگ کے پاس سے گذر ہوا وہ بزرگ بڑے غور سے برتن کے اندر دیکھ رہے تھے آپ نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو؟'' کہنے لگا

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر زلذت شرب مدام ما

---

[1] البینات شرح مکتوبات جلد اول ص ۲۹۳ مطبوعہ تنظیم الاسلام پبلی کیشنز گوجرانوالہ ۲۰۰۲ء

marfat.com

یعنی میں پیالے میں صاف پانی ڈال کر ..... اس میں چاند کا عکس دیکھ رہا ہوں رات کا وقت تھا ..... اوپر چاند چڑھا ہوا تھا ..... ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا ..... کہ میں جس طرح پانی میں چاند کا عکس دیکھ رہا ہوں۔ اسی طرح مخلوق میں خالق کا عکس دیکھ رہا ہوں ..... مطلب یہ تھا کہ میں سیر آفاقی کر رہا ہوں

آپ فرمانے لگے ..... خدا کے بندے! چاند تو اوپر چڑھا ہوا ہے ..... اور تو پیالے میں چاند دیکھ رہا ہے

اصل چھوڑ کر نقل کو کیوں دیکھتا ہے ؟

حقیقت چھوڑ کر مجاز میں کیوں پھنستا ہے ؟

منہ سیدھا اوپر کر ..... تیری گردن پر ورم تو نہیں ..... وہ دیکھ سامنے چاند چمک رہا ہے

بس عزیزانِ گرامی!

بات یہ ہے کہ لوگ چاند پیالے میں دیکھتے ہیں اور نقشبندی مجددی لوگ چاند سیدھا دیکھتے ہیں یہ ہے نقشبندی طریقت میں معرفتِ ذات کا تصور" [1]

صاحب حاضری وحضوری

حضرت خطیب الاسلام ساری عمر ایک خطیب اور لیڈر کے روپ میں چھپے رہے وہ درحقیقت ایک مستور الحال مرد فقیر تھے۔ جن کی زندگی عشق رسالت سے تعبیر تھی پہلی مرتبہ 1976ء میں اس عاجز (راقم الحروف محمد سعید احمد مجددی) کو زیارت حرمین طیبین کی سعادت حاصل ہوئی جب گوجرانوالہ سے روانگی ہوئی تو میں نے حضرت خطیب الاسلام سے پسندیدہ تحفہ لانے کیلئے پوچھا۔ تو آپ نے رقت آمیز لہجے میں فرمایا" جاتی دفعہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اس عاجز کا ھدیہ صلوۃ

---

[1] مقالات خطیب الاسلام رشحات قلم حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمہ ص ۲۳۷، ۲۳۸ ناشر المجدد اکیڈمی گوجرانوالہ ۱۹۹۵ء

marfat.com

وسلام عرض کر کے نظرِ کرم کا سوال پیش کرنا اور آتی دفعہ سیدہ پاک حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی تربتِ انور یا شہدائے احد کے احاطہ قبرستان سے تھوڑی سی مٹی یا کوئی سنگریزہ لیتے آنا۔ مرتے وقت کفن کے اندر سینے پر رکھنے کی وصیت کروں گا۔ تا کہ نجات کا ذریعہ بن جائے''

حضرت خطیب الاسلام ادراک بسیط کی منزلوں میں گم اور بارگاہ رسالت میں حاضری اور حضوری کی نعمتوں سے سرفراز تھے۔ دوران سفر ریل اور کار میں اکثر مراقب رہتے پاس انفاس، ذکر اسم ذات اور نفی اثبات، ذکر قلبی و سری ان کا خصوصی شغل تھا۔

متعدد احباب نے آپ کو بارگاہ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حضوری کے شرف سے باریاب دیکھا میرے مرشد و مربی، تاجدار اقلیم ولایتِ حضرت خواجہ صوفی محمد علی قدس سرہٗ نے بیان فرمایا کہ مجھے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جمال جہاں آرا کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی

یارسول اللہ یہ صاحبزادہ سید فیض الحسن ہمارے بزرگوں کی اولاد ہیں ان پر نگاہ کرم فرمائیے

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انتہائی توجہ سے صاحبزادہ صاحب کو سرتا پا دیکھا

گویا وہ نگاہِ رسالت جس کے کمالات کے متعلق حضرت خطیب الاسلام انتہائی ذوق وشوق اور عشق محبت میں ڈوب کر یوں بیان کرتے تھے کہ

ایک وہ نظر ہے جو مستی آفرین ہوتی ہے
ایک وہ نظر ہے جو جمال افروز ہوتی ہے

اور ایک وہ نظر ہے جب

ابوبکر پر پڑ جائے ...... تو صدیق بنا دیتی ہے
عمر پر پڑ جائے ..... تو فاروق بنا دیتی ہے

marfat.com

عثمان کو ہنس کے دیکھ لے ...... تو غنی بنا دیتی ہے
مرتضٰی کو اپنا لے ...... تو اسے حیدر کرار بنا دیتی ہے
امام حسین پر پڑ جائے ...... تو جنت کے جوانوں کا سردار بنا دیتی ہے
اور سیدہ فاطمہ کو محبت سے دیکھ لے ...... تو جنت کی ملکہ بنا دیتی ہے
کافر کو دیکھ لے ...... تو مومن بنا دیتی ہے
ذرے کو دیکھ لے ...... تو آفتاب بنا دیتی ہے
قطرے کو دیکھ لے ...... تو سمندر بنا دیتی ہے
ارے مریض کو دیکھ لے ...... تو مسیحا بنا دیتی ہے
بندے کو دیکھ لے ...... تو خدا سے ملا دیتی ہے [1]

سبحان اللہ

جب وہ نظرِ نبوت حضرت خطیب الاسلام پر پڑی ہوگی۔ تو آپ کو کمالات کی کن بلندیوں پر پہنچایا ہوگا۔

حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری کے ایک خط کا اقتباس نذر قارئین ہے یہ خط انہوں نے حضرت خطیب الاسلام کی خدمت میں تحریر کیا تھا۔ اس خط میں ایک خواب کا ذکر ہے جو 1962 میں ایک رات کو دیکھا

خط کا مضمون

بخدمت گرامی شہزادۂ رسول، حضرت العلام، ناصر الاسلام، مولانا ابوالکلام جناب صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب مدظلکم العالی:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

---

[1] خطبات خطیب الاسلام (زیر تدوین)

marfat.com

اس زمانہ میں .... نے آپ کی ذاتِ عالی کو خصوصی نشانہ بنا رکھا ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں روزانہ بصدقہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم علماء اہل سنت کی کامیابی و کامرانی کی دعائیں کرتا رہتا ہوں اسی طرح جمعرات کی شب بعد از نماز عشاء دعا مانگ کر سو رہا تھا کہ خواب میں آپ کی زیارت ہوئی یوں کہ آپ ایک کار پر سوار تبلیغ کیلئے کہیں تشریف لے جا رہے ہیں کار ایک سرسبز و شاداب میدان سے گزر رہی ہے کہ ایک شر پسند جماعت نے حملہ کیلئے کار روکی .... اتنے میں ایک مقدس ہستی کو آپ کے پاس جلوہ فرما دیکھتا ہوں جو بڑے کریمانہ انداز میں آپ کی حوصلہ افزائی فرما رہی ہے اور ایسے الفاظ سنائی دیئے کہ

''یہ حملہ آور تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے'' اپنا تبلیغی کام اطمینان سے کرتے رہو، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دشمنوں کی شرارتوں سے حفاظت کرنے والے ہیں اور اس حملہ آور جماعت کی طرف اس مقدس ہستی نے نظر اٹھائی ہی تھی کہ وہ تتر بتر ہو گئی ....

میں خواب سے بیدار ہوا تو آپ کا نام زبان پر تھا۔ خیال ہے کہ یا تو خود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دستخط ....

ایک دوسرا واقعہ جس کے چشم دید گواہ استاد الحفاظ جناب حافظ محمد بشیر جماعتی (گوجرانوالہ) ہیں اس طرح ہے کہ۔

''دارالسلام (ٹوبہ) کل پاکستان سنی کانفرنس میں جب آپ عقیدتمندوں کے ہمراہ اسٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے اچانک ایک سفید ریش آدمی سامنے آیا، دست بوسی کے بعد نہایت عاجزی سے کہنے لگا: کہ حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ: آج رات مجھ پر بڑا کرم ہوا ہے۔ خواب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی میں نے

marfat.com

دین و دنیا کی بہتری کیلئے آپ سے کوئی عمل یا وظیفہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''آج دارالسلام (ٹوبہ) میں سنی کانفرنس ہو رہی ہے جس میں آلومہار شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ فیض الحسن شامل ہوں گے ان سے پوچھ لینا وہ تمہیں بتا دیں گے''۔

حضرت صاحبزادہ صاحب یہ خواب سن کر فرط عقیدت سے آبدیدہ ہو گئے اور اس سفید ریش آدمی کو پڑھنے کیلئے وظیفہ تلقین کیا [1]

حضرت خطیب الاسلام کے چند روحانی مکاشفات ومبشرات جو آپ کے وصال کے بعد آپ کی ذاتی بیاض سے ملے۔ وہ درج ذیل ہیں انہیں پڑھ کر آپ کی روحانی عظمت ومقام کا علم ہوتا ہے جسے آپ نے اہل زمانہ سے چھپائے رکھا

ذات حضرت علی المرتضٰی میں فنائیت

ایک دن نماز فجر سے قبل عالم مراقبہ میں کشف ہوا۔ کہ میں حضرت سیدنا علی المرتضٰی کی ذات میں فنا ہو گیا ہوں۔ عجیب کیفیات وارد ہوئیں۔ پھر میں ذات اقدس سے نکل کر آپ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا ہوں۔ اسی طرح کئی مرتبہ ہوتا رہا ذات اقدس میں فنا ہونے پر ایک عجیب قسم کا سرور اور نور میرا احاطہ کر لیتا۔ اور ایک کیفیت سرمدی طاری ہو جاتی۔ اس کیفیت کی یاد سے بھی ایک خاص حلاوت حاصل ہوتی ہے۔ والحمدالله علیٰ ذالك

حضرت خطیب الاسلام کا یہ کشف اس امر کا غماز ہے کہ آپ کو سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی ذات میں کامل فنائیت اور ان کی نیابت کا اعزاز حاصل تھا۔ [2]

---

[1] ماہنامہ ضیائے حرم، خطیب الاسلام نمبر ص: ۸۸،۸۹ شمارہ اپریل، مئی ۱۹۸۴ء

[2] مقالات خطیب الاسلام رشحات قلم حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمہ ص: ۲۴۰

marfat.com

فیوضاتِ امام جعفر صادق کے قسیم

یکم فروری ۱۹۶۱ء کو موضع سہاری (شکر گڑھ) میں خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی بزرگ صورت آدمی، مٹی کے کورے پیالے میں پانچ پانچ جامن ڈال کر تقسیم کرر ہے ہیں ۔ لینے والوں کا ہجوم ہے۔ میں قریب سے گزرا تو اس بزرگ ہستی نے مجھے بلا لیا اور پیالے تقسیم کرنے کا فرض میرے ذمے لگا دیا۔ چنانچہ میں تقسیم کرر ہا ہوں میں نے محسوس کیا کہ پیالہ دینے سے پہلے مانگنے والے کی نیت اور کیفیت قلب ۔ مجھ پر منکشف ہو جاتی ہے۔ اور میں صرف موزوں لوگوں کو ہی پیالہ دیتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ میری تقسیم درست ہے۔ اور پیالہ صحیح ہاتھوں میں ہی پہنچ رہا ہے۔

میں نے خود جامن چکھا تو عمدہ کشمیری سیب کا مزا پایا۔ ایک اور بزرگ آدمی، سفید ریش، درویشانہ وضع کے قریب کھڑے ہیں۔ ان سے میں نے وجہ پوچھی کہ جامنوں کا ذائقہ سیب کا سا کیوں ہے؟

تو انہوں نے فرمایا کہ یہ جنت کے جامن ہیں اور وہاں ان کا مزا سیب کا ہی ہے

میں نے پوچھا۔ آپ کی تعریف کیا ہے؟

تو انہوں نے اپنا نام ابوالحسن بتایا

میں نے عرض کیا کہ آپ خرقانی ہیں

تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا

پھر میں نے دریافت کیا کہ یہ جامن بھرے کوزے تقسیم کرنے والے بزرگ کون ہیں؟

تو فرمایا کہ یہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں

میری آنکھ کھلی تو سیب کی لذت کا اثر میرے منہ میں موجود تھا۔ والحمد اللہ علی ذالک

marfat.com

فیضانِ غوث الاعظم

۲۸ جنوری ۱۹۶۱ء کو اپنے گھر میں پانچ بجے صبح مطالعہ کررہا تھا۔ کہ کتاب، روشنی اور مکان یک لخت گم ہوگئے۔ اور ایک نئی محفل، عجیب قسم کی روپہلی اور خنک روشنی لئے نمودار ہوئی۔

شاہی دربار کی سی آرائش ہے...... اور وہی دبدبہ اور ضابطہ ہے...... ایک نورانی بزرگ اک مرصع تخت پر تشریف فرما ہیں...... انہوں مجھے قریب بلایا...... دل نے کہا کہ دست بوسی کرو...... میں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا...... انہوں نے خندہ پیشانی سے میری پشت پر دست شفقت رکھا...... ان کے ہاتھ کے مس سے ایک عجیب لذت محسوس ہوئی...... اور سینہ میں بے پناہ وسعت محسوس کی...... انہوں نے ایک رنگین اور مرقع دستار میرے سر پر رکھ دی

چند دوسرے حاضرین نے کچھ پھولوں کے ہار مجھے پہنا دیئے...... ان پھولوں کے رنگ وبو نے مجھے بے خود کردیا...... کہ ایسے پھول اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہ آئے تھے۔ کچھ لوگوں نے مجھے مبارک باد کہی۔ میں نے اوپر نگاہ کی تو ایک کتبہ لکھا دیکھا

''دربار حضرت غوث اعظم محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ''

جنت کی سیر

ایک دن پھر نماز فجر سے قبل اچانک کشفی کیفیت طاری ہوئی۔ خود کو ایک خوبصورت اور شیریں مقال مینا کے روپ میں بدلا ہوا پایا۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ یہ مینا میں ہی ہوں۔ ناگاہ دیکھا کہ انواع واقسام کے ہزارہا خوبصورت، اور نغمہ آفریں پرندے وہاں اور بھی موجود ہیں۔ اپنے رنگ وروپ اور صورت وصوت میں، ہر پرندہ دوسرے سے مختلف ہے۔ اور ہر ایک کی دلربائی کی اپنی یگانہ شان ہے۔ ان کی نغمہ سرائی سے ایک

marfat.com

عجیب سرمدی ترنم پیدا ہو رہا ہے۔ موسم معتدل اور بہار کا ہے۔ وہاں کی روشنی صبح کے وقت سے ملتی جلتی ہے۔ میں خود بھی نغمہ سراؤں میں شامل ہوں۔ اور ساتھ ہی ایک سامع کی حیثیت سے اس سرمدی نغمہ کا مزا بھی لے رہا ہوں۔ وہاں کے درخت عجیب وغریب، رنگین، چمکدار اور شفاف دھات کے بنے ہوئے ہیں۔ اور پھول اور کلیاں زمرد یاقوت وغیرہ کے معلوم ہو رہے ہیں۔ پرندے، مسرت اور مستی میں ناچتے ہیں اور نغمے گاتے ہیں۔ ہر ایک اپنی ہی دھن میں مست ہے۔ باہم کوئی کلام کا رابطہ نہیں لیکن سبھی ایک دوسرے کی موجودگی سے خوش ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ ننھے منے پرندوں کا نغمہ ایک معین صوت کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ اور آواز آرہی ہے۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْم بس یہی وہ فقرہ آیت قرآنی ہے جو بار بار اس نغمہ کی پنہائیوں سے ابھر رہا ہے۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْم [1]

چورہ شریف کا احترام

سرزمین چورہ شریف سے ابا عن جد آپ کی عقیدت مثالی تھی ایک دفعہ چورہ شریف کی حاضری کے دوران فرمانے لگے" مجھے ان فضاؤں میں ہر طرف انوار چمکتے نظر آرہے ہیں

ایک مرتبہ جب چورہ شریف کے صاحبزادگان کا آپس میں کچھ اختلاف ہو گیا۔ تو عرس شریف کے موقع پر خطاب کے دوران آپ نے فرمایا

اے مشائخ وصاحب زادگان چورہ شریف تمہاری رگوں میں قطب العالمین حضور قبلہ باواجی نور محمد چوراہی قدس سرہٗ کا خون ہے۔ تم تو باواجی کی اولاد ہو۔ میں تو چورہ شریف کے کتوں کا احترام بھی لازم سمجھتا ہوں۔ لہذا میں آپ کے کسی معاملہ میں

---

[1] مقالات خطیب الاسلام ص: ۲۳۹ تا ۲۴۲

marfat.com

فریق نہیں بن سکتا۔ پھر فرمایا میں باواجی کی اولاد کا غلام ہوں میرے جدامجد چورہ شریف میں ننگے پاؤں حاضری دیا کرتے تھے۔

- میں بادشاہوں سے کبھی نہیں ڈرا۔
- سیاست دان میرے سامنے طفل مکتب ہیں
- اہل زبان میرے حلقہ سخن میں زیر تربیت ہیں
- حاکموں اور جابروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارنا میرا ورثہ ہے کبھی کسی میدان میں مرعوب نہیں ہوا۔ لیکن جب کوئی بوریا نشین مرد فقیر دیکھتا ہوں تو نگاہیں جھک جاتی ہیں اور اس کا ادب واحترام دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے

سات ولیوں کی گود میں

حضرت خطیب الاسلام اپنی نجی محفلوں میں بطور خاص فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سات ولیوں کی گود میں بیٹھنے اور کھیلنے کا شرف حاصل ہوا ہے جن میں میرے جدامجد حضرت سیدنا خواجہ محمد امین المعروف حضرت ثانی اور والد ماجد حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ، حضرت خواجہ احمد نبی زلفاں والی سرکار (چورہ شریف) حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری علیہم الرحمۃ والرضوان کے اسماء گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

ایک بار آپ فرمانے لگے حضرت پیر لاثانی قدس سرہٗ نے اس وقت مجھے گود میں بٹھا کر پیار کیا جب میں جوان تھا۔ آپ نے مجھے جن دعاؤں اور محبت آمیز کلمات سے نوازا وہ میری زندگی کا بیش بہا سرمایہ ہیں۔ ایک بار علی پور شریف میں عرس کے موقعہ پر خطابت کے لولوئے لالہ لٹاتے ہوئے فرمانے لگے سنو!

تمہیں علماء ومشائخ تو بہت ملیں گے ۔۔۔ لیکن کوئی فیض الحسن نہیں ملے گا
کیونکہ نہ اب کسی کو پیر لاثانی ملے گا ۔۔۔ نہ ان کی گود ملے گی اور نہ مجھ جیسا گود میں بیٹھنے

marfat.com

والا ملے گا۔

اندازِ تربیت

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک عظیم المرتبت شیخ طریقت ہونے کے ناطے حضرت خطیب الاسلام سلوک نقشبندیہ مجددیہ کے تمام رموز واسرار سے واقف تھے۔ اس طریقہ مبارکہ کے مطابق اپنے مریدوں پر خصوصی توجہ فرماتے۔ تعلیمات مجدد الف ثانی کے مطابق اپنے ارادت مندوں کی اصلاح فرماتے۔ جب روحانی وتبلیغی دورے فرماتے۔ تو نہ صرف اپنے خطابات میں سلسلہ طریقت کی پابندی پر زور دیتے بلکہ محافل ذکر کا خاص طور سے اہتمام فرماتے اور سلوک مجددیہ کے مطابق روحانی سربلندیوں کو طے کرنے کی تلقین فرماتے لطائف ستہ طے کرواتے۔ توجہات سے نوازتے۔ مراقبات کی عملی مشق کرواتے۔ مریدوں سے خطاب فرماتے ہوئے سنت وشریعت کی پابندی اور تطہیر قلب پر خاص زور دیتے۔ اپنی ایک تقریر دلپذیر میں مریدین کو سنت و شریعت پر عمل کرنے پر یوں ابھارا

یاد رکھو! چلے...... وظیفے...... مجاہدے...... ریاضتیں آسان ہیں لیکن شریعت اور سنت پر عمل کرنا سب سے مشکل ہے خاص کر فرائض کی ادائیگی نفس کیلئے بے حد بوجھل ہے۔

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ

شریعت پر عمل کرنے سے ہی نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ غیر مسنون چلے اور ریاضتیں بدعات کے زمرے میں ہیں۔ بدعات کے ذریعے نفس مارنا شیطانی وسواس ہیں نفس پر سب سے بوجھل چیز شریعت ہے شریعت کے بغیر معرفت حاصل نہیں ہوسکتی اور معرفت کے بغیر یقین وایمان کی دولت حاصل نہیں ہوسکتی

اسی لئے نقشبندی خاندان کا کوئی خادم...... کوئی طالب...... کوئی سالک...... اگر

marfat.com

چاہے کہ وہ شریعت و سنت پر عمل کئے بغیر سلوک نقشبندیہ طے کر سکے گا تو وہ کسی اور طرف جائے یہاں وہ چیز نہیں ہے۔

لیکن جب اس خاندان میں آؤ گے تو تمہاری سب سے پہلی ریاضت شریعت حقہ پر عمل کرنا ہے ظاہراً باطناً فرائض کو ادا کرنے کے بعد نوافل تک جانا ہے اسی سے قرب ولایت حاصل ہوتا ہے ہر وہ چلہ یا ریاضت جو سنت کے خلاف ہو بے کار ہے اس سے فیض نہیں ملے گا۔

تعلیماتِ مجددیہ عین تعلیمات نبویہ ہیں سنت کی پابندی طریقت نقشبندیہ کا نقطہ کمال ہے۔ [1]

❁ تصوف میں تطہیر قلب کی اہمیت کو آپ نے اس انوکھے اور دلکش انداز سے بیان فرمایا کہ طالبان طریقت کیف و مستی میں ڈوب گئے۔ فرمایا

جناب والا! اب دل تو ایک ہے ہم لوگ چاہتے ہیں کہ دل میں

بندے بھی ہوں اور جانور بھی

کارخانے بھی ہوں اور فیکٹریاں

دولت بھی ہو اور عورت بھی

اور ایک کونے میں آ کر خدا بھی سما جائے

بھلا جو انسان دل کو سرائے بنا بیٹھے اور خانہ کعبہ میں گھوڑے باندھے دنیا کی دولت اور سامان کو دل میں جگہ دے اور پھر خواہش کرے کہ ایک کونے میں یار بھی آ جائے وہ کتنا نادان ہے یار تو اتنا بے نیاز ہے اتنا غیرت مند ہے کہ وہ کہتا ہے دل سے سب کو نکال دے دل کو ہر روز اکرت اور

---

[1] تعلیمات امام ربانی۔ خطاب خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ گوجرانوالہ ص ۹۔۸

marfat.com

غلاظت سے پاک کر...... حتیٰ کہ تو بھی نہ رہے...... اور کچھ بھی نہ رہے...... تو میں اس وقت آؤں گا۔[1]

✿ حضرت خطیب الاسلام کے اندازِ تربیت کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ اپنے مریدین کے قلب وذہن کو بے اثباتی کائنات کی طرف لے جاتے اور فقط اثباتِ حق کا ہی پرچار کرتے اپنے خطابات ودروس طریقت میں ہمیشہ یہ فرماتے یہ کائنات حقیقی نہیں بلکہ طلسم وخیال ہے اس میں پھنسنے سے احتراز کرو۔ آپ کا اندازِ تربیت ملاحظہ ہو

ہمارے نزدیک دینا ومافیہا کچھ بھی نہیں ...... یہ دنیا محض وہم ہے یا خواب ہے...... اگر اس دنیا کو حقیقی سمجھو گے...... تو لاکھ مولوی بن جاؤ...... عابد بن جاؤ...... مبلغ بن جاؤ...... دنیا کے جال سے کبھی نہ بچ سکو گے...... بچو گے کب؟

جب تعلیماتِ مجددیہ کے مطابق تمہیں اس بات کا یقین ہو جائے ...... کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں ...... یہ نقل ہے اصل نہیں ...... خواب ہے حقیقت نہیں ...... جس طرح ٹی۔وی پر توپ چلے تو ڈرتے نہیں ...... شیر گرجے تو ہم بھاگتے نہیں ...... بڑی خوبصورت عورت آئے تو ہم عشق نہیں کرتے ...... کیونکہ پتہ ہے ...... یہ نقل یا تصویر اصل یا حقیقت نہیں ...... اسی طرح نقشبندی مجددی درویش، مجددی تعلیمات کے مطابق اس دنیا کو وہم وخیال ...... غیر حقیقی اور فانی شے سمجھتا ہے۔ اس سے دل نہیں لگاتا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس کی مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ ایک لاٹھی کے سرے پر آگ لگائی جائے اور جب کوئلہ خوب سرخ ہو جائے۔ تو اس لاٹھی کو زور سے گھمایا جائے ...... تو دور سے دیکھنے والے کو ایک دائرہ معلوم ہوگا ...... حالانکہ آگ کا دائرہ ہرگز نہیں ہے ...... صرف لاٹھی گھمانے سے دائرہ کا طلسم اور وہم پیدا ہوا ہے

---

[1] تعلیمات امام ربانی۔ خطاب۔ خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ مطبوعہ گوجرانوالہ ص ۶۔۵

marfat.com

دیکھنے والوں کو واقعی اور حقیقی نظر آتا ہے...... حقیقت میں ہے نہیں۔

آپ فرماتے ہیں جس طرح کوئلے کی گردش تمہیں دائرہ نظر آتا ہے...... حالانکہ ہوتا کوئی نہیں...... اسی طرح گردشِ افلاک سے کائنات کا طلسم اور وہم ہمیں نظر آتا ہے...... لیکن ہے کچھ بھی نہیں

یہ ہے نقشبندی خاندان کی تعلیم! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ دنیا کے متعلق یہ نظریہ ذہن میں بٹھالیں...... تو شیطان آپ سے دور بھاگ جائے گا اور آپ حقیقی منزل کو پالیں گے۔ انشاءاللہ

لیکن اگر آپ دنیا کی چیزوں کو...... عورت کے حسن کو...... شیرینی کے ذائقے کو...... اقتدار اور حکومت کو واقعی اور حقیقی سمجھ لیا...... تو آپ دنیا کے فتنوں سے کبھی نہیں بچ سکیں گے۔

تم اکثر خوابیں دیکھتے ہو...... شادی کرتے ہو...... بیوی کے پاس جاتے ہو...... بچے جنتے ہو...... لڑائی کرتے ہو...... مار کھاتے ہو...... درد ہوتی ہے...... خون بہتا ہے ڈر لگتا ہے...... کبھی موت بھی واقع ہوجاتی ہے...... لیکن جب جاگتے ہو...... تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

بس یہی دنیا ہے...... جب خواب سے آنکھ کھلتی ہے...... تو پتہ چلتا ہے...... جو ہنگامہ دیکھا تھا...... وہ کچھ بھی نہ تھا...... اس طرح جب مروگے...... آنکھیں بند ہوں گی...... تو پتہ چلے گا...... کہ دنیا کا جو ہنگامہ میں دیکھ رہا تھا...... وہ کچھ بھی نہ تھا...... میں گویا خواب دیکھ رہا تھا یا وہم ہو گیا تھا۔

یہی فرق ہے...... دنیادار اور درویش میں...... دنیادار کو مر کر پتہ چلتا ہے کہ دنیا فضول شے تھی...... اور درویش کو یہاں ہی پتہ چل جاتا ہے کہ دنیا بے کار شے ہے اسی لئے درویش دنیا کی دلکشی میں ہرگز نہیں پھنستا۔ [1]

---

[1] تعلیمات امام ربانی خطاب خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ گوجرانوالہ ص ۹،۸

marfat.com

خطیب الاسلام قدس سرہٗ
کی
شاعری

پروفیسر محمد اکرم رضا گوجرانوالہ

حضرت خطیب الاسلام کو برصغیر کے سیاسی و علمی حلقوں میں جو مقام حاصل رہا وہ محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ آپ ایک صاحب طرز خطیب اور نامور روحانی سجادہ آلومہار شریف کی روحانی سطوتوں کے امین تھے۔ آپ خطابت کے اس عظیم دبستان کی آخری کڑی تھے جس کا نقش اوّل ہونے کا اعزاز علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کو حاصل تھا۔ وہ عہد بھی کتنا عظیم تھا کہ جب زندگی کی پہنائیوں سے اس کاروانِ خطابت کے معرکۃ الآرا خطیب برصغیر کے سیاسی و علمی اسٹیج پر اپنے اپنے تاریخی کردار کی ادائیگی کے لئے ابھر رہے تھے۔ صاحبزادہ سید فیض الحسن نے خطابت کی بزم آرائیوں سے لے کر تحریک آزادی کی رزم آرائیوں تک ہر جگہ اپنی خداداد صلاحیتوں کا جادو جگائے رکھا۔ آہستہ آہستہ آپ کی خطابت اس قدر مسلمہ اور قابل رشک ہوتی گئی کہ آپ کا تشخص ایک عظیم المرتبت خطیب کی حیثیت سے اُبھرا اور پھر لوحِ وقت پر یادگار حیثیت

marfat.com

اختیار کر گیا۔

آپ ایک بلند پایہ مقرر اور دلوں کے تار چھیڑنے والے خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق سے بھی بہرہ ور تھے۔ یہ ادبی ذوق آپ کی تقاریر میں اشعار کے بکثرت استعمال اور خوبصورت زبان و بیان سے بخوبی جھلکتا تھا۔ ادبی ذوق کی یہی فراوانی آپ کو شاعری کے کوچے میں داخل کرنے کا باعث بنی۔ ایک معروف روحانی خاندان کے چشم و چراغ ہونے اور ذہن رسا رکھنے کی بناء پر آپ کو تصوف کے اسرار و رموز سے عمر بھر آگاہی رہی۔ لیکن آپ کی یہ تمام خصوصیات آپ کے مقررانہ تشخص کے پیش منظر میں کھو کر رہ گئیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا آپ مقرر بھی اس پائے کے تھے کہ دوران تقریر یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے الفاظ کا ہجوم آپ کے دست بستہ اذن باریابی کا منتظر ہے کہ جس لفظ کو چاہا منتخب کر کے اسے محل استعمال، مؤثر لہجے، پُر تاثیر آہنگ اور حسن ادائیگی کی بدولت کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ آپ کی تقریر میں تیغ خارا شگاف کی کاٹ بھی تھی اور صحرائے بے کنار کی وسعت بھی۔ تقریر کیا تھی لفظوں کا آبشار تھا جو ذہن وفکر کی بلندیوں سے پھوٹتا ہوا ذوقِ سماعت کے نشیب کی طرف لپک کر اپنے جلترنگ کا تاثر چھوڑ جاتا۔ جب خطابت اس معیار کو پہنچی ہوئی ہو تو پھر اس خطیبانہ تشخص کے حیرت انگیز تأثر میں ان کی دوسری صفات کا محو نظر ہو جانا اچنبھے کی بات نہیں ہے۔

زیر نظر مضمون میں حضرت خطیب الاسلام کی جو خصوصیت زیر بحث ہے وہ ان کی شعری صلاحیتوں سے متعلق ہے۔ آپ نے تمام زندگی خود کو شاعر کی حیثیت سے بھی تسلیم کروانے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی داد لینے کے لئے محافل میں اپنا کلام سناتے تھے البتہ کسی نجی محفل میں اگر اصحاب علم و دانش جمع ہوتے اور اصرار کرتے تو پھر چند اشعار سنا دیتے۔ آپ کو قدرت کی طرف سے عشق حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت ودیعت ہوئی تھی، یہی عشق رسول جو عمر بھر ان کی ولولہ انگیز اور ایمان آفریں

marfat.com

تقاریر میں حسن تاثیر کی صورت میں جلوہ فگن رہتا تھا، ان کی نعتیہ شاعری کی اساس بن گیا۔ ان کی تقریروں اور تحریروں میں شانِ رسالت جس اہتمام کے ساتھ جھلکتی نظر آتی ہے اسی کی جھلک ان کی نعتوں سے ہویدا ہے۔ آپ کی زندگی کا مدعا محبت رسول کی تبلیغ تھا اس لئے آپ نے نعتوں سے بھی عشق و عقیدتِ مصطفیٰ کی خوشبوئے جاں نواز لٹانے کا کام لیا۔ اگرچہ آپ کی نعتیہ شاعری بطورِ خاص بزم آرائیوں یا مجلس طرازیوں کے لئے نہیں تھی مگر آپ سے قریب رہنے والے اصحاب دل گواہ ہیں کہ جب بھی آپ اپنی کوئی نعت سناتے یا کسی صاحب ترنم نعت خواں کو خوش نوائی سے پڑھنے کیلئے عطا کرتے تو پوری محفل جذب وشوق اور عشق وعقیدت سرورِ کونین کی خوشبو سے مہک اُٹھتی۔

حضرت خطیب الاسلام ایک بڑے علمی وروحانی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ ہوش سنبھالتے ہی گھر میں علم و ادب کا غیر معمولی چرچا دیکھا۔ چونکہ قدرت نے طبع موزوں عطا کر رکھی تھی اس لئے چھوٹی عمر ہی میں شعر کہنے لگے۔ کالج کی تعلیم کے دوران آپ کے ساتھ پڑھنے والے کئی عظیم وسربلند اصحاب اس دور میں آپ کی شعری صلاحیتوں کا تذکرہ کر چکے ہیں، اس کی ایک مثال روزنامہ نوائے وقت میں نامور شاعر فیض احمد فیض کا شائع ہونے والا وہ انٹرویو ہے جس میں فیض نے کالج کی تعلیم کے دوران میں سید فیض الحسن کے بہت اچھے شاعر ہونے کا ذکر کیا ہے۔ مرے کالج سیالکوٹ میں (جہاں سے صاحبزادہ صاحب نے بی اے کیا تھا) فیض احمد فیض ان سے ایک سال آگے تھے۔ اس انٹرویو میں فیض نے اس اَمر کا بھی اظہار کیا ہے کہ انکے والد رُوحانی سکون اور تزکیہ نفس کیلئے آلومہار شریف (صاحبزادہ فیض الحسن کے آبائی گاؤں) جایا کرتے تھے۔

کسی بھی شاعر کی شعری عظمتوں کا احاطہ کرنے کے لئے اس کے فکری پس منظر کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی کے ان عوامل پر بھی نظر ڈالنا پڑتی ہے جو اس شاعر کی ادبی و

marfat.com

لسانی رفعتوں اور اس کے علمی تشخص میں پوشیدہ نظر آتے ہیں۔ حضرت خطیب الاسلام نے جس دور میں آنکھ کھولی وہ غلامی کا دور تھا چاروں طرف فرنگی استبداد کی دہشت خیزیوں کے چرچے تھے ایسے حالات میں علامہ محمد اقبال شاعری کے افق پر آزادی کی روشنی بخشنے والے مہ کامل کی صورت نمودار ہوئے اقبال کی فکر اتنی عظیم اور اس کی فلسفیانہ لے اتنی ہمہ گیر تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے پورا عالم اسلام اس سے متاثر دکھائی دینے لگا۔ شمع آزادی کے پرستاروں کیلئے اقبال صبح آزادی کی نوید بن کر آئے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ سکول کی زندگی گزار کر کالج میں داخل ہوئے تو اقبال کے افکار تازہ ان کے ادراک و محسوسات کو نئی زندگی بخش رہے تھے۔ یہ اقبال سے یوں متاثر ہوئے کہ اقبال کی شاعری ان کی ولولہ انگیز خطابت کا لازمی جزو بن گئی اور پھر آہستہ آہستہ ان کی شاعری میں فکر اقبال کی جلوہ گری اپنے حسن تاثیر کا احساس دلانے لگی۔

حضرت خطیب الاسلام نے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اپنے روحانی خانوادہ سے وراثت میں ملا تھا۔ اسی عشق رسول کی بدولت ان کی قوت فکر کو عظمت ایمان اور مخلوق خدا میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہی جذبہ عشق رسالت مآب انہیں دوسری اصناف کی نسبت نعت و منقبت اور نظم کی طرف خصوصی توجہ دینے پر مجبور کرتا رہا۔ ان کی نعتوں میں فکر اقبال کے علاوہ ظفر علی خاں کے شکوہ بیان اور امام احمد رضا خاں کے سوز و گداز کی ایمان پرور جھلک بھی نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے۔ اگرچہ آپ نے غزلیات بھی لکھی ہیں لیکن آپ کی غزلیات میں محبوبان مجازی کا تصور نہیں ملتا بلکہ اطاعت خداوندی اور معاملات تصوف کی چاشنی نظر آتی ہے۔ ان کی منظومات خاص طور سے فکر اقبال کا پرتو لئے ہوئے ہیں بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اگر آپ کی یہ منظومات آپ کا نام دیئے بغیر باقیات اقبال کے نام سے شائع کردی جائیں تو بیشتر اصحاب انہیں اقبال کی ریاضت فکر تصور کریں گے۔

marfat.com

حضرت خطیب الاسلام کے دور میں علامہ اقبال کے ساتھ ساتھ ظفر علی خاں کا نام بھی پوری فکری توانائیوں کے ساتھ گونج رہا تھا۔ظفر علی خاں کے ہاں نعت میں سوز وگداز کے ساتھ ساتھ بلند آہنگ لہجہ بھی ملتا ہے۔ظفر علی خاں کی شخصیت میں ایک دور کی عظمت جھلکتی تھی، انہوں نے نعت کو سرور وکیف کی خوشبو میں بسا کر جس طور سے اپنے دور کی صداقتوں کا ترجمان بنایا تھا وہ انہی کا خاصہ ہے۔آپ کے نعتیہ کلام میں ظفر علی خاں کے شکوہِ بیان کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔

تیری نوائے شوق سے وجد میں ہے حریم ذات
تیری نظر کے کیف سے مست ہے محفل حیات
مرہمِ زخمِ بے کسی خندۂ زیرِ لب ترا
چارۂ دردِ عاجزی تیری نگاہِ التفات
تیرے جمال کی قسم رقص کرے گا حشر تک
تیرے نوائے شوق کی دُھن پہ ضمیر کائنات [1]

۞

تیرے وقار پر فدا رعب و جلالِ موسوی
تیرے جمال پر نثار جلوۂ حسنِ یوسفی
تیری نگاہِ لطف ہے چارۂ دردِ عاجزی
خندۂ زیرِ لب ترا مرہمِ زخمِ بے کسی
ساقیٔ محفلِ الست رحمتِ عام سے تری
آ گیا اعتدال پر کیفِ مزاجِ زندگی

---

[1] ارمغان فیض۔کلام خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمہ ص ۵۴

marfat.com

کرتے ہیں تیری ذات پہ ناز تمام انبیاء

تیری قبائے حسن ہے تاب رُخ پیمبری [1]

حضرت خطیب الاسلام کو قدرت نے جہاں ذہن رسا عطا کیا تھا وہاں اسلامی اقدار سے وابستگی کی دولت بھی بخشی تھی اس لئے ان کی نعتیں عشق وعقیدت کی سربلندی کے ساتھ ساتھ ادب واحترام اور احتیاط کی عکاسی کرتی ہیں۔ انہوں نے اپنی نعتوں میں بلند پایہ مضامین ادا کئے ہیں اور یہ اَمر خاص طور سے مدنظر رکھا ہے کہ ان مضامین کی اَدائیگی محض داد وستائش کی خاطر مقامات شرعیہ سے انحراف کا باعث نہ بن جائے۔ مضمون آفرینی کو صنف شاعری میں خاص مقام حاصل ہے، بلند مضامین کی بدولت ہی یادگار اشعار تخلیق ہوتے ہیں اور دوامی ادب کے ایوان میں زندگی پاتے ہیں۔ شاعر مضمون آفرینی کے جوہر دکھا کر جہاں اپنی قادر الکلامی کا احساس دلاتا ہے وہاں زبان واَدب کو بیش بہا اَدبی سرمایہ عطا کرنے کا باعث بھی بنتا ہے۔

نعت کے میدان میں مضمون آفرینی محض پرواز تخیل کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ اپنی زبان دانی کا سکہ بٹھانے کے لئے جو چاہے کہہ دے بلکہ نعت میں پیش کئے جانے والے مضامین اس قدر ادب واحتیاط کا تقاضا کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ شاعر کو نعت لکھتے ہوئے قدم قدم پر شریعت مطہرہ کی نزاکتوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی معمولی سی لغزش بھی تنقیص توحید یا توہین رسالت کا باعث بن سکتی ہے۔ حضرت خطیب الاسلام اپنی نعتوں میں نہایت پاکیزہ اور خوبصورت مضامین پیش کرتے ہیں۔ آپ صاحب علم وفضیلت شخص تھے آپ نے عشق وعقیدت کی تمام تر عظمتوں کو دِل وجان میں جگہ دیتے ہوئے اپنے راہوارِ فکر کو کسی مقام پر بھی بے قابو نہیں ہونے دیا اور شریعت مطہرہ کی روشنی میں مضمون آفرینی کے وہ جوہر دکھائے ہیں کہ ان

---

[1] ارمغانِ فیض۔ کلام خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمہ ص ۵۴

marfat.com

کی تب و تاب مدتوں قلوب و اذہان کو ذوق معرفت عطا کرتی رہے گی۔ جہاں تک عظمت و شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے انہوں نے دل کھول کر آپ کی رفعتوں کا تذکرہ کیا ہے لیکن یہ امر خاص طور سے مدنظر رکھا ہے کہ مضمون کی وسعت کے ساتھ ساتھ نزاکت شعری اور ادبی وفنی حسن کے لوازم بھی مہیا ہوتے رہیں۔ مثال کے طور پر

جمشید کا تو جام تھا جامِ جہاں نما
جامِ خدا نما ہے مگر جامِ مصطفیٰ
بن جائے موت زندگی جاوداں وہیں
ہنگامِ نزع لب پہ ہو گر نامِ مصطفیٰ [1]

❁

یہ فیض عام ہے اے رحمتِ تمام ترا
جہاں میں درد کوئی لا دوا نہیں ملتا
وہ آئے ساقی کوثر کے میکدے میں ذرا
جسے گمان ہے آبِ بقا نہیں ملتا
سنبھال لیتا ہے دست کرم ترا اس کو
جہاں میں جس کو کوئی آسرا نہیں ملتا [2]

❁

بخشی جمال زندگی جاں کو شہ حجاز نے
بخشی ہے دل کو روشنی نورِ نظر نواز نے
میرے جلو میں جلوہ ریز کتنے ہی کوہ طور ہیں
بھر دیا دامن طلب خاک رہ حجاز نے

---

[1] ارمغان فیض ص ۸۰ [2] ارمغان فیض ص ۶۸

marfat.com

پاس ادب سے گو رہی مہر بلب زبان فیض
قصہ غم سنا دیا اشک سخن طراز نے [1]

✿

تلاش عفو کو ہے خود گناہگاروں کی
یہ فیض عام ہے اے رحمت تمام ترا
اسی کی دھن پہ تو عشاق رقص کرتے ہیں
ہے سازِ عشق کا مضراب پاک نام ترا [2]

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ حضور سرورِ کائنات ممدوحِ دو عالم ہیں۔ خدا، ملائکہ اور انسان سب کے سب حضور کے ثنا گو ہیں۔ خدا کی خوشنودی فقط اسی صورت حاصل کی جاسکتی ہے کہ دلوں میں عشق حضور کی شمع فروزاں کی جائے۔ اگر کسی خوش بخت دِل کو حضور کی محبت میسر آجائے تو وہ اللہ کو عزیز ہوجاتا ہے کیونکہ خدا کو اپنے محبوب کی توصیف نہایت عزیز ہے۔ محبت رسول سوز و گداز، وارفتگی اور ذوق و شوق کا تقاضا کرتی ہے۔ جس انسان کو یہ دولت میسر آجائے وہ اپنا شمار دنیا کے خوش بخت انسانوں میں کرتا ہے۔

حضرت خطیب الاسلام کی تمام زندگی حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعریف و توصیف کا آوازہ بلند کرتے ہوئے گزری ہے۔ تحریک آزادی کے دوران میں اور اس کے بعد بھی ان کی تقاریر کا موضوع عظمت و شان مصطفوی رہا ہے۔ محبت رسول کی یہی رفعت ان کی نعتوں میں بھی اجاگر ہے۔ اقبال اور ظفر علی خاں کے بعد ان کی نعتوں میں احمد رضا خاں بریلوی کا عشق و گداز نمایاں نظر آتا ہے وہی شریعت کے آداب کی پاسداری وہی احترام و عقیدت مصطفیٰ کی ارزانی وہی وارفتگی شوق وہی

---

[1] ارمغان فیض ص [2] ارمغان فیض ص ۶۸

marfat.com

روحانی جذبہء استغراق...... وہی ہجر و فرقت کی بے تابی و بے قراری...... وہی آرزوئے دِیدار کی سرخوشی و سرشاری اور وہی مقاماتِ محبوب خدا کی سربلندی و سرفرازی کا اعلان...... ملاحظہ کیجئے!

ہم سری کون کرے تیری کہ خود خالق نے
جب کیا ہی نہیں ثانی کوئی پیدا تیرا
اہل ایماں کے نزدیک کئی لاکھ گنا
مشک و عنبر سے گراں تر ہے پسینہ تیرا
بستہء قیدِ زماں تھا دمِ عیسیٰ کا کمال
دور ہے تا بہ ابد میرے مسیحا تیرا
ساقئ حشر ملے فیض کو بھی جام کوئی
میکدہ تیرا سبو تیرا ہے مینا تیرا [1]

فکر و فن تیرے لئے حسنِ بیاں تیرے لئے
اہتمامِ بزم ہے اے جانِ جاں تیرے لئے
کاروانِ عشق کی تو منزلِ مقصود ہے
ہے یہ سارا ذوق و شوقِ رہرواں تیرے لئے
شوق نے تیرے اُٹھائے سب حجاباتِ قدم
کھل گئے قدرت کے سب رازِ نہاں تیرے لئے [2]

حضرت خطیب الاسلام کے نزدیک حضور محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء حسن صورت و سیرت کا حسین مرقع ہیں، آپ مظہر انوارِ خداوندی ہیں۔ حسن صورت کا یہ عالم کہ یٰسین و

[1] ارمغان فیض ص ۶۷ [2] ارمغان فیض ص ۶۲

marfat.com

طٰہٰ کی تابانیاں آپ کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور جو بھی آپ کی صورت دیکھتا ہے پکار اُٹھتا ہے کہ ایسا حسین و جمیل چہرہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ نعت گوشعراء نے آپ کے سراپائے اقدس کو ہر دور میں خراجِ شاعری پیش کیا ہے اور کیوں نہ پیش کرے جب تک یہ سراپائے اَقدس فکر و نظر میں نہ بس جائے اس وقت تک نعت نہیں ہو سکتی۔ نعت فی الحقیقت توصیف مصطفیٰ کا شعری رُوپ ہے اور جب تک محبوب کی شخصیت تصورات کی خلوت میں جلوہ گر نہ ہو جائے اس وقت نعت سے کما حقہ‘ عہدہ برآ نہیں ہوا جا سکتا۔

مدحت نگاروں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس سراپا کے ایک ایک مطہر عضو کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب آپ کے بہاراں بہاراں وجود کو شعروں کا نذرانہ پیش کیا جائے تو اشعار مہکنے لگتے ہیں الفاظ کے گلستاں کھلنے لگتے ہیں اور تراکیب کے گلدستے بہار آفرینی کی نوید دینے لگتے ہیں۔ حضرت خطیب الاسلام نے بھی حسن تغزل کی خوشبو بکھیرتے ہوئے آپ کے جمالِ صورت کی عکاسی کی ہے انہوں نے تغزل کی چاشنی سمیٹے ہوئے آپ کے جمالِ مہر افروز کی لمعہ افشانیوں سے ادراک و وجدان کے نہاں خانوں کو یوں منور کیا ہے کہ عظمت حسن مصطفیٰ ہر بار نئے انداز میں جلوہ گر نظر آتی ہے۔ ان کا اندازِ سخن گوئی ملاحظہ کیجئے!

تیری زباں ہے فقط مظہر رازِ کن فکاں
تیرا وجودِ پاک ہے حق کے وجود کی دلیل
تیری شمیمِ زُلف سے نکہت گلشن جہاں
تیری نگاہِ مست سے مستیٔ رودِ سلسبیل [1]

۞

---

[1] ارمغان فیض ص ۵۷

marfat.com

حسن ترا ہے جلوہ گر تابش مہر و ماہ میں
رنگ ترا ہی ہے عیاں حسنِ گل و گیاہ میں
تیرے وفورِ نور نے کام کیا حجاب کا
دیدۂ شوق کھو گیا تابش بے پناہ میں ۱

نثار مشکِ ختن ہو ترے پسینے پر
میرے لئے یہی رُوحِ گلاب کافی ہے
یہ تیرے گیسوئے شب رنگ یہ رُخِ انور
شب سیاہ میں یہ ماہتاب کافی ہے ۲

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثت کا بنیادی مقصد کاروانِ انسانیت کو منزل آشنا کرنا تھا۔ آپ کی تشریف فرمائی بلاشبہ جادۂ حق سے بھٹکے ہوئے بندگانِ خدا کے لئے پیغامِ ہدایت تھی اور پھر جب آپ کے فیضان کا مہر منور چاروں طرف ضوفگن ہو گیا تو کفر کی تاریکیوں میں کھوئے ہوئے انسان عظمت ایمان کی روشنی سے بہرہ ور ہو گئے۔ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیرت مقدسہ سے زمانے بھر کو فیضیاب فرمایا ...... قتل و غارت کے خوگر انسان امن و راحت کی دلکش فضاؤں میں زندگی کا نصب العین تلاش کرنے لگے ...... لات و ہبل کے پجاری خدائے واحد کے حضور سربسجود ہو گئے ...... قبائلی و لسانی عصبیتوں کے شکار عرب ایک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے یوں متوالے ہو گئے کہ آپ کے پسینے پر اپنا خون نچھاور کرنے کو بے تاب رہنے لگے ...... اور عرب کے بدنام معاشرہ کے وہ بدو جو تہذیب کے ادنیٰ تقاضوں سے بھی ناآشنا تھے یکایک اقوامِ عالم کو تہذیب و تمدن کی آفاقیت سے آگاہ کرنے لگے۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ

۱ ارمغان فیض ص: ۲ ارمغان فیض ص: ۷۸،۷۹

marfat.com

وسلم کی پاکیزہ سیرت کا کمال تھا کہ دلوں کو قرار آ گیا ... ماحول کو جگمگاہٹ مل گئی اور زندگی پائندگی سے ہمکنار ہوگئی۔

حضرت خطیب الاسلام بھی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کے کمالات قدسیہ سے غیر آگاہ نہیں ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ حضور کے کردار کی پاکیزگی کا ہی کمال تھا کہ عرب معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن گیا۔ صاحبزادہ سید فیض الحسن کی شاعری میں حضور کے کمال سیرت کے خوبصورت اشارے بھی ملتے ہیں۔ مثلاً حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی لطف آفرینی، الفقر فخری کی ادائیں، غیر معمولی کرم نوازیاں، حق وصداقت کی پاسداری، خلوص ومحبت کی فراوانی، خلق عظیم کی جلوہ افروزیاں، اسوۂ حسنہ کی سربلندیاں، عظمت کردار کی انسانیت نوازیاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت خطیب الاسلام ہمیں یہ پیغام بھی دیتے ہیں کہ ہم اسی صورت حقیقی مسلمان کہلا سکتے ہیں کہ ہمارے فکر وعمل میں اسوۂ حسنہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے تمام عملی تقاضوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جائے۔ حضور کی سیرت مقدسہ کے فیضان عام کی جلوہ افروزی سید فیض الحسن کے اشعار میں دیکھئے!

کفیل امن ہے اور ضامن مسرت ہے
زمانے بھر کے لئے حسن انتظام ترا
برس رہا ہے سیاہ و سفید پر یکساں
سحابِ رحمت حق بن کے فیض عام ترا [1]

۞

آمد سے تیری دوڑ گئی زندگی کی لہر
بے جان سی تھی محفل دنیا تیرے بغیر

---

[1] ارمغان فیض ص: ۷۷

marfat.com

طوفاں زدہ نگاہ اُٹھے اور کس طرف
ہے کون بحرِ غم کا کنارا ترے بغیر [1]

۞

کر کے عطا بدستِ خاص ساغرِ بادۂ الست
کر دیا تو نے معتدل کیفِ مزاجِ کائنات
مٹ گئے تیرے فیض سے رنگ ونسب کے تفرقے
دونوں جہاں ہیں ایک سے بہرہ ورِ نوازشات [2]

۞

کمالِ سلسلۂ خلقِ احمد عربی
نگارِ منفرد ھاشمی و مطلبی
نہ ہوتی دُور کبھی ظلمتِ شبِ ہستی
تمہارے حسن کی ہوتی اگر نہ جلوہ گری [3]

صاحبزادہ سید فیض الحسن اس حقیقت سے پوری طرح بہرہ ور ہیں کہ باطل نظریات کے سراب میں گم کاروانِ ہستی فقط تعلیماتِ مصطفوی سے خوشہ چینی کی صورت میں ہی کامیاب و بامراد ہوسکتا ہے۔ حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے ہٹ کر ہم ذرۂ خاک سے زیادہ حقیر ہیں لیکن اگر آپ کی نسبت میسر آجائے تو خاک کے ذرے بھی ہمدوش ثریا بن جاتے ہیں۔ آج کا انسان امن وسکون کی تلاش میں بھٹک رہا ہے۔ عالم اسلام خاص طور پر مشکلات ومسائل سے دوچار ہے۔ وہ قوم جس کی ہیبت سے شاہان عالم لرزاں تھے آج عظمت ایمان سے محروم ہوکر نمونہ عبرت بنی ہوئی ہے۔ اس قوم کی قوت وجرأت کے سوتے جو اس کے عزائم سے پھوٹتے تھے

---

[1] ارمغان فیض ص: ۹۸ [2] ارمغان فیض ص: ۵۲ [3] ارمغان فیض ص: ۱۰۳

marfat.com

آج خشک ہو چکے ہیں۔ امت اسلام کی اس نکبت و بد حالی کو محسوس کر کے صاحبزادہ سید فیض الحسن کا دل خون کے آنسو روتا ہے اور حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں اُمت اسلام کا استغاثہ پیش کر کے آپ کی نگہ رحمت کے امیدوار بنتے ہیں۔ آپ کی نعتوں میں اُمت اسلام کی بے بسی و بے چارگی کا فسانہ غم بھی ملتا ہے اور نبی کے نام لیواؤں کی زبوں حالی کی دردناک تصویر بھی نظر آتی ہے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اُمت کا استغاثہ اس خوبصورت انداز سے پیش کیا ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے آنکھیں بے اختیار شدت احساس سے نم ہو جاتی ہیں۔ اس استغاثہ بحضور سرورِ کائنات کی ایک تصویر تو دیکھئے۔

المدد اے رحمۃ للعالمیں!
جاں گسل ہے پھر غمِ دُنیا و دِیں
جو ترے قدموں کے صدقے میں ملی
تنگ ہے اسلام پر وہ سرزمیں
بڑھ رہے ہیں پھر ہوس کے فاصلے
ہو رہا ہے قلب پھر اندوہ گیں
پھر مقابل گردشِ حالات ہے
زھر کو سمجھا مسلماں انگبیں
ہو سکے گی کفر کے دَر پر نہ خم!
حشر تک تیرے غلاموں کی جبیں
بے کسوں کا مشکلاتِ دَھر میں
جز ترے ملجا نہیں ماویٰ نہیں

marfat.com

دے رہی ہے مصلحت کوشی کا درس
دِل کو عقلِ نارسا کوتاہ بیں [1]

کبھی سید فیض الحسن آلامِ روزگار کا فسانہ غم سنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہ رحمت آفریں کے یوں امیدوار بنتے ہیں

میرے غم کا بھی مداوا کیجئے
اے امامِ اوّلیں و آخریں
تیرے ہوتے میں رہینِ غم رہوں
شانِ رحمت کو تو یہ زیبا نہیں
ہے حصارِ عافیت تیرا دیار
ہے پناہِ بے کساں تیری زمیں
کر نظر مہر درخشانِ عرب
ہے مرا ماحول ظلمت آفریں
امتحانِ کارگاہِ شوق میں !!
تو مرا ناصر ہو تو میرا معیں
پھر اُٹھے محفل سے شورِ ہاؤ ہو
آشنائے درد ہوں اہلِ یقیں
پھر ترا ہی نام ہو وردِ زباں
پھر تیری ہی یاد ہو دِل میں مکیں [2]

نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فکر وفن کی معراج بھی ہے اور لوح وقلم کا وقار بھی۔ علم وادب کا افتخار بھی ہے اور بزمِ ہستی کا نگار بھی۔ ہر عہد اس کا عظمت شناس ہے

---

[1] ارمغان فیض ص:۸۵ [2] ایضاً ص:۸۴

marfat.com

تو ہر صدی اس کی رفعت آشنا۔ ادیبوں نے اسے فکر کا بانکپن سمجھا تو خطیبوں نے اعجاز نطق خیال کیا۔ دانشوروں نے متاعِ یقین سمجھا تو عشاق کو اس میں ارمغان محبت کی جلوہ گری دکھائی دی۔ آج کا شاعر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامان رحمت سے وابستگی اپنا اعزاز اور آپ سے عقیدت کو سرمایہ ایمان سمجھتا ہے۔

حضرت خطیب الاسلام بھی نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہوئے بے پناہ سرخوشی و سرشاری محسوس کرتے ہیں۔ وہ توفیق نعت گوئی کو خدا کی طرف سے عطا ہونے والی نعمت عظمیٰ قرار دیتے ہیں اور اس نسبت روحانی پر انتہائی نازاں ہیں۔ ان کو واقعی یہ حق پہنچتا ہے کہ اس نعت گوئی پر فخر و انبساط کا اظہار کریں کیونکہ یہ خدائے پاک کا احسان ہے کہ وہ قوت گویائی بھی بخشتا ہے اور ایمان کی رعنائی بھی۔ پھر قلب و فکر کو عشق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابندگی عطا کر کے ذوقِ نعت ودیعت کرتا ہے۔ بلاشبہ توفیق خداوندی کے بغیر مدحت و نعت کی نعمت عظمیٰ انسان کا مقدر نہیں بن سکتی۔ اسی ذوقِ نعت گوئی پر صاحبزادہ سید فیض الحسن کا اندازِ تشکر ملاحظہ کیجیے

زہے نصیب سعادت ملی ہے مدحت کی
مری نجات کو یہ انتخاب کافی ہے
ہے یہ بھی بندۂ ناچیز سرورِ کونین
برائے فیض یہی اک خطاب کافی ہے [1]

۞

شرف یہ بھلا فیض کیا تجھ کو کم ہے
کہ تو بھی ہے ادنیٰ ثنا خوان احمد [2]

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات خلاصہ کائنات

---

[1] ارمغان فیض ص ۷۸ [2] ایضاً ص ۹۱

marfat.com

ہے۔آپ کا اسم گرامی وہ اسم اعظم ہے جس سے دلوں میں مرادوں کے پھول کھلتے اور تمناؤں کے چمن زار مہکتے ہیں۔اس نام کی تاثیر مسلم اور اس کی تکرار حلاوت آفریں ہے۔یہ نام کلید مخزن عرفان بھی ہے اور حاصل ایمان بھی۔اس نام کے ساتھ رحمۃ للعالمینی کا جو تصور وابستہ ہے وہ محروم انسانوں کے لئے پیامِ اُمید بھی ہے اور عالمِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی نوید بھی۔صاحبزادہ سید فیض الحسن حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بے پایاں کا تذکرہ اس طرح سے کرتے ہیں کہ عشق وارادت اپنے تمام تر سوز و گداز کے ساتھ شاعر کے مافی الضمیر سے جھلکتے نظر آتے ہیں۔آپ کی بے کراں رحمت کو آواز دیتے ہوئے آپ کو اُمید ہے کہ اس سلطانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم بار کا رُخ ادھر ہو گیا تو پھر جملہ مصائب ومسائل گردِ راہ کی صورت چھٹ جائیں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے رحمت طلبی کے لئے حضرت خطیب الاسلام کا لہجہ انتہائی متاثر کن اور پُر تاثیر ہو جاتا ہے۔آپ کو عقیدت کی تمام تر شدتوں کے ساتھ یہ احساس ہے کہ وہ کس عظیم المرتبت ہستی کے حضور عفو وکرم اور لطف ورحمت کے سوالی بن رہے ہیں۔حضور کی عظمت اور پھر اپنی کوتاہ سامانی کا احساس انہیں عجز وفروتنی کے ساتھ اظہار مدعا کے آداب سکھاتا ہے۔عجز کو وسیلہ اظہار بنا کر صاحبزادہ سید فیض الحسن کی رحمت طلبی کا انداز دیکھئے۔

سن کبھی اے جانِ خوبی قصہء دردِ نہاں
ہے لکھی دِل نے مرے یہ داستاں تیرے لئے
ہیں اُٹھائے فیض بے کس نے بھی اے جانِ جہاں
کیسے کیسے درد کے کوہ گراں تیرے لئے [1]

۔ ارمغان فیض ص ۶۳

شاہِ کونین! جھکے رہتے ہیں
سر ترے در پہ جہاں داروں کے
چھپ گئے دامن رحمت میں ترے
داغِ ہم جیسے سیہ کاروں کے
پیش خدمت ہیں صلوٰۃ اور سلام
ارمغاں ہیں یہ نمک خواروں کے [1]

آ ہی جائے وہ کبھی چارہ گری کو میری
کام کرنے کا ہے یہ جذبِ تمنا کردے
چارۂ دردِ نہاں یہ تو بڑی بات نہیں
تیرا اعجاز تو مردے کو مسیحا کردے [2]

مجھ ایسے بے کس و بے آسرا مریضوں کو!
ترے بغیر پیامِ شفا نہیں ملتا
سنبھال لیتا ہے دست کرم ترا اس کو
جہاں میں جس کو کوئی آسرا نہیں ملتا [3]

دہن خموش رہے گا مگر کہے گی ضرور
زبانِ شوق مرا حال رُو برو تجھ سے

---

[1] ارمغان فیض ص:۵۹،۶۰ [2] ایضاً ص:۶۵ [3] ایضاً ص:۸۶

marfat.com

برس اِدھر بھی کبھی آ کے اے سحابِ کرم
کہ موجزن ہو رگِ تاک میں لہو تجھ سے
نگاہ کر ز رہِ لطف حال پر اس کے
یہی ہے فیض کی بس ایک آرزو تجھ سے [1]

حضرت خطیب الاسلام کا نعتیہ کلام ان کے عشق رسول کا غماز اور ان کے گدازِ ایمانی کا ترجمان نظر آتا ہے۔ یہ نعتیں ان کے جذبِ اندروں کا اظہار بھی ہیں اور ان کے حسن عقیدت کا شہکار بھی۔ اشعار کی صورت میں انہوں نے شوقِ بے تاب کی عرض گزاری کا سامان مہیا کیا ہے...... خاموش جذبوں کو الفاظ کا وسیلہ بخشا ہے اور اپنی تمناؤں کو شاعری کے اسلوب میں ڈھال کر حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں نذر کیا ہے۔ ان کی شاعری فکر اقبال سے یوں متاثر ہوئی کہ اقبال کا رنگ اپنی تمام امتیازی خصوصیات کے ساتھ ان کے کلام میں نمایاں ہو گیا۔ اقبال کی محبوب اصطلاحات اور تراکیب ان کی شاعری میں اپنی تشریحات کے ساتھ ان کے کلام کا روشن پہلو دکھائی دیتی ہیں۔ عقل و عشق، جنوں و خرد، ذوق و شوق، شعورِ خودی، سرورِ بے خودی، من اور تن کی دُنیا، حسن و عشق کا امتزاج، یہ سب کچھ تراکیب ان کی شاعری میں تکرار کے ساتھ موجود ہیں ہر مقام پر راہوارِ عشق عقل کو حیران و پریشان چھوڑ کر منزلِ مقصود سے ہمکنار ہوتا نظر آتا ہے اور جنون کی سرفرازی خرد کی ظاہری چکا چوند کا طلسم باطل کرتی دکھائی دیتی ہے۔ ان کے کلام سے عشق کی سرفرازی شروع سے آخر تک دِلوں کو ایمانی حرارت سے گرماتی اور عقیدت کے کبھی نہ مٹنے والے آداب سکھاتی نظر آتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب حیات ان کے لئے منشورِ آگہی ہے جس کا مطالعہ ان کیلئے عین عبادت ہے۔

---

[1] ارمغان فیض ص:۳۷

مری نگاہ کے ہو سامنے رُخِ احمد
مطالعہ کے لئے یہ کتاب کافی ہے [1]

۞

سازِ بلال کی قسم سوزِ جنید کی قسم
زخمہء سازِ عشق ہے تری اُدائے دِلبری
جلوے ہیں کس قدر حسیں تیرے نیاز و ناز کے
لطفِ جمالِ بوذری شانِ جلیلِ حیدری [2]

۞

تیری نوائے شوق کی گونج ہے نعرۂ حسین
تیری اُدائے عشق کا عکس ہے جرأت خلیل
تیرا حریم ناز ہے منزلِ کاروانِ شوق
قبلہء اہل ذوق ہے تیرا ہی پیکرِ جمیل
لے گیا شوقِ دِل مرا مجھ کو ترے حضور میں
رہ گئی تھک کے دُور ہی مری خرد کی قال و قیل [3]

جیسا کہ ہم آغاز میں عرض کر چکے ہیں کہ صاجزادہ سید فیض الحسن کی شاعری فکر اقبال سے یوں متاثر ہوئی کہ اقبال کا رنگ اپنی تمام امتیازی خصوصیات کے ساتھ ان کے کلام میں نمایاں ہو گیا۔ اقبال کی محبوب اصلاحات اور تراکیب ان کے کلام میں اپنی معنوی تشریحات کے ساتھ نمایاں نظر آتی ہیں۔ عقل و عشق، جنون و خرد، ذوق و شوق، شعورِ خودی، سرورِ بے خودی، من اور تن کی دُنیا، حسن و عشق وغیرہ۔ نعت ہو یا نظم، ان راہوارِ عشق، عقل کو حیران و پریشاں چھوڑ کر منزلِ مقصود پر پہنچتا ہے۔ جنون کی سرفرازی،

[1] ارمغان فیض ص ۷۸ [2] ایضاً ص ۵۴ [3] ایضاً ص ۵۶

marfat.com

خرد کی ظاہری چکا چوند کا طلسم باطل کرتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ عشق کی قبولیت اور پذیرائی کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں

جس کی تپش کا ہو اثر اس کے حریم ناز تک
ایسا ہی سوز ہے نہاں عشق کی اِک نگاہ میں
منطق و فلسفہ کے سب ساحل اِستوار فیض
بہہ گئے سیل عشق کی یورش بے پناہ میں [1]

۞

بن کے رہے گی ایک دن سرمہء دیدۂ سحر
میرے جنوں کے فیض سے ظلمت شامِ عاشقی
ہوش کی سختیاں گئیں عقل کی دھمکیاں گئیں
جب سے بنا ہے دِل مرا فیض غلام عاشقی

''جنون وخرد'' کے عنوان سے ان کی ایک نظم جنون کی منزل آشنائی اور خرد کی کوتاہ بینی کے راز آشکارا کرتی نظر آتی ہے۔ اقبال کی طرح انہوں نے جنون کو عشق کی صورت میں جذبہء بے کراں سے تعبیر کیا ہے جبکہ خرد راستے کے غبار میں گم منزل کی ادنیٰ سی جھلک سے محروم و نامراد دکھائی دیتی ہے۔ اس نظم کے تین اشعار پیش ہیں۔

خرد کو جب بھی ملا وہ پسِ نقاب ملا
جنون کو جب بھی ملا ہو کے بے حجاب ملا
یقیں خرد کو نہیں اپنی کامیابی کا
جنوں کو مل بھی چکا اذن باریابی کا

---

[1] ارمغان فیض ص:۵۸

marfat.com

خرد تو کوئے طلب کے غبار میں گم ہے
جنوں مشاہدۂ حسن یار میں گم ہے [1]

حضرت خطیب الاسلام نے بعض شعائر اسلامی پر بھی قلم اُٹھایا ہے۔ اذان، نماز، عبادت اور عید کے عنوانات سے انہوں نے ان کی حقیقی رُوح کو اُجاگر کیا ہے۔ ان کا اندازِ فکر سطحی یا عارضی نہیں ہے بلکہ انہوں نے ان شعائر کے فکری پہلو کو تمام فنی لوازمات کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا اندازِ فکر محدود یا مختصر نہیں ہے بلکہ ان کی سوچ، ان شعائر کے بنیادی مقاصد اور علمی وتہذیبی پس منظر کو واضح کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ چنانچہ ''عبادت'' کے عنوان سے ان کی فکر افروزی کی ایک جھلک دیکھیے۔

جبلت کے تقاضوں کو محبت آشنا کرنا
مزاجِ زندگی کو خوگر حمد و ثنا کرنا
عبادت ہے فقط محو جمالِ یار ہو جانا
جمالِ حسن مطلق کے حسیں جلوؤں میں کھو جانا [2]

عید کو اکثر شعراء نے اپنی وقتی خوشیوں کی صورت میں موضوعِ شاعری بنایا ہے۔ اپنی منظومات میں ان شعراء کی نظر عید کے سامانِ خورد ونوش اور رنگ برنگے ملبوسات سے آگے نہیں بڑھ سکی ...... مگر حضرت خطیب الاسلام نے عید کی مسرتوں میں جلوہ گر اس فلسفہ کو واضح کیا ہے جو عید کو اہل ایمان کے لئے حقیقی خوشی و مسرت کا پیغام اور مہ صیام کے روحانی تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے والوں کے لئے خدائے پاک کا انعام بنا دیتا ہے۔ چنانچہ سید فیض الحسن لکھتے ہیں۔

مسافرانِ رہِ شوق کامیاب ہوئے
حریمِ حسن کے انوار بے نقاب ہوئے

---

[1] ارمغان فیض ص:۱۲۹ [2] ایضاً ص ۱۲۲

marfat.com

مہِ صیام کی تکمیل کی نوید ملی
خدا کا شکر ہے تبریکِ روزِ عید ملی [1]

''آذان'' وہ نغمہ لاہوت ہے جو اہل ایمان کے دلوں کو عبادت کے لئے اُبھارتا اور ان کے ایمان کو جلا بخشتا ہوا توحید و رسالت کے آداب سکھاتا ہے۔ آذان صبح عبادت کی اولین تنویر بھی ہے اور بندگانِ خدا کے جذبہء یقین کی تصویر بھی۔ حضرت خطیب الاسلام کی یہ نظم بلاشبہ اُردو اَدب کا شہ پارہ ہے۔ انہوں نے اس میں فکر و فلسفہ کے کتنے ہی جواہر تابدار جگمگاتے ہوئے اشعار کی صورت میں اصحابِ ایمان کے سامنے پیش کیے ہیں۔ تشبیہات و استعارات اور ایمان اَفروز تراکیب کے سبب یہ نظم دِلوں کو عبادت آشنا کرتی نظر آتی ہے۔

گمشدہ نغمہ ہے کوئی بربطِ لاہوت کا
وجد میں ہے جس کے زیر و بم سے دِل ناسوت کا
یہ نویدِ قربِ منزل پیامِ وصل ہے
ہر سحر اس کے فسوں سے رشکِ شامِ وصل ہے
صبح صادق ہے صدائے ساربان شوق ہے
اُٹھ کہ یہ وقتِ رحیلِ کاروانِ شوق ہے [2]

نماز کو اہل ایمان کی معراج کہا گیا ہے اس عنوان سے حضرت خطیب الاسلام کی شعری صلاحیتیں کس طرح رنگ دوام پیدا کرتی ہیں، دیکھنے کی چیز ہے۔ اس نظم کے آخری دو شعر پیش خدمت ہیں۔ نماز چونکہ عشق خداوندی کا پرتو اور جلوۂ حسن خدا میں کھو جانے کا انداز ہے اس لئے ان کا استدلال ملاحظہ ہو!

---

[1] ارمغانِ فیض ص ۱۲۳ [2] ایضاً ص ۱۱۹

marfat.com

حریم ناز کے پردے اٹھائے جاتے ہیں
جمالِ یار کے جلوے دکھائے جاتے ہیں
حریم حسن میں جب عشق باریاب ہوا
یہی ہے عشق کی معراج کامیاب ہوا [1]

غالب نے اپنی ایک غزل کے نعتیہ مطلع میں جمالِ محمدی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے

منظور تھی یہ شکل تجلی کو طور کی
قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی

حضرت خطیب الاسلام ''ظہور نور'' کے عنوان سے حسن و جمالِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابانیوں اور طلعتوں کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے عشق و ارادت کی جولانیاں دکھاتے ہیں۔ غالب کے اس شعر کی روشنی میں ان کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں

وفورِ حسنِ رُخِ یار کا نقاب بنا
فروغِ نور ہی خورشید کا حجاب بنا
شفق میں رنگ بھرا اور گلوں کو مہکایا
ہزار رنگ میں اس نے ظہور فرمایا
کہاں کہاں اسے دیکھا کہاں کہاں پایا
وہ جانِ ناز برنگ نیاز بھی آیا [2]

عظمت آدم کے عنوان سے ان کی فکر انگیزی کے انداز ملاحظہ کیجئے۔

اس طرح شیشہء امکاں میں ہیں انوارِ وجود
محفل راز کی غماز ہوئی بزم شہود

---

[1] ارمغان فیض ص:۱۲۱ [2] ارمغانِ فیض

marfat.com

ایک قطرے میں نہاں شوکتِ قلزم دیکھو
دیکھنے والو ذرا عظمت آدم دیکھو [1]

''ذوق وشوق'' اقبال کا خاص موضوع ہے۔ اقبال نے اس موضوع سے اُمت مسلمہ کو نئی زندگی کا پیغام دیا۔ ان کے پیغام کی بدولت ذوق وشوق کی وارفتگی خاک کے ذروں کو ہمدوشِ ثریا ہونے کا سلیقہ بخش دیتی ہے۔ یہی فکر حضرت خطیب الاسلام کی نظم ''ذوق'' میں نمایاں نظر آتی ہے۔

ذوق احساس و تخیل کو جلا دیتا ہے
ذوق ذرّے کو خورشید بنا دیتا ہے
کارواں ساز بھی ہے قافلہ سالار بھی ہے
منزلِ قافلہء شوق کا معمار بھی ہے
معرفت کے درِ مسدود کو وَا کرتا ہے
فکر کو طاقتِ پرواز عطا کرتا ہے [2]

''سرورِ سرمدی'' کے عنوان سے ان کی فکری پرواز کی بلندی دیکھئے۔

خرد فریبِ زندگی، جنوں شعورِ زندگی
وہ راز دارِ زندگی، یہ محوِ جستجو ابھی
ہے میکدے میں کام کیا شعورِ ناتمام کا
دلیل جہل ہے یہاں، شعور صبح و شام کا [3]

حضرت خطیب الاسلام کی شعری ادبی صلاحیتوں سے خراج لینے والے ''حسن کا بانکپن'' ملاحظہ کیجئے۔

---

[1] ارمغان فیض ص:۱۲۶ [2] ایضاً ص:۱۲۴ [3] ایضاً ص:۵۰

marfat.com

حسن ربط و ضبط ہستی، حسن روح کائنات
علت تخلیق آدم، رونق بزم حیات
بزم امکاں حسن سے جنت بداماں ہوگئی
اس کے دم سے ہر خلش راحت کا ساماں ہوگئی [1]

حضرت خطیب الاسلام کا مجموعہ کلام ''ارمغانِ فیض'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے اس میں ان کی نعتوں نظموں کے علاوہ چند منقبتیں بھی ہیں۔ حضرت خطیب الاسلام کی شاعری ان کی غیر معمولی علمی وادبی صلاحیتوں کا نہایت وخوبصورت اظہار ہے۔ ان کی شاعری میں مطالعہ کی گہرائی بھی ہے اور مشاہدہ کی گیرائی بھی ...... مضمون آفرینی بھی ہے اور زبان و بیان کا خوبصورت انداز بھی ...... پرشکوہ تراکیب بھی ہیں اور برمحل معاملہ بندی بھی ...... رفعت افکار بھی ہے اور شوکت استدلال بھی ...... جذبات ایمانی کی سچائی بھی ہے اور خلوصِ عقیدت کی رعنائی بھی۔ آپ کی منظومات ہنگامی وقتی یا عارضی سوچ کی حامل یا کسی سطحی سوچ کی مرہونِ منت نہیں بلکہ ان کا منبع قرآن، حدیث اور مطالعہ تاریخ وتہذیب ہے۔ اس لئے آپ کی منظومات کا تأثر اتنا جامع ...... تاثیر اس قدر ہمہ گیر اور نظریاتی استدلال اس قدر بھرپور ہے کہ یقیناً ان کی شاعری سے ذوقِ ایمانی کی جلا بھی میسر آئے گی اور فکر ونظر کی تابندگی بھی۔ حضرت خطیب الاسلام کا نعتیہ کلام ان کے لئے توشہء آخرت بھی ثابت ہوگا اور انہیں دُنیائے ادب میں حیاتِ دوام بخشنے کا باعث بھی بنے گا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ [2]

---

[1] ارمغان فیض ص ۱۲۷ [2] دیباچہ ارمغان فیض تحریر پروفیسر اکرم رضا

marfat.com

خطیب الاسلام قدس سرہٗ

کی

نثر نگاری

پروفیسر محمد اقبال جاوید
صدر شعبہ اردو گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ

اہل نقد و نظر کا خیال ہے کہ اسلوب، فکر اور جذبے کے اظہار کا نام ہے۔ خیالات عام فہم پیرائے میں اُدا ہو جائیں تو اسے نثر کہیں گے اور جذبات ایک مترنم ہیئت کے سانچے میں ڈھل جائیں تو وہ نظم کہلائیں گے۔ نثر میں براہِ راست نوعیت کی ایک واضح اور قطعی صورت ہوتی ہے تا کہ بات جلد سے جلد قاری کے ذہن تک پہنچ جائے جبکہ شعر میں ایک رُومانی فضا اُبھارنے کے لئے ابہام و ایہام کی بلاغت، بحور و قوانی کی نغمگی اور بیان و بدیع کی مجاز آفرینی سے اس لئے کام لیا جاتا ہے کہ جذباتی کیفیت سے قاری کا وجدان تاثر قبول کرے مگر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خیال اور جذبہ الگ الگ نہیں رہ سکتے بلکہ اس انداز سے گھل مل جاتے ہیں جیسے کسی نے دودھ اور شہد کو ملا کر جام زمردیں میں ڈال دیا ہو۔ یہی وہ مقام ہے کہ جہاں کسی کی نثر میں شعر کے تیور آ جاتے ہیں اور کسی کی نظم پر نثر کا گمان گزرتا ہے۔

marfat.com

''یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ وہ ادبی تخلیق جس کو ہم ہیت کے اعتبار سے نظم کہتے ہوں، شعریت سے بالکل محروم ہو اور اس کے برخلاف وہ شہ پارہ ادب جو ظاہری خدوخال کے لحاظ سے نثر کے زمرے میں آتا ہو، زبان و بیان کی لطافتوں کے باعث ہزاروں شعروں پر بھاری ہو۔'' [1]

اس نوع کی وہ آراستہ نثر تھی کہ اسے دیکھ کر حسرت موہانی کہہ اٹھے تھے کہ اب

ع نظم حسرت میں کچھ مزا نہ رہا

''مقالات خطیب الاسلامؒ'' کی خوبصورت نثر اسی خیال کی مؤید ہے اور یہی خیال احقر کے اشہب قلم کے لئے مہمیز کا کام دے رہا ہے۔

مرے لہجے میں آئی ہے حلاوت
جمال ہم نشیں تیرے اثر سے

خطیب الاسلام حضرت سید فیض الحسن برصغیر کی اس تابناک تاریخ کا ایک ورق ہیں جس پر فکر و نظر اور شعر و ادب کی کہکشاں بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔ تب علامہ اقبال کی مفکرانہ عظمتوں، مولانا ابوالکلام آزاد کی عالمانہ وجاہتوں، مولانا ظفر علی خان کی ادیبانہ رفعتوں اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے خطیبانہ زمزموں سے برصغیر گونج رہا تھا، صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ نے ان دیوقامت شخصیتوں کے ہالے میں اپنی انفرادیت کو منوایا۔ وہ ان شخصیتوں سے یقیناً متاثر بھی ہوئے مگر رنگ، ڈھنگ اور آہنگ ان کا اپنا رہا بلکہ اپنی گفتار اور اپنے کردار سے انہیں بھی متاثر کیا۔

وہ ایک خطیب تھے کہ بولتے تھے تو یوں لگتا تھا کہ ایک تختہ چمن کھلا ہوا ہے اور رنگا رنگ پھول شاخ گفتار سے جھڑتے چلے جا رہے ہیں ایک ادیب تھے کہ قلم اٹھاتے تھے تو لولوئے لالا بکھرتے چلے جاتے تھے ایک طبیب تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے

[1] اسلوب اور اس کے عناصر ترکیبی۔ ڈاکٹر منظر عباس نقوی۔ نگار مسائل ادب نمبر 1968ء صفحہ 49

marfat.com

ہاتھ میں شفا رکھ دی تھی ایک شاعر تھے کہ جب بھی خلوت میسر آتی تھی تو جملوں کی موزونیت، مصرعوں میں تبدیل ہو جاتی تھی ...... ایک صوفی تھے کہ عالم کثرت میں حسن وحدت کے تمنائی اور تماشائی رہتے تھے وہ خانقاہی مزاج رکھنے کے باوجود وقت کی ہر کربلا میں رسمِ شبیری ادا کرنا فرض سمجھتے تھے۔

ع اک شخص جس میں جمع تھا گلزار اب کہاں

وہ برصغیر کی سیاسی اور دینی تحریکوں میں حسن استقامت کے والہانہ پن کے ساتھ شریک رہے۔ ان کی سوچ سے اختلاف تو ہوسکتا ہے مگر ان کے خلوص عمل اور جوش عمل دونوں سے انکار مشکل ہے۔ اختلاف کے باوصف، عظمت کا اعتراف، خود عظمت کی دلیل ہوا کرتا ہے۔

''مقالات خطیب الاسلام'' میں ان کی تقریریں بھی ہیں اور تحریریں بھی۔ یہ ادب پارے ایک دینی اور سیاسی شخصیت کی ادبی اور فکری زندگی کا ایک گراں بہا ورثہ ہیں اس ورثے میں وقعت بھی ہے اور وقار بھی ...... لطف بھی ہے اور لطافت بھی ...... تشنگی بھی ہے اور شائستگی بھی اور دورِ حاضر کی بے ذوق فضا کو فی الواقع اس ادبی فیضان کی ضرورت تھی کہ نسل نو روز بروز اسلاف کے نقوش پا کی تابانیوں سے محروم اور بیگانہ ہوتی جا رہی ہے۔ ان اوراق میں خطیبانہ انوار اور ادیبانہ افکار، حرف حرف لو دے رہے ہیں۔ دلیل کا حسن ہے کہ لفظوں کو دل میں اتارتا چلا جا رہا ہے ...... ان تحریروں میں نثر ونظم اور جذب وجنوں کا ایک کیف افزاء امتزاج ہے حق یہ ہے کہ صاحب تحریر نے ایک طویل دور کو متاثر کیا۔ وہ عہد آفرین اور ہمہ جہت وجود تھے اور ظاہر ہے کہ صرف لفظوں کی شطرنج سے ایک عرصے تک ساحری قائم نہیں رہ سکتی اور نہ محض مقفی عبارت کی جادوگری سے قلوب مسخر ہو سکتے ہیں جب تک زبان، دل کی رفیق نہ ہو، بات میں قلندری کے انداز نہیں آیا کرتے۔

marfat.com

رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک، خیال بلند و ذوق لطیف

فنی طور پر لفظوں کو دل کی دھڑکنیں اعجاز بنایا کرتی ہیں بانسری تو کھوکھلی ہی ہوتی ہے مگر یہ بجانے والے کا دل ہے کہ نغمے کی شکل میں پھوٹتا، ابھرتا اور ابلتا ہے اور سامعین کو یوں متاثر کرتا ہے جس طرح شاخ گل میں باد سحر گاہی کا نم سما جاتا ہے۔ ساز کی رگوں میں جب تک صاحب ساز کا لہو رواں دواں نہ ہو فن معجزہ نہیں بنا کرتا

"مقالات خطیب الاسلام" میں انشائے لطیف کے بہت سے ایسے شہ پارے ہیں کہ ان سے ذوق سلیم مدتوں مسحور لذت رہ سکتا ہے وہ برجستہ اشعار سے اپنی نثر کی لے تیز کر دیتے ہیں اور کہیں تو یوں لگتا ہے کہ ان کے حسن استعمال سے خود اشعار کو شگفتگی مل گئی ہے اور وہ اس سے پہلے اپنے مفہوم، موقع اور محل کی تلاش میں تھے۔ وہ اکثر اقبال کے اشعار سے اپنے جملوں کو اس قدر جاندار اور توانا بنا دیتے ہیں کہ وہ ایک مردانہ وقار اور ایک چھا جانے والی ادا کے ساتھ قاری کے دل اور جگر دونوں کو رضا مند کر جاتے ہیں تیر نیم کش کی یہ صلاحیت، اقبال کے تاثر کا ایک دل آویز نتیجہ ہے کہ اقبال، بلال مشرق بھی ہے اور کلیم ایشیا بھی۔ اس کی فکر اسی لئے انقلاب آفریں ہے کہ اس کی فکر کا محور اسلام ہے اور

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں، لا الٰہ الا اللہ

یہی وہ بنیادی خصوصیت ہے جس نے ان تحریروں کو ایک سرمدی کیف اور ایک ابدی سرور عطا کر دیا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ

"ہر تعمیر و تخلیق کا سرچشمہ مذہب ہی رہا ہے۔ خواہ وہ تعمیر و تخلیق کسی نام سے کی

marfat.com

وقت آئی ہو۔"[1] چونکہ اسلام آخری ضابطہ حیات ہے اس لئے اس کا انقلاب آفرین ہونا لازم ہے۔

حضرت خطیب الاسلام کی تحریر اور تقریر کی ایک نمایاں خصوصیت خوبصورت لفظی مترادفات کا ایک رواں دواں دھارا ہے۔ اس دھارے کی روانی اور خروش دیکھ کر وہ دریا یاد آ جاتے ہیں جو سنگلاخ راستوں میں بھی موجِ خرام یار کی طرح گل کترتے چلے جاتے ہیں۔ لفظوں میں شبنم کی لطافت اور تلوار کی کاٹ اس وقت تک نہیں آ سکتی جب تک وسعت مطالعہ کے ساتھ ساتھ کسی نگاہ کا فیض شامل نہ ہو۔ محض مکتب کی پابندی تو آداب فرزندی نہیں سکھایا کرتی، میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ شاہ صاحب کی ہر تحریر کسی نہ کسی رنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے مستنیر ہے بلکہ یہی ایک حوالہ، پھلتے، پھولتے اور پھیلتے ہوئے ایک نورانی ہالہ بن کر ہر شے کو محیط ہو جاتا ہے۔ اسلئے یہ فیض ہے اس ذات گرامی قدر صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے ہر دور کی ہر فکر کو رعنائی...... ہر بات کو دانائی...... اور ہر ذات کو توانائی ملتی رہی ہے۔ حسن جہاں بھی ہے...... جس شکل میں ہے...... وہ اسی بارگاہِ ناز کا مرہونِ منت ہے۔ ؎

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو
آنکہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نور مصطفیٰ او را بہا ست
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

انسان اپنے بڑوں اور ہمعصروں سے تاثر ضرور لیتا ہے مگر حق یہ ہے کہ حضرت خطیب الاسلام نے اپنے ماضی اور حال کے اکابرین سے استفادہ ضرور کیا مگر افصح العرب صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تقلید اور کامل محبت ہی نے ان کے لفظوں کو جمال و کمال

---

[1] پروفیسر رشید احمد صدیقی۔ خطبات

marfat.com

کے وہ سانچے دیئے کہ ان کی نثر کے سامنے، وہ شاعری بھی شرمندہ ہے جس کا کام ہی موسیقیت کی میزان میں تل کر، سحر حلال بننا ہے۔ ماننا پڑتا ہے کہ ؂

شعر و ادب بھی، آہ و فغاں بھی ہے ان کا فیض
پیش حضور اپنی متاعِ ہنر کریں

یہ فیصلے بھی بڑے کرم کے ہیں اور یہ بات بھی بڑے نصیب کی ہے ورنہ منافق کو توفیق ثنا ملتی ہی کب ہے؟...... وہاں تو کوشش کے باوجود زبان گنگ اور ہاتھ شل رہتے ہیں کہ ...... منافقت فکر و عمل کی وہ دُھند ہے جو تاریکی سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتی ہے ...... اور احقر کے نزدیک حمد و نعت کے میدان میں زبان بعد میں کھلتی اور قلم بعد میں اُٹھتا ہے اور منظوری پہلے ہو جاتی ہے۔

نعت میں کیسے کہوں ان کی رضا سے پہلے
میرے ماتھے پہ پسینا ہے ثنا سے پہلے

حقیقت یہ ہے کہ حضرت خطیب الاسلام کی یہ تحریریں، قبولیت کے شرف سے مشرف ہیں اور اسی شرف نے صاحب تحریر کو خاصانِ بارگاہ میں سے بنا دیا ہے۔ ؂

قلم نے چوما جب اُمی لقب کے ہاتھوں کو
صحیفہ ہائے اَدب نے بلاغتیں پائیں
دِلوں نے سوز، دماغوں نے سوچ، ذہن نے لفظ
زباں نے صوت، خیالوں نے حرمتیں پائیں

تصوف کی گھلاوٹ صاحب موصوف کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کی فطرت کا ایک گراں بہا عنصر تھی نتیجہ معلوم کہ ان کے سیمابی پیکر کو طمانیت کی وہ عظمت مل گئی جہاں دُنیا بھر کی محبتیں، ایک محبت میں ضم ہو جاتی اور جگر کے زخم کیف دینے لگ جاتے ہیں۔

marfat.com

سرشت عشق طلب اور حسن بے پایاں
حصول تشنہ لبی ہے شدید تشنہ لبی

اس عشق طلب فطرت کو ''جمالِ ختم نبوت'' نے یوں جلا بخشی کہ وہ عمر بھر انگریز اور اس کے خود کاشتہ پودے کا تعاقب کرتے رہے ؎

پہلے ہی خاک دل تھی مری فخر کائنات
اب پوچھنا ہی کیا کہ تری رہگذر میں ہے

سارقین نبوت اور ان کے سر پرستوں کے لئے ان کا شعلہ گفتار ہر آن بھڑکتا اور لپکتا رہا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کا پرچم بے روک ٹوک لہرانے لگا۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہمارا قبلہ، مراد اور کعبہء ذوق ہے۔ ان کی ختم المرسلینی پر ساڑھے تیرہ سو برس میں کئی رہزنوں نے دست درازی کرنا چاہی لیکن وقت کی غیرت نے انہیں نقش آب کی طرح محو کر دیا...... اور ان کی قبروں کے نشان، فطرت کی دستبرد سے غبار معصیت ہو کر اُڑ گئے۔[1]

یہ ایک بے غبار صداقت ہے کہ اسی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خطیب الاسلام کی ذات کو وقار اور ان کی بات کو اعتبار عطا کر رکھا تھا کہ یہی جذبہ، وجہ وجود کائنات ہے اور اسی اساس پر ہمارے ایمان کے ایوان قائم ہیں ورنہ

ع رکھا ہی کیا ہے جہان خراب میں

حضرت خطیب الاسلام کی بے ساختہ نثر میں بھی اس قدر منطقی ربط ہے کہ ہر لفظ اپنے اپنے مقام پر ایک نگینہ ہے۔ کسی حک و اضافے اور تغیر و تبدل سے کسی مزید خوشنمائی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا بلکہ یوں لگتا ہے کہ وہ لفظ اسی مقام کے لئے آسمان

---

1 آغا شورش کاشمیری

marfat.com

سے اترا تھا۔ آپ کے لفظی مترادفات اور تراکیب میں کوئی مشکل پسند پیچیدگی نہیں ہے بلکہ ایک نوع کا نغماتی حسن ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ تغزل اور ایمائیت نے ان کی نثر کے تیور سنوار دیئے ہیں ...... اسے شعر منثور کہہ لیجئے یا نثری نظم کا نام دے لیجئے ان کے ہاں آمد کی ایک بے پناہ کیفیت ہے ...... لفظوں کی مترنم شگفتگی اور جملوں کا صوتی حسن، بات بات میں اک بات پیدا کرتا چلا جاتا ہے ایسے ہی لب اعجاز پر نطق ناز کیا کرتا ہے۔

حضرت خطیب الاسلام نے بھرپور سیاسی زندگی گزاری ...... دینی تحریکوں میں بھی حصہ لیا ...... ظاہر ہے کہ ان میدانوں میں ہر مکتب فکر، ساتھ نہیں دیا کرتا ...... لوگ مخالف بھی ہوتے ہیں۔ یہاں اظہار کی معمولی سی شدت اور بیان کی ہلکی سی حدت بھی دست و بازو کے تصادم تک پہنچ جاتی ہے ...... مگر آپ نے اس میدان میں بھی قدم قدم لفظ کی عصمت اور زبان کی آبرو کو قائم رکھا۔ نہ زبان کو بے اعتبار ہونے دیا نہ بیان کو بے وقار ...... انہوں نے مخالفت میں بھی شرافت کے معیار کو قائم رکھا اور کہیں بھی لفظوں کو خفیف نہیں ہونے دیا۔ گالیاں سن کر وہ بے مزہ ضرور ہوتے تھے کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے مگر گالی کا جواب گالی سے نہیں دیا کرتے تھے۔ انہوں نے ہر مقام پر اعتدال کے حسن کو قائم رکھا۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ بے اعتدالیاں انسان اور زبان دونوں کو سبک بنا دیتی ہیں۔

الفاظ خود نہ برمحل ہوتے ہیں نہ بے محل، نہ فصیح نہ بلیغ، طرز استعمال نہیں انہیں سلیقہ اور قرینہ عطا کرتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لفظی رعنائیوں میں الجھ کر قلم مفاہیم و مطالب نظر انداز کر جاتا ہے مگر سید فیض الحسن کے ہاں خوبصورت الفاظ کے خزانے بھی ہیں اور دلائل و براہین کے انبار بھی اور انہی کے امتزاج سے ان کی تحریر و تقریر، قلب و نظر اور ہوش و خرد شکار کرتی ہے۔ ان کے ہاں جوش کے ساتھ ساتھ تاثیر بھی نمایاں نظر

marfat.com

آتی ہے۔ یہ الگ بات کہ لفظی شکوہ سے مسحور ہو کر قاری یا سامع دلائل کی طرف متوجہ نہیں ہوتا غالباً یہی وجہ ہے کہ بطور مقرر تو انہیں ایک دنیا جانتی اور پہنچانتی ہے مگر بطور ادیب وشاعر ان سے بہت کم لوگ متعارف ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ

"بعض جامع الصفات شخصیات اپنے تمام تر علمی تبحر اور فضیلت کے باوجود ایک ایلیے سے دوچار رہتی ہیں وہ یہ کہ ان شخصیات کا وہ پہلو جو دوسرے پہلوؤں کی نسبت زیادہ فعال اور پر اثر ہوتا ہے اس قدر غالب حیثیت اختیار کر جاتا ہے کہ دوسرے پہلو شخصیت کی صدائے بازگشت بن کر رہ جاتے ہیں حالانکہ غالب تاثیر رکھنے والے پہلو سے دب جانے والے دوسرے پہلو بھی اپنے اپنے مقام پر جامعیت اور ہمہ گیری کے حامل ہوتے ہیں۔" [1]

اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ صلاحیت عطا کی تھی کہ وہ خشک سے خشک موضوعات کو بھی حسن اَدا سے رَعنا بنا سکتے تھے۔ ان کی خطابت میں ایک اُمنڈتے ہوئے سیلاب، ایک لپکتی ہوئی بجلی اور ایک برستے ہوئے بادل کی سی کیفیت ہوتی تھی۔ ان کی طنزوں میں شگوفوں کی چٹک اور جملوں میں گیسوؤں کی گندھاوٹ ہوتی تھی، گو ذاتی طور پر وہ ایک نغمے کی طرح سلگتے رہتے تھے۔ زمانے کی ناقدری کے پیش نظر آخری عمر میں سوچا کرتے تھے کہ اب وہ محض ماضی کی ایک سبکدوش عظمت ہیں۔ مولا کریم نے انہیں ذہانت و خطابت کے بہت سے جوہر کچھ ایسے تناسب سے دیئے تھے کہ اب ان جیسا لانے کے لئے زمانے کو صدیوں کا سفر طے کرنا پڑے گا۔ وہ اپنی انفرادیت کا جمال، آنکھوں اور کانوں کے راستے دلوں تک اُتار دینے کی صلاحیت سے بہرہ ور تھے۔ وہ لوگ جو انہیں صرف ایک شعلہ نوا خطیب ہی کی حیثیت سے جانتے ہیں، ان تحریروں کی روشنی میں انہیں ایک سحر طراز قلمکار کے اعتبار سے بھی پہچاننے لگ جائیں گے۔ تصوف

---

[1] گلستان مدحت کا گل چیدہ۔ پروفیسر محمد اکرم رضا، ارمغان فیض ص:5 1991ء

marfat.com

کے موضوعات پر ان کی تحریریں محض مطالعاتی نہیں ہیں بلکہ کیفیاتی اور ذاتی محسوس ہوتی ہیں۔ جب تک واردات جسم و جاں پر نہ بیت جائیں...... بات نور و سرور سے محروم رہتی ہے۔

ان تحریروں میں بہت سے ایسے جملے ہیں جن میں فصاحت، بلاغت کا دامن تھامے ہوئے ہے۔ ان فقروں میں تاریخ کی واقعیت ...... اُدا کا حسن ...... شعر کی ایمائیت ......اور اَدب کی زیبائی منتہائے کمال پر پہنچ کر ہم آہنگ ہوگئی ہے۔ انہیں پڑھ کر اس اَمر پر یقین سا آجاتا ہے کہ

''شعر و ادب، گفتار و کردار کا جمال و کمال ہے۔'' [1]

سچ یہ ہے کہ اظہار و اداء کا کوئی میدان ہو، بندش الفاظ، نگوں کا جڑنا ہے اور فن تحریر فی الواقع مرصع سازی ہے۔ اب لفظی مرصع سازی کے کچھ آویزے بھی دیکھئے اور ان سے ان کے باقی رشحات خامہ کے حسن اُدا اور قوت استدلال کا اندازہ کیجئے۔ میں نے چند مثالوں پر اکتفا کی ہے زیادہ مثالوں سے قاری کے ذوق کی حق تلفی نہیں کی۔

....

حق و صداقت جب مجسم بن کر سامنے آتے ہیں تو پیکر نبوت بن جاتے ہیں۔

....

نبی کی خلوت اللہ کی دید اور اس کی جلوت اللہ کی شنید ہوتی ہے

....

محبت بغیر ادب و احترام کے ناتمام اور اطاعت بغیر محبت کے جسم بے جان سے زیادہ نہیں

....

[1] پروفیسر رشید احمد صدیقی۔ اقبال گنج گرانمایہ 1986ء، صفحہ 146

maktabah.org

عشق نبوی کا انداز ان سے سیکھیں، جن کے عشق کی تادیب خود حسن نے فرمائی۔

....

عالم شریعت میں اس کی اطاعت، عالم طریقت میں اس کی محبت اور عالم معرفت میں اسی کی کیفیت مقصود مومن ہے۔

....

اس کی داستان حسین دنیائے باطن کیلئے وجہ تسکین اور عالم ظاہر کیلئے وجہ تزئین ہے۔

....

قطرے اسی نسبت سے بحر زخار اور ذرے اسی تجلی سے آفتاب نصف النہار بن گئے

....

خالق کائنات نے اسی گل رعنا کی نمود کے لئے مرغزار وجود کو سجایا عشق و محبت، محویت مقصد کا نام ہے۔

....

رحمۃ للعالمینی، ربوبیت کی انتہاء ہے، اس لئے یہی وجہ بقا و ارتقاء ہے۔

....

حصول کمال کے لئے تصور کمال ضروری ہے۔

....

کائنات کی بقا اور ارتقاء اس بات کی شاہد ہے کہ یہاں خیر شر پر اور تعمیر، تخریب پر غالب ہے۔ یہاں تخریب بھی کسی نئی تعمیر کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

....

علامہ اقبال نے حواس پر مبنی عقل جزئی کے نتائج کو ہمیشہ مشکوک قرار دیا ہے اس کو جویائے راہ تو سمجھا ہے لیکن دانائے راہ کبھی نہیں مانا۔

marfat.com

عارف کا نفس مطمئنہ جنت معرفت میں مقیم ہوتا ہے جہاں پھول ہی پھول ہوتے ہیں اور ریب یا عیب کا کوئی کانٹا موجود نہیں ہوتا۔

....

وادی منیٰ سے لے کر وادی کربلا تک امت مسلمہ کو خوگر تسلیم و رضا بننے ہی کا سبق دیا گیا ہے۔

....

عقل جزئی، کنیز حیات تو ہے، دانائے ذات نہیں ہے۔

....

عقل بتاتی ہے..... وجدان دکھاتا ہے..... عقل سنگ میل تک جاتی ہے تو وجدان دیار حبیب تک پہنچاتا ہے۔

....

وحدت عمل سے مساوات وجود میں آتی ہے اور باہمی تعاون سے اخوت ابھرتی ہے۔

....

خارجی تخریب سے بچنے کے لئے داخلی تنظیم ضروری ہوتی ہے۔

....

صبر ایک حکیمانہ انتظار اور ایک مدبرانہ اعتبار ہے۔

....

آپ شب دیجور کی ظلمتوں کے باوجود طلوع سحر کے انتظار میں ہنس کھیل کر، ظلمتوں سے نباہ کرتے جائیں تو اس افتاد مزاج اور طرز کردار کو ہم صبر کے نام سے موسوم کریں گے۔

....

بیج سے لے کر ثمر تک اور آہ سے لے کر اثر تک قدرت کا اٹل ضابطہ قوانین کارفرما ہے۔

marfat.com

فتح کی مسرتوں میں دوسروں کو بھی شریک کیجئے اور شکست کی تلخیوں پر خود ہی مسکرا کر اسے گوارا بنا لیجئے۔

....

نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں چلنا سعادت ہے۔...... تھک کے گر جانا شہادت ہے اور منزل پر پہنچ جانا معراج ہے۔

....

ناتمامی، نقص یا عیب، دراصل عقل جزئی کی غلط بینی کی وجہ سے ہے کہ چشم احول کو اشیاء دو دو نظر آتی ہیں اور یرقان کا مریض ہر چیز کو زرد ہی دیکھتا ہے۔ پس دید سے پہلے تطہیر لازم ہے اور تطہیر نگاہ کے بعد ہی کثرت میں وحدت اور جز میں کل کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

ذکر یاد جمال اور تصور کمال کا نام ہے۔ ذکر کی مشق سے محبت پروان چڑھتی، بڑھتی اور ابھرتی ہے۔

....

تزکیہ، فطرت انسانی کی بیداری اور قبول حق کے لئے تیاری کا نام ہے۔

....

تعلیم و تربیت کا بنیادی اصول ابتداء میں صرف مرشد اور مربی کی ذات پر اعتماد ہے۔ تنقید اس راہ کا حجاب ہے اور تسلیم پر حصول فیض کا مدار ہے۔

....

قحط الرجال کے اس دور پر آشوب میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ اب تو شاید وہ قلم ہی ٹوٹ گئے ہیں جن کی نوک پر اس نوع کا حسن مچلتا تھا۔ اب تو ان اقدار کو بھی بے اعتبار بنایا جا رہا ہے جن سے لوگ اکر فکر و عمل بیدار و بالیدہ ہوا کرتے تھے۔

marfat.com

ادیب و شاعر عموماً وقتی ہنگاموں اور سیاسی آویزشوں سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ وہ ایک گوشہ عافیت ہی میں انجمن بسائے رکھتے اور خود کو محشر خیال سمجھتے ہیں لیکن حضرت خطیب الاسلام کی زندگی انتہائی ہنگامہ خیز رہی۔ وہ اپنے پورے خطیبانہ شکوہ کے ساتھ استعماری اور لادینی قوتوں سے ٹکراتے رہے۔ انہیں ہنگاموں میں بھی خلوت کا لطف ملتا رہا اور انہی ہنگاموں میں ان کا ادب نکھرتا اور فکر سنورتا رہا۔ وہ بجا طور پر یہ کہہ سکتے تھے کہ

اپنی تقریروں کو سوز جاودانی بخش کر
پانچ دریاؤں کے پانی کی روانی بخش کر
میں نے شاہوں کے تبختر روند ڈالے دوستو
میں نے تاج وتخت نیزوں پر اچھالے دوستو

ان کے ہاں ایک عجیب بے قراری کی سی کیفیت تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسان کو دل حساس اور دیدہ بیدار عطا ہوا ہو اور منزل کا نور بھی دور نظر آ رہا ہو تو رگ رگ میں ایک سیمابی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حسرت موہانی نے گفتار محبوب میں جس ''تاثیر برق حسن'' کا ذکر کیا ہے وہ تاثیر شاہ صاحب کو دیعت ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ایک ایسی ''لرزش خفی'' بھی عنایت ہوئی تھی جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

ہر چند بگولا مضطر ہے اک جوش تو اس کے اندر ہے
اک رقص تو ہے، اک وجد تو ہے، بے چین سہی، برباد سہی

یاد رہے کہ صحرائے نجد کی ساری آبرو ایسے بے چین بگولوں ہی کا فیض تھا۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی نے علامہ اقبال کے بارے میں لکھا تھا کہ

''مرحوم کو صرف شاعر سمجھ لینا، یا یہ کہ ان کے خیالات یا تصورات تمام کے تمام ان کے کلام میں مقید ہو چکے ہیں، بڑی غلطی ہے۔ مرحوم کی فکر ونظر کا بہت کم حصہ ان کے کلام

marfat.com

میں منتقل ہوا ہے۔وہ بہت کچھ جانتے تھےاور یہی نہیں بلکہ اکثر کچھ ایسا محسوس ہوا جیسے بعض بالکل ہی نئی باتیں دوران گفتگو میں ان پر کسی کوشش کے بغیر منکشف ہو گئیں۔ [1]

بعینہٖ حضرت خطیب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ تصور کہ ان کا مبلغ علم ان کی صرف چند تقریروں تک محدود تھا، ناانصافی ہے۔ ان سے مل کر اور انہیں سن کر (اور اب انہیں پڑھ کر) ان کے فکری بلوغ اور علمی رسوخ کا اندازہ ہوتا تھا اور بعض اوقات یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان کا وجود عناصر اربعہ سے نہیں، فنون لطیفہ سے بنا ہوا ہے اور ان کے مطالعہ کی وسعت کا اندازہ اس امر سے لگا لیجئے کہ وہ قرآن وحدیث کے غائر مطالعے کے ساتھ ساتھ اردو اور فارسی شعر وادب کا ایک قابل قدر ذوق رکھتے تھے اور یہ بات قارئین کے لئے خوشگوار حیرت کا باعث ہوگی کہ وہ بدو شعور ہی سے انگریزی ادب بالخصوص فکشن کے مطالعہ کے انتہائی شائق تھے۔ایک بار جب ان سے اس بار میں استفسار کیا گیا [2] تو انہوں نے فرمایا

کہ انگریزی فکشن میں منظر کشی کا کمال مجھے دوران تقریر میں انتہائی مدد دیا کرتا ہے۔

گویا ان میں ''مطالعاتی تعصب''نہیں تھا بلکہ وہ ہر حکمت کے شیدائی تھے۔ جہاں بھی ہو، جس رنگ اور جس شکل میں ہو، وہ اسے اپنا ہی ورثہ سمجھتے تھے۔

گفت حکمت را خدا خیر کثیر
ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر

مطالعہ کے اسی تنوع کا فیض تھا کہ وہ جدید معاشی، سائنسی اور نفسیاتی مسائل سے کماحقہ آگاہ تھے، اسی لئے ان کی خطابت کے مواد اور انداز دونوں میں یکسانیت نہیں ہوتی تھی بلکہ موقع اور محل کے مطابق ان میں بوقلمونی، رعنائی اور کشش ہوتی تھی۔ان کا

---

[1] پروفیسر رشید احمد صدیقی اقبال گنج گرانمایہ ص:۱۴۶، ۱۹۸۶ء

[2] بروایت پروفیسر منصور احمد خالد، گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ

marfat.com

طرز تخاطب، مساجد میں عالمانہ...... حکماء کی محفل میں فلسفیانہ...... کالجوں میں فاضلانہ اور سیاسی جلسوں میں والہانہ ہوا کرتا تھا۔ وہ حاضرین کی نگاہوں کے زاویوں سے مضمون چنتے اور ان کی جبینوں کی سلوٹوں سے اپنی تقریر کا تار و پود تیار کرتے تھے۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ وہ مقرر ہی کیا جو خود موقع کے مطابق ڈھل کر سامعین کو اپنے ذوق کے مطابق ڈھالنا نہ جانتا ہو۔

''ان کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں بچوں کی معصوم مسکراہٹ لودیتی تھی۔ ان کے فقروں میں برنائی اور رعنائی ہوتی تھی جیسے کسی نے مروارید کی لڑیاں پرودی ہوں۔ ان کی ہر تقریر کہکشاں معلوم ہوتی تھی۔ الفاظ قوس قزح، مطالب عقد ثریا، وہ سامعین کو سوچنے کی اجازت ہی نہیں دیتے تھے۔ جس تیزی سے خود بہتے، اسی تیزی سے سامعین کو ساتھ لیے جاتے تھے۔ وہ دماغوں کو پرسش نہیں، پرستش سکھاتے تھے، انکے ہاں عقیدہ غالب تھا اور اس عقیدے ہی کے زور پر وہ دلوں کو شکار کرتے ہوئے، ایک شہسوار کی طرح اڑے چلے جاتے تھے۔ ان کی زبان ادیب کی، لہجہ خطیب کا اور اسلوب شاعر کا تھا۔ [1]

آج فارسی اور عربی کا ذوق ناپید ہے، نتیجہ معلوم کہ اردو بھی فصاحت سے محروم ہوگئی ہے، اب جا، کل آ، ڈرمت قسم کی زبان فضیلت کا نشان بنی ہوئی ہے۔ زبان ہی نہیں ذہن بھی بگڑ چکے ہیں اور خود غلط، املا غلط، انشاء غلط، قسم کے لوگ ''سخنان وقت'' بنے ہوئے ہیں۔

آج دانشور'' کا لفظ اپنا مفہوم کھو چکا ہے اور ہر وہ شخص جو فکری صالحیت سے تہی اور اعتدال واحتیاط کے تقاضوں سے بے نیاز ہو، دانشور کہلا رہا ہے۔ لبرل ازم کی آڑ میں اسلام اور شعائر اسلام کی توہین نابغہ ہونے کی دلیل بنی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ ایسے ہی بے دین و دانش لوگ، سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نکتہ چیں رہتے اور

---

[1] ابوالکلام آزاد: امام عشق وجنوں ڈاکٹر سید عبداللہ، میرامن سے عبدالحق تک ۱۹۶۵ء

maarfat.com

اہل مغرب کے ہاں ''ابوالحکم'' سمجھے جاتے ہیں۔ نتیجہ بہر کیف دنیاوی اور اخروی رسوائی ہے۔ یہ بے بصر، آنکھیں رکھتے تو دیکھتے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت دیکھ کر تو خود عظمت کا معیار قائم کیا جاتا ہے۔ اسی عظیم و جلیل شخصیت نے دانش و حکمت کے بارے میں فرمایا ہے...... رأس الحكمة مخافة الله

گویا دانش کی اصل اور اس کا سرچشمہ، اللہ کا خوف ہے۔ دانشوری اسی سے پھوٹتی اور اسی سے بال و پر لیتی ہے۔ یہ حدیث اس زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہے جو ہمیشہ سچائیوں ہی کے لئے کھلتی تھی۔ گویا دانشور وہ ہے جس کی نگاہوں میں حیا کی معصومیت، دل میں ایمان کی حلاوت اور اعمال میں خشیت الٰہی کی جھلک موجود ہو۔ آپ جانتے ہیں کہ ماضی میں حمد و نعت کو صنف سخن بھی نہیں سمجھا جاتا تھا اور اسلامی ادب کو رجعت پسندی قرار دیا جاتا تھا خواہ اس میں فکر کی کتنی ہی لطافتیں اور انشاء کی کتنی ہی نظافتیں موجود ہوں۔ مقام شکر ہے کہ آج ہر قلم، حمد و نعت کی توفیق مانگ رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ ''دانشور'' وہی ہے جو قلم کی عصمت کو قائم رکھتا اور لفظوں کو بے آبرو ہونے سے بچاتا ہے۔ کیونکہ خدا کا خوف، قلم اور قدم دونوں کو بے مہار نہیں ہونے دیتا۔

حضرت خطیب الاسلام کے رشحات خامہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے لبریز ہیں۔ ان میں بیان حسن بھی ہے اور حسن بیان بھی۔ اکثر مقامات پر لفظ ماء تسنیم میں ڈوبے ہوئے اور آب کوثر سے دھلے ہوئے لگتے ہیں۔ فکر کی یہ کشود اور لفظوں کی یہ کشید، انفرادی کاوش کا نتیجہ کم اور عطائے محبوب زیادہ ہے۔

لفظ جب تک وضو نہیں کرتے
ہم تری گفتگو نہیں کرتے

اور جسے نگاہ ناز، آشنائے راز بنا لے، اس کی خوبی قسمت میں کون سا شک باقی رہ جاتا ہے۔ ولولہ اور جذبہ، عشق اور آشفتگی ہی سے پروان چڑھتا ہے۔ کہیں آشفتگی، مجاز

marfat.com

کی پرفریب وادیوں میں بھٹک کر، عمر بھر بے مزہ رہ کر دم توڑ دیتی ہے اور کہیں حقیقت کی ایک جھلک پا کر، ایمان وایقان کی دلیل بن جاتی ہے کہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتی اور اسیر و نخچیر ہو کر بھی یوں پرسکون رہتی ہے

ع جیسے اک زخمی پرندہ آشیاں تک آ گیا

''عشق کے مذہب کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ خلا میں معلق نہیں رہ سکتا۔ اس کو اپنی نمود کے لئے کسی نشانے یا موضوع کی ضرورت ناگزیر ہے۔ اسی سے ان تمام پرستشوں اور عبادتوں کا آغاز ہوا، جو مختلف مسلکوں اور مشربوں سے وابستہ ہیں۔ مجازی دل بستگیوں سے لے کر عشق حقیقی کی انتہائی پیچیدگیوں تک اس راستے میں اتنی رنگا رنگیاں ہیں کہ قلم ان کے استقصاء پر قادر نہیں۔[1]

''عشق کے اسی جذبے نے حضرت خطیب الاسلام کو عمر بھر بے چین رکھا اور بالآخر عمر بھر کی بے قراری کو گنبد خضریٰ ہی کے خنک سائے میں قرار آیا اور وہ ہر ساعت اس بات کے آرزومند رہے کہ سکون و عافیت کے اس ماخذ تک ہر ایک کی رسائی ہو جائے اور ہر زخم خوردہ کو یہ احساس ہو جائے کہ یہی وہ دیوار ہے جس سے ہر دکھتی ہوئی پیٹھ ٹیک لگا سکتی ہے۔

خود وقت کو ملتا ہے سکوں ان کی گلی میں
سنتے ہیں وہاں گردش ایام نہیں ہے

ان مضامین میں مغربی حکماء کے حوالے بھی ملیں گے اور اس امر کا ثبوت بھی کہ ان کی سرگرداں عقل جس منزل تک آج پہنچی ہے، اس کی نشاندہی صدیوں پہلے عرب کے اس عظیم وجلیل امی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کر دی تھی جو فی الحقیقت علم کا شہر تھا۔ جو مقام تکمیل سے بولتا تھا اور جس کی بات کو کسی مشاہدے، کسی تجربے اور کسی نتیجے کی

---

[1] ابوالکلام آزاد امام عشق وجنوں، ڈاکٹر سید عبداللہ، میر امن سے عبدالحق تک ۱۹۶۵ء

marfat.com

حاجت نہ تھی۔ ان مضامین میں دور حاضر کی فلسفیانہ موشگافیوں پر شریعت وطریقت کا تفوق، مغلوب گماں دلوں کو یقین کی سرخوشی عطا کرتا ہوا ملے گا۔ صاحب تحریر کی سعی یہی ہے کہ تن کی دنیا میں الجھے ہوئے لوگوں کو، من کی دنیا کے اس سرور سے آشنا کیا جائے جو دنیاوی رعنائی اوراخروی سرخروئی کا دیباچہ ہے۔

اشک عنابی سلامت، چشم پر خون چاہئے
غازۂ جاں کی بدولت چہرۂ گلگوں چاہئے

یہ امر وجہ انبساط ہے کہ جس طرح زندگی میں سبھی مکاتب فکر، صاحبزادہ سید فیض الحسن علیہ الرحمہ کے قدردان تھے، اسی طرح ان کے یہ مقالات بھی، اپنے اندر کوئی ایسی اختلافی بات نہیں رکھتے جس سے کسی جبیں پر کوئی شکن ابھرے۔ انہوں نے کہیں بھی حکایت کو شکایت نہیں بننے دیا...... جہاں تک طریقت کا تعلق ہے، سچے تصوف کا منکر کوئی بھی نہیں ہے، کیونکہ راستہ دکھانے والے کی ضرورت ہر دور کے ہر مسافر کو رہی ہے۔ سبھی کے اسلاف، مرشد کی ضرورت، ذکر کی اہمیت، مراقبے کی محویت اور عرفان کی عظمت کے گرویدہ رہے ہیں۔ افسوس کہ شوق بے معرفت نے ذوق حقیقت کو دھندلا دیا ہے اور سچ کے پہچان بھی مشکل ہوگئی ہے۔

کسی کی زلف پریشاں، کسی کا دامن چاک
جنوں کو لوگ تماشا بنائے پھرتے ہیں

بات اسی تماشے سے بگڑی ہے اور ردعمل بسا اوقات شدت اختیار کر جاتا ہے ورنہ حق، حسن اور خوشبو کو کسی اشتہار کی حاجت نہیں ہوتی کہ

ع قبائے گل میں، گل بوٹا کہاں ہے

''مقالات خطیب الاسلام'' کی بیشتر تحریریں اپنے اندر رواروی اور بے ساختگی کی کیفیت لیے ہوئے ہیں، محسوس ہوتا ہے کہ دل میں کوئی لہر اٹھتی ہے اور کاغذ پر نقش

marfat.com

ہو جاتی ہے۔لوگ انہیں اصرار کے ساتھ لے جاتے تھے تو ہزاروں دل ان کی گفتار کے نرغے میں ہوتے تھے۔وہ بات سے بات پیدا کر کے سامعین کو ہنساتے، رلاتے اور تڑپاتے چلے جاتے تھے۔''مقالات خطیب الاسلام'' ایک انتہائی ''تیز گفتار'' اور سیف زبان مقرر کے لفظ لفظ کو زنجیر کرنے کی ایک کامیاب سعی ہے کہ وہ تو ہوا کی چال چلتے اور خوشبو کے لہجے میں بولتے چلے جاتے تھے۔اب یاد ہی باقی رہ گئی ہے ......

جن کے سائے میں صبا چلتی تھی
پھر نہ وہ لوگ پلٹ کر آئے

''خطیب الاسلام حضرت صاحب زادہ فیض الحسن ایک روح دلنواز ...... ایک گلشن لازوال اور ایک پیکر جمال وکمال تھے ...... وہ آسمان خطابت کا نیر تاباں ...... ہمت و جرأت کا کوہ گراں ...... محبت ومروت کا تابندہ نشاں ...... علوم طریقت کا بحر بیکراں ...... اور سادات کے قافلے کے حدی خواں تھے۔[1]

کاش وہ اپنی کیفیات، اپنے تجربات اور اپنے حالات ارادی طور پر سپرد قلم کر جاتے تو مستقبل کے مؤرخ کو ماضی کے حقائق تک پہنچنے میں بہت آسانی ہوتی۔

یہ مقالات اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی تک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفعتوں سے لے کر اولیائے کرام کی عظمتوں تک کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ان کے مطالعہ سے ایک مسلمان کے دینی شعور کو پختگی، ایک ادیب کے ذوق فن کو آسودگی اور ایک فلفی کی سرگرداں عقل کو منزل کی سرخوشی ملے گی۔اس میں ذوق نظر کے بہت سے زاویے اور نشاط روح کی بہت سی کیفیتیں جلوہ گر ہیں، اسے نہ اہل نظر، نظرانداز کر سکیں گے، نہ تماشائی۔

انداز ہیں جذب اس میں سب شمع شبستاں کے
اک حسن کی دنیا ہے خاکستر پروانہ

---

[1] پاسدار ختم نبوت ابوالبیان علامہ محمد سعید احمد مجددی ارمغان فیض ص: ۴۵، ۱۹۹۱ء

الغرض، حسن کا اظہار، لطیف لہجے میں ہوتو وہ ادب کہلاتا ہے گویا ادب وہ حقیقت ہے جو حسن میں بستی ہے اورادب کا مقصود، قاری کو ذہنی سرخوشی دے کر، اس کی روح مین مضمر جمالیاتی احساس کو گدگداتا ہے۔ جمالیاتی ادب کے یہی وہ سلسلے ہیں جو شررلکھنوی سے شروع ہوتے سجاد حیدر یلدرم، نیاز فتح پوری اور خلیقی دہلوی کے ہاں سنورتے، ابوالکلام آزاد، ظفرعلی خاں اور صلاح الدین احمد کے ہاں نکھرتے اور صاحبزادہ سید فیض الحسن کی ذات میں دمکتے اور آخری لپک لیتے محسوس ہوتے ہیں۔

ان کے نقوش زبان وقلم کا یہ تحفظ ایک قابل قدر ادبی اور دینی کارنامہ ہے۔ اظہار وبیان کو جمالیاتی کیف بخشنے والے ادیب وخطیب کم وبیش ناپید ہوچکے ہیں...... نتیجہ معلوم کہ قارئین وسامعین کے ذوق سلیم کی نہ تشکیل ہورہی ہے نہ تربیت، نہ تعمیر ہورہی ہے نہ تہذیب۔ جس نثر میں فکراور نظر کی سنگت ہو، منطق، شعریت کے ساتھ ہم آغوش ہو، دل اور دلیل کا ایک حسین امتزاج ہو، وہ اپنے قارئین سے بھی ذوق کی انتہائی پاکیزگی کی طلب گار رہا کرتی ہے،[1] ''صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمہ کے اٹھ جانے کے بعد، معلوم ہوتا ہے کہ اب فطرت نے وہ سانچا ہی توڑ دیا ہے۔ جس میں ادب کی شگفتگی اور فکر کی شادابی ڈھلا کرتی تھی۔ اب وہ لوگ کہاں جن کی شکوہ گفتار اور جن کے اعتبار کردار کے سامنے وجدان وشعور دونوں دوزانو ہوجایا کرتے تھے......

دور دور تک سناٹا ہے

ضرورت جتنی جتنی بڑھ رہی ہے صبح روشن کی
اندھیرا اور گہرا ۔ اور گہرا ہوتا جاتا ہے

---

[1] اردو نثر کی تاریخ میں مولانا ابوالکلام آزاد کا عہد: پروفیسر صدیق الرحمان قدوائی مولانا ابوالکلام آزاد، شخصیت اور کارنامہ: خلیق انجم ۱۴۰۷ھ ص ۳۳۴

خطیب الاسلام قدس سرہٗ

کی

بذلہ سنجی

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہٗ ایک جامع الصفات شخصیت تھے۔ آپ ایک بلند پایہ خطیب، عظیم المرتبت قائد، مدبر سیاستدان اور شریعت وطریقت کا بحرِ بیکراں تھے۔ ان گوناگوں خوبیوں کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت کا ایک انتہائی شاندار پہلو شگفتہ بیانی اور بذلہ سنجی بھی تھا۔ دوران تقریر اور نجی محافل میں جب آپ اپنی شگفتہ بیانی کا اظہار فرماتے تو محفل کو کشتِ زعفران بنا دیتے اور مزاج کی لطافت ان کے کلام وبیان سے ظاہر ہوتی۔ مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق اس کی چند مثالیں نذر قارئین ہیں

۞ ...... ۱۹۶۱ء کو جمعیت علماء پاکستان کے ایک جلسہ میں بحیثیت مرکزی صدر اپنے پہلے خطاب میں ملاں اور مسٹر پر اس انداز سے گفتگو فرمائی کہ نفس مسئلہ بھی بیان ہوگیا اور بذلہ سنجی کا کمال بھی نظر آیا ...... فرماتے ہیں

marfat.com

ہم تو ہیں ملاں، مولوی نہیں، انگریزی آتی ہو پھر بھی ملاں، کیونکہ داڑھی رکھ لی ہے۔ میں لیکچر دوں انگریزی میں...... میں ہوں ایم۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی (پنجاب) پھر بھی ملاں...... اور میرے بابو جی میٹرک میں دس دفعہ فیل ہو جائیں پھر بھی بابو۔

مجھے حدیث آئے...... تو ملاں

مجھے فقہ آئے...... تو ملاں

میں بی۔اے پاس کرلوں...... تو ملاں

ایم۔اے کی ڈگری میرے پاس ہو...... تو ملاں

آثار قدیمہ کا ترجمان...... کیونکہ داڑھی رکھ لی...... اور بابو جی کو کچھ نہ آئے...... جیب خالی ہو...... دماغ بھی خالی ہو...... دل بھی خالی ہو...... پرائمری میں نو دفعہ فیل ہو جائے پھر بھی جنٹلمین [1]

۞......۱۹۶۱ء میں جب حکومت نے عائلی قوانین کا بل پاس کیا تو ماڈرن خواتین اور بیگمات نے جلوس نکال کر شدید ردعمل ظاہر کیا...... اس پر حضرت خطیب الاسلام نے انتہائی شگفتہ تجزیہ فرمایا...... ملاحظہ فرمائیں!

آج ہماری بہنوں کا دماغ خراب ہو گیا۔ جب ہم نے یہ کہا کہ عائلی قانون کو منسوخ کردو، منسوخ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ سارا قانون منسوخ کردو بلکہ جو اس میں غیر اسلامی دفعات ہیں وہ نکال دو۔ تو میری بہنوں کا دماغ خراب ہو گیا۔ انہوں نے جلوس نکالے، یہ خلوت کو چھوڑ کے جلوت میں آگئیں، انہوں نے پردے اٹھا دیے اور سرخی پاؤڈر لگا کے، مسلح ہو کے میدان میں آ کے انہوں نے اعلان کر دیا!

---

[1] خطبات خطیب الاسلام، زیر تدوین

marfat.com

اگر ایک دن کے لئے حکومت ہمیں دے دی جائے تو ہم ہر مولوی کو
گولی مار دیں۔ تم نے پڑھا ہو گا اخباروں میں
تو میں نے کہا میری بہنو! اگر سارے مولوی مر گئے تو تمہارے نکاح
کون پڑھائے گا؟۔ [1]

✡ ...... ایک اور واقعہ جو کہ حضرت خطیب الاسلام نے اپنی تقریر میں بیان فرمایا اسے پڑھیے۔ چھوٹے چھوٹے اور دلکش جملوں میں آپ کو منظر کشی کا کمال بھی نظر آئے گا اور شگفتہ بیانی کا جمال بھی۔

اور جب تم شادی پہ چلے، دھوم دھام کے ساتھ چلے ...... بینڈ بجا کے
چلے ...... سہرے باندھ کے چلے ...... گھوڑے پہ سوار ہو کے چلے ...... اعلان
عام کر کے چلے ...... جب گھر میں پہنچے ...... نکاح کا وقت آیا ...... تو مولوی
صاحب نے کہا ...... برخوردار ذرا کلمہ تو پڑھو؟
لڑکے کو پسینہ آ گیا ...... اختلاجِ قلب شروع ہو گیا ...... پیپلائزیشن
آف ہارٹ (Peplization of Heart) کا دورہ پڑا لڑکے کو ......
لڑکا فلگوں سا ہو گیا ...... لڑکا جھک گیا ...... لڑکا شرما گیا اور بالکل البیلی
دوشیزہ کی طرح ...... وہ سہا ہوا بیٹھا ہے ...... اب سر نہیں اٹھاتا ...... اور آپ
جیسے تجربہ کار بزرگ قریب بیٹھے تھے، جو اس منزل سے گذر چکے ہیں۔
انہوں نے کہا مولوی صاحب
لڑکا بڑا حیادار اے ...... شرمندہ اے پیا ...... تسیں کلمے پڑھ چھڈو وہ
نوجوان اس لئے نہیں شرماتا ...... اسے اس لئے پسینہ نہیں آتا کہ میں نکاح
کرنے چلا ہوں ...... ارے پسینہ اس بات پر آتا ہے کہ مسلمان ہو کے

---

[1] خطبات خطیب الاسلام، زیر تدوین

marfat.com

مجھے کلمہ بھی نہیں آتا۔

۞ حضرت خطیب الاسلام اپنی قوم کے کردار کے متعلق احساسات درد بیان کرتے ہیں جس میں فلسفہ وحکمت اور فکرو شگفتگی کا حسین منظر سامنے آجاتا ہے ..... ملاحظہ ہو

میرے دوستو! میری قوم کا کریکٹر اتنا خراب ہوگیا ہے کہ لوگ زندہ لوگوں کے ساتھ چار سو بیس کرتے ہیں تم مردے کے ساتھ چار سو بیس کرتے ہو۔ مردہ سامنے رکھا ہے ..... بے وضو جاتے ہیں ..... جو پتلون پہن کر جاتا ہے ..... وہ وضو کر ہی نہیں سکتا۔

اس کے عشرے میں ٹیڈی پتلون جو کہ انتہائی تنگ ہوتی تھی اس پر آپ دلچسپ تبصرہ یوں فرمایا

مجھے پتلون سے کوئی بیر نہیں ..... بڑا شریف لباس ہے ..... اور پھر آجکل کے جو ٹیڈی بوائے ..... تنگ پتلون پہنتے ہیں۔ سبحان اللہ

وہ تو بڑی آرام دہ ہے ..... ایک قسم کی پردہ پوشی ہے ..... اس سے جسم کے خدوخال نمایاں نہیں ہوتے ..... اور پھر کوئی ذرا Relax کرنا چاہے تو وہ کرنے ہی نہیں دیتی۔

اور پھر لباس کا اثر ہوتا ہے ..... جیسا لباس ہوگا ..... ویسا حال ہوگا لباس کا سائیکولوجیکل اثر (Pscylogical effect) ہوتا ہے لباس کا نفسیاتی اثر ہوتا ہے۔

اب تم ڈھیلا لباس پہن کے دیکھو شریعت کے مطابق نماز میں جاؤ ..... اور تم ٹیڈی بوائے کا لباس پہن کر دیکھو تو پھر اسی طرح کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ان کے مطابق مزاج میں آجائیں گے ..... لباس کا

۔ حضرت خطیب [illegible]

marfat.com

اثر ہوتا ہے...... تم ایک داڑھی رکھ کر دیکھ لو...... کئی قسم کی حیا تمہارے ذہن میں پیدا ہو جائے گی۔ [1]

۞...... کامونکی میں علامہ عبداللطیف چشتی، علامہ محمد شفیع، مفتی حبیب اللہ کے پاس آپ تشریف فرما تھے اور کھانے کا وقت تھا۔ آپ نے مفتی صاحب کی طرف اشارہ کرکے اور بذلہ سنجی کرتے ہوئے فرمایا

مفتی صاحب آپ فتوی تو دے سکتے ہیں مگر بوٹی کا انتخاب نہیں کر سکتے۔ [2]

۞...... اہل سنت کی محافل دینیہ میں اکثر اختتام پر میٹھی شے حلوہ وغیرہا تقسیم کیا جاتا ہے دیگر گروہ اس پر بھی فتوے لگاتے ہیں اسی بات کو جب حضرت خطیب الاسلام نے اپنی زبان معجز بیاں سے ادا فرمایا تو شگفتہ بیانی کی بہار آ گئی...... ملاحظہ ہو

ارے ہم پر جو بڑے بڑے الزام ہیں ان میں سے ایک کبیرہ الزام یہ ہے کہ سنی مولوی حلوہ کھاتے ہیں۔ حلوہ کھانے کے لئے یہ گیارہویں کا انعقاد کرتے ہیں اور جب حلوہ کھانے کو جی چاہتا ہے تو یہ ختم کا مسئلہ شروع کر دیتے ہیں تاکہ یہ حلوہ کھائیں۔

اور اصلی بات یہ ہے کہ جی ان کا بھی کرتا ہے مگر ان کو ملتا نہیں...... جب ملتا نہیں تو وہ ہمارا حلوہ دیکھ سکتے نہیں...... پھر یہ نہیں کہتے ہیں ہمیں بھی کھلاؤ...... وہ کہتے ہیں یہ کیوں کھاتے ہیں؟

مجھے تکلیف کیا ہے؟ مجھے تو تم سے ہمدردی ہے۔ اے کاش تم محبت کے ساتھ ہمارے قریب آ کے حلوے کا نسخہ پوچھتے، حلوہ تمہیں بھی مل جاتا۔ ارے اعتراض کرنے سے حلوہ دور جاتا ہے...... اور اعتراف کرنے سے قریب آتا ہے۔ خدا کی قسم! ارے میرا تجربہ تو یہ ہے کہ حلوہ ہمارے پیچھے

---

[1] خطبات خطیب الاسلام، زیر تدوین [2] بروایت محمد حنیف ورک، اسلام آباد

marfat.com

پیچھے بھاگتا ہے۔ آگے پیچھے بھاگتا ہے خدا سے دعا کرتا ہے!

مولا میری قسمت اچھی ہو جائے اگر کسی سنی کے منہ میں پڑ جاؤں

حلوہ دعائیں کرتا ہے کہ میں کسی بدذوق کے منہ میں نہ پڑوں۔ اس لئے کہ ہر منہ حلوہ کھانے کے قابل نہیں۔

حلوہ خوردن را روئے باید

حلوہ دعا کرتا ہے کہ مجھے سنی کے منہ میں ڈالنا...... اس لیے ہم جہاں جاتے ہیں حلوہ ہی حلوہ اور میرے ساتھ تو حلوے کو ایسی محبت ہے خاص طور پر...... مجھے نہیں چھوڑتا۔ مجھے رغبت حلوے سے نہیں میں نمکین چیز پسند کرتا ہوں۔

۞ جب میں تحریک ختم نبوت میں قید ہو گیا ہم سکھر جیل میں تھے...... قید تنہائی تھی...... گرمی کا موسم تھا...... چاولوں کی روٹی ہمارے سامنے آئی...... تو روٹی بڑی خشک تھی۔ گلا بھی خشک تھا...... سکھر کی گرمی تھی...... جب نوالا ڈالا...... تو نوالا حلق میں اٹکا...... تو نہ لوہے کے چنے چبانے پڑے...... نہ اُگلتے بنے...... نہ نگلتے بنے...... نہ اندر جاتا ہے نہ باہر آتا ہے...... میں بڑا پریشان ہو گیا۔

ارے ہم گندم کی روٹی کھاتے ہیں...... اُبلے ہوئے چاول تو کھاتے ہیں لیکن چاول کی روٹی ہم نے کبھی نہیں کھائی۔ جب نوالہ حلق میں اٹک گیا...... تو جب وہ باہر نکلا تو میرے دل میں خیال آیا کہ دُنیا والوں کے ہاں جاتے ہیں تو حلوے کھاتے ہیں...... آج کملی والے کے نام پر اس کے مہمان بن کے آئے ہیں اگر چاہے تو حلوہ یہاں بھی کھلا سکتا ہے......

میرا عقیدہ تھا میں نے نوالہ رکھ دیا...... میرے ساتھ مولوی ''دوسرے'' بھی تھے...... اُنہوں نے کہا کھاتے کیوں نہیں؟

marfat.com

میں نے کہا آپ کو معلوم ہے میں سُنّی ہوں اور میں حلوہ کھانے کا عادی ہوں...... میں گیارہویں دلواتا ہوں ...... اور حلوہ کھاتا ہوں میں تو یہاں بھی حلوہ کھاؤں گا ...... غوث پاک کا صدقہ کھاؤں گا ...... خواجہ اجمیری کا صدقہ کھاؤں گا ...... شیخ مجدد کا صدقہ کھاؤں گا ...... اور کملی والے کے قدموں کے طفیل کھاؤں گا ...... حلوہ تو میں یہاں بھی کھاؤں گا۔

تو اُنہوں نے کہا چل بے چل ...... جیل ہے مریدوں کا گھر نہیں ...... یہ جامعہ رضویہ لائل پور نہیں ...... حزب الاحناف کا دفتر نہیں ...... یہ جیل ہے یہاں حلوہ نہیں مل سکتا۔

میں نے کہا جناب میرا عقیدہ یہ ہے کہ وہ نہ بھیجے تو اس کی اپنی مرضی ...... لیکن فرمانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ ہے۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِم" وَاللّٰہُ یُعْطِی

تقسیم کرنے والا میں ہوں دینے والا وہ ہے۔

جب ساری کائنات میں تقسیم کرنے والا وہ ہے۔ جو مختارِ کل ہے ہر کسی کی ضرورت کو جانتا ہے اگر تقسیم کرنے والا سب کی ضرورتوں کو نہ جانے تو تقسیم غلط ہو جائے گی ارے تقسیم کنندہ وہ ہو سکتا ہے جو سب کی ضرورت کو جانتا ہے اور جب کملی والا ہر چیز کو تقسیم کرنے والا ہے تو کملی والا بھی سب کی ضرورت کو جانتا ہے اور سب کی ضرورت کو جو جانتا ہے وہ غیب بھی جانتا ہے۔

تو میں نے کہا میرا ایمان ہے کہ وہ بھیج سکتا ہے چاہے بھیجے ...... چاہے نہ بھیجے۔ میں مجبور تو نہیں کر سکتا ...... لیکن چاہے تو جیل میں بھی حلوہ بھیج سکتا ہے۔

marfat.com

انہوں نے کہا کہ کیوں بھوکے مرنے لگے ہو؟ روٹی چپکے سے کھالو...... حلوہ یہاں کہاں آئے گا؟

میں نے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں، آتا ہے یا نہیں آتا۔ میں نے ایک دِن کھانا نہ کھایا۔ دوسرے دِن نہ کھایا...... تو وہ جناب میرے گلے کا ہار ہوگئے۔ چیں بچیں ہوکے...... مجھ کو تاڑا...... مجھ کو گھورا...... کہنے لگے۔ مرجاؤ گے تم بھوکے۔

اللہ کی قسم! دو دِن کے فاقے کے بعد بھی میرے دِل میں کوئی ہچکچاہٹ نہ پیدا ہوئی اور میرے یقین نے کہا کملی والا ہر جگہ حاضر و ناضر بھی ہے...... مختارِ کل بھی ہے...... اور تقسیم کنندہ بھی ہے جس کو چاہے...... جتنا چاہے...... جو چاہے...... پہنچا سکتا ہے۔ میں نے کہا کملی والے میں تو حلوہ ہی کھاؤں گا

جیل سپرنٹنڈنٹ بہت سخت تھا...... وہ سندھی تھا...... اُس کو چن کر لگایا کہ مولوی کا مزاج صاف کرو...... مولوی قابو آ گیا...... ایسا صاف کرو کہ پھر یہ ختم نبوت کا نام نہ لے۔ اب ہمیں گھورتا ہے جس طرح قصائی بکرے کو دیکھتا ہے وہ ہمیں گھور گھور کے دیکھتا ہے...... ہمیں تنگ کرتا ہے...... بات بات پہ ہم سے اُلجھتا ہے...... اُس کی ایک بچی تھی دو سال کی۔ بڑی پیاری پیاری...... بھولی بھالی بچی۔

میرے دوستو! ابوالکلام کیا بات کہہ گئے؟ انہوں نے کہا کہ اگر دنیا میں دو چیزیں نہ ہوتیں اگر ایک بچے نہ ہوتے اور ایک پھول نہ ہوتے تو دُنیا رہنے کے قابل نہ ہوتی۔ بچے کی معصومیت غم غلط کرتی ہے اور پھولوں کی بو باس جو ہے جو دل میں تفریح پیدا کرتی ہے۔

ارے ہمیں سال بھر ہوگیا...... بچہ دیکھے دیر ہوگئی...... جی چاہا بچے کی

marfat.com

زیارت بھی کرلوں معصومیت کے پیکر کو دیکھ لوں کیونکہ اُس میں تکلف نہیں ہوتا۔ بناوٹ نہیں ہوتی اس کی دو سال کی ایک لڑکی تھی...... قدرت خدا کی بچی بیمار ہوگئی ...... بچی بلکتی ہے ...... بچی اینڈھتی ہے ...... بچی مچلتی ہے ...... بچی روتی ہے ...... بچی چپ نہیں کرتی ...... انہوں نے برومائیڈ دیا ...... بچی روتی ہے ...... انہوں نے مارفیا کا ٹیکہ لگایا ...... بچی روتی ہے ...... انہوں نے جھنجھنا دیا ...... بچی روتی ہے ...... انہوں نے گولی دی ...... بچی روتی ہے بچی چپ نہیں کرتی ...... تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ہر طرف سے فیل ہو گئے تو اس کی بیگم صاحبہ نے بلایا صاحب! ادھر آ ؤ

ہمیں بڑے گھورتے تھے سپرنٹنڈنٹ صاحب، بڑے جابر تھے، اور بڑے چیں بچیں ہوتے تھے، جب آتے تھے تو ماشاءاللہ بڑے گھور گھور کے دیکھتے تھے۔ جب اس نے بلایا تو مجھے معلوم ہوا بڑے برخوردار شوہر ہیں۔

اس نے بلایا صاحب! ادھر آ ؤ، کہنے لگا حضور حکم! کہنے لگی! میری بچی چپ نہیں کرتی، معلوم ہوتا ہے کہ اسے نظر بد ہوگئی، میں نے سنا ہے جیل میں کچھ مولوی آئے ہیں، جا کے پوچھ کوئی جھاڑ پھونک بھی جانتا ہے؟

ہوگیا حلوے کا انتظام ...... بن گیا کام

اَب جناب! پہلے تو گھور گھور کے آتا تھا، چیں بچیں ہو کے آتا تھا ...... مگر جب اگلے دن آیا تو لجالجا کے دیکھتا ہوا ...... شرما شرما کے دیکھتا ہوا ...... دزدیدہ نگاہوں سے دیکھتا ہوا ...... گردن کو جھکائے ہوئے آتا ہے۔

اُذلِ جفا سے شرم سراپا بنے ہوئے
وہ آج کل ہیں جانِ تمنا بنے ہوئے

اپنی غلطیوں پر شرماتا ہوا ندامت کا پیکر بنا ہوا آرہا ہے

maktabah.org

میں نے سمجھا آج کچھ واقعہ ہے جو شرماتا ہوا آ رہا ہے...... کچھ بات ہے۔

وہ اتفاق سے پہلے ان مولویوں کے پاس آیا...... وہ...... وہ بھی...... تھے کہنے لگا مولوی جی، کوئی جھاڑ پھونک جانتے ہو، دَم درود جانتے ہو؟ کہنے لگے توبہ، شرک، شرک، بدعت، بدعت۔

وہ سپرنٹنڈنٹ بڑا گھبرایا، اتفاق سے وہاں میرا اک اور دوست تھا میں اس کا نام نہیں لیتا آدمی بڑا با ذوق تھا مگر...... اُن میں سے...... نہ تھا اور ہم میں سے بھی نہ تھا۔

اس نے سپرنٹنڈنٹ سے پوچھا کیا پوچھتے ہو؟

کہنے لگا...... کوئی دَم درود والا بھی ہے؟

اس نے میری طرف اشارہ کیا کہ وہ پیر صاحب بیٹھے ہیں

وہ میرے پاس آ گیا اور کہنے لگے مولانا! آپ دَم درود بھی کرتے ہیں؟

میں نے کہا...... بھی نہیں...... ہم دَم درود ہی کرتے ہیں اور کچھ نہیں آتا۔

ہم نے پوچھا کیا ہوا

کہنے لگا، میری دو سال کی بچی ہے، اس کو نظر بد لگ گئی۔

جب اس نے بچی کی نظر بد کا نام لیا تو میں سمجھ گیا کہ حلوے کا پروگرام بن گیا۔

قربان جاؤں آقا کملی والے تم پر، وہ جب دِلوانے پہ آتا ہے

ہے عیاں یورشِ تار تار کے افسانے سے

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

وہ جب دِلوانے پہ آتا ہے تو دُشمن سے بھی دِلوا دیتا ہے۔

میں نے کہا، واہ کملی والے...... جب آپ حلوہ دِلوانے پہ آئیں تو جو ہمارا حلوہ بند کرنے آیا...... جس نے ہماری ناکہ بندی کر دی...... جس نے ہمارا کھانا پینا بند کر دیا...... جب آقا دِلوانے پہ آتا ہے تو اس کے گھر سے ہی

marfat.com

دِلوادیتا ہے۔

میں نے کہا ...... بچی کو لاؤ۔

وہ بچی کو لایا تو بچی روتی ہے بچی بلکتی ہے ...... بچی ...... ہے، بچی ٹانگیں پھیلاتی ہے ...... بچی چپ نہیں کرتی۔

جب بچی میرے سامنے آئی تو دو سال کی بڑی پیاری بچی تھی، میں نے بچی کو گود میں اٹھایا اور خدا کی قسم

بچی روتی روتی فوراً چپ ہوگئی ...... میں نے اس کے کان میں صرف درود خضری پڑھا تھا ...... بچی روتی ہوئی آئی تھی ...... مسکراتی ہوئی گئی ......

شام ہوئی اچانک نفیس کھانے کی خوشبو محسوس ہوئی۔ ہمارے مشام جاں کو معطر کرنے لگی ...... وہ بھی چوکنا ہو گئے ...... میں بھی چونک گیا ...... کیا دیکھا سپرنٹنڈنٹ کا ملازم تھال ہاتھوں میں اٹھائے ...... کپڑے سے ڈھانپے آرہا ہے ...... مسحور کن خوشبو ہوا کے دوش پر سوار ہمارے پاس پہنچی ...... وہ چلتا چلتا انہیں چھوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا ...... پیر صاحب آپ کو بیگم صاحبہ نے سلام کہا اور کہا ہے کہ آپ کا کھانا اب ہمارے گھر سے آئے گا ...... کھانا میرے سامنے رکھا ...... میں زیرِ لب ختمات پڑھنے لگا ...... وہ میری حرکات غور سے دیکھنے لگے۔

جب رہا نہ گیا تو میرے پاس آئے اور پوچھا حضرت یہ کیا ہے؟

میں نے کہا دیکھے لذیذ کھانا ہے اور حلوہ بھی ہے

انہوں نے پھر پوچھا یہ ہے کیا؟

میں نے کہا ...... یہ غوث پاک کی گیارہویں کا لنگر ہے ...... یہ سن کر تھوڑے سے بدکے ...... اک کونے میں جا کر بیٹھ گئے ...... آپس میں گفتگو

marfat.com

کرنے لگے......پھر میرے پاس آئے اور کہا ہم نے کافی تحقیق کی ہے......غوث پاک کی گیارہویں کا لنگر کھا لیا جائے......تو کوئی مضائقہ نہیں۔

میں نے کہا بسم اللہ آیئے اور کھایئے......انہی کے نام کے صدقے تو ہمیں حلوہ ملتا ہے۔ [1]

زیرِ نظر سطور میں آپ کی حیات طیبہ سے صرف واقعات پیش کیے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ کی تمام تر زندگی شگفتگی اور شیفتگی کا خوبصورت مظہر تھی آپ شگفتہ مزاج ضرور تھے مگر کبھی بھی اپنی گفتگو کو بے وقار نہ ہونے دیا۔ آپ کے پروقار اور جلال آفریں سراپا سے جب ظرافت و بذلہ سنجی کے پھول جھڑتے تو حاضرین و سامعین دیر تک ان کی مہک محسوس کرتے۔

---

[1] خطباتِ خطیب الاسلام، زیرِ تدوین

marfat.com

خطیب الاسلام قدس سرہٗ
بحیثیت ہومیو پیتھک معالج

ڈاکٹر احمد حسین
پرنسپل ہومیو پیتھک میڈیکل کالج لاہور

دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ کارہائے نمایاں انجام دینے والی عظیم ہستیاں دنیا کے سامنے ہمیشہ بطور نمونہ پیش کی جاتی رہی ہیں اور آنے والی نسلیں ان کے اخلاق و کردار کو اپنی زندگی کے لئے لائحہ عمل بنا کر زندگی کو مفید اور کامیاب بناتی رہی ہیں۔ ایسی رہبر و رہنما ہستیاں اگرچہ جسمانی طور پر نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں لیکن اپنے نیک اعمال اور سیرت و کردار کے اعتبار سے ہمیشہ زندہ و تابندہ رہتی ہیں۔

دنیا فانی ہے اور دنیا کی ہر چیز فانی ہے، لیکن انسان جو اشرف المخلوقات ہے اپنے حسن کردار اور اعلیٰ اخلاق، پاکیزہ صفات اور بہترین حسن سلوک کی وجہ سے لوگوں کے دلوں پر اپنے نقوش چھوڑ جاتا ہے جو تا قیامت نہیں مٹتے۔ اگرچہ وہ اس دنیائے فانی سے خود رخصت ہو جاتا ہے لیکن اس کی پاکیزہ سیرت کا نقش تاریخ کے صفحات پر قائم و دائم رہتا ہے اللہ کے پیارے اور نیک بندوں اور ولیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے انہی نیک بندوں میں حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ بھی

marfat.com

تھے، جو آج اگرچہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں لیکن اپنی پاکیزہ سیرت اور حسن کردار کی بدولت وہ لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ان کی باتیں ہمارے لئے مشعل راہ بنتی رہیں گی اور انہی عظیم خدمات انسانی کی بدولت انسانوں میں ان کا ذکر جمیل ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

صاحبزادہ سید فیض الحسن ایک عظیم روحانی پیشوا تھے، ایک عظیم مفکر و شاعر تھے، ایک عظیم ادیب اور فلسفی تھے، ایک عظیم خطیب اور مقرر تھے، لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ وہ ایک عظیم ہومیو پیتھ بھی تھے۔

صاحبزادہ صاحب ہومیو پیتھی کے ان چند درخشاں ستاروں میں سے تھے، جن کی ضیا پاشیوں سے دکھی اور بیمار دنیا ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں تقریباً نصف صدی تک فیض یاب ہوتی رہی۔ صاحبزادہ صاحب کو ہومیو پیتھی سے سچی محبت اور لگاؤ تھا۔ جس طرح حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب نے اپنی انتھک جدو جہد اور تقریر و تحریر کی صلاحیتوں سے دین متین اور مسلک حقہ کی بے پناہ خدمات انجام دیں۔ اسی طرح آپ نے ہومیو پیتھک علاج کو بھی عوام الناس سے روشناس کرانے کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں، کیونکہ ہومیو پیتھی طریق علاج انسانیت کی بہترین خدمت کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے۔

صاحبزادہ صاحب ہر دکھی اور مصیبت زدہ حاجتمند کو جہاں عظیم روحانی فیض عطا فرماتے، اس کے ساتھ ہی ہومیو پیتھی کی میٹھی میٹھی گولیوں کی پڑیا بھی دم کر کے عنایت فرماتے، جو بے حد فیض بخش ہوتی اور مریضوں کے دکھوں کا مداوا کرتی۔

ان کے عقیدت مند دور دراز سے اپنے بچوں کو لے کر آتے اور تعویذ کے ساتھ ہی کیمومیلا، بیلاڈونا اور کلکیریا فاس کی گولیاں بھی حاصل کرتے۔ اس طرح صاحبزادہ صاحب نے ہومیو پیتھی کو دور دراز دیہات میں بھی متعارف کرایا۔ بلاشبہ ہومیو پیتھی

marfat.com

صاحبزادہ صاحب کی ہمیشہ ممنون رہے گی۔

بچوں کے امراض کے سلسلے میں کیمومیلا اور بیلا ڈونا قبلہ صاحبزادہ صاحب کی پسندیدہ ادویہ میں سے تھیں۔ ہومیو پیتھی کی یہ موثر اور شفا بخش دوائیں اور پھر صاحبزادہ صاحب کی روحانی شخصیت، سونے پر سہاگہ اسی کو کہتے ہیں۔

صاحبزادہ صاحب ہومیو پیتھی کے محافظ و مجاہد کی حیثیت سے گوجرانوالہ شہر میں فن کی بے لوث خدمت میں آخری دم تک مصروف رہے۔ آپ نے ہومیو پیتھی کی بقا اور تشہیر کے لئے کئی ایک فنی تنظیموں میں بطور سربراہ اور رکن رکین کی حیثیت سے شمولیت فرمائی اور یہ سلسلہ ان کے وصال تک قائم رہا۔

موصوف ہومیو پیتھک علاج معالجہ کے سلسلے میں وسیع تر تجربہ رکھتے تھے۔ پیہم مطالعہ اور ریاضت سے انہوں نے اس فن میں یدطولی حاصل کرلیا تھا میں نے اکثر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب مرحوم کی کتاب انتخاب الادویہ ان کے میز پر رکھی دیکھی۔ چند ایک اور کتب ہندو مصنفین کی بھی ان کے پاس تھیں۔ صاحبزادہ صاحب مریض کو دم کرتے کرتے باتوں ہی باتوں میں مریض سے تمام علامات پوچھ لیتے اور فوراً باریک باریک گولیوں پر مبنی پڑیا بنا کر مریض کے حوالے کر دیتے۔ مریض کمال عقیدت اور یقین کے ساتھ دوالے جاتے اور دوبارہ جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو یقیناً دوا اور دعا سے ان کو فائدہ ہو چکا ہوتا۔ ان کے پاس بیٹھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کو روحانیت میں کمال عطا کیا ہے اسی طرح ہومیو پیتھک ادویہ میں استعمال کا ملکہ بھی وافر عطا فرمایا ہے بلاشبہ لوگوں کو ان کے ہاتھ سے شفا عطا ہوتی تھی۔

دکھی انسانیت کو بذریعہ روحانیت علاج مہیا کرنا ان کی زندگی کا نصب العین تھا اور وہ اس طریق علاج سے لوگوں کی خدمت کو عبادت کا درجہ دیتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب کا سفر آخرت جہاں سب لوگوں کے لئے غم کا باعث بنا ہے وہاں دکھی اور

marfat.com

پریشان حال لوگوں کے لئے بھی ایک ناقابل تلافی نقصان۔

آپ ملنساری، خوش اخلاقی، زہد وتقویٰ کا اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔ آپ ایک عالم باعمل، مصنف، شاعر، مقرر اور ایک بلند پایہ ہومیو پیتھ تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے جانشین کو ان کا حقیقی وارث بنائے۔ آمین [1]

---

[1] ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام نمبر اپریل مئی ۱۹۸۲ء، ص ۱۲۹، ۱۳۰

marfat.com

اولادِ امجاد

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ' کی اولاد امجاد میں پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے

۱..... صاحبزادہ سید خالد الحسن شاہ قدس سرہ'

۲..... صاحبزادہ سید زاہد الحسن شاہ قدس سرہ'

۳..... صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ المعروف ظاہرے شاہ

۴..... صاحبزادہ سید سجاد الحسن شاہ

5..... صاحبزادہ سید برکات الحسن شاہ

صاحبزادہ سید خالد الحسن شاہ قدس سرہ'

آپ کا ذکر خیر آئندہ صفحات پر آرہا ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ مدظلہ العالی

آپ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ' کے فرزند سوم ہیں آپ کی ولادت ۲

marfat.com

فروری ۱۹۴۲ء کو آلو مہار شریف میں ہوئی۔

تعلیم

جب سن شعور کو پہنچے تو یہی دھرتی آپ کی مادرِ علمی بنی، آپ نے ابتدائی تعلیم آلو مہار شریف میں ہی حاصل کی اور میٹرک کے بعد مرے کالج سیالکوٹ میں فسٹ ائیر میں داخلہ لے کر اپنی تعلیمی زندگی کا اگلا دور شروع کر دیا۔

سیاسی زندگی

آپ کو اللہ ربّ العزت نے خدمت خلق کے جذبے بڑی فراوانی سے عطا کیے ہیں اور یہ جذبے اندر ہی اندر انگڑائیاں لیتے رہے۔ ملکی حالات اور معاملات کو دیکھتے تو دل میں یہ شوقِ خدمت مزید اُبھرتا۔ آپ نے ۱۹۶۲ء کے بعد اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا اور سب سے پہلے ۱۹۶۴ء کے بلدیاتی الیکشن میں حصہ لیا اور یونین کونسل کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ یہ میدانِ سیاست میں آپ کا پہلا قدم تھا آپ نے اپنے علاقے میں بھرپور محنت کی اور میدان سیاست میں فعال ہو گئے۔

۱۹۶۴ء کے بلدیاتی الیکشن کے بعد جب قدم آگے بڑھا تو چار سال تک آپ ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر رہے اس کے بعد تین دفعہ MPA کے الیکشن میں حصہ لیا اور دو دفعہ MNA کا انتخاب لڑا۔ یہ اللہ ربّ العزت کا فضل اور آباؤ اجداد کی نگاہوں کا فیض تھا کہ آپ ہر مرتبہ کامیاب ہوئے۔

ازدواجی زندگی

۱۹۸۲ء میں آپ کی ازدواجی زندگی کا آغاز ہوا۔

marfat.com

حرمین طیبین کی حاضری

کون ہے جو محمد عربی علی صاحبہا الصلوٰت کا کلمہ بھی پڑھے اور ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کی تڑپ اور اس کی قلق اپنے دل میں محسوس نہ کرے۔ یہی سرمایہ ایمان ہے یہ تڑپ صاحبزادہ سید افتخار الحسن مدظلہٗ کو بھی ورثہ میں ملی۔

اولاً خاندانی وراثت

ثانیاً خاندانی ونسبی تعلق

سادات عظام میں بالخصوص یہ تڑپ ہمہ دم موجزن رہتی ہے کہ کب اپنے جد امجد اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بندہ نواز میں حاضری نصیب ہو چنانچہ آپ نے پانچ مرتبہ حرمین طیبین کی حاضری کی سعادت حاصل کی آپ کو اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت کی توفیق بھی ارزانی ہوئی۔

سرہند شریف حاضری

قیوم زمانی، محبوب سبحانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس بارگاہ میں حاضری ہر اہل دل کی تڑپ اور اس کے دل کی آواز ہے۔ چونکہ نقشبندی مجددی فیض گھٹی میں ملا تھا اور توجہات آباؤ اجداد کے ذریعے یہ رنگ اور بھی گہرا ہوتا گیا۔

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک کے ایام میں آپ متعدد بار سرہند شریف میں حاضری سے بہرہ اندوز ہو چکے ہیں اور کئی دفعہ سرکاری طور پر قافلہ سالار بھی متعین ہوئے۔

یہاں یہ امر بھی یقیناً قابل ذکر ہے کہ جب آپ سرہند شریف لے گئے تو بعض عمر رسیدہ سکھ بڑی محبت اور عقیدت کے جذبات لے کر آپ کو ملنے آئے اور

marfat.com

آپ کی زیارت کی۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ تقسیم ہند کے وقت جب ضلع سیالکوٹ کے سکھ نقل مکانی کر کے انڈیا جارہے تھے تو اس وقت آپ کے والد ماجد حضرت خطیب الاسلام قدس سرہٗ نے ان سکھوں کی جانوں کو بچایا اور انہیں بحفاظت سرحد پر پہنچا کر خلق محمد کا عملی نمونہ دکھایا تھا۔

لہٰذا جب انہیں اس یہ خبر ملی کہ سرزمین آلومہار شریف کا فرزند ارجمند ان کے دیس میں آیا ہے تو وہ اظہار تشکر کے لئے آپ سے بصد شوق ملاقات کے لئے آئے۔

اولادِ امجاد

مجاہد ملت صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ مدظلہ کو اللہ نے ایک بیٹا اور تین بیٹیوں سے نوازا ہے آپ کے صاحبزدہ والا شان کا اسم گرامی ''سید عطاء الحسن شاہ'' ہے جو کہ تا حال زیر تعلیم ہیں۔

آپ بڑے مہمان نواز، کریم النفس، عظمت اسلاف کی روشن تصویر اور خانوادۂ آلومہار کا افتخار ہیں۔ آپ کی ذات میں خاندانی وجاہت بھی ہے اور آبائی شرافت بھی۔ اپنے آباؤ اجداد کی یادیں تازہ رکھنے اور آستانہ عالیہ کی رونقیں برقرار رکھنے میں آپ کا کردار سورج سے زیادہ روشن ہے سالانہ اعراس مقدسہ میں دور ونزدیک سے آنے والے ہزاروں زائرین کے قیام و طعام، جملہ موسمی تقاضوں اور اعراس مقدسہ کے جملہ انتظامات آپ خندہ پیشانی سے کرتے ہیں نیز آستانہ عالیہ آلومہار شریف کی تمام تر نگرانی کے فرائض آپ خود ہی سرانجام دے رہے ہیں۔

خلفاء عظام

حضرت خطیب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے چند خلفائے عظام کے اسماء گرامی

marfat.com

- صاحبزادہ محمد فیض علی فیضی (راولپنڈی)
- ابوالبیان علامہ محمد سعید احمد مجددی (گوجرانوالہ)
- مولانا حافظ فیض رسول نقشبندی چشتی (ملتان)
- صاحبزادہ سید نذیر احمد شاہ مجددی (درمان)
- خلیفہ علم الدین نقشبندی مجددی (سمندری)
- صوفی محمد یونس نقشبندی (دوبرجی آرائیاں ضلع سیالکوٹ)
- صوفی غلام حسین مجددی (وحدت کالونی لاہور)
- صوفی نعمت علی مجددی (نواں کوٹ لاہور)
- صوفی عبدالرحمن مجددی (مریدکے)
- صوفی شیخ منیر احمد نقشبندی قادری (گوجرانوالہ)
- میاں محمد یونس نقشبندی (شرقپور شریف)
- مولوی محمد یعقوب قریشی (گوجرانوالہ)
- صوفی اللہ بخش مجددی (شکرگڑھ)[1]

---

1. ماہنامہ ضیائے حرم، خطیب الاسلام نمبر شمارہ اپریل، مئی ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۳

marfat.com

764-A

مرقد انور ...... پیر طریقت حضرت خواجہ سید خالد حسن شاہ نقوی قدس سرہ

marfat.com

764-B

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جامع مسجد نقشبندیہ مجددیہ آلومہار شریف کے مینار کا

سنگ بنیاد

بہ سعی و اہتمام

صاحبزادہ حضرت سید افتخار الحسن شاہ

صاحبزادہ حضرت سید مرتضیٰ امین شاہ

بدست اقدس

شارح مکتوبات امام ربانی شیخ طریقت حضرت علامہ

ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی مدظلہ

بتاریخ ۱۹ اگست ۲۰۰۱ء بروز جمعرات بوقت ۱۱ بجے دن۔ ۲۸ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ

منجانب ایاران طریقت خدام آستانہ عالیہ آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ

جامع مسجد آلومہار شریف کے پرشکوہ مینار کے کتبہ سنگ بنیاد کا عکس

marfat.com

جانشین خطیب الاسلام، پیر طریقت

حضرت صاحبزادہ سیّد خالد حسن شاہ مجددی قدس سرہٗ

ولادت

آپ کی ولادت ۱۹۳۴ء کو جلال پور شریف اپنے ننھیال میں ہوئی۔ جلال پور شریف سلسلہ چشتیہ کا ایک نامور خانوادہ ہے۔ صاحبزادہ سید خالد حسن شاہ قدس سرہ کے نانا محترم کا اسم گرامی پیر طریقت سید مظفر علی شاہ ہے جو کہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ جلال پور شریف تھے۔ اپنے علاقہ میں یہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کا نامور آستانہ ہے جن کی نسبت سیال شریف سے ہے۔ اسی بناء پر حضرت خطیب الاسلام اپنے بڑے اس بیٹے کے بارے میں فرمایا کرتے تھے

کہ میرے اس بیٹے کو دو طرف سے فیض ملا ہے۔ ددھیال کی طرف سے نقشبندیہ اور ننھیال کی طرف سے چشتیہ فیض ہے یہ دو فیضوں سے معمور ہے۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم شہر گوجرانوالہ میں حاصل کی۔ میٹرک کے بعد اسلامیہ کالج گوجرانوالہ اور پھر مرے کالج سیالکوٹ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ کالج کی

marfat.com

تعلیم کے دوران نصابی و غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ اسلامیہ کالج میں آپ کی صلاحیتیں اس وقت ظاہر ہوئیں جب آپ کو سٹوڈنٹ یونین کا جنرل سیکرٹری چن لیا گیا اور آپ نے یہ ذمہ داری بطریق احسن نبھائی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جب حضرت خطیب الاسلام اور دیگر قائدین تحریک ختم نبوت کو ملک کے مختلف شہروں میں گرفتار کر لیا تو آپ نے بحیثیت جنرل سیکرٹری طلباء میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کو ابھارا، اور کالج میں جلسے جلوسوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ طلباء کے ان جلوسوں کی قیادت حضرت صاحبزادہ سید خالد حسن شاہ قدس سرہ فرما رہے تھے، جس نے شہر گوجرانوالہ کی انتظامیہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان جلوسوں پر شدید لاٹھی چارج ہوا لیکن آپ کی قیادت میں طلباء کے حوصلے پست نہ ہوئے۔ بالآخر آپ کو دیگر طلباء کے ہمراہ گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیا۔ اس واقعہ سے اہل بصیرت پر واضح ہو گیا کہ حضرت صاحبزادہ سید خالد حسن شاہ قدس سرہٗ اپنے عظیم المرتبت والد حضرت خطیب الاسلام قدس سرہٗ کی طرح انقلابی فکر کے حامل تھے اور تحفظ عقیدہ کیلئے سر دھڑ کی بازی لگانے کو بھی تیار تھے۔

بیعت وتربیت

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ دینی و روحانی اُمور میں وہی آپ کے مربی تھے۔ دینی علوم پر دسترس کے لئے ان کی وسیع و عریض لائبریری سے بھی استفادہ کیا آپ کی زندگی کا بہت سا حصہ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے ہمراہ روحانی و سیاسی دوروں میں گزرا۔ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ نے اپنے دورِ اواخر میں آپ کو فرمایا

میرا دِل چاہتا ہے کہ تم منزلِ سلوک کو عملی طور پر طے کرو اور جس کو مناسب سمجھے

marfat.com

ہو، اپنا شیخ بنالو۔

تو آپ نے عرض کیا ..... حضور! آپ سے زیادہ میری رُوحانی تربیت کے لئے اور کوئی مناسب نہیں ہے۔ میں آپ ہی سے نسبت حاصل کروں گا ..... پھر آپ نے حضرت خطیب الاسلام قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

اَزدواجی زِندگی

۱۹۷۳ء میں آپ رشتہ اَزدواج میں منسلک ہوئے۔ حضرت خطیب الاسلام نے اپنی سگی بھانجی کے ہاں آپ کا رشتہ طے کیا۔ آپ کے سسرال کا تعلق جڑانوالہ سے ہے۔

عملی زندگی

بی اے کے بعد پہلے آپ نے ایک چھوٹا سا کاروبار شروع کیا جب منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم بن رہے تھے تو ورلڈ بنک نے ان کی نگرانی کے لئے اپنے تین دفاتر پاکستان میں قائم کئے تو ایک دفتر کے منیجر حضرت صاحبزادہ سید خالد حسن شاہ قدس سرہٗ تھے۔ جب یہ پراجیکٹ ختم ہوئے تو ورلڈ بنک کے سربراہ نے آپ کو بڑے اصرار سے کہا کہ آپ مالیاتی اُمور کو انتہائی بہترین طریقے سے سرانجام دیتے ہیں آئیے ہمارے ساتھ امریکہ چلیں مگر آپ نے انکار فرما دیا۔

بعدازاں ایک حیدری کوآپریٹو سوسائٹی تھی اس میں بھی مالیاتی ماہر کی حیثیت سے کام کیا کچھ عرصہ سعودی عرب میں جا کر بھی کاروبار کیا مگر خاندانی اُمور کی وجہ سے

marfat.com

جلد واپس آنا پڑا۔

نیابت

آپ کو بار بار حضرت خطیب الاسلام اپنا قائم مقام بنا کر روحانی وتبلیغی دوروں پر بھیجتے۔ ایک مرتبہ گورالہ شریف نزد شکر گڑھ میں سالانہ عرس کی محفل تھی اور حضرت خطیب الاسلام اپنی زندگی میں کبھی اس محفل سے غیر حاضر نہ ہوتے۔ جب حضرت خطیب الاسلام ہسپتال میں داخل تھے تو پھر آپ کو وہاں بھیجا اور ایسا بارہا ہوا حتیٰ کہ منگل اور بدھ کو حضرت خطیب الاسلام دربارِ عالیہ خواجہ رُکن الدین (متصل کلاں قبرستان) میں بطور ہومیو پیتھک ڈاکٹر آپ بیٹھتے تو ایامِ مرض میں آپ ہی کو وہاں پر بھیجتے۔

ایک پُرلطف واقعہ یوں بھی پیش آیا کہ حضرت خطیب الاسلام صحت یاب ہو کر دوبارہ وہاں تشریف فرما ہوئے تو ایک بی بی آئیں آپ نے اُسے دوا لکھ دی تو اس نے اصرار کیا حضور! جو آپ کے بیٹے نے دوا لکھی تھی مجھے تو وہی چاہیے اس موقع پر خطیب الاسلام نے فرمایا میرے بیٹے کے ہاتھ میں مجھ سے زیادہ شفا ہے۔

سجادہ نشینی

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ آستانہ عالیہ آلو مہار شریف کو روحانی سطوتوں کے امین ٹھہرے۔ "حضرت خطیب الاسلام کے چہلم کے موقع پر پیر طریقت عاشق حسین زیب سجادہ سہند شریف، پیر محمد کبیر علی شاہ چورہ شریف، پیر الطاف حسین نتھیال شریف، حضرت پیر سید برکات احمد شاہ جلال پور شریف سمیت کئی نامور مشائخ نے آپ کے سر پر دستارِ سجادہ نشینی رکھی۔ آپ کا انتخاب اتفاق رائے سے کیا گیا اور تمام مشائخ مشترکہ طور پر آپ کے سر پر دستار لپیٹتے رہے۔ یہ منظر

marfat.com

اتنا وجد آفریں اور کیف پرور تھا کہ الفاظ و زبان سے باہر ہے۔ [1]

دستار بندی کے بعد جب آپ کو دعوتِ خطاب دی گئی تو آپ کے چند ہی منٹ کے خطاب کو سن کر مجاہدِ ملت مولانا عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمہ پکار اُٹھے

''ان میں تو اپنے آباؤ اَجداد کے فیضان کا بھرپور اَثر موجود ہے۔''

حضرت صاحبزادہ سید خالد حسن شاہ قدس سرہ نے اپنے ایک انٹرویو میں فرمایا

''والد صاحب قبلہ ہی میرے مرشد اور اُستاد تھے، میری زندگی کا بہت سا حصہ والد صاحب کے ہمراہ رُوحانی و سیاسی دوروں میں گزرا۔ اب اس عظیم روحانی گدی کی سجادہ نشینی کا بوجھ میرے کندھوں پر ڈال دیا گیا ہے تو میں جملہ مشائخ و علماء کرام، اپنے والدِ مرحوم کے محبانِ خاص اور اپنے خاندان کے متعلقین سے عرض گزار ہوں کہ وہ میرے حق میں خصوصی دُعا فرمائیں تاکہ میں اپنے عظیم اَسلاف کے نقشِ قدم پر چلتا ہوا ان کے مشن کو زِندہ رکھ سکوں اور اپنے پدرِ بزرگوار کی تعلیمات کی روشنی میں بھرپور کردار اَدا کر سکوں۔

میرے والدِ محترم پاسبانِ ناموسِ رسالت اور عظیم محبِ وطن تھے۔ میں ان کا بیٹا ہوں اور ختم نبوت پر میرا ایمان محکم اور غیر متزلزل ہے۔ مجھے جب کبھی قوم نے پکارا یا ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مجھے کسی قسم کی قربانی پیش کرنا پڑی تو میں اس سے کبھی گریز نہیں کروں گا ..... اور اپنے خاندان کے رُوحانی متعلقین کی اصلاحِ قلوب اور تربیت کے لئے اسلاف کے طریقِ حیات کی پیروی کروں گا۔

میں نے جب سے یہ ذمہ داری سنبھالی ہے اپنے آپ میں عجیب تبدیلی رُونما ہوتے پا رہا ہوں۔ میں اپنی زندگی کو عشقِ رسول میں بسر کرنا سعادت سمجھتا ہوں۔ [2]

---

[1] ماہنامہ ضیائے حرم۔ خطیب الاسلام نمبر ص ۱۵۵۔ شمارہ اپریل مئی ۱۹۸۴۔ لاہور

[2] ماہنامہ ضیائے حرم۔ ص ۱۴۴۔ شمارہ اپریل مئی ۱۹۸۴ء

marfat.com

آپ کا اندازِ تبلیغ ناصحانہ تھا۔ محافل ذِکر و فکر میں لوگوں کو شمولیت پر پابندی کا درس دیتے۔ آپ فن خطابت سے منسلک نہ ہوئے اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے والد گرامی نے اپنی حیاتِ ظاہری میں ہی آپ کو منع فرما دیا تھا۔ حضرت خطیب الاسلام کے وہ جملے کچھ یوں ہیں...... فرمایا

بیٹا ساری عمر میں سیاسی و مذہبی تحریکات کی پیشوائی کی وجہ سے مصروف رہا اور مریدوں کو وقت نہ دے سکا۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے پاس رہو اور ہر مرید کی بات سنو اور اُن پر توجہ دو۔ فن خطابت کی ضرورت نہیں بلکہ مریدوں کی دِلجوئی مقصود ہے۔''

ایک مرتبہ شارحِ مکتوباتِ امام ربانی حضرت علامہ محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ نے خطیب الاسلام کانفرنس منعقدہ جامع مسجد نقشبندیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں آپ کو دعوتِ خطاب دِی اور اُصرار فرمایا کہ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے حوالے سے کچھ کلمات اُدا فرمائیں تو آپ کھڑے ہوئے اور بہ چشم نم فرمایا

میرے والدِ بزگوار کا مقام اِتنا بلند ہے کہ جب میں اُسے دیکھنے لگتا ہوں تو اپنی ٹوپی پر ہاتھ رکھ لیتا ہوں کہ مبادا گر نہ پڑے۔ آپ مجھ سے یہ توقع نہ کریں کہ میں ان کا خلاپُر کرسکوں گا اور ان کے مقام پر متمکن ہو جاؤں گا۔ وہ پیر تھے، میں تو ان کا مرید ہوں۔

قوتِ بیان

گو کہ آپ نے میدانِ خطابت میں اپنے والدِ بزرگوار کے حکم پر قدم نہ رکھا مگر حضرت خطیب الاسلام کے اعجازِ نطق کا عکس آپ کی گفتگو میں نمایاں نظر آتا تھا۔ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ آپ کے متعلق فرماتے تھے کہ

marfat.com

کہ میرے طرزِ تکلم کی صلاحیت میرے تمام بیٹوں میں سے بڑے بیٹے سید خالد حسن کو پہنچی ہے۔

اکثر اوقات جب آپ دُعا کرتے تو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ مسلسل آپ کے ہاتھ اُٹھے رہتے اور انتہائی فصیح و بلیغ اور پُر تاثیر دُعا فرماتے کہ لوگ اَشک بار ہو جاتے اور محفل پر ایک وجد کا سا سماں طاری ہو جاتا۔ برق رفتاری سے الفاظ کو انتہائی احسن طریقے سے ادا کرنا آپ کی دُعاؤں کا خاصہ تھا۔

توکل

صوفی محمد امین (خادم حضرت خطیب الاسلام) بیان کرتے ہیں کہ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کا وصال ہوا تو گھر کے مالی حالات کچھ مخدوش تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی حضور! اخراجات بہت زیادہ ہیں اگر آپ حکم دیں تو جو صاحب استطاعت مریدین ہیں اُن سے مالی معاونت کے بارے میں کہا جائے ......

یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا

''غیر اللہ پر تکیہ میرا طریق نہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ ہے اور وہی میرا حامی و ناصر ہے۔

اتباعِ سنت کا جذبہ

حاجی ممتاز احمد (داروغہ والا لاہور) بیان فرماتے ہیں کہ ہم میاں بیوی دونوں آپ کی زیارت کے لئے گوجرانوالہ آپ کی رہائش گاہ پر حاضر ہوئے تو آپ سادہ لباس میں ہاتھ میں کھرپہ لئے گھاس کاٹ رہے تھے۔ ہم نے جب آپ کو اس انداز میں دیکھا تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ہم نے عرض کی حضور ہم خادم حاضر ہیں آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا!

marfat.com

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پوری نہ کروں ...... وہ کون سا کام ہے جو میرے آقا نے اپنے ہاتھوں سے نہیں کیا؟۔

مختار احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بڑی منت سماجت کے بعد وہ کام اپنے ذمہ لیا۔ تو آپ نے ہمیں بطورِ تبرک اپنا سوٹ عطا فرمایا۔

فرمودات

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمول کم گفتن پر عمل فرماتے۔ ہمیشہ پُر مغز گفتگو فرماتے اور لایعنی گفتگو سے پرہیز فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے

۞ ...... مرشد اور مرید کا تعلق محبت الٰہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مرید وہ ہوتا ہے جو اپنے مرشد کی اطاعت کرتا رہے اور مرشد کے گفتار و کردار پر اعتراض نہ کرے بلکہ مرشد کے خلاف دِل میں وہم بھی نہ آنے دے اور مرشد وہ ہے جو اپنے مرید کو راہِ راست پر چلانے والا ہو۔

۞ ...... آپ اکثر فرماتے!

وہ پیر کیسا ہے جو اَمر بالمعروف وَنہی عنِ المنکر کی صلاحیت نہ رکھتا ہو؟۔

آپ اپنے مریدین کو تصورِ شیخ کرنے پر زور دیتے کیونکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت انعکاسی ہے۔ تصورِ شیخ کی برکت سے مرید اپنے شیخ کے کمالات بہت جلد جذب کر لیتا ہے۔

۞ ...... آپ فرمایا کرتے شیخ کی صورت اور کمالات کا تصور کرنے سے دِل میں محبت مرشد پیدا ہوتی ہے ...... نسبت قوی ہوتی ہے اور قوتِ نسبت سے بے شمار برکات حاصل ہوتی ہیں۔ تصورِ شیخ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یکسوئی میسر ہو جاتی ہے اور خطرات دفع ہو جاتے ہیں کیونکہ ایک خیال دوسرے خیال کا دافع ہوتا ہے۔

marfat.com

کرامات

صوفی ناہید الرحمٰن نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ موضع بعد رونیالا ہور ضلع فیصل آباد میں حاجی نظام دین کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر آپ تشریف لائے۔لوگوں کا ہجوم تھا اور آپ ایک کمرے میں تشریف فرما تھے کہ ایک مائی جس کی عمر تقریباً ساٹھ برس تھی، آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی ''حضور دُعا فرمائیں میرا بیٹا ڈکیتی کی واردات میں جیل گیا ہوا ہے آج اس کی تاریخ پیشی ہے۔'' آپ یہ سن کر جلال میں آئے اور فرمانے لگے

''میں کہتا ہوں اللہ اسے بھرپور سزا دے اتنی سزا دے کہ وہ یہ برا کام چھوڑ دے میں ڈاکوؤں کے لئے دعائیں کرنے نہیں آیا۔ چلی جاؤ یہاں سے نکل جاؤ۔

عورت کمرے سے باہر چلی گئی اور خوفزدہ ہوگئی ۔ پانچ منٹ کے بعد دوبارہ فرمانے لگے کہ اس مائی کو بلاؤ۔ مائی جب واپس آئی تو دیکھ کر فرمانے لگے کہ جاؤ آپ کا بیٹا بری ہو جائے گا لیکن آئندہ اس کی اصلاح کرنا۔صبح جب واقعی بری ہو گیا تو سب کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔

۞......محمد فاضل نمبردار (چک ۲۱۴ گ ب تحصیل سمندری) بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست جس کے کان میں مسلسل درد رہتا تھا، بڑے بڑے سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے علاج کروانے کے باوجود افاقہ نہ ہوسکا۔حضور سید خالد حسن شاہ قدس سرہ تشریف لائے تو اس شخص نے عرض کی...... ''حضور میرے کان میں شدید درد رہتا ہے۔'' آپ فرمانے لگے مجھے علم ہے کہ تین سال سے مسلسل آپ کے کان میں درد ہے لیکن اللہ کے فضل سے آج ختم ہو جائے گا۔آپ کا یہ کہنا ہی تھا کہ اس کے کان کو مکمل آرام آ گیا۔ وہ شخص حیرت میں ڈوب گیا کہ آخر انہیں علم کیسے ہوا کہ میرے کان میں تین سال سے درد ہے۔

marfat.com

۞ ...... محمد جمال الدین موضع مصطفیٰ آباد شکر گڑھ سے حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے مرید خاص تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ہمارے گھر تشریف فرما تھے ہمارے ہمسائے سے چند نوجوان اپنی ایک بیمار عزیزہ کو چارپائی پر ڈال کر لے آئے اور آپ کی خدمت میں فریاد کرنے لگے کہ یہ ہماری عزیزہ فالج کی مریضہ ہے اور عرصہ آٹھ سال سے اسی چارپائی پر ساکت حالت میں پڑی ہے آپ دُعا فرمائیں، خداوند اس کو صحت عطا فرمائے؟۔

آپ نے ایک گلاس میں پانی منگوایا اور اس عورت کے قریب جا کر اس پانی پر دَم فرمانا شروع کیا۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس پانی کا رنگ تیز سرخ ہو گیا ...... آپ نے وہ پانی اس عورت کو پینے کو دیا ...... اس کے بعد آپ نے اپنے لئے چائے منگوائی اور مصلیٰ پر بیٹھ کر چائے پینا شروع کر دی۔ جب چائے کا ایک گھونٹ باقی رہ گیا تو وہ بھی آپ نے اس عورت کی طرف بڑھا دیا۔ اس عورت نے وہ چائے کا ایک گھونٹ پی لیا اس کے بعد آپ نے زمین پر دسترخوان بچھوایا اور کھانا منگوا کر تناول فرمانے لگے۔ اسی اثناء میں آپ نے نگاہِ اُٹھا کر چارپائی پر لیٹی اس بیمار عورت کی طرف دیکھا اور فرمانے لگے

بی بی کھانا چارپائی پر کھاؤ گی یا ہمارے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھاؤ گی۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ عورت جو عرصہ آٹھ سال سے کبھی چارپائی سے نہ اُتری تھی خود بخود چارپائی سے اُتری اور آپ کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر پورے علاقے میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔

۞ ...... صوفی ناہید الرحمٰن نقشبندی بیان فرماتے ہیں کہ جب میرے والد محترم بابا عبد المجید کا انتقال ہوا تو حضور قبلہ پیر صاحب ان دِنوں لاہور میں تبلیغی دورے پر تھے۔ ہم نے اپنے پیر بھائیوں کو میت کے لئے تابوت لانے کو کہا۔ اُنہوں نے بڑی کوشش کی

marfat.com

لیکن کہیں سے بھی تابوت نہ مل سکا۔ آپ وفات کی خبر سنتے ہی تمام مریدین کے ہمراہ والد صاحب کا جنازہ پڑھانے کیلئے آ رہے تھے۔ صوفی محمد امین (خادم) بیان کرتے ہیں کہ فیصل آباد جیسے بڑے شہر میں بھی تابوت نہ ملا تو ایک جگہ پر آپ نے گاڑی روکنے کا حکم دیا اور فرمانے لگے یہاں سے تابوت کے بارے میں پوچھو۔ پوچھنے پر دکاندار نے جواب دیا کہ ایک تابوت بنا ہوا ہے وہ نہ جانے کس کا ہے اسے آپ لے جائیں ...... لہٰذا وہ تابوت خرید لیا گیا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سارے مرید حیرت میں ڈوب گئے کہ نہ تو سائز کا فرق ہے...... نہ تنگ ہے...... آخر مکمل تابوت کیسے مل گیا؟

۞ ...... صوفی ناہید الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ موضع دلم شریف تحصیل گوجرہ میں مولانا صوفی غلام حیدر کے ہاں محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور یومِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منایا جا رہا تھا وہاں آپ اسٹیج پر تشریف فرما تھے۔ محفل میں ایک آدمی پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ وہ آدمی وجد میں اتنا مستغرق ہوا کہ وہ تڑپ تڑپ کر اچھلتا اور کبھی نیچے آتا۔ اس پر صوفی غلام حیدر فرمانے لگے کہ انہیں قریب والے ساتھی پکڑ لیں ورنہ یہ مر جائے گا۔ آپ یہ بات سن کر مسکرائے اور دوبارہ اس آدمی کی طرف بھرپور نگاہ سے دیکھا تو وہ حالت وجد سے حالت صحو میں آ گیا۔

۞ ...... حاجی مختار احمد (آف داروغہ والا، لاہور) بیان کرتے ہیں کہ میرے نوجوان بیٹے کا ہاتھ خراب ہو گیا جس سے ہر وقت پیپ نکلتی رہتی اور اس کے سینے کی ہڈی بھی بڑھنا شروع ہوگئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے سارا معاملہ عرض کیا ...... تو آپ نے میرے بیٹے کی سینے کی ہڈی پر اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا کہ انشاء اللہ شفا ہوگی اور فرمایا کہ ہاتھ کا علاج ڈاکٹر سے جاری رکھیں۔ بیان کرتے ہیں کہ چند ہی دنوں میں میرا بیٹا جو اتنی شدید تکلیف میں مبتلا تھا، آپ کی دعاؤں سے شفایاب ہو گیا۔

marfat.com

✪ ..... حاجی مختار احمد ایسا ہی ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میری نوجوان بیٹی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا کہ جب اس کے دونوں پیروں سے رطوبت بہتی رہتی تو آپ کو عرض کی تو آپ نے بیٹی کے پیروں پر لعاب دہن لگایا تو کچھ ہی دِنوں میں بیٹی صحت یاب ہوگئی پھر اس کے بعد کبھی ایسی تکلیف نہیں ہوئی۔

✪ ..... زرینہ بی بی (آف داروغہ والا لاہور) بیان کرتی ہیں کہ میرے پیر و مرشد حضرت بابا عبدالمجید کا جب وصال ہوا تو میں اکثر روتی رہتی اور ہر وقت غمگین رہتی اور آپ کو اکثر یاد کرتی رہتی۔ ایک رات میں سو رہی تھی کہ آپ میرے خواب میں تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ ''تم ہر وقت روتی رہتی ہو چلو میں تمہیں آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے چلتا ہوں۔

زرینہ بی بی بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حضرت خواجہ سید چنن شاہ آلومہاروی، حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ اور حضرت پیر سید فیض الحسن شاہ بھی تشریف فرما ہیں۔

✪ ..... صوفی ناہید الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ آپ موضع بھکو یوالی ضلع فیصل آباد میں اکثر تشریف لایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جمعۃ المبارک کی نماز سے فارغ ہوئے تو سب گاؤں والوں نے مل کر عرض کی کہ حضور سخت گرمی ہے اور اس سال بارشیں بہت کم ہوئی ہیں اور ہماری فصلوں کا بھی نقصان ہو رہا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ رحمت کی بارش کرے۔ آپ مسکرائے اور فرمانے لگے

آپ کا خیال ہے کہ میں گھر تک نہ پہنچ پاؤں۔ مجھے تو گاؤں سے نکل جانے دو ابھی آپ گاؤں سے باہر تشریف لے کر ہی گئے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور گاؤں والوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔

✪ ..... محمد فاضل نمبردار (چک نمبر ۲۱۴ گ ب تحصیل سمندری) بیان کرتے ہیں کہ آپ

marfat.com

کے اخلاق اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ سب انسانوں کو برابر کا درجہ دیتے تھے۔محمد فاضل نے بیان کیا کہ ایک دفعہ آپ چک ۲۱۱ گ ب تشریف فرما تھے کہ خلیفہ اکبر صاحب نے طعام کا بندوبست کیا۔آپ جس کمرے میں تشریف فرما تھے وہاں کچھ اور احباب بھی بیٹھے ہوئے تھے چنانچہ خلیفہ اکبر صاحب نے کہا کہ باقی دوست کمرے سے باہر چلے جائیں۔اس پر دیگر دوستوں کے ساتھ آپ بھی باہر تشریف لے گئے۔خلیفہ اکبر صاحب نے یہ منظر دیکھ کر عرض کی کہ حضور ہم نے آپ کو نہیں بلکہ دیگر لوگوں کو کہا تھا...... جواب میں آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ بھی تو میرے ہی ہیں اور میرے ساتھ ہیں لہٰذا ان لوگوں کو بھی بلاؤ۔یہ آپ کے اخلاق کی اعلیٰ مثال ہے۔

✪......صوفی ناہید الرحمٰن نقشبندی (موضع چک نمبر ۵۱۸ گ ب تحصیل گوجرہ) بیان فرماتے ہیں کہ آپ جب پہلی مرتبہ میرے ہاں تشریف لائے تو میرے مکان ابھی کچے تھے میں نے عرض کی کہ حضور میری رہائش گاہ آپ کے شایانِ شان نہیں ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نانا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کیلئے ایسی ایسی جگہ پر بھی شب و روز گزارے ہیں جہاں ساری ساری رات میرے اوپر مٹی گرتی رہتی تھی۔میں مکانوں کو نہیں بلکہ لوگوں کی عقیدت و قلبی ذوق کو مدنظر رکھتا ہوں۔دین کی تبلیغ کے لئے خواہ مجھے کیسی ہی جگہ نصیب کیوں نہ ہو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔آپ کی نظروں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا سمایا ہوا تھا کہ دُنیاداری کو کبھی بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔

معمولات

آپ اپنے معمولات شریعت و طریقت باقاعدگی سے ادا فرماتے نماز فجر کے بعد ذکر نفی اثبات، دلائل الخیرات، حزب البحر، ذکر اسم ذات اور مراقبہ فرماتے۔

marfat.com

محافل ذکر میں ذکر خفی کثرت سے کرواتے اور اپنی بھرپور توجہ لوگوں کے دِلوں پر ڈالتے۔ ذِکر خفی کے دوران اکثر اوقات حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ کا کلام ''الف اللہ چنبے دِی بوٹی'' بڑے ذوق وشوق سے سنتے۔ دوران ذِکر اسم ذات کی ایسی ضرب لگاتے کہ لوگوں پر وجد طاری ہو جاتا اور آہوں اور سسکیوں کا عالم ہو جاتا۔

وصال پرُ ملال

سات سال کا مختصر عرصہ، مسند دعوت وارشاد پر فائزرہ کر اور اپنے بزرگوں کے فیض روحانیت سے لوگوں کو فیض یاب کرنے کے بعد بالآخر آپ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو بوقت عصر اس دُنیائے فانی سے عازمِ سفر آخرت ہوگئے۔ اِنا للہ وَاِنا اِلیہ رَاجعون

آپ کی نمازِ جنازہ اگلے دن صبح پہلے سینٹ جوزف ہائی سکول سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ میں اَدا کی گئی۔ آپ کے جسد خاکی کو آلومہار شریف لے جایا گیا، وہاں بھی نماز جنازہ ادا ہوئی۔ آپ کی قبر انور اپنے والد گرامی حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے مزار کے مغربی طرف ہے۔

اولاد امجاد

آپ کے اکلوتے شہزادے صاحبزادہ حضرت سید مرتضٰی امین شاہ مدظلہ ہیں ان کا تذکرہ آئندہ صفحات پر آرہا ہے جبکہ دو صاحبزادیاں بھی بقید حیات ہیں۔

خلفاء

آپ کے خلفاء میں حکیم مختار احمد مجددی (لاہور) اور ماسٹر محمد عبدالغفور مجددی شامل ہیں

marfat.com

پروردۂ آغوش ولایت، پیر طریقت
حضرت صاحبزادہ سیّد مرتضیٰ امین شاہ مدظلہ العالی

ولادت

آپ ۵ ستمبر ۱۹۷۵ء کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے کیونکہ آپ کا ننھیال جڑانوالہ ہے، بچپن کا کچھ عرصہ بھی وہیں گزارا۔

پروردۂ آغوش ولایت

آپ کی زندگی کے ابتدائی نو سال اپنے عظیم المرتبت دادا حضرت خطیب الاسلام قدس سرہٗ کی آغوشِ ولایت میں گزرے۔ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ آپ سے انتہائی محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت خطیب الاسلام نے آپ کو اپنی آغوش میں لیا اور آپ کی دو بہنوں کو دائیں بائیں بٹھایا اور اپنے بیٹے حضرت صاحبزادہ سید خالد حسن شاہ کو فرمایا

یہ میرے ہیں ان کو کسی دوسرے کے پاس نہ لے کر جانا۔

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے اس فرمان سے یہ مفہوم اُخذ ہوتا ہے کہ وہ

marfat.com

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے ترجمہ قرآن پاک کنزالایمان کو اس کی فنی واعتقادی خوبیوں کے پیش نظر پسند فرماتے ہیں۔

آپ صاحب تصنیف ہیں اور آپ کی دو کتب منظر عام پر آ چکی ہیں۔

۱.....علی مع الحق (مطبوعہ ۲۰۰۰ء)

یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل پر مشتمل ہے۔

۲.....شعائر الحق (مطبوعہ ۲۰۰۴ء)

اس کتاب میں آپ نے حضرت منصور حلاج کے فلسفہ "انا الحق" کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی تعلیمات کو بڑے ذوق سے پڑھتے ہیں اور اپنے عظیم المرتبت دادا حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کی طرح رُوحانی علوم میں آپ کی تسلی مکتوباتِ امام ربانی کے مطالعہ سے ہی ہوتی ہے۔

آغاز خطابت

آپ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہٗ کے پوتے ہیں جن کی خطابت ضرب المثل تھی وہی فیض خطابت آپ کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے ۲۰۰۲ء میں باقاعدہ خطابت کے میدان میں قدم رکھا یوں اپنے حسن تکلم سے مریدین ومتوسلین اور عوام کو دعوت قرآن سنت دے رہے ہیں۔

میدانِ سیاست میں

۲۰۰۲ء میں منعقدہ انتخابات میں آلو مہار شریف سے قومی اسمبلی کا انتخاب پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پلیٹ فارم سے لڑا اور کامیابی حاصل کی۔ ماشاء اللہ آج کل ایک سجادہ نشین اور سیاسی رہنما کی حیثیت سے عوام الناس کے رُوحانی وسیاسی

marfat.com

مسائل کو تندہی سے حل کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کے علم، عمل اور اِخلاص میں مزید اضافہ فرمائے۔

آمین

ازدواجی زندگی

آپ کی ازدواجی زندگی کا آغاز 2008ء میں ہوا۔ جب آپ کی شادی خانہ آبادی 27 اپریل کو اپنے چچا مجاہد ملت صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ مدظلہ کے ہاں قرار پائی۔ آپ کا نکاح حسب خواہش جانشین ابوالبیان صاحبزادہ پیر محمد رفیق احمد مجددی مدظلہ‘ نے پڑھایا۔ یاد رہے کہ آپ کے والد گرامی حضرت صاحبزادہ سید خالد حسن شاہ قدس سرہ‘ کا نکاح سراج العارفین ابوالبیان علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ‘ نے پڑھایا تھا۔

خلفاء

آپ اپنے آباء واجداد کے روحانی مشن کو بڑی تندہی ومحنت سے آگے بڑھا رہے ہیں۔ فیوضات تقسیم فرما رہے ہیں محافل ذکر وفکر کا خصوصی التزام فرماتے ہیں جن احباب کو دستارِ خلافت سے نواز چکے ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

- صوفی محمد بشیر نقشبندی (مان پور شکر گڑھ)
- صوفی محمد طفیل نقشبندی (بلال پور ضلع گوجرانوالہ)
- صوفی محمد ناہید الرحمن نقشبندی (چک نمبر ۱۸ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)
- صوفی محمد رشید نقشبندی (دلم شریف گوجرہ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد)
- ماسٹر محمد منیر نقشبندی (ڈسری شکر گڑھ)

marfat.com

- حافظ محمد یاسین نقشبندی (فتوال شکرگڑھ)
- محمد جمیل نقشبندی (فتوال شکرگڑھ)
- صوفی محمد بشیر نقشبندی (ملتری شکرگڑھ)
- مولوی محمد غوث نقشبندی (سہاری شکرگڑھ)
- ڈاکٹر محمد مسعود نقشبندی (اجلیانوالہ ضلع حافظ آباد)
- شیخ محمد حنیف نقشبندی (دیرکے بانٹھ ضلع حافظ آباد)
- ڈاکٹر محمد اسلم نقشبندی (چک نمبر ۷۴ ہارون آباد
- صوفی محمد خورشید نقشبندی (چک نمبر ۱۱ فقیروالی ضلع ہارون آباد)
- ذوالفقار علی نقشبندی مجددی (سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ)
- محمد زبیر نقشبندی (گکھڑ گوجرانوالہ)
- ماسٹر محمد عبدالحمید نقشبندی (بنی سلہریاں تحصیل پسرور)
- صوفی محمد راحت علی نقشبندی (چک نمبر ۷۳ ضلع اوکاڑہ)
- حاجی محمد نواز بھٹہ نقشبندی (ملتان)
- صوفی محمد اختر نقشبندی (سیالکوٹ)
- محمد آصف نقشبندی (وزیرآباد)

marfat.com

عالمی ادارہ تنظیم الاسلام